

ردِّ قادیانیت

رسائل

- مولانا صوفی ریاض الدین گیلانی مجدی
- جناب مہر عبدالرحیم چوہدری
- جناب منشی اللہ اختر بہاول پوری
- جناب سید محمد عارف احمد پوری
- حضرت مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی
- جناب پروفیسر سید محمود علی کوثر شاہ
- حضرت مولانا سید چراغ صاحب
- حضرت مولانا سید شامق احمد ہوتوی
- حضرت مولانا قاری حضرت گل بول
- حضرت مولانا عبدالرحمن فیصل آباد
- جناب پروفیسر ایم جے آغا خان
- حضرت مولانا عبدالحق رحیم یار خان
- حضرت مولانا سید مطیع الحق
- حضرت مولانا عالم دین حافظ آباد

احتساب قادیانیت

جلد ۵۲

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

عضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

احساب قادیانیت جلد باون (۵۲)	: نام کتاب
مولانا صوفی سید عبدالرحمن گیلانی مجددی	: مصنفین
جناب منشی اللہ دتہ بہاول پوری	
حضرت مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی	
حضرت مولانا محمد چراغ صاحب	
حضرت مولانا قاری حضرت گل بنوں	
حضرت مولانا عبدالرحمن فیصل آباد	
جناب پروفیسر ایم. جے آغا خان	
جناب مہر عبدالرحیم جوہر جہلمی	
جناب سید محمد غلام احمد پوری	
جناب پروفیسر سید محمود علی کپورتھلوی	
حضرت مولانا مشتاق احمد ہوتوی	
حضرت مولانا عبدالحق رحیم یارخان	
حضرت مولانا محمد مطیع الحق	
حضرت مولانا علم دین حافظ آباد	
۵۳۶	: صفحات
۳۵۰ روپے	: قیمت
ناصرزین پریس لاہور	: مطبع
مارچ ۲۰۱۳ء	: طبع اول
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان	: ناشر

Ph: 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۵۲

☆.....	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
.....۱	ختم نبوت المعروف ایٹم بم رحمانی بر عتق قادیانی	مولانا صوفی سید عبدالرحمن گیلانی مجددی	۹
.....۲	حالات قادیانی خلاف آیات آسانی (۱۹۰۱ء)	جناب فشی اللہ دتہ بہاول پوری	۲۹
.....۳	خنجر براہین ختم نبوت، بر گلوئے قادیانیت	مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی	۱۱۵
.....۴	چراغ ہدایت	حضرت مولانا محمد چراغ صاحب	۱۲۷
.....۵	قادیانی تحریک..... اسلام کے خلاف ایک سازش	حضرت مولانا قاری حضرت گل بنوں	۳۹۷
.....۶	تحفہ نعمانی، لفرقۃ القادیانی	حضرت مولانا عبدالرحمن فیصل آباد	۴۲۵
.....۷	ختم نبوت پر ایک نظر	جناب پروفیسر ایم۔ جے آغا خان	۴۳۳
.....۸	چار سوئیس نبی یعنی مرزا قادیانی کی فریب کاریاں	جناب مہر عبدالرحیم جوہر چھلمی	۴۴۵
.....۹	مجموعہ کفریات مرزا غلام احمد قادیانی واحکام مرتبہ قرآن رحمانی و ربانی	جناب سید محمد غلام احمد پوری	۴۵۳
.....۱۰	احمدیہ (اسلامی محاکمہ)	جناب پروفیسر سید محمود علی کپور تھلوی	۴۶۱
.....۱۱	مرزا کا چہرہ اپنے آئینہ میں	حضرت مولانا مشتاق احمد، ہوتوی	۴۸۳
.....۱۲	فرنگی سیاست کے برگ و بار	حضرت مولانا عبدالحق رحیم یار خان	۴۹۹
.....۱۳	چیتان مرزا	حضرت مولانا محمد مطیع الحق	۵۰۵
۱۴	چودھویں صدی کا دجال کون؟ بجواب چودھویں کا چاند	حضرت مولانا علم دین حافظ آباد	۵۲۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء . اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی جلد باون (۵۲) پیش خدمت ہے۔ اس میں کل ۱۴ رسائل و کتب جمع ہوئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

..... ختم نبوت المعروف ایٹم بم رحمانی بر عنق قادیانی:

یہ رسالہ جناب مولوی صوفی سید عبدالرحمن خان گیلانی مجددی کا مرتب کردہ جو ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔ اڑسٹھ سال بعد دوبارہ یہ اس جلد میں شائع ہو رہا ہے۔ سید، گیلانی، مجددی اور خان کا اجتماع مؤلف کے نام میں سمجھ میں نہیں آ رہا۔ موصوف مالیر کوئلہ بھارتی پنجاب کے رہائشی تھے۔ اس پمفلٹ کے علاوہ بھی ان کی کتب ہیں۔

.....۲ حالات قادیانی خلاف آیات سماوی (۱۹۰۱ء):

اس کا دوسرا نام۔

غلام احمد قادیانی کے اصلی حالات (۱۹۰۱ء):

اس کا تیسرا نام۔

مختلف اعتقاد قادیانی (۱۹۰۲ء):

اس کے ٹائٹل پر یہ دو شعر بھی درج ہیں۔

اگر حق کی تجھے ہے چاہ پیارے خدا سے ڈر تعصب چھوڑ پیارے

نہ مانے جو حدیث مصطفیٰ کو اسی کو آگ ہے درگور پیارے

پہلے دو ناموں سے سن تالیف ۱۹۰۱ء نکلتا ہے۔ تیسرے نام ۱۹۰۲ء سن اشاعت ظاہر

ہوتا ہے۔ اس کے مصنف جناب منشی اللہ دتہ صاحب تھے جو یتیم خانہ ریاست بہاول پور میں ملازم

تھے۔ ایک سو بارہ سال بعد اب دوبارہ اس جلد میں یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔

.....۳ خنجر براہین ختم نبوت بر گلوئے قادیانیت:

مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی کی مرتب کردہ ہے۔ موصوف جمعیت علماء پاکستان

کراچی کے نائب ناظم تھے۔

۴..... چراغِ ہدایت:

مؤلفہ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب، موصوف حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ آپ نے اپنے استاذ کی تقریر ترمذی کو العرف الشذی کے نام سے تحریر کیا جو اس وقت ہر ترمذی پڑھانے والے کے لئے چراغِ راہ کا کام دیتی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا فتنہ قادیانیت کے خلاف جو جذبہ جہاد تھا۔ وہ نسبت حضرت مولانا محمد چراغ مرحوم میں بھی منتقل ہوئی۔ آپ رد قادیانیت کے اپنے وقت کے امام تھے۔ ان کی خوبی یہ تھی کہ وہ مرزا قادیانی کی تکذیب اس کی اپنی تحریرات سے کرتے تھے۔ ہمارے استاذ محترم فاضل قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب، حضرت مولانا محمد چراغ صاحب کے رد قادیانیت پر شاگرد اور جانشین تھے۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب نے ایک کاپی رد قادیانیت پر مرتب کی تھی۔ جس میں ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام اور کذب مرزائیتوں موضوعات پر جاندار مناظرانہ مباحث کو دریا بکوزہ بند کیا گیا تھا۔ عرصہ تک وہ کاپی نقل در نقل ہوتی رہی۔ حضرت مولانا محمد حیات اسی کو سامنے رکھ کر تیاری کرنے کا اپنے شاگردوں کو حکم دیتے تھے۔ مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ میں جامعہ عربیہ کے بانی تھے۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد انور صاحب نے فروری ۱۹۹۰ء میں اس کاپی کو کتابی شکل میں ”چراغِ ہدایت“ کے نام پر شائع کیا۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب کی کاپی پر اکثر حوالے مرزا قادیانی کی کتب کے لاہوری ایڈیشن کے تھے۔ کاپی کو جب کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو مولانا محمد انور صاحب کے حکم پر ان کے دو نمائندے ملتان دفتر مرکزیہ آئے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرعی معاونت سے انہوں نے قادیان و چناب نگر ایڈیشنوں کے حوالہ جات اس پر لگائے۔ اب ایڈیشن میں الحمد للہ! کہ دجال قادیان کی کتب کے مجموعہ خزانہ کے حوالہ جات بھی لگا دیئے گئے ہیں۔ ہمارے ہاں علمی حلقوں میں ایک لفظ ”جامع“ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ واقعہ میں رد قادیانیت کے لئے یہ کتاب جامع کا درجہ رکھتی ہے۔ ربع صدی بعد جدید ایڈیشن کی اشاعت عالمی مجلس کے لئے اعزاز کی بات ہے۔ ہمارے دادا استاذ حضرت مولانا محمد چراغ اتحاد العلماء کے بھی بانی تھے جو جماعت اسلامی پاکستان کا ذیلی ادارہ ہے۔ مولانا محمد چراغ سے جناب مودودی صاحب کا جوڑ بجا طور پر ہمارے خیال میں ریشم میں ٹاٹ کے پیوند کے مترادف ہے اور اس سے بہتر تعبیر کرنی کم از کم فقیر کے لئے ممکن نہیں۔ کتاب کی اشاعت بہر حال ہمارے لئے ڈھیروں خوشیاں لئے ہوئے ہے۔ اس کتاب کی احتساب میں شمولیت گویا فقیر راقم کی اپنے دادا استاذ سے ایک نسبت قائم ہو جانے کی خوشخبری اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ فالحمد للہ!

۵..... قادیانی تحریک..... اسلام کے خلاف ایک سازش:

مدرسہ تجوید القرآن مسجد حق نواز بنوں کے مہتمم جمعیت علماء اسلام کی مرکزی شوریٰ کے رکن، فدائے ختم نبوت قاری حضرت گل صاحب نے رد قادیانیت پر کتاب تحریر کی۔ اب اس کو احتساب کی اس جلد میں شامل کرنے پر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ حضرت قاری ”حضرت گل“ خوب مجاہد ختم نبوت تھے۔ فقیر راقم کے مہربان تھے ہر سال چنیوٹ و چناب نگر ختم نبوت کی کانفرنسوں میں شریف ہوتے۔ اپنے ایک مہربان کی کتاب کو احتساب کی اس جلد میں محفوظ کرنے کی سعادت پر اللہ تعالیٰ کالا کھلا کھلا شکر بجالاتا ہوں۔

۶..... تحفہ نعمانی، لفرقۃ القادیانی:

جامعہ اشرف المدارس گرونا تک پورہ فیصل آباد کے مہتمم مولانا عبدالرحمن صاحب نے مولانا محمد منظور نعمانی کے متفرق مضامین جو تحذیر الناس پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل تھے اور مختلف کتب و رسائل میں منتشر تھے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے اس نام پر ان کو جمع کر کے شائع کر دیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ!

۷..... ختم نبوت پر ایک نظر:

جناب پروفیسر ایم۔ جے آغا خان، ایم۔ اے کا مرتب کردہ ہے۔ جو ۵ اگست ۱۹۶۰ء میں پہلی بار تبلیغی مرکز ریلوے روڈ لاہور سے شائع ہوا۔ نصف صدی بعد اسے دوبارہ اس جلد میں شامل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق سے سرفراز فرمایا۔

۸..... چار سو بیس نبی یعنی مرزا قادیانی کی فریب کاریاں:

جہلم مجلس احرار الاسلام کے صدر مہر عبدالرحیم جو ہر جہلمی تھے۔ انہوں نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ اس کے ٹائٹل پر موصوف نے یہ تعارف شائع کیا۔

”اہل سنت والجماعت کے بعض عقائد کے متعلق مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اس ٹریکٹ میں ان کے لغو اور بیہودہ اعتراضوں کا جواب پر لطف پیرایہ میں دیا گیا ہے۔“

۹..... مجموعہ کفریات مرزا غلام احمد قادیانی و احکام مرتبہ قرآن رحمانی و ربانی:

اس کے مؤلف سید محمد غلام خلیفہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ یہ صاحب احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور کے مقیم تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے مراد حضرت بغدادی نہیں بلکہ اوچ شریف کے ان کے ہمنام کوئی بزرگ مراد ہیں۔ صادق الانوار بہاول پور مطبع سے اولاً یہ شائع ہوا۔

۱۰..... احمدیہ (اسلامی محاکمہ):

پروفیسر سید محمود علی صاحب کا مرتب کردہ یہ رسالہ ہے۔ لاہوری مرزائی جماعت کے سربراہ مولوی محمد علی لاہوری ایم. اے نے ”ہمارے عقائد اور ہمارا کام“ کے نام پر رسالہ مرتب کر کے تقسیم کیا۔ جہاں اور حضرات کو یہ رسالہ بھجوایا ہوگا وہاں سید محمود علی صاحب کو بھی یہ رسالہ بھجوایا۔ آپ نے اس پر محاکمہ قائم کیا تھا جو اس پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا۔ پروفیسر سید محمود علی، راندھیر کالج کپورتھلہ سے ریٹائرڈ تھے۔ آپ نے ستمبر ۱۹۳۶ء میں یہ رسالہ تحریر کیا۔ رسالہ کیا ہے، مرزا قادیانی کے متبعین لاہوریوں کی تردید میں تیر بہدف نسخہ اتنا ششہ اور دہنیشیں انداز کہ جی خوش ہوا جائے۔ ستر (۷۷) سال بعد دوبارہ اشاعت کی سعادت پر دل مارے خوشی کے بلیوں اچھل رہا ہے۔ فالحمد لله تعالیٰ!

۱۱..... مرزا کا چہرہ اپنے آئینہ میں:

مولانا مشتاق احمد ہوتوی اس کے مرتب ہیں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے یہ شائع ہوا۔ بعد میں حضرت مولانا مختار احمد، جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی ساہیوال اور پھر جامعہ حنفیہ بورے والا میں صدر مدرس رہے۔ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے۔ صحیح معنی میں یادگار اسلاف اور عالم ربانی تھے۔ ملنے کے دوسرا پتہ میں آپ کا نام بھی درج ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی مرصع گالیاں، سیاہ جھوٹ، غیر محرم عورتوں سے اختلاط ایسے مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس جلد میں اسے محفوظ کرنے پر خوشی ہو رہی ہے۔

۱۲..... فرنگی سیاست کے برگ و بار:

حضرت مولانا عبدالحق مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے رہنما کا یہ مرتب کردہ رسالہ ہے جو مارچ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ اب چوالیس سال بعد دوبارہ یہ اشاعت خوشی کا موجب ہے۔

۱۳..... چیستان مرزا:

حضرت مولانا محمد مطیع الحق صاحب جو جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ممتاز رہنما تھے۔ آپ نے یہ رسالہ مرتب کیا۔ اس کے ٹائٹل پر منصف نے خود یہ تعارف لکھا۔

”ہم تو تب جانیں کہ کوئی ان ارشادات کی تلاوت کر کے یہ بتا دے کہ مرزاجی بندہ تھے یا خدا؟ امتی تھے یا نبی؟ عورت تھے یا مرد؟ ماں تھے یا باپ؟ مسلمان تھے یا کافر؟ انسان تھے یا پتھر؟ پاکستان بننے سے قبل کا شائع شدہ ہے۔ جمعیت علماء اسلام سے مراد حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی قائم کردہ جمعیت مراد ہے۔ یہ راقم کا اندازہ ہے۔“

۱۴..... چودھویں صدی کا دجال کون؟ بجواب چودھویں کا چاند:

قادیانیوں نے ”بدر کامل یعنی چودھویں کا چاند“ رسالہ لکھ کر یہ چاند چڑھایا کہ مرزا قادیانی بدر کامل تھا۔ جامع مسجد اہل حدیث حافظ آباد کے خطیب مولانا علم دین صاحب نے جواب میں ”چودھویں صدی کا دجال کون؟“ نامی یہ رسالہ جو اباً تحریر فرمایا۔

غرض احتساب قادیانیت کی جلد ہذا (یعنی باون ۵۲ جلد) میں ۱۴ حضرات کے ۱۴ رسائل و کتب محفوظ ہو گئے ہیں جن کی فہرست پر ایک بار پھر نظر ڈالیں۔

.....۱	مولانا صوفی سید عبدالرحمن گیلانی مجددی	کا	۱	رسالہ
.....۲	جناب منشی اللہ دتہ بہاول پوری	کی	۱	کتاب
.....۳	مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی	کا	۱	رسالہ
.....۴	حضرت مولانا محمد چراغ صاحب	کی	۱	کتاب
.....۵	مولانا قاری حضرت گل بنوں	کا	۱	رسالہ
.....۶	مولانا عبدالرحمن فیصل آباد	کا	۱	رسالہ
.....۷	پروفیسر ایم۔ جے آغا خان	کا	۱	رسالہ
.....۸	مہر عبدالرحیم جوہر جہلمی	کا	۱	رسالہ
.....۹	سید محمد غلام احمد پوری	کا	۱	رسالہ
.....۱۰	پرفیسر سید محمود علی کپور تھلوی	کا	۱	رسالہ
.....۱۱	مولانا مشتاق احمد ہوتوی	کا	۱	رسالہ
.....۱۲	مولانا عبدالحق رحیم یار خان	کا	۱	رسالہ
.....۱۳	مولانا محمد مطیع الحق	کا	۱	رسالہ
.....۱۴	مولانا علم دین حافظ آباد	کا	۱	رسالہ

۱۴ رسائل و کتب

گویا ۱۴ حضرات کے کل

احتساب قادیانی کی جلد (۵۲) میں شامل اشاعت ہیں۔ حق تعالیٰ شرف قبولیت سے

سرفراز فرمائیں۔ آمین۔ بحرمة خاتم النبیین!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۸ جمادی الاول ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۳۰ مارچ ۲۰۱۳ء

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
سبحان الله العظيم

ختم نبوت

المعروف

ایٹم بم رحمانی عزیز قادیانی



مولانا صوفی سید عبدالرحمن گیلانی مجددی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امابعد۔ واضح ہو کہ اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر مسلمان کلمہ گو پر فرض عین ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (آل عمران: ۳۱)“ ﴿ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔﴾

جاننا چاہئے کہ اتباع حکم کے لئے عظمت و حرمت کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے اور عظمت و حرمت سچی معرفت اور محبت سے پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے جب کسی کے دل میں حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پیدا ہوگی تو لازمی طور سے وہ عظمت و حرمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اتباع حکم کے لئے مستعد ہو جائے گا۔ مگر عظمت و محبت پیدا کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی سوانح حیات، اقوال اور اعمال کا بہ نظر غائر مطالعہ ضروری ہے اور اگر بہ نظر غائر مطالعہ نہیں ہوگا تو معرفت و محبت پیدا نہیں ہو سکتی اور جس کے مطالعہ میں جس قدر کمی ہوگی اور جس کے دل میں معرفت و محبت کی کمی ہوگی۔ اس کے دل میں نبی علیہ السلام کی عزت و حرمت پیدا نہیں ہو سکتی اور جب دل میں عزت و حرمت نہیں تو وہ شخص حکم کی فرمانبرداری سے محروم ہوتا چلا جائے گا اور جب نبی ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری سے محروم ہو تو خدا تعالیٰ کی محبت زائل ہونی شروع ہوگی اور جب خدا تعالیٰ کی محبت میں کمی واقع ہوگی تو لازمی طور سے اس شخص کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت و محبت کے لئے نبی ﷺ کی معرفت و محبت کا حاصل ہونا ایک لازم و ملزوم امر ہے۔ جس کے بغیر نجات ابدی ناممکن ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ”فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ نہیں ہو سکتا مومن تم میں سے کوئی، یہاں تک کہ ہوں میں پیارا اس کی طرف اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام دوسرے آدمیوں کی نسبت“ (بخاری و مسلم)

اس زمانہ میں یعنی چودھویں صدی کے اندر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اصلی محبت نہیں رہی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانوں میں رسول ﷺ کے احکام کی فرمانبرداری کا شوق بالکل زائل ہو رہا ہے۔ جیسا کہ نقشہ مندرجہ ذیل سے بخوبی واضح ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ مسلمانو! ڈاڑھی رکھا کرو اور مونچھیں کٹوایا کرو اور حکم کے علاوہ خود رسول علیہ السلام نے مدت العمر کبھی ڈاڑھی استرے سے نہیں منڈوائی۔ لیکن کیا بوڑھے اور کیا جوان، کیا امیر اور کیا غریب، اکثر اہل اسلام نے ڈاڑھی کا صفایا بڑے حوصلہ کے ساتھ شروع کر رکھا ہے اور اپنے پیغمبر ﷺ کے حکم و عمل کو ٹھکرا کر عیسائی اور ہندوؤں کے فیشن کی تقلید اختیار کر رکھی ہے۔ تہ بند اور پا جامے ہیں کہ خلاف حکم رسول ﷺ ٹخنوں سے نیچے رکھے جاتے ہیں اور بڑے ذوق و شوق سے بے ملک نواب کی طرح اتراتے ہوئے سڑکوں اور گلیوں کی صفائی کی جاتی ہے اور اس بات کی پرواہ تک نہیں کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا اس بارہ میں کیا حکم صادر ہوا ہے۔

رسول علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جس گھر میں تصویر ہوگی۔ اس گھر میں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا۔ لیکن آج کون سا گھر ہے جس میں تصویر نہیں۔ لواطت اور زنا کاری سے اپنی امت کو منع کیا تھا۔ مگر مسلمانوں میں اس کا اس قدر رواج ہے کہ دوسری قومیں ان کے مقابلہ میں شرماتی ہیں۔ باہمی اتحاد اور ہمدردی کی تاکید فرمائی تھی۔ مگر بجائے اتحاد و ہمدردی کے تفریق و تشنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ علماء ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے احکام سے روگردانی، صاف اور صریح احکام نبوی کوتاہیلات کے ذریعہ سے یہود و نصاریٰ کی طرح ٹھکراتے ہیں اور باقی دیگر جاہلوں کا تو کیا ذکر ہے۔ سوتیلی دادی، نانی کے ساتھ نکاح جائز کیا گیا۔ چاچی، مامی کے ساتھ نکاح حلال قرار دیا اور اس کے ساتھ قسم قسم کی شراہیں بھی مباح حلال قرار دی گئیں، وغیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ) غرضیکہ ہر طرح ہر جگہ اور ہر معاملہ میں نبی ﷺ کے حکم اور منشاء کے خلاف اپنی نفسانی خواہشات اور رسم و رواج کی پیروی کی جاتی ہے اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور محبت رسول۔ ان سب حرکات کا باعث یہی ہے کہ بعد زمانہ کی وجہ سے نبی علیہ السلام کی معرفت اور محبت میں کمی واقع ہوگئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس کے سبب عام مسلمانوں کے دلوں میں عظمت و حرمت نبوت باقی نہیں رہی اور جب عظمت و حرمت نبوت زائل ہوئی تو عظمت و حرمت دینی خود بخود مفقود ہوتی چلی گئی۔

قرآن و حدیث سے لوگوں نے اعراض کر لیا اور علمائے وقت کے فتاویٰ پر عمل درآمد شروع کر دیئے گئے اور جب دینی عظمت و حرمت مفقود ہوئی تو الہی غضب کے آثار بھی نمودار ہونا

شروع ہو گئے۔ اسلامی حکومتیں ناپید ہونے لگیں۔ لاکھوں مسلمان مرتد ہو کر آریہ اور عیسائی بن گئے۔ اس گرم بازاری کو دیکھ کر جگہ بہ جگہ مدعیان نبوت بھی پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ ایران میں علی محمد باب نے کعبہ اور قرآن کو منسوخ قرار دے کر اس کے بجائے البیان جاری کر دیا اور کعبہ کے بجائے بہاء اللہ کی قبر کو فخر حاصل ہو گیا اور ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا جامہ پہنا کر محسن نسل انسانی حضرت محمد ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا گیا۔ علوم دینیہ و معارف شرعیہ سے نابلد لوگ اور خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ فرقہ اس مصنوعی نبوت کے حامی بن کر ایک جماعت کی شکل میں قائم ہو گئے اور لاکھوں روپے کے چندے جمع کر کے اپنی اپنی جماعت کو ترقی دینے کی غرض سے ہر دو فریق ایرانی اور ہندوستانی نے اپنی اپنی نبوت کا اعلان کرنا شروع کر دیا۔

بابی نبوت کا یہ اعلان ہے کہ قرآن منسوخ، سود حلال، مکہ کے بجائے قبر بہاء اللہ مسجد، پانچ نمازوں کے بجائے تین نمازیں، رمضان کے روزے بالکل معاف، تقیہ (دھوکے بازی) جائز وغیرہ وغیرہ۔

ہندوستان کی مرزائی نبوت کا یہ اعلان ہے کہ جہاد منسوخ، حج معاف، مکہ کے بجائے قادیان ام القریٰ قرار دیا گیا۔ چنانچہ تحریر ہے کہ:

..... ”قادیان تمام بستیوں کی ام ہے اور قادیان ام القریٰ ہے۔ جو قادیان سے تعلق نہ رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے۔“ (الفضل یکم دسمبر ۱۹۲۱ء)

.....۲ ”اب حج کا مقام صرف قادیان ہے۔“ (برکات خلافت ص ۵)

.....۳ ”جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟“ (حقیقت الردی ص ۴۶، ملائکہ اللہ ص ۵۶)

اس کے سوا امت محمدیہ کے کلمہ گو مسلمانوں کی نسبت فتویٰ ہے کہ:

.....۱ ”مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے تمام مسلمان کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

.....۲ ”نماز میں مسلمان کی اقتداء حرام ہے۔“

(الحکم لے فروری ۱۹۰۳ء، انوار خلافت ص ۹۰، آئینہ صداقت ص ۸۹)

- ۳..... ”مسلمانوں سے رشتہ ناتہ جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۲، برکات خلافت ص ۷۵)
- ۴..... مسلمان کے جنازہ کی نماز احمدی کو ناجائز ہے۔ غیر احمدی چونکہ مسیح موعود کی نبوت کے منکر ہیں لہذا ان کا جنازہ ان کو نہ پڑھنا چاہئے۔“ (انوار خلافت ص ۹۱ تا ۹۳)
- ”محن نسل انسانی محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعلان ہے:
- ”مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاصل ہے۔“
- (مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان، مئی ۱۹۲۹ء)
- ۲..... ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمدؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ص ۵ نمبر ۵ ج ۱، جولائی ۱۹۲۲ء)
- ۳..... ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کر کھڑا کر دیا۔“ (کلمتہ الفصل ص ۱۱۳)
- ہندوستان کی مرزائی نبوت کے یہ چند اعلانات اختصاراً ہدیہ ناظرین ہیں۔ ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرزائی جماعت کے اندر حضرت محسن نسل انسانی سردار دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا اور کتنا مرتبہ و درجہ حاصل ہے۔ امت محمدیہ کے کلمہ گو مسلمان تو کس گنتی و شمار میں ہو سکتے ہیں۔
- حضرت محسن نسل انسانی و بزرگ ترین ہستی ہے کہ جس کی نسبت قرآن مجید میں ذکر آیا ہے کہ: ”ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی، یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب: ۵۶)“ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو۔﴾
- اور اس کے علاوہ خود خدا تعالیٰ حدیث قدسی کے ذریعے فرماتا ہے:
- ”لولاک لما خلقت الافلاک“ ﴿اگر تو (اے محمدؐ) نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا ہی نہ کرتا۔﴾ اور اسی فرمان خداوندی کے متعلق کیا خوب ایک شاعر نے کہا ہے:
- بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
- یعنی خدا کے بعد بزرگی کا مرتبہ تجھی کو حاصل ہے۔ عامۃ المسلمین کا ابتدائے اسلام سے

یہی اعتقاد چلا آتا ہے اور اجماع امت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد بزرگ ترین ہستی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہستی ہے۔ اس کے بعد کوئی درجہ بزرگی باقی نہیں۔ اس سے اوپر الوہیت اور ربوبیت کا ہی مرتبہ ہے۔ لیکن مرزائی نبوت کے اعلانات سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا اور ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمدؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

ہر خاص و عام جانتے ہیں کہ ترقی کا دار و مدار ہر جگہ دین اور دنیا میں عمل اور کارگزاری پر ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کارگزاری اور سرگذشت سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے یتیمی اور لاوارثی کی حالت میں غیر ذریعہ پہاڑی، ریگستانی اور جنگجو علاقہ کے اندر بغیر تعلیم حاصل کئے جب کہ عامہ عرب پتھروں، درختوں اور سیاروں کی پوجا میں گرفتار تھے، تن تنہا توحید باری تعالیٰ کی آواز بلند کر کے تمام ملک عرب کو بت پرستی اور دیگر جملہ بد رسومات سے بالکل پاک و صاف کر دیا اور بالآخر قسم قسم کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد ایک قلیل عرصہ کے اندر تمام ملک عرب کی بادشاہت پر متمکن ہو گئے اور بعد ازیں ملک عرب کی حکومت اپنی امت کے حوالہ کر کے اور نسل انسانی کی ترقی کے لئے قرآن اور اپنا اسوۂ حسنہ چھوڑ کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے مطابق امت نے بھی وہ ترقی حاصل کی کہ آٹھ دس سال کے قلیل عرصہ میں مسلمان تین براعظموں کے مالک تھے اور بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت چلاتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ نے کروڑ ہا انسانوں کو معرفت الہی کا جام پلا کر اوج ترقی پر پہنچا دیا۔ اس کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگذشت یہ ہے کہ متمول زمیندار گھرانے میں والد کی نگرانی کے اندر ایک شیعہ عالم سے تعلیم حاصل کر کے شہر سیالکوٹ کی کچھری میں گورنمنٹ کے ملازم ہو گئے۔ ملازمت کے دوران میں حقاری کے امتحان کی تیاری کی۔ مگر اس امتحان میں فیل ہو گئے اور والد کے انتقال کے بعد ملازمت سے علیحدہ ہو کر خانہ نشین ہو گئے اور ردیسیائیت میں علمائے متقدمین کی طرح کتابیں تحریر کرنی شروع کر دیں اور پھر بعد شہرت بسیار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ ثابت کر کے خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت امن و امان کا زمانہ تھا۔ انگریزی تعلیم عام رائج تھی۔ اس

دعوے کی پکار پر انگریزی والوں کی ایک جماعت قائم ہوگئی اور چندہ جمع ہونا شروع ہو گیا اور پھر بعد ازاں رفتہ رفتہ تحریرات میں نبوت کا چرچا شروع ہوتا چلا گیا اور بالآخر ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی یکدم شہر لاہور میں انتقال فرما گئے۔

مرزا قادیانی کی زندگانی میں گوردا سپور کا ضلع برطانیہ حکومت کے قبضہ میں تھا اور بعد انتقال اب تک اسی عیسائی گورنمنٹ کے ماتحت چلا آتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی فی الواقعہ نبی ہوتے تو ضرور تھا کہ قرآنی فیصلہ کے مطابق اور حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ضلع گوردا سپور کے مالک ہوتے ورنہ کم از کم اپنے مریدین کو موضوع قادیان کی حکومت تو دے کر جاتے۔ مرزا قادیانی بوقت انتقال جو کچھ اپنے مریدین کو عطا فرما کر گئے ہیں۔ وہ صرف زبانی بحث نبوت ہے۔ جو ہر وقت اور ہر آن مرزائی ممبران کے اندر جاری و ساری رہتی ہے اور باقی لین دین کو کچھ نہیں۔ کھاؤ، پیو، گھر اپنے۔ رہو ہمارے پاس، مگر ہاں اتنا تحریر فرما گئے ہیں کہ بغیر چندہ دیئے جماعت احمدیہ کا داخلہ ناممکن ہے اور جو شخص چندہ نہ دے اس کو خارج از جماعت کر دیا جائے۔

یہ چندہ ایک عام چندہ ہے اور اس کے علاوہ بہشتی مقبرے کی قبر فروشی کا چندہ خاص الخاص ہے۔ لیکن اس تمام چندہ کی رقم پر قبضہ و تصرف خلیفہ اور امیر جماعت کا ہوتا ہے اور یہی ہر دو صاحبان ڈلہوزی وغیرہ کی ہوائیں کھاتے رہتے ہیں۔ مرید تو بطور مہمانی چند روز روٹی ٹکڑا کھا سکتے ہیں اور باقی بس۔

یاد رہے کہ عہدہ نبوت ایک نعمت عظمیٰ ہے اور خدائی منصب محض خواب اور الہام کا ہونا کوئی نبوت کی نشانی نہیں۔ خواب ہر مومن و کافر سب دیکھتے ہیں۔ کچھ سچے ہو جاتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ اسی طرح الہامات کا حال ہے۔ الہامات رحمانی اور شیطانی بھی ہوتے ہیں۔ وحی زمین و آسمان کو ہوتی ہے۔ وحی مرد و عورت کو ہوتی ہے۔ وحی حیوانات اور شہد کی مکھی کو بھی ہوتی ہے۔ وحی درخت اور نباتات کو بھی ہوتی ہے۔ اس سے کسی کو نبوت حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے معیار کے لئے قرآنی فیصلہ کے مطابق ہر مدعی نبوت کو کتاب اور حکم و حکومت کا حاصل ہونا ایک لازمی امر ہے۔ مگر مرزا قادیانی کتاب اور حکومت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم رخصت ہوتے ہیں۔ اس واسطے نبوت کے مستحق قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ فیصلہ قرآنی حسب ذیل ہے۔

اول نبوت اور حکومت کے متعلق نعمت عظمیٰ ہونے کا ثبوت: ”یا قوم اذکروا نعمت اللہ

عليكم اذ جعل فيكم انبياء و جعلكم ملوكا و آتاكم مالم يؤت احدا من الغلمين (المائدہ: ۲۰) ﴿اے قوم﴾ (بنی اسرائیل) یاد کرو اللہ کی نعمت کو جب کہ تم میں انبیاء مبعوث ہوئے اور تم کو بادشاہت بخشی اور تم کو وہ نعمتیں بخشیں جو دنیا کے دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں تھیں۔ ﴿

یہ آیت قرآنی صاف پتہ دیتی ہے کہ دنیا میں کسی قوم کی سرفرازی کے لئے دو بڑی نعمتیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے موہبت عطاء ہوتی ہیں۔ باقی سب دوسری نعمتیں ان کے ذیل میں آتی ہیں اور وہ نبوت اور بادشاہت ہیں۔ باقی اور سب نعمتیں ان سے نیچے۔
دوم..... ایمانداروں کو حکومت دیئے جانے کے متعلق قرآنی وعدہ:

”وعد الله الذين امنوا منكم و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذين من قبلہم (النور: ۵۵)“ ﴿وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ بیشک ضرور ہم ان کو زمین پر بادشاہت بخشیں گے۔ جیسا کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو بادشاہت بخشی تھی۔ ﴿

اس آیت قرآنی سے صاف عیاں ہے کہ امت محمدیہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی کرتے رہیں۔ خدا کا حتمی وعدہ ہے کہ دنیا میں ان کو حکومت اور بادشاہت بخشی جائے گی۔ جیسا کہ پہلی قوموں کے نیک افراد کو بادشاہت اور حکومت بخشی گئی تھی۔ یہ خدائی وعدہ ہے جو کسی صورت میں جھوٹا نہیں ہو سکتا اور دنیا میں اس کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔

سوم..... اس بات کا ثبوت کہ جس قدر انبیاء قرآن کے اندر مذکور ہوئے ہیں۔ ان سب کو کتاب، حکومت اور نبوت درگاہ ایزدی سے عطاء ہوئی تھی۔

سورۃ انعام رکوع نمبر ۹ کے اندر خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، نوح علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اسمعیل علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، یسح علیہ السلام، یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے نام بنام مسلسل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”اولئك الذين اتينهم الكتب والحكم والنبوة وان يكفربها هؤلاء فقد وكنلنا بها قوما ليسوا بها بكفرين (الانعام: ۸۹)“ ﴿یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب، حکومت اور نبوت بخشی۔ پس اگر یہ (کافر لوگ) ان باتوں کو نہ مانیں تو ہم نے ان پر ایسے لوگ مقرر کئے ہیں جو ان باتوں کا انکار نہیں کریں گے۔﴾

یہ آیت قرآنی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ انبیاء کے منصب پر مامور ہونے والے اور نبی کے لقب سے ممتاز ہونے والے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ کتاب، حکومت اور نبوت کے نشانات کے ساتھ دنیا میں تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔ اگرچہ ابتداء میں ان کو سخت سے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آخر میں حکومت جیسی نعمت عظمیٰ سے سرفراز کئے گئے اور یہ ان کی صداقت کا معیار تھا۔ جیسا کہ دنیاوی حکام بھی جب کسی کو پولیس وغیرہ کے عہدے پر ممتاز کرتے ہیں تو ان کو بھی تین چیزیں بطور نشانات گورنمنٹ کی طرف سے عطاء ہوتی ہیں۔ اول وردی، دوم ڈنڈ اور تیسرے عہدہ۔

اگر کسی ملازم سرکار کے پاس یہ تین نشانات کسی موقعہ پر موجود نہ ہوں تو اس کو پبلک سرکاری ملازم تصور نہیں کر سکتی اور بصورت خلاف ورزی پبلک پر کوئی جرم بھی عائد نہیں کیا جاسکتا۔ فیصلہ قرآنی جیسا کہ اوپر درج ہو چکا ہے، ناطق ہے۔ اب ضرورت اس بات کی باقی رہتی ہے کہ خاتم النبیین کے مسئلہ کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کیا جائے۔ اول

”واذاخذالله ميثاق النّبیین لما اتيتکم من الكتب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه، قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری، قالوا اقررنا، قال فاشهدوا وانامعکم من الشاهدين، فمن تولی بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون (آل عمران: ۸۱، ۸۲)“ ﴿اور جس وقت اللہ تعالیٰ نے کل انبیاء سے عہد لیا اور کہا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں اور پھر تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری نبوتوں کی تصدیق کرے گا آئے، تو تم ضرور اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور مجھ سے عہد کرتے ہو۔ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا (خدا نے) کہا کہ تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس گواہی میں شامل ہوں اور جو شخص اس عہد و اقرار کے بعد اس سے پھر جائے گا، وہ فاسقوں میں سے ہوگا۔﴾

یہ آیت قرآنی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ عالم ارواح میں جس وقت کہ خدا تعالیٰ نے تمام ارواح عالم سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا۔ اس وقت کل انبیاء سے بھی الرسول کی نبوت کے متعلق اقرار لیا تھا کہ وہ نبی معبود جو سارے نبیوں کا مصدق ہے اور سب کی تصدیق پر مہر مثبت کرنے والا ہے۔ اگر تمہارے پاس آئے تو تم ضرور اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا۔ تمام ارواح انبیاء نے اس عہد و اقرار کو اپنے ذمہ لیا۔ بس یہی وہ اقرار ہے جس کے مطابق تمام انبیاء اپنے اپنے زمانے میں اس نبی معبود کی بشارت دیتے چلے آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور بشارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر توریت میں درج ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت انجیل میں پائی جاتی ہے اور قرآنی آیت ”و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصف: ۶)“ اس کی شہادت دیتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والا وہی پیغمبر ہو سکتا ہے۔ جو سب سے آخر میں تشریف آور ہو۔ پس حضرت محمد ﷺ ہی سب انبیاء کے آخر میں آنے والے نبی ہیں اور سب کی نبوت پر مہر تصدیق لگانے والے ہیں۔ اس نظریہ سے صاف عیاں ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی ہرگز نہیں آئے گا۔ آیت مذکورہ بالا کے آخر میں خدائے تعالیٰ نے تمام انبیاء کو خبردار کر دیا کہ اس عہد و اقرار کے خلاف اگر کسی نے کوئی کارروائی کی اور اس آخر الانبیاء پر ایمان نہ لایا تو وہ فاسقین کے زمرہ میں شامل کر دیا جائے گا۔

دوم..... ”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین، وکان اللہ بکل شی علیما (احزاب: ۴۰)“ ﴿محمد گسی کے (جسمانی) باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر شے کا عالم ہے۔﴾

اس آیت قرآنی کا مفہوم صاف ہے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق نفی ابوت جسمانی بیان کرنے کے بعد ابوت روحانی کو بہ لفظ ”خاتم النبیین“ فرما کر قیامت تک کے لئے قائم کر دیا ہے۔ نبی ہمیشہ امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی اور نبی یا رسول آجائے تو پھر حضرت محمد ﷺ امت موجودہ کے روحانی باپ نہیں رہ سکتے۔ بلکہ دوسرا آنے والا نبی موجودہ امت کا باپ بن جائے گا۔ اس لئے لامحالہ ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم الرسول۔

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور جو آئیں گے وہ امام کی حیثیت سے آئیں گے۔ نبی کا لقب پانے کے مستحق نہیں ہوں گے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے سب انبیاء کی تصدیق فرمائی ہے اور آخر الانبیاء ہی سب کا مصدق ہو سکتا ہے۔ پہلے آنے والا تو مبشر ہوتا ہے اور ہر نبی مبشر ہوتا ہے اپنے مابعد کا اور مصدق ہوتا ہے اپنے ماقبل کا۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے صاف عیاں ہے کہ انبیاء سابقین کو جھٹلایا گیا، ہتھتیں لگائی گئیں۔ خاص کر قوم یہود نے حضرت لوط علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام وغیرہ پر بدکاری کی ہتھتیں لگائیں اور دیگر انبیاء کو جھٹلا کر ان کے ساتھ قتال کیا۔

قرآن مجید نے سب انبیاء کو ”کل من الصالحین (الانعام: ۸۵)“ بتا کر مہر تصدیق مثبت کی۔ قرآنی الفاظ بتاتے ہیں کہ خاتم النبیین کے آخر الانبیاء ہی معنی ہیں اور سب کے سب مفسرین یہی معنی لکھتے چلے آئے ہیں۔ جو حضرات اجماع امت کے خلاف خاتم النبیین کے معنی ”اجرائے نبوت“ کرتے ہیں۔ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح تاویلات سے کام لے کر حضرت محمد ﷺ کی اور آپ کے منصب کی سخت توہین کرتے ہیں اور بموجب آیت قرآنی فاسقین کے گروہ میں شامل ہیں۔ ایسے لوگوں کی جھوم جھام کر نمازیں پڑھنی اور لمبی لمبی دعائیں سب فضول جاتی ہیں۔ انہی لوگوں کے متعلق حضرت رسول ﷺ کی پیشین گوئی ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ جو قرآن کو پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (بخاری، مسلم)

سوم..... ”وما ارسلنا الا کافة للناس بشیرا و نذیرا ولكن اکثر الناس لا یعلمون (سبأ: ۲۸)“ ﴿ہم نے تجھ کو (اے محمد) نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔﴾

اس آیت کے اندر ”الناس“ کلی کی صورت میں ہے اور قیامت تک آنے والے کل افراد انسانی کو شامل کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک انسان کا وجود قائم ہے اور قائم رہے گا۔ وہاں تک محمد ﷺ کی نبوت ہوگی اور آپ ﷺ کا روحانی فیض قیامت تک بنی نوع انسان تک پہنچتا رہے گا اور آنحضرت ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں۔

چہارم..... ”تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیكون للعلمین نذیرا (الفرقان: ۱)“ ﴿بڑی برکت والا ہے وہ ذات پاک جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا

تا کہ وہ تمام عالمین کیلئے نذیر ہو۔ ﴿

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت محمد ﷺ کل کائنات کے لئے نذیر ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی نبوت تاقیامت قائم رہے گی۔ جس کی تائید حدیث ذیل سے بروایت حضرت انسؓ بخوبی ہوتی ہے۔

”انا والساعة كهاتين“ ﴿یعنی میں (محمد ﷺ) اور قیامت ایسے ہیں جیسے دو ملی ہوئی انگلیں (بخاری و مسلم)﴾ یعنی محمد ﷺ اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں کہ درمیان میں کسی تیسرے کی گنجائش نہیں۔ یہ حدیث صاف ظاہر کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نبی آخر الزمان اور خاتم النبیین ہیں۔ قیامت تک آپ کا دین جاری رہے گا۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نہ ظلی نہ بروزی اور جو مدعی نبوت ہوں گے اور لقب نبوت سے اپنے آپ کو لقب کریں گے وہ فاسقین کے درجہ میں ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے گمراہ، بروز قیامت خدا تعالیٰ کے روبرو ان کا حساب و کتاب ہوگا۔

احادیث نبوی کی روشنی میں خاتم النبیین کے معنی

..... ”عن جابر بن سمره قال سمعت النبي يقول ان بين يدي الساعة كذابين فاحذروهم“ ﴿حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ تحقیق قیامت آنے سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے پس پرہیز کرنا ان سے (مسلم)﴾

.....۲ ”عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبي ﷺ يقول ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر وانا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وانا لعاقب و العاقب الذي ليس بعده نبي“ ﴿حضرت جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے میں محمد ہوں۔ میں ماجی ہوں۔ خدا مجھ سے کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ میں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)﴾

.....۳ ”عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنها الي يوم القيمة ولا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتي

بالمشركين وحتى تعبد قبائل من امتي الا واثان وانه سيكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي الله وانا خاتم النبيين لا نبي بعدى ولا تزال طائفة من امتي على الحق ظاهرين لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله“

﴿حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس وقت رکھی جاوے گی تلوار میری امت میں نہیں اٹھائی جائے گی وہ اس سے قیامت تک، اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کتنے قبیلے میری امت میں سے مشرکین کے ساتھ مل جائیں اور بتوں کی عبادت کرنے لگ جائیں گے اور تحقیق حال یہ ہوگا کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کی طرف سے نبی ہو کر آیا ہے اور بات یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور غالب رہے گی۔ نہیں ضرر پہنچا سکے گا ان کو وہ شخص کہ مخالفت کرے ان کی یہاں تک کہ حکم خدا آ جاوے۔ (ابوداؤد ترمذی)﴾

۴..... ”عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی ومثل الانبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الاموضع تلك اللبنة فكننت انا سدوت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل وفي رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين“

﴿حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے میری مثال اور مثال انبیاء سابقین کی ایسی ہے۔ جیسے کہ ایک محل ہے کہ اچھی بنائی گئی ہو اس کی دیوار باقی چھوڑ دی گئی ہو۔ اس محل میں سے ایک اینٹ کی جگہ۔ پس ناظرین اس محل کے ارد گرد پھرنے لگے اس حالت میں کہ تعجب کرتے تھے اس دیوار کی خوبی سے یہ سبب اس اینٹ کی جگہ کے۔ پس میں ہوں کہ بند کیا میں نے اس اینٹ کی جگہ کو۔ ختم کی گئی میرے ساتھ وہ دیوار اور ختم کئے گئے میرے ساتھ رسول۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں مثال اس اینٹ کے ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری مسلم)﴾

۵..... ”عن ابی ہریرة ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لي الغنائم وجعلت لي الارض مسجدا وطهوراً وارسلت الي الخلق كافة وختم بي النبيون“

﴿ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ بیشک فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ایک تو یہ کہ مجھے جوامع الکلم عطاء کئے گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رعب دیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور زمین میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنائی گئی اور میں تمام مخلوقات کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت۔ (مسلم) ﴿

یہ ہر پنج عدد احادیث نبوی ﷺ مذکورہ بالا بخوبی ثابت کرتی ہیں کہ خاتم الانبیاء سے مراد آخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ظلی یا بروزی نہیں آ سکتا اور جو نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کریں گے وہ جھوٹے اور کاذب ہوں گے۔ تیس کی تعداد سے مراد کثیر جماعت کذابین ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ستر کذابین کی تعداد کا ذکر ہے۔ اس لئے ان سے مراد صرف کثرت ہی ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ اسی قدر تعداد بھی ہو۔ اس قسم کی احادیث اور بھی بہت ہیں مگر اختصاراً انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اب جو امر بحث طلب باقی رہ گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا آخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے مابعد کسی آنے والے کی خوشخبری دی ہے یا نہیں۔ قبل ازیں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ہر نبی اپنے مابعد کا مبشر ہوتا ہے۔ اسی نظریہ کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اپنے مابعد آنے والوں کے متعلق خوشخبریاں دی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

..... ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی، و سیکون خلفاء فیکثرون“ ﴿ حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ نبی اسرائیل پر انبیاء حکمرانی کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی مرجاتا تھا تو اس کے بعد دوسرا نبی آ جاتا تھا اور تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے جو بہت کثرت سے ہوں گے۔ (بخاری) ﴿

اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپ کی نبوت کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور آپ حیات النبی ہیں۔ قرآن اور سنت آپ کے جانشین حکمران ہیں اور جو آئیں گے وہ آنحضرت ﷺ کے خلفاء کی حیثیت سے آئیں گے۔ نبی کے لقب سے لقب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فیضان کثیر ہے۔ جو عام خلفائے

امت کو تاقیامت حاصل ہوگا اور ان سے کرامتیں اور کشف ظہور میں آئیں گے اور اگر نبی آنا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کا یہی فیضان کسی ایک نبی کے لئے محدود ہو جاتا اور امت مرحومہ میں ضرور چھانٹ ہوتی اور نبی کے منکرین کافر کہلاتے۔ مگر کسی خلیفہ، مجدد یا امام کے انکار سے کوئی مسلمان امتی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ لیکن روحانی ترقیات سے محروم ضرور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک دولت مند بھائی اپنے غریب بھائی کو جدی گھر سے نہیں نکال سکتا۔ صرف فیضان بند کر سکتا ہے۔

۲..... ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا“ ﴿حضرت ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص اس امت کے لئے مبعوث کیا کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کیا کرے گا۔ (ابوداؤد، سنن بیہقی، متدرک حاکم) ﴿

اس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ بعد وفات حضور علیہ السلام امت مرحومہ کے لئے روحانی ترقی کا دروازہ بند نہیں۔ بلکہ دین اسلام میں جو خوبیاں واقع ہوں۔ ان کی تجدید اور اصلاح کی غرض سے ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے۔

چنانچہ اس پیشین گوئی کی تائید و تصدیق میں آج تک حسب ضرورت مختلف مقامات میں مجدد ہوتے چلے آئے۔ اس ملک ہندوستان میں بھی تین مشہور و معروف مجدد تین صدیوں کے سر پر گذر چکے ہیں۔ ان کے دعاوی ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

مختصر اُن ہر سہ مجددین کے حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

اول..... حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی جو گیارہویں صدی کے مشہور مجدد گزرے ہیں۔ بادشاہ جہانگیر کے زمانے میں تجدید دین کے لئے کھڑے ہوئے۔ علماء زمانہ کے فتاویٰ کے بموجب دربار جہانگیر میں آپ کی ریش مبارک کھینچی گئی اور ایک عرصہ تک گوالیار کے قلعہ میں مقید رکھا گیا۔ مفصل حالات آپ کی کتاب مکتوبات سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس جگہ پر..... صرف آپ کا ایک دعویٰ درج کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

”یہ علوم نبوت کے انوار کے طاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو دوسرے ہزار کی تجدید کے بعد وراثت کے طور پر تازہ ہو گئے ہیں اور تروتازگی سے ظہور پایا ہے۔ ان علوم اور معارف کا

پانے والا اس ہزار کا یہ مجدد ہے اور جاننا چاہئے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گزرا ہے۔ ہاں مجدد صدی کا اور ہے اور مجدد ہزار کا اور ہے۔ جیسا کہ سواور ہزار میں فرق ہے۔ اسی کے مطابق صدی اور ہزار کے مجددوں میں فرق ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیض امتوں کو پہنچتا ہے۔ وہ اسی مجدد کے توسط سے پہنچتا ہے۔ خواہ اس زمانے کے قطب، ابدال، اوتار اور نجیب بھی موجود ہوں۔“ (مکتوبات مجدد صاحب جلد ۲ ص ۱۴)

دوم..... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی۔ آپ بارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ کتاب (تہیہات الہیہ ص ۴۰) میں آپ کا دعویٰ مجددیت بہ تفصیل ذیل موجود ہے۔ ”جب دور حکمت (یعنی گیارہویں صدی) انتہاء تک پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے خلعت مجددیت سے مجھے سرفراز فرمایا اور جب حقانیت کا خلعت مجھے پہنایا گیا اور ہر نظری اور فکری علم مجھ سے زائل کر دیئے گئے۔ تو میں حیرت کے جنگل میں سرگرداں رہا کہ کیونکر میں مجددیت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک طریق ایسا واضح کیا کہ جس سے مجددیت و حقانیت کو باہم ملا دیا گیا۔ جس میں اب نہ علم نظری کی ضرورت ہے اور نہ علم فکری کی حاجت۔“

سوم..... حضرت سید احمد صاحب بریلوی۔ آپ تیرہویں صدی کے مجدد گزرے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب دہلوی اور مولوی محمد اسماعیل صاحب آپ کی بیعت میں داخل تھے۔ آپ کی سعی مبارک سے کثیر التعداد مخلوق شرک اور قبر پرستی وغیرہ بد رسومات سے بیزار ہو کر خالص توحید کی شیدائی ہو گئی۔ پنجاب میں مسلمانوں پر سکھوں کے ظلم و ستم دیکھ کر جناب ممدوح نے سکھوں پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ پٹنہ وغیرہ نواح سے فوج جمع کر کے پشاور فتح کر لیا۔ لیکن درمیان میں پٹھان لوگ غداری کر کے سکھوں کے ہمراہ ہو گئے۔ اس لئے مولوی محمد اسماعیل شاہ صاحب اور حضرت مجدد صاحب کافروں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے پشاور کے قریب مقام بالا کوٹ پر شہید ہو گئے۔

معزز قارئین!

ملک ہندوستان کے ہر سہ مجددین کے حالات آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ان بزرگان دین کو بارگاہ رب العزت میں وجاہت اور قرب حاصل تھا۔ سینکڑوں کرامتیں ان سے ظہور میں آئیں۔ مگر ان میں سے کسی نے لقب نبوت سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کی کوشش نہیں کی۔

برخلاف اس کے مرزائی صاحبان ہیں کہ ہر وقت اور ہر آن مرزا قادیانی کو نبوت کے بام پر چڑھانے کے لئے ناحق سر توڑ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تمام مسلمان مرید یا غیر مریدان مجددین مذکورہ بالا کا ذکر خیر کرتے وقت ادباً ان کے نام کے آخر میں ”رحمۃ اللہ“ کا دعائیہ فقرہ زائد کر دیتے ہیں۔

مگر مرزائی صاحبان اپنے پیر کی عزت افزائی میں غلو کرتے ہیں اور اس کے نام کے آخر میں فقرہ ”علیہ السلام“ کو زائد کر کے اپنی گستاخی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ فقرہ متذکرہ بالا ابتدائے اسلام سے قرآنی انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص چلا آیا ہے اور اسی پر تاحال اجماع امت ہے۔ مگر یہ لوگ گستاخ ہیں۔ ان کو انبیاء علیہم السلام کی عزت و مرتبہ سے کیا سروکار۔

یہی گستاخی ہے کہ ان کے کسی قول و فعل میں برکت نہیں ہوتی اور ہمیشہ مسلمان ان سے متنفر رہتے ہیں۔ نماز کے اوقات کا احترام ان کے اندر نہیں۔ مساجد کا احترام ان کو نہیں۔ ٹھیک نماز کے وقت پر مسجد کے اندر ان کی خوب گپ شپ جاری رہتی ہے۔ نماز کے وقت میں تاخیر ہو کچھ پرواہ نہیں۔ رسول علیہ السلام کے احکام کی کچھ پرواہ نہیں۔ ننگے سر ننگے گھٹنے نماز پڑھتے ہیں۔ نمازیوں کے آگے سے گزرتے رہتے ہیں۔ کوئی خوف نہیں۔

رسول ﷺ کے ارشاد کے خلاف جمعہ کا خطبہ لمبا اور نماز مختصر پڑھتے ہیں اور خطبہ کے اندر مرزا قادیانی کی نبوت کا ذکر یا چندے کا مطالبہ جاری رہتا ہے۔ تقویٰ اور طہارت کا ذکر تک نہیں۔ قرآن شریف کے غلط الٹ پلٹ معنی صرف مطلب نکالنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ مگر کوئی خوف خدا نہیں۔ احادیث نبوی سے کوئی واقفیت نہیں اور نہ شوق ہے۔ ہر وقت مرزا قادیانی کی کتابوں کا درس جاری رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کوئی نمونہ ان کے اندر نہیں پایا جاتا۔ صرف ایک غلط تبلیغ و اشاعت کا ڈھونگ رچا کر دنیا اسلام کی آنکھوں میں خاک ڈالی جاتی ہے۔ کتب فروشی اور چندہ وغیرہ سے روپیہ جمع کر کے مزے اڑائے جاتے ہیں اور باقی بس۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

۳..... ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم“ ﴿حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگو! تمہارا حال کیا ہوگا کہ جب تم میں ابن مریم نزول کرے گا اور حال یہ ہے کہ وہ تم ہی میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔﴾ (بخاری، مسلم) ﴿

ناظرین! حضرت محمد ﷺ نے اپنے مابعد آنے والوں کے لئے جو پیشین گوئیاں فرمائی

ہیں۔ ان کا حال آپ پر روشن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے مابعد آنے والوں کے لئے جو بشارات دی ہیں۔ وہ خلفاء کے نام کی دی ہیں۔ مجددین کے نام کی دی ہیں اور آنے والے مسیح ابن مریم کے لئے اور باقی بس۔

مگر مرزائی صاحبان ہیں جو خلاف قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امت دیدہ دلیری سے کام لے کر مشکوک اور ظنی و فرضی حوالہ جات کے ساتھ اجرائے نبوت کے لئے ہر وقت ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ کہیں حضرت عائشہؓ کے قول سے استنباط کرتے ہیں۔ کہیں سلف صالحین ابن عربیؒ وغیرہ کے اقوال سے اپنے دلائل کو تقویت دیتے ہیں اور کہیں علماء کرام مولانا رومؒ کی تحریرات سے آڑ پکڑتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ جملہ اقوال جو نص قرآنی اور احادیث نبویہ کے صریح خلاف ہوں۔ سب ناقابل تسلیم ہوتے ہیں۔ سب سے اول قرآنی فیصلہ ناطق ہوتا ہے اور اس کے بعد حدیث نبوی۔

اگر کسی حدیث نبوی کا مفہوم قرآنی آیت کے خلاف ہو تو وہ حدیث نبوی بھی متروک سمجھی جائے گی۔ کیونکہ حدیث علم ظنی ہے اور قرآن ناطق اور نص یقینی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ امام ہمام حضرت ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا سب سے پہلا قائم کردہ زریں اصول یہ ہے کہ: ”جو حدیث قرآن کے مضمون کے خلاف ہوگی، اس کی وقعت اس حدیث کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہو سکتی۔ جو قرآن کے موافق ہو۔ بلکہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی وہ متروک سمجھی جائے گی اور ہر حدیث کی صحت قرآن کی مطابقت پر موقوف ہے۔ صحیح حدیث پر عمل کرنا میرا ہی مذہب ہوگا۔ اگر میرا قول کسی حدیث نبوی کے خلاف پایا جاوے تو اس کو دیوار پر مار چھوڑ دو۔“

(عقد الجید مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۶۶، ۶۷ روضۃ العلماء)

یہ زریں اصول مذکورہ بالا عین مطابق فرمان نبوی کے ہے۔ جو درج ذیل ہے: ”حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے میرا کلام منسوخ نہیں کر سکتا اللہ کے کلام کو اور اللہ کا کلام منسوخ کر سکتا ہے میرے کلام کو اور کلام اللہ نسخ کرتا ہے بعض اس کا بعض کو۔“ (دارقطنی)

پس ثابت ہوا کہ جب ختم نبوت قرآن اور حدیث سے صاف صاف واضح ہے۔ تو پھر اقوال صحابہ اور اقوال سلف و صالحین اور اقوال علماء کرام سے استنباط کرنا اور اجرائے نبوت کے لئے

ہاتھ پاؤں مارنا ایک فضول امر ہے اور دنیاۓ اسلام کو مغالطہ دینے کے مترادف ہے ذیل میں یہ فقیر ناچیز صرف دو احادیث نبوی درج کرتا ہے۔ جن کی رو سے صاف صاف پتہ چلے گا کہ جناب مرزا قادیانی کسی صورت میں بھی نبی کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ وہ یہ ہیں:

..... ”ابن سعد ابو ملیکہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسی نبی کو وفات دی ہے تو اس کو بجز اسی جگہ کے جہاں اس کی روح قبض ہوئی ہے، کسی اور جگہ دفن نہیں کیا گیا۔“ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۹)

.....۲ ”حضرت فاطمہ الزہراءؓ روایت کرتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو نبی بعد میں ہوتا رہا وہ اس نبی سے جو اس سے پہلے گزرا نصف عمر پاتا رہا اور عیسیٰ بن مریم ۱۲۰ برس تک زندہ رہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میں ۱۰ برس کے سرے پر دنیا کو ترک کر دوں گا۔“ (حاکم طبرانی بحوالہ کن العمال ج ۶ ص ۱۲۰ علیہ ابو نعیم بحوالہ کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۹، مواہب الدینیہ قسطلانی ج اول ص ۴۲)

ناظرین کرام! یہ ہر دو احادیث آپ صاحبان کے روبرو پیش ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح سب کو معلوم ہے کہ جناب مرزا قادیانی موصوف ۴۰، ۱۸۳۹ء میں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب رئیس قادیاں کے گھر بمقام موضع قادیان تولد ہوئے اور تمام عمر قادیان میں گزار کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور یکدم انتقال فرمایا۔ جناب مرزا قادیانی موصوف کا مدفن قادیان میں موجود ہے۔ مرزا قادیانی موصوف کی عمر پہلے سال کے حساب سے ۶۹ برس کی ہوتی ہے اور دوسرے سال کے حساب سے ۶۸ برس۔ اگر جناب مرزا قادیانی کی عمر میں برس کی ہوتی اور بمقام لاہور آجنگناں کا مدفن ہوتا تو بموجب ہر دو احادیث مذکورہ بالا ان کی نسبت نبوت کا دعویٰ تسلیم کیا جاسکتا تھا۔ جب یہ ہر دو باتیں موجود نہیں تو پھر مرزا قادیانی کو کس طرح نبی منوایا جاسکتا ہے اور جائے انصاف ہے کہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی کے مقابلہ میں کلمہ مجمع البحار والے محمد طاہر صاحب اور حضرت محی الدینؒ عربی وغیرہ کے اقوال کیا وقعت رکھ سکتے ہیں۔

اگر ان بزرگان دین نے اپنے اجتہاد سے ظلی اور بروزی، تشریحی اور غیر تشریحی نبوت کا مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ تو یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے۔ صاف اور صریح قرآنی مفہوم کے مقابلہ میں قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ بقول فرمان نبوی مجتہد کا اجتہاد درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ بناء علیہ اسی طرح اگر کوئی امام یا مجدد یا خلیفہ کسی قسم کا اجتہاد کرے۔ اگرچہ بذریعہ الہام ہو۔ مگر قرآنی مفہوم کے صریح خلاف پایا جائے۔ تو وہ بھی اہل اسلام کے نزدیک مردود ہے اور تقلید کے قابل نہیں۔

مسلمان کے لئے صرف قرآن اور سنت رسول کے اتباع کا حکم ہے۔ کیونکہ انہی ہر دو کا مسکہ قیامت تک جاری رہے گا اور کلمہ شہادت: ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا یہی مفہوم ہے۔ قرآن اور سنت رسول کے بعد کسی اولی الامر خلیفہ یا امام یا مجدد کی اطاعت ہو سکتی ہے۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ جب اپنی کتاب اللہ کو چھوڑ کر اپنے علمائے وقت اور صوفیاء کرام کی پیروی کرنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ ان کو تنبیہ فرمائی: ”اتخذوا احبارہم و رہبانہم ارباب من دون اللہ (توبہ: ۳۱)“ یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور صوفیوں کو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنا لیا ہوا ہے۔ ﴿

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبوی سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کی رسالت کا مسکہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اسی لئے آپ حیات النبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ظلی ہو یا بروزی، بشریحی ہو یا غیر بشریحی قیامت تک نہیں آ سکتا اور جو حضرت محمد ﷺ کو آخر الانبیاء اور خاتم النبیین تسلیم نہیں کرتے وہ بروئے قرآن حکیم فاسقین کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ اگرچہ وہ مسلمان کہلائیں۔ نماز روزے کے پابند ہوں۔ ہوا میں اڑ کر دکھلائیں۔ دنیاوی کامیابی کے سہرے سر پر باندھیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر قرآنی فیصلہ کے مطابق فاسقین کے گروہ سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔

یہ مضمون چونکہ اب بہت طوالت پکڑ چکا ہے۔ اس لئے بندہ ختم نبوت کے مضمون کو ختم کر کے اپنے ابتدائی مضمون کی طرف عود کرتا ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ محسن نسل انسانی حضرت محمد ﷺ کو آخر الانبیاء تسلیم کر کے اطاعت نبوی پر کار بند رہیں۔ جیسا کہ ایک عاشق اپنے معشوق کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ باہمی ہمدردی اور اتحاد کا سبق یاد رکھیں اور اس کے مطابق عمل درآمد کرتے رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فیشن کو ترک کر کے نصاریٰ اور کرزن فیشن کی تقلید میں داڑھی منڈوانا اور یہود اور سکھوں کی تقلید میں داڑھی کو حد سے زیادہ طویل کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ اس سے مخالفت رسول اللہ ﷺ پائی جاتی ہے اور مخالفت سے محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔

ذیل میں آنحضور سرور دو جہاں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک حدیث درج کی جاتی ہے۔ جسے ہر مسلمان کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں آخر زمانہ کے متعلق پیشین گوئی ہے۔

مکتبہ المدینہ لاہور
سہ ماہی آئسری ستمبر ۱۹۷۷ء
سیرے ہفتہ کول نہی نہیں

حالات قادیانی

خلاف آیات آسمانی (۱۹۰۱ء)

اس کا دوسرا نام

غلام احمد قادیانی کے اصلی حالات (۱۹۰۱ء)

اس کا تیسرا نام

مختلف اعتقاد قادیانی (۱۹۰۲ء)



جناب منشی اللہ رتہ بہاول پوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

احقر العباد، بندہ اللہ دتا ولد میاں احمد یار ساکن شہر جھنگ حال ملازم نہر عبدالحکیم علاقہ ضلع ملتان۔ بخدمت تمام اہل اسلام عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اکثر کتابیں میرے پاس موجود ہیں اور اکثر اوقات میں ان کو پڑھتا ہوں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے رسالہ (ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰، ۱۸۹) میں تحریر فرماتے ہیں:

”مجھے کشفی طور سے اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ تیرھویں صدی کے پورا ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے ہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام ہے ”غلام احمد قادیانی“ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔“

اے بھائیو! جس دن میں نے ازالہ اوہام میں عبارت مرقومہ بالا کو پڑھا تو میں نے بھی خداوند تعالیٰ کی طرف یہ التجا کی کہ اے میرے رب تو کاشف القلوب ہے۔ اپنی خاص مہربانی سے میرے دل پر بھی اعداد و حروف کے ذریعہ سے حق بات کو ظاہر کر دے۔ تو اسی دن مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۱ء کو میرے دل پر الفاظ ذیل ظاہر ہوئے۔

الفاظ	بننا	ہے	مسیح	موعود	اس کا	تو	والد	موجود	کل عدد
اعداد	۲۵۳	۱۵	۱۱۸	۱۲۶	۸۲	۲۰۶	۲۱	۵۹	۱۳۰۰ھ

اور مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۱ء کو میرے دل پر الفاظ ذیل القاء ہوئے:

الفاظ	غلام احمد قادیانی کو	مسیح	موعود	کہنا	بھی	حق	نہیں	ہے	اس عبارت کے کل عدد
اعداد	۱۳۲۶	۱۱۸	۱۲۶	۷۶	۱۷	۱۰۸	۱۱۵	۱۵	۱۹۰۱ء

اور مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۰۱ء مطابق ۱۳۱۹ھ کو میں نے (ازالہ اوہام ص ۵۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۰۹) میں دیکھا جہاں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرمادیا ”جعلناک المسیح ابن مریم“

اے بھائیو! الہام مرقومہ بالا کے پڑھنے کے بعد میں نے پھر خداوند تعالیٰ کی طرف

التجاء کی کہ اے کاشف القلوب اپنی خاص مہربانی سے میرے دل پر ظاہر کر دے کہ قادیانی کا یہ الہام تیری طرف سے ہے یا نہیں۔ تو خداوند تعالیٰ نے میرے دل پر جو کچھ القاء کیا نقل کرتا ہوں۔

الفاظ	جس	شخص کی	والدہ	بی بی	مریم	نہو	کیا	وہ	ابن	مریم	ہوا	اس
عبارت												عبارت
کے کل												کے کل
عدد												عدد
اعداد	۶۳	۱۰۲۰	۴۶	۲۲	۲۹۰	۶۱	۳۱	۱۱	۵۳	۲۹۰	۱۲	۱۹۰۱ء
الفاظ	خدا	نے	قادیانی کو	مسح	یا عیسیٰ	بھی	نہیں	کہا	ہے	اس		
عبارت												عبارت
کے کل												کے کل
عدد	۶۰۵	۶۰	۲۰۲	۱۱۸	۱۶۱	۱۷	۱۱۵	۲۶	۱۵	۱۳۱۹ھ		

جن سے سن بھری نکلتا ہے۔ میں نے پھر التجاء کی کہ اے میرے رب تو میرے دل پر ایسے الفاظ ڈال جو میرے سوال کا جواب بھی اور جن کے اعداد ملانے سے سن عیسوی بھی پورا ہو۔ یعنی مطابق سن بھری کے ہو۔ تو خداوند تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے میرے دل پر الفاظ ذیل القاء کر دیئے۔ ”شیطانی الہام نے بھلا دیا ہوا۔“ کل عدد ۵۸۲ ہوئے۔ پس ۱۳۱۹ جمع ۵۸۲ کل عدد ۱۹۰۱ بن گیا۔ یعنی سن عیسوی بھی پورا ہو گیا۔ پھر میں نے ”جعلناک المسیح ابن مریم“ کے عدد نکالے تو کل ۶۶۶ ہوئے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کی تو میرے دل پر عبارت ذیل القاء ہوئی۔ ”تیس دجالوں سے بھی ہے۔“ عدد نکالے تو کل ۶۶۶ ہوئے۔ ”ذک من فضل اللہ“

میرا یہ دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ میں ملہم ہوں۔ لیکن اس بات سے بھی ہرگز ہرگز انکار نہیں ہے کہ جو کچھ خداوند تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے میرے دل پر القاء کیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ چنانچہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۱ء کو میں نے خداوند تعالیٰ کی طرف پھر التجاء کی کہ اے کاشف القلوب اگر قادیانی کے دعویٰ کی بنا تیری مرضی کے خلاف پر ہے تو اس کو کس واسطے ہلاک نہیں کرتا؟ تو جواب کے طور پر میرے دل میں ذیل عبارت القاء ہوئی۔

”اے انسان خداوند تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور ہر ایک کام کی خدا کے نزدیک میعاد مقرر ہوتی ہے۔ اس کا ابتداء اور انتہا خدا کو معلوم ہوتا ہے۔ قادیانی جماعت کے باعث خدا ان لوگوں کا امتحان کر رہا ہے جو زبان سے کہتے تھے کہ ہم محقق ہیں۔ ہم غیر مقلد ہیں۔“

ہم راہ مستقیم پر ہیں اور ہم قرآن اور حدیث کے موافق اور مطابق چلیں گے اور قرآن کی آیات اور صحیح حدیث کے خلاف اگر کسی کا قول یا فعل ہوگا ہرگز نہ مانیں گے۔ بیشک خدا کے نزدیک بھی سیدھا اور پکارا راستہ یہی تھا۔ خود قادیانی اور اس کے مرید بھی زبان سے یہی کہتے تھے کہ ہم قرآن اور صحیح حدیث کے موافق اور مطابق عمل کرتے رہیں گے۔ لیکن خدا پران کے دل کا حال پوشیدہ نہ تھا اور نہ اب ہے۔ قادیانی اپنے الہام کو اب آیات قرآنی اور احادیث پر مقدم خیال کرتا ہے اور اس کے مرید اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ جن آیات یا احادیث کے جس طرح قادیانی معنی کر دیوے، وہی معنی وہ صحیح جانتے ہیں اور جس حدیث کو قادیانی غیر صحیح کہہ دے اس کو غیر صحیح مان لیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کو کہہ دے کہ ان آیات یا احادیث کے معنی علمائے سابقہ نے تو اس طرح سے نہیں کئے ہیں جس طرح اب تم کرتے ہو۔ جواب یہ دیتے ہیں کہ علمائے سابقہ نے ان آیات اور احادیث کے اصلی معنی کو نہیں سمجھا۔ لیکن اب غلام احمد قادیانی پر بذریعہ الہام یا کشف وہ معنی کھل گئے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو زبان سے کہتے تھے کہ بجز قرآن و حدیث ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ اب قادیانی کو اپنا امام بلکہ رسول بنا لیا ہے۔ حالانکہ اس کے تمام دعوؤں کی بناء خلاف آیات آسمانی، الہام شیطانی پر ہے۔ اے انسان تو میری توفیق سے لوگوں پر قادیانی کتابوں سے ظاہر کر دے کہ قادیانی کے عقائد خداوند تعالیٰ کی آیات کے بالکل خلاف ہیں۔ پہلے میری کلام سے آیات کو لکھ کر اور پھر قادیانی کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کر، تاکہ جو شخص اس رسالہ کو پڑھے یا سنے اور پھر حق کی طرف رجوع نہ کرے تو آگاہ رہے کہ خدا تعالیٰ شدید العذاب ہے۔“

پہلا باب خداوند تعالیٰ کی تعریف میں، حصہ اول

قولہ تعالیٰ ”قل فمن يملك من الله شيئاً ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض جميعاً“ ﴿کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام سے کچھ اگر چاہے ہلاک کر ڈالے، مسیح بیٹے مریم کو اور اس کی ماں کو اور ان لوگوں کو کہ بیچ زمین کے ہیں سارے۔﴾

قولہ تعالیٰ ”ليس كمثله شئ وهو السميع البصير“ ﴿نہیں ہے مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔﴾

قولہ تعالیٰ ”وجعلوا له من عباده جزءاً، ان الانسان لکفور مبين“ ﴿اور مقرر کیا انہوں نے واسطے حق تعالیٰ کے بندو! اس کے ایک جز، تحقیق آدمی البتہ کافر ہے ظاہر۔﴾

قوله تعالیٰ ”انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون“ ﴿سوائے اس کے نہیں کہ حکم اس کا جب چاہے پیدا کرنا۔ کسی چیز کا یہ کہہتا ہے واسطے اس کے ہو۔ پس ہو جاتا ہے۔﴾
 قوله تعالیٰ ”والله بحکم لا معکب لحکمہ“ ﴿اور اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے نہیں کوئی موڑنے والا والا حکم اس کا۔﴾

اے بھائیو! خداوند تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات سے نرالا ہے۔ یعنی کسی چیز کو اس کی ذات میں اور صفات میں ہرگز ہرگز شراکت نہیں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے حکم کو کوئی نہیں موڑ سکتا۔

مرزا غلام احمد کا اعتقاد خدا تعالیٰ کی نسبت، حصہ دوم
 فتح الاسلام (ص ۱۵، خزائن ج ۳ ص ۱۱) میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”خداوند تعالیٰ نے ہمیشہ استعاروں سے کام لیا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک نام دوسرے پر وارد کرتا ہے۔“

ف..... جائے تعجب ہے کہ وہ خداوند جو قادر اور قہار اور غالب ہے۔ بقول مرزا قادیانی ہمیشہ استعاروں سے کام لیتا ہو۔ باوجودیکہ اس کو کسی چیز کا ہرگز خوف بھی نہیں ہے۔ بعید از عقل ہے۔
 توضیح المرام (ص ۲۱، خزائن ج ۳ ص ۶۱) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے۔ جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الہی پیدا ہو کر رب کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔“

ف..... اس عبارت میں اہل انصاف کے لئے چند فقرے غور طلب ہیں۔
 ۱..... بندہ کی محبت رب قدر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔
 ۲..... خدا تعالیٰ اور بندہ کی محبت درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔
 ۳..... خداوند تعالیٰ اور بندہ کی محبت کے مل جانے سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔

توضیح المرام (ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم

ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر، ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریخیں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ یہ وہی اعضاء ہیں۔ جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت کا پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔“

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر میں بھی چند فقرات غور طلب ہیں۔

.....۱ خداوند تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔

.....۲ خداوند تعالیٰ عرض اور طول رکھتا ہے۔

.....۳ خداوند تعالیٰ کی تندوے جانور کی طرح تاریخیں بھی ہیں۔

.....۴ خداوند تعالیٰ اپنے تمام ارادوں کو انہی اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔

ف ثانی..... مرزا قادیانی کا اس خداوند تعالیٰ کی نسبت جو مثل اور مانند سے پاک ہے

اور جو بلا اسباب کن کہنے سے جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور اپنے تمام ارادوں کو بغیر کسی ذریعہ کے طرفۃ العین میں ظہور میں لاسکتا ہے۔ یہ تحریر کرنا کہ وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا۔ نہ کسی اور طرح سے۔ ”انما امرہ اذ اراد شیاً ان یقول لہ کن فیکون“ کے خلاف ہے۔

توضیح المرام (ص ۷۶، خزائن ج ۳ ص ۹۰) میں مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں ”پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اس وجود اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقع.....!“

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ درحقیقت یہ بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اس وجود اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقع ہے۔ آیت ”لیس کمثله شی“ اور نیز آیت ”وجعلوا لہ من عبادہ جزء ان الانسان لکفور مبین“ کے صاف خلاف ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم (ص ۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”براہین احمدیہ میں خدا نے مجھے کہا ہے ”انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی“ (حقیقت الوحی ص ۱۶۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰ احاشیہ) یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔

ف..... اس الہام سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی توحید اور تفرید کا مرتبہ تو رکھتے ہیں۔ لیکن پورا خدا ہونے کے واسطے ابھی کچھ دیر پڑے ہوگی۔ معاذ اللہ عاجز انسان ہو کر ایسا دعویٰ کرنا فرعونیت نہیں تو اور کیا ہے؟

ضمیمہ انجام آتھم کے (ص ۱۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۱) میں لکھتے ہیں: ”مجھے یہ الہام ہوا ”ان اللہ معك ان اللہ يقوم اينما قمت“ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے۔ خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔

ف..... بے جا فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔ آپ ہی مدعی اور آپ ہی گواہ۔ کیا عمدہ ثبوت ہے۔ دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۸ ج ۵ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۰ء ص ۱۲) میں عبدالکریم مرزا قادیانی سے روایت کرتے ہیں ”ایک روز کا سر الصلیب فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس قدر جوش مجھے نصرانی مذہب کے استیصال کے لئے ہے۔ پس میں اس کو ان لفظوں میں ہی ادا کر سکتا ہوں کہ مجھے اس اعتقاد کی تباہی کے لئے اتنا ہی جوش ہے جتنا خود خدا کو ہے۔“

ف..... سبحان اللہ! کیا عجیب مرزا قادیانی کا یہ فقرہ ہے کہ نصرانی مذہب کی تباہی کے لئے اس خداوند قادر اور قہار کو بھی جو طرفتہ العین میں تمام جہان کو ہلاک کر سکتا ہے۔ بقول مرزا قادیانی نصرانی مذہب کی بیخ کنی کے لئے مرزا قادیانی کے مساوی جوش ہو۔ شرم، شرم، شرم ایسے اعتقاد پر۔

دیکھو (اخبار نمبر ۵ ج ۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء ص ۱۲) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”ہاں رب محمد نے احمد قادیانی پر وہ تجلی ظاہر کی کہ وہ خدا جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو چکا تھا۔ وہ خدا جس کی کرسی پر ایک عورت کے بچے کو ظلم و زور کی راہ سے بٹھایا گیا۔ مردوں میں سونے والے کو جس کی صفات سے متصف قرار دیا گیا۔ اس نے غلام احمد قادیانی کے وجود میں اپنی چکار دکھائی۔ وہ اس روشنی سے منور ہو کر میدان میں نکلا اور اس نے دنیا کو پکار کر کہا:

۱۔ دیکھو اس باب کے اخیر عبارت کو جو مرزا قادیانی نے ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء کو تحریر کیا ہے۔ وہاں نقل موجود ہے۔ خدا سے برابر ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا۔

۲۔ مرزا قادیانی کا عجیب مذہب ہے۔ (تختہ قیصریہ ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۳۶۶) میں لکھتے ہیں اے قیصرہ ملکہ معظمہ ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روئیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔“ کجا عیسویت کی بیخ کنی اور کجا دعا۔

آں خدائے کہ از وائل جہاں بیخبرانہ
برہمن جلوہ ہنود است اگر اہلی پذیر

اس نے چلا چلا کر خواب گراں میں سونے والوں کو جگایا اور بتایا کہ میں نے ایک بیش قیمت ہیرا پایا ہے اور وہ ہیرا خدا ہے۔ اب اس وقت اسی رنگ میں اس نے لکار کر کہا کہ ”ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم“ یعنی میری اطاعت کرو محبوب الہی بن جاؤ گے۔ گناہ سوز فطرت تمہیں دی جائے گی۔ احمد کی اطاعت اور محمد کی اطاعت ایک ہی ہے۔ اس وقت اسم احمد کی تجلی ہو رہی ہے۔“

ف..... اس عبارت میں اہل انصاف کے لئے چند امور غور طلب ہیں۔

۱..... خدا دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو چکا تھا۔

۲..... وہ خدا جو علی کل شی قدیر ہے۔ آدمیوں نے ظلم اور زور کی راہ سے اس کی کرسی پر ایک عورت کے بچے کو بٹھادیا۔

۳..... خدا نے اپنی چکار غلام احمد کے وجود میں دکھائی۔

۴..... غلام احمد نے ایک بیش قیمت ہیرا پایا۔ وہ ہیرا خدا ہے۔

۵..... بقول عبدالکریم اگر کوئی شخص خدا کا دوست بننا چاہے تو مرزا غلام احمد کی اطاعت کرے۔

۶..... غلام احمد اور محمد کی اطاعت ایک ہی ہے۔

۷..... اس وقت اسم احمد کی تجلی ہو رہی ہے۔

بے جا تعریف اور نکما فخر تو ایسا ہی ہو اور اپنے کہنے کی آپ ہی تصدیق کرنا کیا عمدہ ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو غلط فہمی سے بچاؤے۔ آمین۔ ثم آمین۔ ولعنة اللہ علی الکاذبین۔

ایک اور عجیب حال سنو اور توبہ کرو۔ دیکھو رسالہ (دافع البلاء مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۸) میں مرزا قادیانی اپنے عربی الہام کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اصل عبارت نقل کرتا ہوں:

”یہ دن خدا کی مدد اور فتح کے ہوں گے۔ میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے۔ یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی

اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد، تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔“

ف..... اس عبارت سے بقول مرزا قادیانی چند امور ثابت ہیں۔

۱..... مرزا قادیانی کے پاس کوئی ایسی چیز تھی جس کا خدا مالک نہ تھا۔ یا وہ چیز خدا کے پاس نہ تھی۔ اس واسطے مرزا قادیانی سے تبادلہ کیا۔

۲..... خدا نے مرزا کو کہا کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔

۳..... خدا نے مرزا کو کہا کہ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

اہل انصاف غور فرمائیں کہ ان سے زیادہ اور کیا کلمات کفر ہوں گے۔ دیکھو قرآن مجید میں تو ”لم یلد ولم یولد“ موجود ہے اور ”ولم یتخذ ولدا“ بھی موجود ہے اور ”اللہ مافی السموات والارض“ بھی موجود ہے اور ”یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ، واللہ هو الغنی الحمید“ ﴿۱﴾ اے لوگو تم محتاج ہو طرف اللہ کے اور اللہ وہ ہے بے احتیاج تعریف کیا گیا۔ ﴿۲﴾

مرزا قادیانی کا یہی حوصلہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نسبت یہ تحریر کرنا کہ مجھ سے خدا نے تبادلہ کیا جس چیز کا وہ پہلے مالک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام مسلمانوں کو ایسے شخص کے شر سے بچا دے۔ آمین۔

دوسرا باب اس بات کے ثبوت میں کہ خداوند تعالیٰ واحد ہے۔ نہ وہ

اولاد رکھتا ہے اور نہ جو رو، حصہ اول

قولہ تعالیٰ ”الذی له ملک السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک وخلق کل شیء فقد ربه تقدیرا“ ﴿۱﴾ اللہ وہ ہے جس کی ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں ہے کوئی اس کا شریک بیچ ملک کے اور پیدا کی ہر چیز اور ٹھیک کیا اس کو ماپ کر۔ ﴿۲﴾

۱ اصل عبارت جو رسالہ میں درج ہے ”انت منی بمنزلہ اولادی انت منی وانا منک“

۲ اس شخص کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔ کہیں خدا بنتا ہے۔ کہیں خدا کا باپ اور کہیں خدا کا بیٹا۔ معاذ اللہ

”ولا تقولوا لثلاثة انتهوا خیر الکم انما اللہ واحد سبحنه ان یکون له ولد“ ﴿اور مت کہو تین ہیں باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوا اس کے نہیں معبود اکیلا ہے پاکی ہے اس کو اس سے کہ ہووے واسطے اس کے اولاد۔﴾

”لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث لثلاثة وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منهم عذاب الیم“ ﴿البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا اور نہیں کوئی معبود مگر معبود ایک اور اگر باز نہ رہیں گے اس چیز سے کہ کہتے ہیں البتہ لگے گا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ان میں سے عذاب درد دینے والا۔﴾

”وقالوا اتخذ الرحمن ولد القد جتتم شیئا اذ اتکاد السموت یتفطرن منه وتنشوا الارض وتخر الجبال هداء ان دعوا للرحمن ولدا“ ﴿اور کہا انہوں نے پکڑی ہے رحمن نے اولاد البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری نزدیک ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اس سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا انہوں نے واسطے رحمن کے اولاد کا۔﴾

ان آیات سے چند امور صاف طور پر ظاہر ہیں۔

.....۱ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں پکڑا ہے۔

.....۲ اللہ تعالیٰ کا کوئی اس کے ملک میں شریک نہیں ہے۔

.....۳ اللہ تعالیٰ نے تین کہنے سے لوگوں کو منع کیا۔

.....۴ اللہ تعالیٰ اکیلا معبود ہے۔

.....۵ اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی پاک ہے کہ اس کے لئے اولاد ہو۔

.....۶ وہ لوگ کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تیسرا ہے تین میں کا۔

.....۷ جو لوگ تین کہنے سے باز نہ آویں گے تو ان کافروں کو دردناک عذاب ہوگا۔

.....۸ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پکڑی ہے رحمن نے اولاد یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس کے سننے سے

نزدیک ہے کہ پھٹ جاویں آسمان اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ گر پڑیں کانپ کر۔

مرزا قادیانی اپنے آپ کو بطور استعارہ، ابن اللہ کہتے ہیں۔ حصہ دوم

توضیح المرام (ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے بھری ہوئی

روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الہی اب محبت سے بھر گئی ہے۔ ایک نیا تولد بخشی ہے۔ اس وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافع الحبت ہے، استعارہ کے طور پر ابہیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے۔ جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے۔ جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی نے اس جگہ بالکل نصاریٰ کی تقلید کی ہے۔

(دیکھو خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۷) ”تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں۔ باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔“ اور نیز باب ۲ آیت ۱۔ ”دیکھو کیسے محبت باپ نے ہم سے کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلاویں۔“

ف ثانی..... جیسے نصاریٰ محبت کے ذریعہ سے خدا کے فرزند ہونے کے دعوے دار ہوئے ہیں۔ ویسے ہی مرزا قادیانی بھی ہیں۔ اگر کچھ فرق ہے تو چال بدلنے کا ہے۔ ورنہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہے کہ ہم محبت کے باعث خدا کے فرزند ہیں۔

(توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۴) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ ”مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابہیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔“

ف..... مرزا قادیانی یہاں بطور استعارہ ابہیت کے مدعی ہوئے ہیں۔

(ازالہ ادہام ص ۶۵۹، خزائن ج ۳ ص ۳۵۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہاری سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر ابن مریم نہیں تو کون ہے۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی نے بغیر باپ کے پیدا ہونا خود تسلیم کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اکثر جگہ لکھتے ہیں کہ ”میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔“ پھر بغیر باپ کے پیدا ہونے کا مدعی ہونا بعید از عقل ہے۔

(ازالہ ادہام ص ۶۷۴، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”پھر جب انسانیت پر فطاری ہونے کے وقت میں ایک ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی۔ جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا جس کا آسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں خدا تعالیٰ کی قادریت اس ابن مریم کے پیدا کرنے سے مجبور رہ سکتی۔ سو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر وسیلہ کے زمینی والد

کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش اور روحانی زندگی بخشی۔ جیسا کہ اس نے خود اس کو الہام میں فرمایا: ”ثم احينك بعد ما اهلكنا القرون الا ولى وجعلنا المسيح ابن مریم“ اس جگہ مرزا قادیان نے صاف طور پر لکھا ہے کہ خدا نے مجھے بغیر وسیلہ کسی زمینی والد کے پیدا کیا اور پھر اپنے آپ کو ابن مریم بھی تسلیم کیا ہے۔ مرزا قادیانی کا زمینی والد سے انکار کرنا یہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اس کی پیدائش کا ذریعہ انسانی نطفہ سے نہیں ہے۔ مگر جائے تعجب ہے کہ اکثر جگہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟ اور نیز میں نے معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ مرزا قادیانی کی والدہ صاحبہ کا نام بھی مریم نہیں ہے۔ پھر مریم کا بیٹا کہلانا بھی خلاف قرآن مجید ہے۔ قولہ تعالیٰ ”ان امهتهم الا الی ولدنہم“ یعنی نہیں مائیں ان کی مگر جنہوں نے جنا ہے ان کو۔ اگر یہاں یہ سوال ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی عورتیں مومنوں کی مائیں ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کی عورتیں بلحاظ ادب تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

لیکن جو حکم قرآن دیتا ہے وہ یہ ہے۔ قولہ تعالیٰ ”وازاوجہ امهتهم“ یعنی محمد ﷺ کی عورتیں تمہاری مائیں ہیں اور جائے تعجب تو یہ امر ہے کہ زمینی والد سے تو صاف انکار اور مریم کے بیٹا کہلانے کے اور خدا کو باپ کہنے کے بھی مدعی ہیں۔ اس جگہ بھی مرزا قادیانی نے نصاریٰ کی تقلید کی ہے۔ دیکھو (انجیل متی باب ۲۳ آیت ۹) ”کسی کو اپنا باپ زمین پر مت کہو۔ کیونکہ ایک تمہارا باپ ہے جو آسمان پر ہے۔“ چنانچہ قرآن میں ان کے اسی قول کی حکایت موجود ہے۔ ”نحن ابناء اللہ“ یعنی ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔

(اخبار الحکم نمبر ۴۴ ج ۳ ص ۶۱ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”خدا نے ۴ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مجھے یہ الہام کیا ”انت منی بمنزلہ اولادی“ اس جگہ مرزا قادیانی صاف طور پر خدا کے بیٹا ہونے کے مدعی ہوئے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ خدا نے بذریعہ الہام مرزا قادیانی کو کہا ہے تو جواب دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی کا الہام ایسا ہے جیسا کوئی اپنے دعویٰ کا آپ ہی گواہ بن جائے۔

دوسرا کوئی عقلمند مسلمان مرزا قادیانی کے ایسے الہام کو جو خلاف آیات قرآن مجید ہوگا۔ ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کو شیطانی یا بناوٹی ضرور خیال کرے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماوے ”لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد“ اور نیز فرماوے ”لم

یتخذولدا“ اور نیز فرمادیں ”لاتقولوا ثلثة“ اور نیز فرمادیں ”لقد كفرالذین قالوا ان الله ثالث ثلثة“ یعنی البتہ کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ تیسرا ہے تین میں کا۔

نیز فرمادیں ”وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض و تخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا“ اور کہا انہوں نے پکڑی ہے رحمن نے اولاد۔ البتہ تحقیق لائے تم ایک چیز بھاری نزدیک ہے کہ آسمان پھٹ جاویں اس سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر اس سے کہ دعویٰ کیا انہوں نے واسطے اللہ کے اولاد کا۔ ﴿

ف ثانی..... خداوند تعالیٰ قرآن میں تو ایسا بیان فرمادیں جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا اور بقول مرزا قادیانی وہی خدا مرزا قادیانی کو یہ الہام کرے ”انت منی بمنزلة اولادی“ بعید از عقل ہے۔ بلکہ جو شخص مرزا قادیانی کے اس الہام کو سچا جانے۔ وہ شخص قرآن شریف پر ہرگز ایمان نہیں لایا ہے۔

دیکھو مدعی بھول گیا اور ہار گیا۔ خدا نے حق ظاہر کر دیا

(فتح مسیح ص ۴۳، خزائن ج ۹ ص ۴۳۳) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یہ بات خود غلط ہے کہ خدا کو باپ قرار دیا جائے اور اس سے زیادہ تر نادان اور بے ادب کون ہوگا کہ باپ کا لفظ خدا تعالیٰ پر اطلاق کرے۔“

ف..... افسوس تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنا پہلا لکھا ہوا یاد نہیں رہتا۔ اس باب میں جو کچھ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اصل عبارت معہ پتہ نقل کر چکا ہوں۔ اہل انصاف پر ہرگز پوشیدہ نہیں رہا ہوگا اور اگر یہ سوال ہو کہ مرزا قادیانی نے یہاں ایسا کیوں لکھا۔ تو جواب یہ ہے کہ پادری فتح مسیح کو جواب کے طور پر یہ لکھا۔ چنانچہ اسی رسالہ فتح مسیح کے (فتح مسیح ص ۴۲، خزائن ج ۹ ص ۴۳۱) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”اگر کہو کہ انجیل نے یہ سکھلا کر کہ خدا کو باپ کہو محبت ذاتی کی طرف اشارہ کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی کا عجیب حال ہے۔ (توضیح المرام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲) میں لکھتے ہیں ”اس وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالیٰ کی روح سے جو نافع المحبت ہے۔ استعارہ کے طور پر ابیت کا علاقہ ہو جاتا ہے اور (توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۲) میں یہ لکھا ہے:

”اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور ابہیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے

ہیں۔“

اب آخر ماہ دسمبر ۱۹۰۰ء میں اخبار الحکم میں یہ الہام لکھ دیا کہ خدا نے مجھے کہا ہے ”انت منی بمنزلۃ اولادی“ اور فتح المسیح میں لکھ دیا کہ جو شخص باپ کا لفظ خدا تعالیٰ پر اطلاق کرے وہ نادان اور بے ادب ہے۔ شرم، شرم، شرم۔

اے پروردگار! جہاں اپنے فضل سے ہم سب مسلمانوں کو کج فہمی سے بچا اور ایسے شخص کے شر سے اور لوگوں کو بھی نجات دے جو اس کے دام میں آگئے ہیں۔ آمین ثم آمین۔

تیسرا باب ختم نبوت کے ثبوت میں۔ حصہ اول

”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شی علیما (احزاب: ۴۰)“ ﴿نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے لیکن رسول اللہ کا اور ختم کرنے والا پیغمبروں کا اور ہے اللہ ہر چیز کا جاننے والا۔﴾

مرزا غلام احمد قادیانی کھلے طور پر نبوت اور وحی کے مدعی ہیں۔ حصہ دوم (ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”براہین احمدیہ

میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

ف..... بقول مرزا قادیانی براہین احمدیہ خدا کی کتاب ہوئی اور اس میں خدا نے مرزا قادیانی کو کہا کہ تو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ یہ کیا عمدہ ثبوت ہے کہ اپنے قول کی آپ ہی تصدیق کر دی۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے شخص کی عقل پر کہ اپنے دعویٰ کی آپ ہی مرزا قادیانی تکذیب کرتے ہیں۔ دیکھو مدعی بھول گیا اور ہار گیا اور خدا نے حق ظاہر کر دیا۔

(آسمانی فیصلہ ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۳) میں لکھتے ہیں: ”میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے

مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

برخلاف اس تحریر کے پھر بھی مرزا قادیانی نبوت کے کھلے طور پر مدعی ہیں۔

(دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) میں مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء کو لکھتے ہیں: ”خدا

نے مجھے کہا ہے میرے رسول کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں۔ میں نگاہ رکھنے والا ہوں۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔“ اور اسی رسالہ کے (ص ۱۰، خزائن ج ۱۰ ص ۲۳۰) میں تحریر کرتے ہیں ”خدا قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تنخواہ ہے اور

تمام امتیوں کے لئے نشان ہے۔“

ف..... کیا اب بھی کوئی مرزائی یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نبوت کے مدعی نہیں ہے اور بقول خود اترہ اسلام سے خارج نہیں ہیں؟

(ازالہ اوہام ص ۱۶۲، خزائن ج ۳ ص ۱۹۳) میں تحریر کرتے ہیں: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله انا انزلناه قريبا من القاديان“

یہ پیشین گوئی ہے جو پہلے سے قرآن مجید میں انہیں دنوں کے لئے لکھی گئی ہے۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی شہادت قرآن، رسول اور ہادی ہونے کے مدعی ہوئے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) میں لکھتے ہیں: ”اور اس آنے والے کا نام جو

احمد رکھا گیا وہ بھی اس کے مثل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور عیسیٰ اور احمد اپنے جلالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے ”مبشرا برسول یأتی من بعدہ اسمہ احمد“ مگر ہمارے حضرت نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں۔ بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال اور جمال ہیں۔ لیکن آخزمانہ میں بر طبق پیشین گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے، بھیجا گیا۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی کھلے طور پر مبشر رسول ہونے کے جس کا نام احمد ہے، اب بھی مدعی ہوئے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کو اپنا پہلا لکھا ہوا بھول جاتا ہے۔ چنانچہ (اخبار الحکم نمبر ۲ ج ۵ ص ۴ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء) میں لکھتے ہیں ”غرض اس قسم کے بہت وجوہ ہیں جن سے آپ کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا وہ احمد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے اسی نام کی پیش گوئی کی تھی ”مبشرا برسول یأتی من بعدہ اسمہ احمد“

ف..... امام الزمان ایسا ہی ہو جس کو اپنا پہلا لکھا ہوا یاد نہ رہے۔

(ازالہ اوہام ص ۸۵۵، خزائن ج ۳ ص ۵۶۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور جو الہام

آج تک اس بارہ میں ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں ”اذا عزمتم فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم“ یعنی جب تو نے اس خدمت کے لئے قصد کر لیا تو خدا پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے۔ وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں۔ یہ صاف طور پر نبوت اور وحی کا دعویٰ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

لعنت اللہ علی الکاذبین

(آسانی فیصلہ ص ۱۸۱ تا ۱۸۲، خزانہ ج ۳ ص ۳۰۹) کے شروع ہی کے ورق پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یحسرة علی العباد ما دمایا تہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن“ اے حسرت بندوں پر ایسا کوئی رسول ان کے پاس نہ آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہ کیا ہو۔“

ف..... اس جگہ رسول ہونے کا کھلا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

اور (ضرورة الامام ص ۲۲، خزانہ ج ۳ ص ۳۹۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”امام الزمان میں ہوں اور یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں۔ یہ نبی اور رسول ہونے کا کھلے طور پر دعویٰ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اب بھی کوئی مرزائی انکار کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نبوت کے مدعی نہیں ہیں؟

(توضیح المرام ص ۱۸، خزانہ ج ۳ ص ۶۰) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اس میں شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں ہوتی۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے۔ اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجائے اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔“

ف..... اہل انصاف کے لئے اس عبارت بالا سے چند فقرات غور طلب ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کا مدعی نبوت ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

۱..... یہ عاجز اس امت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہے۔

۲..... محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔

۳..... وہ خدا سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔

- ۴..... امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔
- ۵..... رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے۔
- ۶..... مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔
- ۷..... بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔
- ۸..... اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با از بلند ظاہر کرے۔
- ۹..... اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔
- ۱۰..... نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔
- ف ثانی..... کیا اب بھی کوئی مرزائی جس کو طرفداری کا خیال نہ ہو اور حق بات پر چلنا منظور ہو اور خدا کا خوف دل میں ہو، انکار کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نبوت اور وحی کے مدعی نہیں ہیں؟ کیونکہ بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آنا اور رسولوں کی وحی کی طرح اپنی وحی کو دخل شیطانی سے منزہ سمجھنا یعنی مرزا قادیانی کا اپنی نسبت تحریر کرنا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ نبوت اور وحی کے کھلے طور مدعی ہیں۔ خدا سے ڈر کر تعصب اور طرف داری چھوڑ کر حق کی جانب رجوع کرو۔
- (الحکم نمبر ۲۳ ج ۳ ص ۴۲ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۰۰ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کی کلام میں مجھ سے یہ محاورہ نہیں ہے مجھ کو حضرت خداوند کریم محض اپنے فضل سے صدیق کے لفظ سے یاد کرتا ہے اور نیز دوسرے لفظوں سے جن کی سننے کی آپ کو برداشت نہیں ہوگی اور حضرت خداوند کریم نے مجھ کو اس خطاب سے معزز فرما کر ”انسی فضلتک علی الغلمین قل ارسلت الیکم جمیعا“ یہ بات بخوبی کھول دی کہ اس ناکارہ کو تمام عالمین یعنی زمین کے باشندوں پر فضیلت بخشی گئی ہے۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے دعویٰ پر آپ ہی گواہی دے اور پھر یہ لکھنا بھی کہ خدا نے مجھے کہا ہے ”قل ارسلت الیکم جمیعا“ نبوت کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟
- (اخبار الحکم ج ۳ نمبر ۴۱ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء ص ۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔ مجھے ایک سماوی مانو۔ پھر یہ سارے جھگڑے اور تمام نزاعیں جو مسلمانوں میں پڑی ہوئی ہیں۔ ایک دم میں طے ہو سکتی ہیں۔ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر حکم بن کر آیا ہے۔ جو معنی قرآن شریف کے وہ کرے گا وہی صحیح ہوں گے اور جس حدیث کو وہ صحیح قرار دے گا وہی صحیح ہوگی۔“
- ف..... اس جگہ مرزا قادیانی نے اپنی تعریف کرنے میں چند باتوں پر فخر کیا ہے۔

-۱ میری حیثیت ایک معمولی مولوی کی حیثیت نہیں ہے۔
-۲ میری حیثیت سنن انبیاء کی سی حیثیت ہے۔
-۳ میں سماوی ہوں۔
-۴ مسلمانوں کے تمام جھگڑے اور نزاعیں میں ایک دم میں حل کر سکتا ہوں۔
-۵ میں خدا کی طرف سے مامور اور حکم بن کر آیا ہوں۔
-۶ جو معنی قرآن شریف کے میں کروں گا، وہی معنی صحیح ہوں گے۔
-۷ جس حدیث کو میں صحیح کہوں گا، وہی صحیح ہوگی۔

ف ثانی..... سبحان اللہ! اپنی زبان سے اپنی تعریف کی تصدیق کرنا بے جا فخر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ”ان اللہ لایحب من کان مختالا فخوراً“ ﴿تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے تکبر کرنے والا، شیخی کرنے والا﴾۔
(اخبار الحکم نمبر ۱۰ ص ۸ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۱ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اجتہادی غلطی سب نبیوں سے ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔“

ف..... یہ نبوت کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟
(اخبار الحکم نمبر ۴۳ ج ۳ ص ۵ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”آج سے ۲۰ برس پیشتر خدا نے اس کو ابراہیم کہہ کر پکارا اور وہی وحی جو ابراہیم پر ہوئی تھی۔ اس مسیح موعود پر ہوئی۔“ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ

(الحکم نمبر ۳۰ ج ۳ ص ۱۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء) میں عبدالکریم تحریر کرتا ہے ”فلا وربك“ مسیح موعود کا الہام ہے اور اس کے اسرار اگر اس امر کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو جب مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی۔ جس سے خدا کا منشاء ہے جو ایمان نبی کریم ﷺ پر مطلوب ہے۔ وہ ہی یہاں بھی مطلوب ہے۔“ (کالم میں) ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال اور اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر رکھیں۔“

(الحکم نمبر ۱۸ ج ۳ ص ۹ مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۰ء) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”یہ مزکی اور مطہر انسان حضرت سید عالم ﷺ کی خو، بو اور قوت اور نشان کے ساتھ آیا۔ بلکہ بعینہ وہی آیا۔ کیونکہ اس میں احیاء اور امات کی وہی قدرت ہے یہ ویسا ہی بشیر و نذیر ہے۔ یہ حجۃ اللہ اور آیۃ اللہ ہے۔“

ف..... اہل انصاف خدا سے ڈر کر اس عبارت کے الفاظ ذیل پر خوب غور کریں۔ خو، بو، قوت، نشان، احیاء، امات، قدرت، بشیر، نذیر، حجۃ اللہ، آیۃ اللہ ہونے میں مرزا قادیانی بقول عبدالکریم پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے برابر ہیں۔ لیکن عبدالکریم کی عقل اور علم دانی پر حیف ہے کہ اس نے رحمت اللعالمین کے تمام اوصاف میں ایسے شخص کو موصوف کر دیا کہ جس کے نام کی اول بقدرت خداوند حکیم غلام کا لفظ موجود ہے۔

(اخبار الحکم نمبر ۲ ج ۵ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”میں راستی سے کہتا ہوں کہ میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم کی چال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں۔“

ف..... عبدالکریم کی دونوں تحریروں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تناخ کا مسئلہ قادیانیوں کے نزدیک صحیح ہے اور نیز (تحدہ قیصرہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) میں مرزا قادیانی کی تحریر جس سے تناخ کا مسئلہ بقول مرزا قادیانی درست معلوم ہوتا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے: ”اور چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور طور اور طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے میں رکھی تھی۔“

(الحکم نمبر ۸ ج ۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۰ء) میں عبداللہ کشمیری کہتا ہے:

ہمیں ست آں غلام احمد کہ مے باشد محمد ہم
ہمیں مہدی ہمیں عیسیٰ ہمیں آں تاجدار آمد
کلیم اللہ ہمیں باشد ہمیں آدم صفی اللہ
ہمیں خاتم ولایت را بہر نقش دار آمد

لعنت اللہ علی الکاذبین

(الحکم نمبر ۴ ج ۳ ص ۲ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء) میں حامد شاہ سیالکوٹی، مرزا غلام احمد قادیانی کی

تعریف میں لکھتا ہے:

کلام خدا ان پہ نازل نہ ہوتا
تو بار گراں یہ اٹھائے نہ ہوتے
نہ پاتے اگر خلعت انبیائی
تو جرأت وہ ایسی دکھائے نہ ہوتے

نہ ہوتے اگر مرسل حق میجا

کلام ایسے منہ پر وہ لائے نہ ہوتے

دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۸ ج ۵ ص ۹ کالم ۲ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۱ء) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”خداے رحیم قدوس نے مجھے وحی کی ”انی انا الرحمن دافع الاذی“ اور پھر وحی ہوئی ”انی لا یخاف لدی المرسلون“

ف..... اہل انصاف خدا سے ڈر کر مرزا قادیانی کی تحریر بالا مرقومہ میں غور کریں کہ مرزا قادیانی نبوت اور وحی کے کھلے طور پر مدعی ہیں یا نہیں۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ حق کے طالبوں کے لئے اس باب کے پڑھنے یا سننے سے ہرگز ہرگز پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبوت اور وحی کے صاف طور مدعی ہیں اور اس کے اکثر مرید اس کو ویسا ہی خیال کرتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ تمام اہل اسلام کو ایسے چال باز کے شر سے بچائے۔ دیکھو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے وہی مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ سچ ہے کہ دروغ گور حافظہ نباشد۔

(فیصلہ آسانی ص ۱۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵) میں لکھتے ہیں: ”اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔“

ف..... اب کوئی مرزا قادیانی سے پوچھے کہ اے مرزا جی اب سوائے آپ کے اور کون ہے جو وحی اور نبوت کا سلسلہ جاری کر رہا ہے؟ شاید اور مسلمانوں کے لئے ایسے دعوے کرنے کے لئے خدا سے شرم کرنا چاہئے۔ لیکن آپ کے لئے شرم کرنا درست نہیں ہے۔ واہ صاحب! کیا عمدہ آپ کی یادداشت ہے۔ ایک زبان اور کئے مختلف بیان۔ اپنے قول کی آپ ہی تکذیب کرنا اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا خیال نہ کرنا، افسوس اور حیف ہے ایسی عقل پر۔

چوتھا باب قرآن کی تعریف میں۔ حصہ اول

”یا ایہا الناس قد جاءکم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً“
﴿اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے سے اور اتاری ہم نے طرف تمہاری روشنی ظاہر۔﴾

”الحمد لله الذی انزل علی عبده الکتب ولم يجعل له عوجاً“
﴿سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتاری اوپر بندے اپنے کے کتاب اور نہیں کی واسطے اس کے کجی۔﴾

”ان هذا القرآن يقص على بنى اسرائيل اكثر الذی هم فيه یختلفون، وانه لهدی ورحمة للمؤمنین“ ﴿تحقیق یہ قرآن بیان کرتا ہے اور پر بنی اسرائیل کے اکثر اس چیز کا کہ وہ بیچ اس کے اختلاف کرتے ہیں اور تحقیق یہ قرآن البتہ ہدایت ہے اور رحمت واسطے ایمان والوں کے۔﴾

”هو الذی انزل عليك الكتب منه ایت محکمت هنّ ام الكتب و اخر متشبهت، فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تلاویله، وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون انا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوالباب، یا ایها الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا وللكفرین عذاب الیم،“ ﴿اللہ وہ ہے جس نے اتاری اور پر تیرے کتاب بعض اس کی آیتیں محکم ہیں وہ جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری متشابہ ہیں۔ پس وہ لوگ کہ بیچ دلوں ان کے کجی ہے پس پیروی کرتے ہیں اس چیز کی کہ شبہ ڈالتی ہے اس میں سے واسطے چاہنے فتنہ کے اور واسطے چاہنے حقیقت اس کی اور نہیں جانتا حقیقت اس کی کو مگر اللہ اور مضبوط لوگ بیچ علم کے کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ اس کے ہر ایک نزدیک رب ہمارے سے ہے اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب علم کے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا اور کہو انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے عذاب درد دینے والا۔﴾

”قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا“ ﴿کہہ اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اور پر اس بات کے کہ لادیں مانند اس قرآن کے ہرگز نہ لاویں گے ایسا قرآن اور اگرچہ ہوویں بعضے ان کے واسطے بعضوں کے مددگار۔﴾

مرزا قادیانی کا اعتقاد قرآن شریف کی نسبت۔ حصہ دوم

(ازالہ اوہام ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں ”قرآن

شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی کا ایسا اعتقاد قرآن کی نسبت غیر مذہب کے لئے ہی موقعہ اعتراض کا نہیں ہے بلکہ خداوند کے ساتھ بھی مقابلہ کرنا ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ قرآن کی آیات بینات ہیں

اور جیسے فرمایا ”وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا“ ﴿اور نہیں کی واسطے اس کے کجی﴾ اور جیسے فرمایا ”كُتِبَ
انزلنه اليك لتخرج الناس من الظلمت الى النور“ ﴿یہ کتاب ہے ہم نے اتاری تیری
طرف تو کہ نکالے تو لوگوں کو اندھیروں سے طرف نور کے﴾ اور جیسے فرمایا ”وَلَقَدْ يَسْرُنَا
القرآن للذکر“ ﴿اور تحقیق ہم نے آسان کیا قرآن کو واسطے نصیحت کے۔﴾ اور جیسے فرمایا ”لَا
تقولوا راعنا وقلو انظرنا“ ﴿مت کہو راعنا اور کہو انظرنا﴾

ف..... اے بھائیو! خداوند کریم تو قرآن شریف کی ایسی تعریف کریں اور مرزا قادیانی
فرمادیں قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔ آفرین ہے ایسے حوصلہ پر اور حریف ہے
ایسے اعتقاد اور ایمان پر۔

(توضیح المرام ص ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۵۸) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”بلاغت کا مدار
استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کی کلام نے بھی جو ابلاغ الکلم ہے۔ جس قدر
استعارات کو استعمال کیا ہے اور کسی کلام میں یہ طرز لطیف نہیں ہے۔ اب ہر جگہ اور ہر حمل میں ان
پاکیزہ استعارات کو حقیقت پر حمل کرتے جانا گویا اس کلام معجزہ نظام کو خاک میں ملا دینا ہے۔“
ف..... اہل انصاف کے لئے دو امر غور طلب ہیں۔ اول بقول مرزا قادیانی قرآن میں
استعارات کا اس قدر استعمال کیا گیا ہے کہ کسی اور کلام میں نہیں ہے۔ دوسرا مرزا قادیانی کا یہ فقرہ
قرآن مجید و فرقان جمید کی نسبت جیسے لکھا ہے (اس کلام معجزہ نظام کو خاک میں ملا دینا ہے) کیا عمدہ
فصحیح ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”جس روز
الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے، ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے
دیکھا میرے بھائی صاحب مرحوم غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے
ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ تو
میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ
یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے
دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں
نے اپنے دل میں کہا ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا تین
شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر سے چند امور صاف ظاہر ہوتے ہیں۔

۱..... قرآن مجید دو ہیں۔ ایک یہ قرآن جس کو زندہ لوگ پڑھتے ہیں اور جس میں قادیاں کا

نام اور یہ عبارت ”انا انزلناہ قریبا من القادیاں“ درج نہیں ہے۔

۲..... وہ قرآن جس کو مردے پڑھتے ہیں اور جس میں یہ عبارت بقول مرزا قادیانی موجود ہے۔ یعنی فی الحقیقت دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقعہ پر۔

۳..... بقول مرزا واقعی طور پر اس قرآن میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ درج کیا گیا

ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیاں۔ اے مرزا نیو! تم کو چاہئے کہ اب واسطے ثابت کرنے اس امر کے مرزا

غلام احمد کی قبر سے یا کسی اور شخص کی قبر سے اس قرآن کو نکالو جس میں مرزا قادیانی کے نزول کا

ثبوت اور قادیاں کا نام لکھا ہوا موجود ہے۔ کیونکہ تمہارے نزدیک مرزا قادیانی کا الہام بھی نص

صریح ہے اور نص صریح کے منکر کو تم نے کافر لکھا ہے۔ دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۴۲ ج ۳ ص ۵ مورخہ ۲۲ نومبر

۱۸۹۹ء) میں حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص کا منکر کافر ہوتا ہے۔

ف..... معاذ اللہ مرزائیوں نے مرزا قادیانی کا الہام قرآن جیسا بنا دیا۔

(ازالہ اوہام ص ۲۵، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”قرآن شریف جس

آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا

نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا

ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف ایسے قسم کا سخت زبان اور سخت

گالی دینے والا ہے کہ جس سے نہایت درجہ کا جاہل بھی بے خبر نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ اعتراض

قرآن پر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ کیونکہ قرآن شریف خداوند تعالیٰ کا کلام ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے

فضل سے تمام مسلمانوں کو کج فہمی سے بچائے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں ”قرآن میں

ولید مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں،

استعمال کئے گئے ہیں۔“

۱۔ یہ قرآن سواء قادیاں کے اور کہیں نہیں ہے اور یہ منارۃ المسیح کی چوٹی پر رکھا ہوا ہوتو

کیا عجب۔ لعنت اللہ علی الکاذبین، کہو مرزائیو، آمین۔

ف..... مرزا قادیانی نے اس جگہ بڑی دلیری سے خداوند قہار کا خوف دل سے دور کر کے خدا کی پاک کلام کی نسبت یہ لکھ دیا کہ اس میں ایسے سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ افسوس ہے مرزا قادیانی نے انسان کی صورت اور مسلمان ہو کر قرآن پر یا خداوند تعالیٰ پر یہ اعتراض کر دیا۔ کاش اگر مرزا قادیانی جن بھی ہوتے تو قرآن کی نسبت ان کے منہ سے یہ تو نکلتا قولہ تعالیٰ ”فقالوا اننا سمعنا قرانا عجا بیا یهدی الی الرشدا فامنا انہ“ یعنی پس کہا انہوں نے (جنوں نے اپنی قوم کو) تحقیق سنا ہم نے قرآن عجیب کہ راہ دکھاتا ہے طرف بھلائی کے۔ پس ایمان لائے ہم ساتھ اس کے اور خود اللہ تعالیٰ قرآن کی تعریف میں یوں ارشاد فرماتا ہے ”اللہ نزل احسن الحدیث کتبا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے اتاری بہتر بات کتاب۔

احسن بمعنی بہت خوب۔ اللہ پاک تو فرمادیں میری کتاب احسن الحدیث ہے اور مرزا قادیانی کہیں قرآن میں ایسے الفاظ ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر ایسے شخص کو امام الزمان ماننا بعید از عقل ہے اور اگر یہاں یہ سوال ہو کہ مرزا قادیانی نے ایسا کیوں لکھا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر سخت الفاظ اپنی تالیفات میں تحریر کرنے کے باعث لوگوں نے اعتراض کیا تھا۔ تو مرزا قادیانی نے اپنی سخت زبانی کے الزام رفع کرنے کے لئے یہ لکھ دیا یا بجمت ثبوت اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۸) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔“

ف..... لیکن چہ نسبت خاک رابا عالم پاک۔ بیشک مرزا قادیانی اپنی سخت زبانی کے باعث عند اللہ اور عند الناس بھی ملزم ہیں اور خداوند تعالیٰ کا معاملہ جو مخلوق کے ساتھ ہے۔ وہ واقعی اور ٹھیک طور پر ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ جیسے اکیلا تمام اشیاء کا خالق ہے ویسے ہی وہ تمام اشیاء کا اکیلا ہی مالک بھی ہے اور اس کو اپنی تمام مخلوق اور مملوک میں ہر طرح سے کرنے اور کہنے کا حق ہے۔

مخلوق میں سے کسی کی کیا مجال ہے کہ اس پر اعتراض کرے یا اس سے پوچھے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا یا ایسا کیوں کہا۔ چنانچہ اس نے اپنی تعریف میں فرمایا ہے: ”لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون“ ﴿نہیں سوال کیا جاتا اس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کئے جاتے ہیں۔﴾ اب میں مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں کہ اے مرزائیو! تم ہی ایمان سے سچ کہو کہ اگر

کوئی شخص کہے کہ قرآن ایسا سخت زبان ہے کہ جس سے غایت درجہ کا غمی اور سخت درجہ کا نادان بھی بے خبر نہیں ہے اور نیز قرآن میں ایسے سخت الفاظ موجود ہیں جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ تو ایسے شخص کو تم مسلمان کہو گے یا کچھ اور ہی کہو گے۔ اے بندگان خدا خداوند قہار سے ڈر جاؤ اور ہر نماز میں فتنہ دجال سے پناہ مانگو۔ ہم تو کہتے ہیں: ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ کہو اے مرزا نیو آمین۔

(ازالہ اوہام ص ۵۳۸، خزائن ج ۳ ص ۳۸۹) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اقوال سلف اور خلف در حقیقت کوئی مستقل حجت نہیں۔“

ف..... سبحان اللہ اقوال سلف اور خلف تو حجت نہوں اور اپنی تعریف میں یوں لکھیں۔ دیکھو (الحکم نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء) میں یوں تحریر کریں کہ ”جس حدیث کو میں صحیح کہوں گا وہی صحیح ہوگی اور جو معنی قرآن شریف کے میں کروں گا وہی صحیح ہوں گے۔“ بے جا فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔

(ازالہ اوہام ص ۵۹۷، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یہ کیا جہالت ہے کہ صحابی کو کلی غلطی اور خطا سے پاک سمجھا جاوے۔“

ف..... سبحان اللہ! اپنی تعریف میں مرزا قادیانی (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰) میں یوں تحریر کریں کہ ”میرا الہام دخل شیطانی سے منزہ ہے۔“ بیجا فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔

اور (ازالہ اوہام ص ۷۲۶، خزائن ج ۳ ص ۳۹۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے۔ کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے، وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں۔ بلکہ فطرتی سعادت اور روشنی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔“

ف..... اہل انصاف پر اب یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مرزا قادیانی کا یہ مطلب ہے کہ تمام تفسیریں اعتبار کے لائق نہیں ہیں اور نہ ان کے پڑھنے سے ایمانی اور اخلاقی حالت درست ہوتی ہے۔ بلکہ ان کے پڑھنے نقصان ہوتا ہے اور جو نئی تفسیر میں بیان کروں گا۔ وہ اعتبار کے لائق ہو گی۔ فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔

(الحکم نمبر ۳۸ ج ۳ ص ۱۱ مورخہ ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۰۰ء) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”آج سے ۲۵ سال پہلے حضرت مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات الہیہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اسی طرح اپنے الہامات کو مدون اور مشتہر کیا۔ جس طرح قرآن کریم مدون اور مرتب اور مشتہر ہوا۔

پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اس نے اپنے بندہ غلام احمد کے مونہہ میں ڈالیں۔ اس طرح پوری ہوئیں جس طرح اس کی وہ باتیں پوری ہوئیں جو اس نے اپنے بندہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے منہ میں ڈالی تھیں۔ جس طرح قرآن کریم کے کئی آیتوں میں کے وعدے اپنے منطوق و مفہوم کے موافق پورے ہو کر اس امر کا قطعی ثبوت ٹھہر گئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اسی نمونہ پر براہین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق نکل کر اس امر کا قطعی و یقینی ثبوت ٹھہر گئے کہ لاریب وہ بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔“

ف..... اہل انصاف پر بقول عبدالکریم اب بخوبی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کو ایسا خیال کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف، بلکہ عبدالکریم نے صاف لکھا ہے کہ لاریب مرزا غلام احمد کی کتاب براہین کے الہام ایسے ہیں۔ جیسے قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“

(اخبار الحکم نمبر ۵ ج ۵ ص ۹ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء) میں عبدالکریم لکھتا ہے: ”سو میں درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح قرآن کی تلاوت کرتے ہو۔ اسی طرح اس آیت اور مسیح موعود کے کمالات و صفات میں تدبر کرو۔ یہ قرآن کا نمونہ ہے۔ یہ حجۃ اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان آیت اللہ ہے۔ اس مونہہ سے بار دیگر خدا کا مونہہ نظر آیا۔ جو صدیوں سے نہاں ہو گیا تھا۔

ف..... عبدالکریم نے اس تحریر میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے۔ اہل انصاف پر ہرگز پوشیدہ نہیں رہا ہوگا۔ اس عبارت میں ہر ایک فقرہ ایسا بیہودہ درج ہے کہ جنہوں نے جھوٹ کو سچ بنا کر آسمان پر چڑھا دیا ہے۔ مگر عقلمند ہرگز ہرگز جھوٹ کی طرف اپنا رخ نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ دروغ گو کے لئے یہ خطاب احکم الحاکمین کی طرف سے موجود ہے۔ جیسے فرمایا لعنت اللہ علی الکاذبین!

(کرامات الصادقین ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۶۱) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں، بدیہی البطلان ہے۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس تحریر پر غور کریں جس سے مرزا قادیانی کا مطلب صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے بارہ میں جو کچھ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے میں اس سے زیادہ بیان کر سکتا ہوں۔ مگر حیف صدحیف ہے ایسے فخر پر، جس کی نسبت خداوند کریم

یوں ارشاد فرمائیں: ”الم نشرح لك صدرک“ اس کی نسبت تو یہ خیال اور اپنی تعریف یہ کہ جو معنی قرآن کریم کے میں کروں گا وہی معنی صحیح ہوں گے۔ دیکھو (الحکم نمبر ۴۱ ج ۳ ص ۲ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء) اور نیز اسی کتاب کے تیسرے باب میں تمام عبارت درج ہو چکی ہے۔ وہاں سے طالب حق دیکھ کر انصاف کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ ضد اور تعصب کی مرض تو لا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام مسلمانوں کو جہنمی سے اور ایسے شخص کے شر سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

پانچواں باب پیغمبر ﷺ کے جسمانی معراج کے ثبوت میں۔ حصہ اول

قولہ تعالیٰ ”سبحن الذی اسرى بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکننا حولہ لنریہ من ایتنا انہ هو السميع البصیر“ ﴿پاک ہے وہ ذات کہ لے گیا بندے اپنے کو ایک رات مسجد حرام سے طرف مسجد اقصیٰ کے، جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کو تو کہ دکھا ویں نشانی اپنی۔ تحقیق وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔﴾

ف..... ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں پیغمبر ﷺ کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کا سیر کرایا۔ یعنی پیغمبر خدا ﷺ ایک ہی رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے اور حالت بیداری میں گئے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو آنکھ سے دیکھا اور اسریٰ بعبدہ سے یہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم کے ساتھ دیکھا اور نیز عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں پر دلالت کرتا ہے اور اگر یہ دیکھنا خواب کی حالت میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ ہرگز نہ فرماتے ”سبحن الذی اسرى بعبدہ“ اور نیز کفار مکہ کو بھی اس کے سننے سے انکار ہرگز نہ ہوتا۔ کیونکہ خواب کی حالت میں تو اکثر مومن اور کافر ہمیشہ قسم قسم کے عجائبات دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ حدیثوں میں یہ لکھا ہے کہ کفار مکہ نے مسجد اقصیٰ کے نشان اور پتے آنحضرت ﷺ سے طلب کئے تو پیغمبر خدا ﷺ نے ان کو پورے طور پر نشان بھی بتا دیئے۔

قولہ تعالیٰ ”ولقد راہ نزلة اخری عند سدرۃ المنتهی عندھا جنۃ الماویٰ، اذ یغشی السدرۃ ما یغشی ما زاغ البصر وما طغی لقد رای من ایت ربہ الكبرى“

﴿اور البتہ تحقیق دیکھا اس نے اس کو ایک بار اور نزدیک سدرۃ المنتهی کے، نزدیک اس کے ہے جنت الماویٰ جس وقت کہ ڈھانک رہا تھا میر کو جو کچھ ڈھانک رہا تھا نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی البتہ تحقیق دیکھا اس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو۔﴾

ف..... ان آیات سے چند امور ظاہر ہیں۔ جن سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر خد ﷺ کا جسم مبارک کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت جبرائیل فرشتہ کو نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھا اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جنت المادویٰ ہے۔ یہ سب کچھ پیغمبر خد ﷺ نے آنکھ سے دیکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ما زاغ البصر و ما طغی لقد رای من آیات ربہ الكبرى“ ﴿نہیں کچی کی آنکھ نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی۔ البتہ تحقیق دیکھا اس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو۔﴾

اگر یہ سوال ہو کہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا ممکن نہیں ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ اول تو آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک لطیف اور نوری ہی تھا اور دوسرا کوئی کام ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جس کا کرنا خداوند تعالیٰ پر بھی ناممکن ہو۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ذات ”علی کل شی قدیر“ ہے۔

مرزا غلام احمد، جسمانی معراج سے بالکل انکاری ہیں۔ حصہ دوم

(توضیح المرام ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۵۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اب میں کہتا ہوں کہ جو امر آنحضرت ﷺ کے لئے جو افضل الانبیاء تھے، جائز نہیں اور سنت اللہ سے باہر سمجھا گیا۔ وہ حضرت مسیح کے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۷، ۴۸، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“

ف..... اہل انصاف اور اہل ایمان مرزا قادیانی کی اس عبارت میں غور کریں کہ علاوہ انکار معراج جسمانی پیغمبر خد ﷺ کے نوری جسم کو کثیف بھی لکھ دیا۔ لعنت ایسی دلیری پر اور پھر اسی (ازالہ ص ۴۸، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶ حاشیہ) میں لکھتے ہیں: ”اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔“

ف ثانی..... اس عبارت سے بقول مرزا قادیانی صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر خد ﷺ کو صرف ایک دفعہ یہ کشفی معراج ہوا۔ مگر خود بدولت یعنی مرزا قادیانی تو تجربہ کار ہیں۔ بیشک فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔ مگر حریف ہے ایسے بیجا فخر پر کہ اپنے دعویٰ کی آپ ہی تصدیق کرنا۔ علاوہ اس بے جا فخر کے ایک اور مقام نقل کرتا ہوں۔

دیکھو (ازالہ ادہام ص ۶۹۱، جزائن ج ۳ ص ۴۷۳) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ و منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی ہو اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور متشابہ کلہ طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

ف..... سبحان اللہ جس شخص کی نسبت خداوند تعالیٰ یوں ارشاد فرماویں ”وما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحی یُوْحٰی“ ﴿اور نہیں بولتا وہ اپنی خواہش سے، نہیں وہ مگرو حی کہ بھیجی جاتی ہے﴾ اور نیز فرمایا ”الْم نَشْرَح لَكَ صَدْرِكَ“ ﴿کیا نہ کھولا، ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔﴾ پھر بڑا تعجب ہے کہ جو شخص اپنی خواہش سے بھی کلام نہ کرے اور خداوند کاشف القلوب اس کا سینہ بھی کھول دیوے اس پر تو ابن مریم اور دجال اور دجال کے ستر باع کے گدھے کی اور یا جوج ماجوج کی اور دابۃ الارض کی اصلی حقیقت اور کیفیت نہ کھلے یعنی پوری معلوم نہ ہو اور جو کچھ ان کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ یعنی حدیثیں جس قدر ہیں معاذ اللہ وہ سب کی سب انکل پچو ہوں اور اس زمانہ میں ابن مریم اور دجال وغیرہ کی اصلی حقیقت اور کیفیت مرزا غلام احمد قادیانی پر کھولی گئی ہو، بعید از عقل ہے۔

مرزا قادیانی کی عالی ہمت پر آفرین ہے کہ کہاں تک اپنے فخر کو بڑھایا ہے۔ بجز مرزا قادیانی کے ایسا کوئی گستاخ ہرگز نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ جس کو ایسے ناجائز کلمہ کے کہنے کی جرأت ہوگی کہ میں پیغمبر خدا ﷺ سے قرآن زیادہ سمجھ سکتا ہوں۔ یا ابن مریم اور دجال و دابۃ الارض وغیرہ کی اصلی حقیقت جو ان پر نہ کھلی تھی، وہ مجھ پر کھولی گئی ہے۔ خداوند تعالیٰ تمام مسلمانوں کو کج فہمی سے اور ایسے شخص کے شر سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔

چھٹا باب قرآن شریف سے بحکم خدا مردہ زندہ ہونے کا ثبوت

حصہ اول

”اوکا الذی مرّ علی قرية وہی خاویة علی عروشہا، قال انی یحی هذه اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائة عام ثم بعثہ، قال کم لبثت قال لبثت یوما و بعض یوم، قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک و شرابک لم یتسنّہ وانظر الی حمارک ولنجعلک اية للناس وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم

نكسوها لحما، فلما تبين له قال اعلم ان الله على كل شى قدير“

﴿یا مانند اس شخص کی کہ گزرا اور پر ایک گاؤں کے اور وہ گرا ہوا تھا اور پڑھتوں اپنی کے، کہا کیونکر زندہ کرے گا اس کو اللہ پیچھے موت اس کی، کے پس مار ڈالا اس کو اللہ نے سو برس، پھر جلایا اس کو کہا کتنی مدت رہا، تو کہا رہا میں ایک دن یا تھوڑا دن سے، کہا بلکہ رہا تو سو برس پس دیکھ طرف کھانے اپنے کے اور پینے اپنے کی کہ نہیں سڑا اور دیکھ طرف گدھے اپنے کی اور تو کہ کریں ہم تجھ کو نشانی واسطے لوگوں کے اور دیکھ طرف ہڈیوں کی کیونکر چڑھاتے ہیں ہم ان کو پھر پہناتے ہیں ہم ان کو گوشت پس جب ظاہر ہوا واسطے اس کے کہا جانتا ہوں میں، تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔﴾

ف..... ان آیات سے چند امور صاف طور پر ظاہر ہیں۔

۱..... ایک ویران بستی دیکھ کر ایک شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے کیونکر زندہ کرے گا۔

۲..... اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی جگہ ۱۰۰ برس کے عرصہ تک مار رکھا۔

۳..... بعد سو برس کے زندہ کر کے اس سے سوال کیا کہ کتنی مدت تو مر رہا۔

۴..... اس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن سے بھی کم عرصہ۔

۵..... اسے جواب ملا کہ تو برابر سو برس تک مر رہا ہے۔

۶..... اسے حکم ہوا کہ دیکھ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے تیرے کھانے اور پینے کو متغیر نہیں کیا۔

۷..... اللہ پاک نے اس کے روبرو اس کے گدھے کو زندہ کیا۔ جیسے اسے کہا گیا دیکھ ان ہڈیوں پر ہم گوشت چڑھا کر زندہ کرتے ہیں۔

۸..... اس شخص کا ان عجائبات کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا کہ تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔ یہ سب امور مردے کے زندہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

”واذ قال ابراهيم رب ارنى كيف تحى الموتى، قال اولم تؤمن قال

بلى ولكن ليطمئن قلبى، قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل

على كل جبل منهن جزء ثم ادعهن ياتينك سعيا واعلم ان الله عزيز حكيم“

﴿اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا مجھ کو کیونکر زندہ کرتا ہے مردوں کو، کہا

کیا نہیں ایمان لایا تو کہا لایا ہوں میں لیکن تو کہ آرام پکڑے دل میرا کہا پس لے چار جانوروں

سے پس صورت پہچان رکھ ان کی طرف اپنی پھر کر دے اوپر ہر پہاڑ کے ان میں سے ایک ٹکڑا۔ پھر بلا ان کو چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے اور جان یہ کہ اللہ غالب ہے حکمت والا۔ ﴿

ف..... ان آیات سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ اے اللہ مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

۲..... جواب ملا کہ کیا تو اس بات پر ایمان نہیں لاتا ہے؟

۳..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ایمان تو لاتا ہوں لیکن دل کی تسلی چاہتا ہوں۔

۴..... اللہ پاک نے حکم دیا کہ چار جانور پکڑ اور ان میں سے ایک ایک ٹکڑا جدا جدا کر کے پہاڑوں پر رکھ۔ پھر ان کو اپنی طرف بلاوہ تیرے پاس دوڑتے آویں گے اور جان یہ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن کی کسی آیت سے مردہ کا زندہ ہونا

ثابت نہیں ہے حصہ دوم

(ازالہ اوہام ص ۴۹، خزائن ج ۳ ص ۵۰۴) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”قرآن

شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ کیا گیا تھا اور واقعی کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی۔“

ف..... حضرت عزیر علیہ السلام کا ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہونا تو قرآن شریف سے آفتاب روشن کی مانند ظاہر ہے۔ جیسے ”فاماتہ اللہ مائة عام ثم بعثہ“ ﴿پس مارا اس کو اللہ نے ۱۰۰

برس پھر زندہ کیا اس کو۔﴾ اور (ازالہ اوہام ص ۶۶۶، خزائن ج ۳ ص ۴۵۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”جو عزیر کے قصہ میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانے کا ذکر ہے۔ درحقیقت ایک الگ

بیان ہے۔ جس میں یہ جتلانا منظور ہے کہ رحم میں خدا تعالیٰ ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے اور پھر اس میں جان ڈالتا ہے۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس تاویل کو غور سے دیکھیں کہ اس آیت یعنی ”فانظر

الی حمارك ولنجعلك اية للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوها لحمًا“ ﴿اور دیکھ طرف گدھے اپنے کی اور تو کہ کریں ہم تجھ کو نشانی واسطے لوگوں کے۔ اور دیکھ

طرف ہڈیوں کے کیونکر چڑھاتے ہیں ہم ان کو پھر پہناتے ہیں ان کو ہم گوشت۔﴾

یہاں رحم میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانا مراد لینا مرزا قادیانی کی سینہ زوری ہے اور اپنی تاویلات سے قرآن مجید کو رد کرنے پر زور لگاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں عنقریب دربار الہی میں گرفتار ہو کر مار کھائیں گے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۵۲، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اور یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن شریف میں چاروں پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزائے متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر بلانے سے آگئے تھے۔ یہ عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔“

ف..... اہل انصاف ایماناً خیال فرمائیں کہ پیغمبر تو سوال کرنے والا ہے ”رب ارنسی کیف تحی الموتی“ ﴿اے رب میرے دکھ اے مجھ کو کیونکر جلاتا ہے تو مردوں کو﴾ اور خداوند تعالیٰ جواب دینے والا ہے۔ بقول مرزا قادیانی خداوند قادر اس کے دل کی تسلی عمل الترب سے کریں، بعید از عقل ہے۔ کیونکہ سائل کی تسلی تب ہی ہوتی ہے کہ جب اس کو اس کے سوال کے موافق جواب دیا جائے۔ اگر اس کا سوال اور ہو اور جواب اور ہو تو سائل کی تسلی ہرگز نہیں ہوتی۔ جو شخص خداوند قادر پر یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مردہ جانور کو زندہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی تسلی نہیں کی۔ بلکہ عمل الترب سے کی ہے۔ تو ایسے شخص کی عقل پر حیف اور افسوس ہے۔

اس واسطے کہ عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا یا چار جانوروں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے زندہ ہونا خدا کے حکم سے تھا۔ صرف خدا تعالیٰ کے اس بات پر قادر ہونے کا ثبوت ہے کہ بیشک خداوند تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔ مجھے مرزا قادیانی کے انکار کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ شاید ان کے نزدیک خداوند تعالیٰ مردوں کے زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ میرا تو اس بات پر ایمان ہے کہ خداوند تعالیٰ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ ایک آن میں تمام مخلوق کو مردہ کر کے پھر زندہ کر سکتا ہے۔

ساتواں باب..... کہ فرشتوں نے خدا کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا

حصہ اول

”وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ابْتِغَاءً لِّسُوءِ عَمَلِهِ وَاسْتَكْبَارًا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ“ ﴿اور جب کہا ہم نے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو واسطے آدم کے پس سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے﴾

”وَاذْ قَال رَبِّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَآءٍ مَّسْنُوْنَ، فَاِذَا سُوِّیْتَهُ وَنَفَخْتَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَیْسَ لَیْسَ اِلَیَّهِ اِجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ اِبْنِ اِنِّیْ یَّكُوْنُ مَعَ السَّجْدِیْنَ“ ﴿اور جس وقت کہا رب تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو نبی تھی کچھڑ سڑی ہوئی سے۔ پس جب درست کروں میں اس کو اور پھونک دوں میں بیچ اس کے روح اپنی سے پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے مگر ابلیس نے نہ مانا یہ کہ ہوسا تھ سجدہ کرنے والوں کے۔ ﴿

ف..... ان ہر دو آیات سے چند امور صاف ظاہر ہیں۔

..... تمام فرشتوں نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔

.....۲ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ خبر بطور حکم کی تھی کہ تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو نبی تھی کچھڑ سڑی ہوئی سے۔ پس جب درست کروں میں اس کو اور پھونک دوں میں بیچ اس کے روح اپنے سے پس گر پڑو واسطے اس کے سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے۔ مگر ابلیس نے نہ مانا یہ کہ ہوسا تھ سجدہ کرنے والوں کے۔

اب مرزا قادیانی کا اعتقاد کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا

حصہ دوم

(توضیح المرام ص ۴۹، خزائن ج ۳ ص ۷۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”یہ سجدہ کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اس کو حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کرے۔ تو اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو۔ یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پر اترو اور اس پر صلوة بھیجو۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس عبارت کی طرف ایماناً غور کریں کہ (یہ سجدہ کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے) یہ نص صریح کے صاف خلاف ہے۔ دیکھو ”فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحي فقعوالہ سجدين فسجد الملائكة کلہم اجمعون الا ابلیس“ کے ترجمہ کو حصہ اول میں یا کسی مترجم قرآن شریف سے۔

آٹھواں باب فرشتوں کے ثبوت میں حصہ اول

”الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملكة رسلا اولیٰ اجنحة مثنیٰ وثلاث وربع یزید فی الخلق ما یشاء ان الله علی کل شیء قدير“ ﴿سب تعریف واسطے اللہ کے پیدا کرنے والا آسمان وزمین کا کرنے والا فرشتوں کا پیغام لانے والے پروں والے دودو اور تین تین اور چار چار زیادہ کرتا ہے بیچ پیدا کر کے جس کو چاہتا ہے تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے۔﴾

”هل اتك حدیث ضیف ابراهیم المکرمین، اذ دخلوا علیه فقالوا سلما قال سلم قوم منکرون، فراغ الی اهلہ فجاء بعجل سمین، فقر به الیهم قال الا تاکلون، فاجس منهم خیفه، قالوا لا تخف وبشر وہ بغلم علیم، فاقبلت امراته فی صرة فصکت وحجها وقالت عجو ز عقیم، قالوا کذلک قال ربک انه هو الحکیم العلیم، قال فما خطبکم ایها المرسلون، قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین، لنرسل علیهم حجارة من طین“

﴿کیا آئی تیرے پاس بات مہمانوں ابراہیم کی حرمت کئے گیوں کی۔ جس وقت کہ داخل ہوئے اوپر اس کے پس کہا انہوں نے سلام ہے۔ کہا سلام ہے اے قوم ناچچان۔ پس پھر آیا طرف لوگوں اپنے کی پس لے آیا گئے کا بچہ تلا ہوا گھی میں۔ پس نزدیک کیا اس کو طرف ان کے کہا آیا نہیں کھاتے ہوتم۔ پس چھپایا ان سے ڈر، کہا انہوں نے مت ڈر اور خوشخبری دی اس کو ساتھ ایک لڑکے علم والے کے۔ پس آئی بی بی اس کی بیچ حیرت کے پس ہاتھ مارا مونہہ اپنے کو اور کہا میں بوڑھی بانجھ ہوں۔ کہا انہوں نے اسی طرح کہا ہے رب تیرے نے، تحقیق وہ ہے حکمت والا جاننے والا۔ کہا پس کیا ہم ہے تمہاری اے بیچے ہوؤ۔ کہا انہوں نے تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں طرف قوم گنہگار کے تو کہ بھیجیں ہم اوپر ان کے پتھر مٹی سے۔﴾

ف..... ان آیات سے چند امور ظاہر ہیں۔

..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آدمیوں کی شکل میں آئے اور سلام کہا اور حضرت ابراہیم نے ان کو سلام کا جواب دیا۔

.....۲ حضرت ابراہیم کو یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ یہ فرشتے ہیں۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے گائے کے بیچے کا گوشت گھی میں بھون کر ان کے آگے واسطے کھانے کے رکھ دیا۔

۳..... انہوں نے جب اس گوشت کو نہ کھایا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل ڈر پیدا ہوا کہ مبادا یہ میرے دشمن ہوں۔

۴..... فرشتوں نے کہا تم ڈرو اور اس کو اس بات کی خوشخبری دی کہ تیرے گھر میں ایک علم والا لڑکا پیدا ہوگا۔

۵..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی یہ خبر سن کر مارے تعجب کے مونہہ پر ہاتھ مار کر کہنے لگی کہ میں بوڑھی بانجھ ہوں۔ مجھ سے کس طرح لڑکا پیدا ہوگا؟

۶..... فرشتوں نے کہا، اسی طرح کہا ہے رب تیرے نے۔ تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے۔

۷..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تم اور کس کام کے واسطے آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا ہم مٹی کے پتھروں سے قوم گنہگار کو ہلاک کریں گے۔

”واذکر فی الکتب مریم اذا نبتذت من اهلها مکانا شرقیا، فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لها بشرا سويا، قالت انی اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا، قال انما انا رسول ربك لا هب لك غلما زکيا، قالت انی یكون لی غلم و لم یمسنی بشر ولم اک بغیا، قال كذلك قال ربك هو علی هین، ولنجعلہ اية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضیا، فحملته فانتبذت به مکانا قصیا“

﴿اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو، جب جا پڑی لوگوں اپنے سے مکان شرقی میں۔ پس پکڑا اورے ان سے پردہ، پس بھیجا ہم نے طرف اس کی روح اپنے کو، پس صورت پکڑی واسطے اس کی آدمی تندرست کی۔ کہنے لگی تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیز گار۔ کہا سوائے اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں رب تیرے کا، تاکہ بخش جاؤں تجھ کو لڑکا پاکیزہ، کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے اور نہیں میں بدکار، کہا اسی طرح کہا رب تیرے نے اوپر میرے آسان ہے اور تاکہ کریں ہم اس کو نشانی واسطے لوگوں کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے کام مقرر کیا ہوا۔ پس حاملہ ہو گئی ساتھ اس کے پس جا پڑی ساتھ اس کے مکان دور یعنی جنگل میں۔﴾

ف..... ان آیات سے چند امور ظاہر ہیں۔

۸..... بی بی مریم علیہا السلام کے پاس فرشتہ تندرست آدمی کی شکل میں آیا۔

- ۲..... بی بی مریم علیہا السلام نے جو شہر سے دور ایک اکیلی جگہ میں تھی۔ جب ایک جوان آدمی کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ کہا میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے تو پرہیزگار۔
- ۳..... فرشتہ نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ میں تیرے رب کا تیری طرف بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا بخش جاؤں۔
- ۴..... بی بی مریم علیہا السلام نے فرشتہ کو کہا کہ مجھے لڑکا کیونکر ہوگا کہ مجھ کو اب تک نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔
- ۵..... فرشتہ نے جواب دیا کہ اسی طرح سے تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ تاکہ سب لوگوں کے لئے تیرے لڑکے کا بلا باپ پیدا ہونا میری عجیب قدرت کی نشانی ہو۔
- ۶..... پس بی بی مریم علیہا السلام کو حمل ہو گیا۔
- ”اذ قالت الملائكة يمریم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيها في الدنيا والاخرة ومن المقربين ويكلم الناس في المهد وكهلا ومن الصالحين، قالت رب انى يكون لى ولد ولم يمسنى بشر، قال كذلك الله يخلق ما يشاء اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون“
- ﴿جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کئے گیوں سے اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ عمر میں اور صالحوں سے ہے۔ کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے بیٹا اور نہیں لگایا ہاتھ مجھ کو کسی آدمی نے۔ کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اس کو ہو، پس ہو جاتا ہے۔﴾
- ف..... ان آیات سے بھی چند امور ظاہر ہوتے ہیں۔
- ۱..... فرشتوں نے بی بی مریم علیہا السلام کے پاس آ کر کہا کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ایک بات کی بشارت دیتا ہے کہ تجھ سے ایک لڑکا ہوگا۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہوگا۔
- ۲..... وہ لڑکا دنیا اور آخرت میں آبرو والا اور نیک بختوں میں سے ہوگا۔
- ۳..... وہ تیرے جھولے میں یعنی پیدا ہونے کے بعد ہی لوگوں سے باتیں کرے گا اور جس وقت اس کے کچھ بال سیاہ اور کچھ سفید ہوں گے۔ تب بھی لوگوں سے کلام کرے گا۔
- ۴..... وہ لڑکا صالحوں میں سے ہوگا۔

.....۵ بی بی مریم علیہا السلام نے یہ سب کچھ سن کر دریافت کیا کہ اے میرے رب کیونکر ہوگا واسطے میرے بیٹا کہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا۔

.....۶ جواب ملا کہ اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب اللہ مقرر کرتا ہے کچھ کام، پس سوائے اس کے نہیں کہہتا ہے ہو، پس ہو جاتا ہے۔

”اذتستغيثون ربكم فاستجاب لكم اني ممدكم بالف من الملائكة مردفين“ ﴿جب لگے تم فریاد کرنے اپنے رب سے پس پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے جن کے پیچھے لگے آویں۔﴾

”اذيوحى ربك الى الملائكة اني معكم فثبتوا الذين امنوا سالقي في قلوب الذين كفروا الرعب فاضربوا فوق العناق واضربوا منهم كل بنان، ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله ومن يشاقق الله ورسوله فان الله شديد العقاب“ ﴿جب حکم بھیجا تیرے رب نے طرف فرشتوں کی کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سومت ثابت کرو دل مسلمانوں کے میں ڈال دوں گادل میں کافروں کے دہشت سومارواو پرگردنوں کے اور ماروان کے ہر پور پور پر اس واسطے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور رسول اس کے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور رسول اس کے کاپس تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔﴾

مرزا غلام احمد فرشتوں کے نزول سے انکاری ہیں۔ حصہ دوم

دیکھو (توضیح المرام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۶۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بالبداہت باطل ہے۔“

..... ف اس عبارت میں دوسفید جھوٹ ہیں۔

.....۱ اہل اسلام کو ناحق مرزا قادیانی اپنے ساتھ گمراہی میں شامل کرتے ہیں۔

.....۲ کہ ملائکہ شخصی وجود سے زمین پر نہیں چلتے۔

اہل انصاف پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو مہمان آئے تھے۔ وہ فرشتے ہی تھے۔ آدمیوں کی شکل میں تھے۔ جن کے کھانے کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام گائے کے بچہ کا گوشت بھون کر لائے تھے۔ مگر انہوں نے نہ کھایا۔ کیونکہ فرشتوں کو کھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ خدا کی بندگی ہی ان کی غذا ہے اور نیز بی بی مریم کے پاس

فرشتہ تندرست آدمی کی شکل میں آیا تھا۔ جس کو نبی مریم علیہا السلام نے اپنی طرف چل کر آتے دیکھ کر پناہ مانگی تھی اور نیز حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان فرشتہ ہی تھے جنکو اس کی بدکار قوم دیکھ کر پکڑنے کے لئے دوڑی آئی تھی۔ دیکھو اس قصہ کو قرآن شریف میں سورہ ہود کے ساتویں رکوع میں۔ باوجود اس قدر ثبوت کے پھر انکار کرنا مرزا قادیانی کا ہی حوصلہ ہے۔

(توضیح المرام ص ۶۸، خزائن ج ۳ ص ۸۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”سوفرشتہ اگرچہ ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے۔ جو وحی الہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ نزول کی کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے، نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے۔“

ف..... مرزا قادیانی نے اس تحریر میں اپنی پہلی چال بدل دی۔ یعنی اس جگہ لکھتے ہیں کہ نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر۔ صریح قرآن کو اپنی تاویل کر کے رد کرتے ہیں۔

(توضیح المرام ص ۷۰، خزائن ج ۳ ص ۸۷) میں تحریر کرتے ہیں: ”اس وقت جبرائیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے۔ تب اس فرشتہ کا نام روح القدس ہے۔ تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس رکھا جاتا ہے۔ سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے۔ بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہوتا ہے۔“

کیا ان باتوں سے ایمان والے لوگ قرآن صریح کو چھوڑ کر آپ کے دام میں آ جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کچھ لوگ اگر آگئے تو کیا ہوا۔

(توضیح المرام ص ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۶۷) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”سواصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اسی طرح روحانیات سادہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق کواکب سے ان کو ناضر د کریں۔ یا سندھی اور موحدانہ طریق سے ملک اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔

گمراہی اور ہدایت کو ایک بنانا بھی آپ ہی کا کام ہے۔

(توضیح المرام ص ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۶۷) میں یوں لکھتے ہیں: ”فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔“

(توضیح المرام ص ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۹۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”کہ جبرئیل نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد اثر ڈال رہا ہے۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی نے جبریل کے نزول سے صاف انکار کیا اور آفتاب کی طرح اس کا ہیڈ کوارٹر قرار دیا ہے۔ لیکن اہل انصاف پر یہ بات ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ جبرئیل فرشتہ انبیاء علیہم السلام کے پاس خداوند تعالیٰ کے حکم سے آتے رہے ہیں اور ان کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچاتے رہے ہیں۔ تمام قرآن اس بات کا گواہ ہے اور حدیثیں تو اس قدر ہیں اگر تمام لکھوں تو ایک بڑا رسالہ بن جاوے۔

صرف سات حدیثوں کا ترجمہ جو بخاری شریف اور صحیح مسلم کی ہیں، یہاں نقل کرتا ہوں اور میں نے صحیح بخاری یا صحیح مسلم سے اس واسطے حدیثوں کو نقل کرنا پسند کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ دونوں صحیح ہیں۔ دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۸ ج ۵ ص ۱۲ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۰۱ء) میں مسمی صادق مرزائی بیان کرتا ہے کہ ”۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو صحیح بخاری کے متعلق مرزا قادیانی نے فرمایا یہی ایک کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں میں سے قرآن شریف کے بہت مطابق اور سب سے افضل اور صحیح ہے۔ اس کی دوسری بہن گویا مسلم ہے۔“

پہلی حدیث کا ترجمہ جو بخاری کی ہے

مشکوٰۃ کے باب المعجزات ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دن بدر کے کہ یہ جبرئیل ہیں پکڑے ہوئے ہیں سر اپنے گھوڑے کا۔ جبرئیل پر ہے اسباب لڑائی کا۔

دوسری حدیث کا ترجمہ جو بخاری اور مسلم سے ہے

مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے دہنی طرف پیغمبر خدا ﷺ کے اور بائیں طرف ان کے دن احد کے دو شخصوں کو کہ ان پر تھے کپڑے سفید۔ لڑتے تھے وہ لڑنا سخت ترین لڑنے آدمیوں کو۔ نہیں دیکھا میں نے ان دونوں کو پہلے اس سے نہ پیچھے اس سے۔ یعنی جبرائیل اور میکائیل۔ متفق علیہ۔

تیسری حدیث کا ترجمہ جو بخاری اور مسلم سے ہے

مشکوٰۃ کے باب المعجزات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا جب کہ پھرے رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے اور رکھے ہتھیار اور غسل کیا آئے حضرت کے پاس جبرائیل اس حالت میں کہ آنحضرت ﷺ جھاڑتے تھے سر اپنا گرد سے پس کہا جبرائیل نے

حضرت محمد ﷺ کو کہ تحقیق آپ نے تو رکھے ہتھیار قسم ہے اللہ کی میں نے نہیں رکھے ہتھیار۔ نکلے طرف ان کافروں کی۔ پس فرمایا نبی ﷺ نے پس کہاں پس اشارہ کیا جبرائیل نے طرف بنی قریظہ کی۔ پس نکلے نبی ﷺ طرف بنی قریظہ کی۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہانس نے گویا میں دیکھتا ہوں طرف غبار کے کہہ اٹھا تھا بیچ کوچہ بنی غنم کے سواروں کی جماعت سے کہ ہمراہ جبرائیل علیہ السلام کے تھے۔ جس وقت چلے رسول خدا ﷺ طرف بنی قریظہ کی۔

چوتھی حدیث کا ترجمہ جو بخاری اور مسلم کی ہے

مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا خدا کے رسول ﷺ نے آیا فرشتہ موت کے پاس موسیٰ بن عمران کے پاس کہا فرشتہ نے موسیٰ کو کہ قبول کر حکم رب اپنے کا۔ فرمایا حضرت نے پس طمانچہ مارا موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر پس پھوڑ ڈالی آنکھ۔ فرمایا حضرت ﷺ نے پس پھر گیا۔ فرشتہ طرف اللہ کی اور کہا بھیجا تو نے مجھ کو طرف بندے اپنے کی کہ نہیں چاہتا مرنا اور پھوڑ ڈالی آنکھ میری فرمایا حضرت نے پس پھیر دی اللہ نے طرف اس کی آنکھ اس کی اور فرمایا پھر جا تو میرے بندے کے پاس اور کہہ کہ آیا زندگانی چاہتا ہے تو پس اگر چاہتا ہے تو زندگانی پس رکھ ہاتھ اپنا نیل کی پیٹھ پر۔ پس اس چیز کو کہ ڈھانکے ہاتھ تیرا بالوں سے پس تحقیق تو زندہ رہے گا۔ بیشاران کے اتنے ہی برس، کہا موسیٰ علیہ السلام نے پھر بعد اس زندگی کے کیا ہے۔ کہا فرشتہ پھر مرے گا تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے پس اختیار کی میں نے موت ابھی، اے پروردگار میرے نزدیک کر مجھ کو زمین پاک کی گئی سے مقدار ایک سنگ انداز کے۔ فرمایا رسول خدا ﷺ نے قسم اللہ کی اگر ہوتا میں نزدیک بیت المقدس کے تو البتہ دکھا دیتا میں تم کو قبر موسیٰ کی ایک جانب راہ کے میں نزدیک تو دے سرخ کے۔ روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے۔

پانچویں حدیث کا ترجمہ جو مسلم کی ہے

مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت کہ تھے ہم نزدیک رسول خدا ﷺ کے ایک روز ناگاہ ظاہر ہوا اوپر ہمارے ایک شخص نہایت سفید کپڑے بہت سیاہ تھے بال۔ نہیں معلوم ہوتا تھا اس پر نشان سفر کا اور نہیں پہچانتا تھا اس کو ہم میں سے کوئی یہاں تک کہ آ بیٹھا روبرو حضرت محمد ﷺ کے۔ پس لگا دیئے دونوں زانو اپنے طرف دونوں زانوں حضرت ﷺ کے۔ اور رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں آپ کے اور کہا اے محمد! خبر دے مجھ کو اسلام سے فرمایا حضرت نے اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو نہیں کوئی معبود سوا

اللہ کے اور محمدؐ بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے اور قائم کرے نماز کو اور دے زکوٰۃ اور رکھے تو روزے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر طاقت رکھے تو طرف اس کی راہ کی۔

کہا اس شخص نے کہ سچ کہا تو نے۔ پس تعجب کیا ہم نے واسطے اس کے کہ پوچھتا ہے حضرت سے اور تصدیق کرتا ہے اس کو۔ کہا اس شخص نے خبر دو مجھ کو ایمان سے، فرمایا ایمان لاوے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتوں اس کے اور کتاب اس کی کے اور رسولوں اس کے اور قیامت کے اور ایمان لاوے تو ساتھ تقدیر کے بھلائی اس کی کے اور برائی اس کی کے۔

کہا سچ کہا تو نے۔ پس کہا خبر دو مجھ کو احسان سے فرمایا یہ کہ بندگی کرے تو اللہ کی، گویا کہ تو دیکھتا ہے اس کو پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجھ کو۔ کہا خبر دو مجھ کو قیامت سے۔ فرمایا نہیں وہ شخص کہ پوچھا گیا قیامت سے زیادہ جاننے والا پوچھنے والے سے۔ کہا خبر دو مجھ کو علامتوں اس کی سے۔ فرمایا کہ جنے گی لونڈی مالک اپنی کو اور یہ کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو، مفلسوں کو، چرانے والوں کو بکریوں کے فخر کریں گے بیچ عمارتوں کے۔ کہا راوی نے پھر چلا گیا وہ شخص پھر ٹھہرا رہا میں دیر تک پھر فرمایا واسطے میرے اے عمر کیا جانتا ہے تو کون تھا پوچھنے والا؟ کہا اللہ اور رسول اللہ کا زیادہ جاننے والا ہے۔ فرمایا تحقیق وہ جبرائیلؑ تھا۔ آیا تمہارے پاس سکھلاتا تھا تم کو تمہارا دین۔ روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے۔

چھٹی حدیث کا ترجمہ جو بخاری اور مسلم کی ہے

مشکوٰۃ کے باب المواعیت کے فصل ثالث میں روایت ہے ابن شہاب سے کہ تحقیق عمرو بن عبدالعزیز نے دیر کی عصر کو کچھ پس کہا واسطے اس کے عروہ نے خبردار ہو تحقیق جبرائیل اترے۔ پس نماز پڑھی آگے رسول خدا ﷺ کے۔ پس کہا واسطے عروہ کے عمر کہتا ہے تو اے عروہ پس کہا عروہ نے سنائیں نے بشیر بیٹے ابی مسعود کے سے کہ کہتا تھا سنائیں نے ابو مسعود سے کہ کہتے تھے سنائیں نے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ جبرائیل اترے پس امامت کی میری۔ پس نماز پڑھی میں نے ساتھ اس کے۔ پھر نماز پڑھی میں نے ساتھ اس کے۔ پھر نماز پڑھی میں نے ساتھ اس کے۔ پھر نماز پڑھی میں نے ساتھ اس کے۔ حساب کرتے تھے ساتھ انگلیوں اپنی کے پانچوں نمازوں کا۔ روایت کی بخاری اور مسلم نے۔

۱۔ کیا اب بھی کوئی دشمن دین و ایمان اس حدیث کی رو سے انکار کر سکتا ہے کہ فرشتے دنیا میں نہیں آتے۔ مگر متعصب ہاں جس کے دل میں انصاف ہے۔ اس کے لئے تو دلیل صاف ہے لیکن ضد کا مرض لا علاج ہے۔

ساتویں حدیث کا ترجمہ جو بخاری اور مسلم کی ہے

مشکوٰۃ کے باب فضائل الصلوٰۃ میں ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آتے ہیں فرشتے بیچ تمہارے رات کو اور فرشتے دن کو جمع ہوتے ہیں نماز فجر میں اور نماز عصر میں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے کہ رہتے ہیں بیچ تمہارے۔ پس پوچھتا ہے ان سے رب ان کا اور حال یہ ہے کہ وہ خوب جانتا ہے حال ان کا۔ کس طرح چھوڑا تم نے میرے بندوں کو۔ پس کہتے ہیں وہ چھوڑا ہم نے ان کو اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے۔

ف..... اہل انصاف پر چند آیات سے اور نیز ان سات حدیثوں کے پڑھنے سے بخوبی روشن ہو گیا ہوگا کہ بیشک فرشتے آسمان سے زمین پر آتے اور جاتے ہیں اور بعض اوقات آدمیوں کی شکل میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا یہ تحریر کرنا کہ فرشتے اپنے مقامات مقررہ سے ذرہ برابر نہیں ملتے اور ان کا نزول اثر اندازی کے طور پر ہے۔ نہ واقعی طور پر بالکل قرآن اور احادیث کے خلاف ہے اور یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے بالکل سچ ہے۔ دیکھو مدعی بھول گیا اور ہار گیا اور خدا تعالیٰ کی قدرت نے مدعی سے کچھ تو اقبال کرا ہی لیا۔

(دیکھو اشتہار ۴ نومبر ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۶۱) کے پر مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”جب آنحضرت ﷺ شکم آمنہ عقیقہ میں تھے۔ تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان نبی ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھنا۔“

اور نیز (اخبار الحکم نمبر ۶ ج ۵ مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۰۱ء) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”حضرت ابراہیم کو جب کفار نے آگ میں ڈالا۔ تو فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ”بلی ولكن اليكم لا“

ف..... الحمد للہ مرزا قادیانی نے بہت ہی مدت کے بعد فرشتوں کے زمین پر آنے کا اقرار کچھ تو کر ہی دیا۔ مارا ایس ہم غنیمت ست۔ اور نیز دیکھو مرزا قادیانی کے خاص مرید یا معاون محمد احسن امر وہی اپنی کتاب (ٹمس البازغص ۹۵) میں لکھتے ہیں: ”وہ یہ ہے ”وقتل الخنزير“ سے یہ مراد ہے کہ اس کی دعا اور الہام و پیش گوئی سے قتل خنزیر واقع ہوگا۔ جس کا مصداق قتل غیبی لیکھرام کا ہے۔ جو بذریعہ تمثیل فرشتہ قاتل کے بصورت انسان قاتل واقع ہوا۔“

ف..... اے میرے خدا اپنی مہربانی سے مرزا یوں کو ضد اور کج فہمی سے بچا اور راست پر لا۔ آمین ثم آمین۔

نواں باب قرآن مجید سے لیلۃ القدر کا ثبوت۔ حصہ اول

”انا انزلناہ فی لیلۃ القدر، وما ادرك ماليلة القدر، لیلۃ القدر خیر من الف شهر، تنزل الملائكة والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلم، ہی حتی مطلع الفجر“ ﴿تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو بیچ رات قدر کی اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح پاک بیچ اس کے ساتھ حکم اپنے رب کے واسطے ہر کام کے۔ سلامتی ہے وہ طلوع ہونے فجر تک۔﴾

ف..... مذکورہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر ایک ایسی بابرکت رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اس میں فرشتے اور جبرائیل نازل ہوتے ہیں اور طلوع فجر تک رہتے ہیں اور بلوغ المرام میں بخاری اور مسلم سے یہ حدیث مرقوم ہے۔ (ترجمہ) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ کو لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی۔ کچھلی سات راتوں میں تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا میں تمہاری خوابوں کو دیکھتا ہوں کہ موافق ہوئیں آخر سات تاریخوں میں۔ پھر تلاش کرنے والو ہو اس کا تو وہ تلاش کرے اس کو اخیر کی سات راتوں میں۔

مرزا قادیانی لیلۃ القدر کی رات ہونے سے بالکل انکاری ہیں۔ حصہ دوم

دیکھو (ازالہ اوہام ص ۱۲۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جس کی بناء ابھی ڈالی گئی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا ”انت اشد مناسبة من ابن مریم واشبه الناس به خلقا وخلقاً وزماناً“ مگر یہ تاثیرات اس لیلۃ القدر کی اب بعد اس کے کم نہیں ہوں گی۔ بلکہ بالاتصال کام کرتی رہیں گی۔ جب تک وہ سب کچھ پورا نہ ہو لے جو خدا تعالیٰ نے آسمان پر مقرر کیا ہے۔“ دیکھو (فتح اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۳ ص ۳۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطرح تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو۔ جو اس ظلمت کو دور کرے۔ اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔ مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے۔ یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہر رنگ ہے۔“

۱۔ مرزا قادیانی کو اس کے خدا نے اس واسطے دنیا میں بھیجا ہے تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی

میں ڈالے۔

ف..... اہل انصاف اس فقرہ کی طرف غور کریں کہ درحقیقت یہ رات نہیں ہے۔ یہ ایک زمانہ ہے اور نیز اس آیت کی طرف بھی خیال کریں: ”وما ادرك ماليلة القدر ليلة القدر خیر من الف شهر“ اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی ہزار مہینہ سے بہتر ہے اور پیغمبر ﷺ نے اپنے صحابہ کو فرمایا کہ لیلۃ القدر کو ماہ رمضان کے چاند کی خیر سات راتوں میں تلاش کرو۔

اور جناب شیخ عبدالقادر گیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں جو کچھ لیلۃ القدر کی بابت تحریر فرماتے ہیں۔ اس کی عین عبارت کا ترجمہ نقل کرتا ہوں۔ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا تا..... قول کریم! اس رات میں فرشتے اور روح اترتے ہیں یعنی شب قدر میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو زمین کی طرف اترنے کا حکم کرتا ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ نور کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ زمین کی طرف اترتے ہیں۔ تو جبرائیل علیہ السلام اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے اور پھر فرشتے بھی جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ چار جگہ کعبہ کے پاس اور حضرت ﷺ کی قبر کے پاس اور بیت المقدس کی مسجد کے پاس اور طور سینا کی مسجد کے پاس۔ پھر جبرائیل کہتے ہیں فرشتوں سے کہ پھیل جاؤ۔ وہ پھیل جاتے ہیں۔ سو کوئی مکان باقی نہیں رہتا اور نہ کوئی حجرہ اور نہ کوئی گھر اور نہ کوئی کشتی جس میں کوئی مرد مومن یا عورت مومن ہو مگر فرشتے اس میں جاتے ہیں۔ لیکن اس گھر میں فرشتے نہیں جاتے۔ جس میں کتا ہو۔ یا سور یا جب ہو حرام سے یا کوئی تصویر ہو۔ سو تسبیح اور تقدیس کہتے ہیں اور ”لا الہ الا اللہ“ کہتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی امت کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ جب فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔“

مرزا قادیانی کا تحریر کرنا کہ لیلۃ القدر رات نہیں بلکہ ظلمانی ہے سینہ زوری ہے۔ خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو گمراہی اور ضلالت سے بچا دے۔ آمین ثم آمین۔

۱۔ بیشک اس بات میں ذرہ بھر شک نہیں کرنا چاہئے جو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ فرشتے زمین پر نہیں آتے۔ مرزا کے بیت الفکر اور بیت الذکر میں تصویریں موجود رہتی ہیں۔ وہاں فرشتوں کا کیا کام؟

دسواں باب دابۃ الارض کے بیان میں۔ حصہ اول

”واذوقع القول علیہم اخرجناہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بایتنا لایوقنون“ ﴿اور جس وقت آن پڑے گی بات اوپر ان کے نکالیں گے ہم واسطے ان کے ایک جانور زمین سے، بولے گا ان سے یہ کہ لوگ تھے ساتھ نشانیوں ہماری کے نہیں یقین لاتے۔﴾

ف..... قریب قیامت ایک جانور زمین سے نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا۔

مرزا قادیانی کا اعتقاد دابۃ الارض کی نسبت۔ حصہ دوم

(ازالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”ایسا دابۃ الارض یعنی وہ علماء واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخزمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔“

ف..... اہل انصاف کے لئے یہ امر غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماویں: ”اخرجناہم دابۃ الارض تکلمہم“ یعنی نکالیں گے ہم واسطے ان کے ایک جانور زمین سے جو بولے گا ان سے۔ جبکہ مرزا قادیانی کہیں دابۃ الارض سے علماء واعظین مراد ہیں۔ اگر بقول مرزا قادیانی دابۃ الارض سے مراد علمائے واعظین ہیں تو خداوند تعالیٰ کا یہ فرمانا ”تکلمہم“ یعنی وہ جانوران سے باتیں کرے گا، کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آدمیوں سے آدمیوں کا کلام کرنا کوئی عجیب اور انوکھی بات نہیں ہوتی اور نیز کسی جانور کا خدا کے حکم سے آدمیوں سے کلام کرنا بھی مشکل اور ناممکن امر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو خدا اور فرخ اور کج فہمی سے بچاؤے۔ آمین ثم آمین۔

گیارہواں باب یاجوج ماجوج کے بیان میں۔ حصہ اول

”حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ہم من کل حدب ینسلون“ ﴿یہاں تک کہ جب کھولے جاویں یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوں گے۔﴾

”قالوا ایذاالقرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض فهل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا و بینہم سدا، قال مامکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم و بینہم ردماتونی زبرالحدید حتیٰ اذا ساویٰ بین الصدفین قال انفحوا حتیٰ اذا جعلہ نارا قال اتونے افرغ علیہ قطرا، فما

اسطاعوان ان يظهره وما استطاعوا له نقبا، قال هذا رحمة من ربي
فاذا جاء وعد ربي جعله دكا وكان وعد ربي حقا“

﴿کہا انہوں نے اے ذوالقرنین تحقیق یا جوج ماجوج فساد کرنے والے ہیں بیچ زمین کے پس آیا کر دیوں، ہم واسطے تیرے کچھ مال اوپر اس بات کے کہ کر دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان ان کے ایک دیوار کہا جو کچھ قدرت دی تھی مجھ کو بیچ اس کے رب میرے نے بہتر ہے پس مدد کرو میری ساتھ وقت کی کروں میں درمیان تمہارے اور درمیان ان کے دیوار موٹی، لاؤ میرے پاس ٹکڑے لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا درمیان دو پہاڑوں کے کہا پھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لے آؤ میرے پاس ڈالوں اس پر تانبا گلا ہوا پس نہ کر سکے یہ کہ چڑھ آویں اوپر اس کے اور نہ کر سکے واسطے اس کے سوراخ کہا پھر مہربانی سے پروردگار میرے سے پس جب آوے گا وعدہ پروردگار کا کر دیوے گا اس کو ریزہ ریزہ اور ہے وعدہ رب میرے کا سچا۔﴾
ف..... ان آیات سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں جو اہل انصاف کے لئے غور طلب ہیں۔
۱..... یا جوج ماجوج مفسد قوم ہے۔ جیسے ان یا جوج ماجوج مفسدون فی الارض سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲..... یا جوج ماجوج دو پہاڑوں کے درمیان بند ہیں جیسے حتیٰ اذا ساوی بین الصدفین سے واضح ہوتا ہے۔

۳..... وہ دیوار ایسی بنی ہوئی ہے کہ جس پر یا جوج ماجوج نہ چڑھ سکتی ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ جیسے ”فما اسطاعوان يظهره وما استطاعوا له نقبا“ سے روشن ہوتا ہے۔

۴..... جب اللہ تعالیٰ کو یا جوج ماجوج کا نکالنا منظور ہوگا تو اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔ یہ وعدہ اللہ کا سچا ہے جسے ”فاذا جاء وعد ربي جعله دكا وكان وعد ربي حقا“ سے ثابت ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کا اعتقاد یا جوج ماجوج کی نسبت۔ حصہ دوم

(ازالہ اوہام ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور یا جوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے کہ دنیا کی دو اقبال مند قومیں ہیں۔ جن میں ایک انگریز اور دوسری روس ہیں۔ پھر دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں یعنی اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ فتح یاب ہوتی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کی بدچلنیوں نے مسلمانوں کو نیچے گرا دیا اور ان کی نہایت تہذیب اور کفایت شعاری اور ہمت اور الوالعزمی اور معاشرے کے اعلیٰ اصول

نے بحکم و مصلحت قادر مطلق ان کو اقبال دے دیا۔ ان دو قوموں کا بائبل میں ذکر ہے۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس تحریر میں غور کریں کہ یا جوج ماجوج انگریز اور روس کو اپنے خیال میں مقرر کر کے کس قدر ان کی تعریف کرتے ہیں اور یا جوج ماجوج کو قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ”ان یا جوج ماجوج مفسدون فی الارض“ ہیں اور مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے بدچلن قرار دیا ہے۔ جن کو قرآن کریم ”کنتم خیرامة“ کی خوشخبری دیتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۱۴۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴) میں یوں تحریر کرتے ہیں: ”ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال تو میں ہوں اور گدھا اون کا یہی ریل ہو۔“ اہل انصاف کی خدمت میں عرض ہے کہ پیغمبر صاحب ﷺ کے وقت بھی دونوں قومیں یعنی روس اور انگریز موجود تھے اور بہت ہی شہروں پر ان کی حکومت بھی تھی۔ پھر خداوند تعالیٰ کا قرآن میں بھی خبر دینا کہ یا جوج ماجوج دو پہاڑوں کے درمیان بذریعہ دیوار ایسے ایک وعدہ تک بند ہیں کہ وہ وعدہ سے پہلے اس پر نہ چڑھ سکتی ہیں اور نہ اس دیوار میں سوراخ کر سکتی ہیں۔ کیا ضرورت تھی؟ پس قرآن شریف صاف مرزا قادیانی کی خلاف شہادت دے رہا ہے کہ یا جوج اور ماجوج انگریز اور روس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کم نہیں سے بچاؤے۔ آمین ثم آمین۔

بارہواں باب قیامت کے قائم ہونے کے ثبوت میں

یعنی تمام مخلوقات قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنا اپنا بدلہ بموجب اعمال پاوے گی۔ نیک اعمال والے بہشت میں جاویں گے اور بد اعمال والے دوزخ میں۔ حصہ اول: ”اللہ لالہ الہو لجمعنکم الی یوم القیامة لا ریب فیہ و من اصدق من اللہ حدیثا“ ﴿اللہ نہیں کوئی معبود مگر وہ البتہ اکٹھا کرے گا تم کو طرف دن قیامت کے نہیں شک بیچ اس کے اور کون شخص بہت سچا ہے اللہ سے بات میں۔﴾

”ونضع الموازن القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئا“ ﴿اور رکھیں گے ہم ترازوئیں عدل کی دن قیامت کے پس نہ ظلم کیا جاوے گا کوئی جی کچھ۔﴾

”وتنذریوم الجمع لاریب فیہ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر“ ﴿اور تحقیق قیامت آنے والی ہے نہیں شک بیچ اس کے اور تحقیق اللہ اٹھاوے گا جو بیچ قبروں کے ہیں۔﴾

”ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون، قالوا یویلنا من بعثنا من مرقدنا، هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون“ ﴿اور

پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس ناگہاں وہ قبروں سے طرف رب اپنے کے دوڑیں گے کہیں گے ہم کو کس نے اٹھایا ہم کو خواب گاہ ہماری سے یہی وعدہ کیا تھا رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے۔ ﴿

”یوم یدع الداع الی شی نکر خشعا ابصارہم یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر، مہطین الی الداع یقول الکفرون ہذا یوم عسر“ ﴿اس دن کہ پکارے گا ایک پکارنے والا طرف ایک چیز نا پچان کی نیچی ہوں گی آنکھیں ان کی نکلیں گے قبروں میں سے گویا کہ وہ ہڈیاں ہیں پریشان دوڑتے ہوئے طرف پکارنے والے کو کہیں گے کافر یہ دن ہے سخت۔ ﴿

”فذرہم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومہم الذی یوعدون، یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانہم الی نصب یوفضون خاشعۃ ابصارہم ترہقہم ذلۃ، ذلک الیوم الذی کانوا یوعدون“ ﴿پس چھوڑوان کو جھگڑیں اور کھلیں یہاں تک کہ ملاقات کریں دن اپنے سے وہ جو وعدہ دیئے گئے ہیں جس دن نکلیں گے قبروں میں سے دوڑتے ہوئے گویا کہ وہ طرف تھانوں بتوں کی دوڑتے ہیں نیچے ہوں گے، آنکھیں ان کی دیکھنی ہوگی ان کو ذلت یہی دن وہ ہے جو تھے وعدہ دیئے جاتے۔ ﴿

”افلا یعلم اذا بعثت ما فی القبور و حصل ما فی الصدور ان رہم بہم یومئذ لخبیر“ ﴿کیا پس نہیں جانتا جب اٹھایا جاوے گا جو کچھ بیچ قبروں کے ہے اور حاصل کیا جائے گا جو کچھ بیچ سینوں کے ہے۔ تحقیق ان کے رب کو ان کی اس دن سب خبر ہے۔ ﴿

”فلا تحبسن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام، یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت وبرزواللہ الواحد القہار، وترى المجرمین یومئذ مقرنین فی الاصفاد، سرا یبلہم من قطران و تغشی وجوہہم النار، لیجزی اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب“ ﴿پس مت گمان کر اللہ کو برخلاف کرنے والا وعدے اپنے کا پیغمبروں اپنے سے۔ تحقیق اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا اس دن بدلی جائے گی زمین سوائے زمین کے اور بدل جاوے گا آسمان اور روبرو ہوں گے سب لوگ واسطے اللہ واحد قہار کے اور دیکھے گا تو گنہگاروں کو اس دن جکڑے ہوئے بیچ زنجیروں کے کرتے اون کے گندہک کے ہوں گے اور ڈھانک لے گی مونہہ ان کے کو آگ تاکہ جزا دیے اللہ ہر جی کو جو کچھ کیا تحقیق اللہ جلد لینے والا ہے ہر حساب کو۔ ﴿

”یوم یقوم الروح والملئكة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن
وقال صوابا، ذلك اليوم الحق فمن شاء اتخذالى ربه مابا“ ﴿جس دن کھڑا ہوگا
روح یعنی جبرائیل اور فرشتے صف باندھ کر نہ بولیں گے مگر جو کوئی کہ اذن دیوے واسطے اس کے
رحمن اور کہے گا اچھا یہی ہے دن برحق پس جو کوئی چاہے پکڑے طرف رب اپنے کی جگہ پھر جانے
کی۔﴾

”ویوم نسیر الجبال وتر الارض بارزة وحشر نهم فلم نغاد رمنهم
احدا و عرضوا علی ربك صفاء لقد جئتمونا كما خلقناکم اول مرة بل زعمتم
الن نجعل لكم موعدا“ ﴿اور جس دن چلاویں گے ہم پہاڑوں کو اور دیکھے تو زمین کو صاف
نکلی ہوئی اور اکٹھا کریں گے ہم ان کو پس نہ چھوڑیں گے ہم ان میں کسی کو اور روبرو لائیں گے اوپر
رب تیرے کی صف باندھ کر تحقیق آئے ہم تمہارے پاس جیسا کہ پیدا کیا ہے تم کو پہلی بار بلکہ گمان
کیا تم نے یہ کہ نہ کریں گے ہم واسطے تمہارے وعدہ گاہ۔﴾

”فاذ انفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فد کتا
دکة واحدة، فیومئذ وقعت الواقعة، وانشقت السماء فیہی یومئذ
واہیة، والملك علی ارجائها، ويحمل عرش ربك فوقهم یومئذ ثمانية، یومئذ
تعرضون لا تخفی منکم خافية، فاما من اوتی کتبه بيمينه فيقول هاؤم اقرا
واکتبیه، انی ظننت انی ملق حسابیه، فهو فی عیشة راضیة، فی جنة عالیة،
قطوفها دانية، کلو و اشربو هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة واما من اوتی
کتبه، بشماله فيقول یلیتنی لم اوت کتبیہ، ولم ادر ما حسابیه یلیتها کانت
القاضیة، ماغنی عنی مالیه، حلك عنی سلطنیہ، خذوه فغلوہ ثم الحجیم
صلوه ثم فی سلسلة ذرعا سبعون ذراعا فاسلکوه، انه کان لایومن باللہ
العظیم، ولا یحض علی طعام المسکین، فلیس له الیوم ههنا حمیم، ولا طعام
الا من غسلین، لایاکله الا الخاطئون“

﴿پس جب پھونکا جاوے گا بیچ صور کی پھونکنا ایک بار اور اٹھائی جائے زمین اور پہاڑ
پس توڑے جاویں توڑنا ایک بار پس اس دن ہو پڑے گی ہو پڑنے والی یعنی قیامت اور پھٹ

جاوے گا آسمان پس وہ اس دن سست ہوگا اور فرشتے جو اوپر کناروں اس کے کے اور اٹھائیں گے تحت رب تیرے کا اوپر اپنے اس دن آٹھ شخص اس دن رو برو لائے جاؤ گے تم نہ چھپی رہے گی تم میں سے کوئی بات چھپی ہوئی پس جو کوئی دیا گیا اعمال نامہ اپنا بیچ دینے ہاتھ اپنے کے پس کہے گا لو پڑھو عمل نامہ میرا تحقیق میں جانتا تھا یہ کہ میں ملوں گا حساب اپنے سے پس وہ بیچ زندگانی خوش کی ہے بیچ بہشت بلند کے کہ میوے اوس کے نزدیک ہیں کھاؤ اور پیو ہنستا بدلے اس کے جو کر چکے ہو تم بیچ دنوں گزرے ہوؤں کے اور جو کوئی دیا گیا عمل نامہ اپنا بیچ بائیں ہاتھ اپنے کے پس کہے گا اے کاش کہ میں نہ دیا گیا ہوتا عمل نامہ اپنا اور نہ جانتا میں کیا ہے حساب میرا اے کاش کہ یہ موت ہوتی تمام کرنے والی نہ کفایت کیا مجھے مال میرے نے جاتی رہی مجھے سلطنت میری پکڑو اس کو پس طوق پہناؤ اس کے پھر دوزخ میں لے جاؤ اس کو پھر بیچ زنجیر کے کہ پیمائش اس کی ستر ہاتھ ہے پس داخل کرو اس کو تحقیق وہ تھا نہیں ایمان لاتا ساتھ اللہ بڑے کے اور نہ رغبت دلاتا تھا اور کھانے فقیر کے پس نہیں واسطے اس کے آج اس جگہ کوئی درست اور نہ کھانا مگر وہ ہون دوزخیوں کے سے نہیں کھائیں گے اس کو مگر گنہگار۔ ﴿

”فوقہ اللہ سیات مامکرو اوحاق بال فرعون سوء العذاب النار يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة ادخلوا فرعون اشد العذاب“ ﴿پس بچا لیا اس کو اللہ نے بری اس چیز سے کہ کر کرتے تھے اور گھیر لیا فرعون کو بڑے عذاب نے وہ آگ ہے کہ حاضر کئے جاویں گے اوپر صبح اور شام اور جس دن کہ قائم ہوگی قیامت کیا جائے گا کہ داخل کر لوگوں فرعون کے کو۔ ﴿

”وما قدر اللہ حق قدره والارض جميعا قبضته يوم القيمة والسموات مطوَّيت بيمينه، سبحنه وتعلیٰ عما يشركون، ونفخ فی الصور فصعق فی السموت و من الارض الا من شاء اللہ، ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا هم قیام ینظرون، و اشرقت الارض بنور ربها ووضع الکتب وجابیٰ النبیین والشهداء وقضى بینهم بالحق وهم لا یظلمون، ووفیت کل نفس ما عملت و هو علم بما یفعلون، و سیق الذین کفروا الیٰ جہنم زمرا، حتیٰ اذا جاءها فتحت ابوابها وقال لهم خزنتها الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایت ربکم

وینذرونکم لقاء یومکم هذا قالوا بلیٰ ولكن حقت کلمة العذاب علی الکفرین، قیل ادخلوا ابواب جهنم خلدین فیها فبئس مثوی المتکبرین، وسيق الذین اتقوا ربهم الی الجنة زمراء، حتیٰ اذا جاءها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلم علیکم طبتم فادخلوها خلدین، وقالو الحمد لله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض“

اور نہیں قدر کی اللہ کی جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اس دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں اور پھونکا گیا بیچ صور کے پھر بیہوش ہو کر پڑا جو کوئی ہے بیچ آسمانوں کے اور جو کوئی ہے بیچ زمین کے مگر جس کو چاہا اللہ نے پھر پھونکا گیا بیچ اوس کے دوسری بار پس تب ہی وہ ہیں دیکھتے اور چمکی زمین رب کے نور سے اور لادھر دفتر، اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر نہ ہوگا ظلم اور پورا ملاہر جی کو جو کیا اور اس کو خوب خبر ہے جو کرتے ہیں اور ہانکے گئے جو کافر بنے، طرف دوزخ کے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب آئے اس پر پس کھولے گئے دروازے اس کے اور کہنے لگے ان کو داروغہ اس کے کیا نہ آئے تھے پاس رسول پڑھتے تم پر باتیں رب تمہارے کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولے کیوں نہیں لیکن ثابت ہوا حکم عذاب کا اوپر کافروں کے، حکم ہوا کہ داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے، ہمیشہ رہو گے بیچ اس کے پس بری ہے جگہ رہنے کی غرور والوں کو اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے رب اپنے سے طرف جنت کے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب پہنچے اس پر اور کھولے گئے اس کے دروازے اور کہنے لگے واسطے ان کے داروغہ اس کے سلام ہے اوپر تمہارے تم لوگ پاکیزہ ہو پس رہو اس میں سدا رہنے کو اور بولے شکر اللہ کا جس نے بیچ کیا ہم سے وعدہ اپنا اور وارث کیا ہم کو اس زمین کا گہر پکڑ لیں جنت میں سے جہاں چاہیں پس کیا خوب بدلہ ہے محنت کرنے والوں کا اور تو دیکھے فرشتے کہہ رہے ہیں گرد عرش کے پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوا ہے درمیان ان کے انصاف کا اور یہی بات ہوئی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے۔ ﴿

ف..... ان آیات مرقومہ بالا سے چند امور ظاہر ہیں۔ یعنی نمبر ۱۴ سے نمبر ۱۳ تک۔ اب دوبارہ بطور خلاصہ اہل انصاف کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔

-۱ اس بات میں ہرگز شک نہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا جیسے ”لیجمعنکم الی یوم القیمة لا ریب فیہ“ سے ثابت ہے۔
-۲ قیامت کے دن اعمال تو لے جاویں گے کسی پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ جیسے ”ونضع الموازین القسط لیوم القیمة فلا تظلم نفس شیئا“ سے روشن ہے۔
-۳ جو لوگ قبروں میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ان کو دن قیامت کے اٹھاوے گا جیسے ”ان اللہ یبعث من فی القبور“ اور جیسے ”ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون، قالوا یوینا من بعثنا من من مرقدنا“ اور جیسے ”یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر“ اور جیسے ”یوم تخرجون من الاجداث سراعا“ اور جیسے ”اذابعثرما فی القبور“ سے یعنی ان آیات سے صاف صاف ظاہر ہے کہ لوگ قبروں سے قیامت کے دن نکلیں گے۔
-۴ جس وقت صور پھونکا جائے گا یہی زمین اور پہاڑ سب جاتے رہیں گے۔ قیامت ہو پڑے گی۔
-۵ زمین اور آسمان بدلے جاویں گے۔
-۶ سب لوگ اللہ واحد قہار کے روبرو ہوں گے۔
-۷ اور گنہگار بیچ زنجیروں کے جکڑے ہوئے ہوں گے۔
-۸ کرتے ان کے گندہک کے ہوں گے۔
-۹ گنہگاروں کے منہ کو آگ ڈھانک لے گی۔
-۱۰ جبرائیل اور دوسرے فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے۔
-۱۱ بغیر حکم اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں بولے گا۔
-۱۲ اور دن قیامت کے اللہ تعالیٰ کا عرش آٹھ فرشتے اٹھاویں گے۔
-۱۳ اس دن کوئی بات چھپی نہ رہے گی۔
-۱۴ جس شخص کو اپنا عمل نامہ داہنے ہاتھ میں مل جاوے گا وہ خوشی سے لوگوں کو اپنا عمل نامہ دکھائے گا اور کہے گا لو پڑھو یہ میرا عمل نامہ ہے اور تحقیق میں جانتا تھا کہ قیامت کے دن عمل نامے تو لے جاویں گے۔
-۱۵ پس وہ شخص بہشت میں خوشی سے بہشت کے میوے کھائے گا اور شراب طہور پیوے گا۔

۱۶..... جس شخص کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس وہ افسوس کرے گا کہ مجھ کو نہ دیا جاتا یہ عمل نامہ اور میں نہ جانتا۔ کیا ہے حساب میرا کاش کہ آج موت ہوتی اور نہ کفایت کیا مال میرے نے اور جاتی رہی مجھ سے سلطنت میری۔

۱۷..... خداوند کریم حکم فرماوے گا کہ اس کو طوق پہناؤ اور پھر اس کو دوزخ میں لے جاؤ اور ستر ہاتھ لمبے زنجیر سے اس کو جکڑ دو۔

۱۸..... یہی وہ شخص ہوگا جو اللہ کے ساتھ ایمان نہ لایا ہوگا اور فقیروں کو کھانا دینے پر رغبت نہیں دلاتا تھا۔

۱۹..... ایسے شخص کا وہاں کوئی دوست نہ ہوگا۔

۲۰..... ایسے شخص کو کوئی کھانا نہ کھلایا جائے گا مگر غسلین۔

۲۱..... قیامت کے دن ہرجی کو اپنے اعمال کے موافق بدلہ دیا جائے گا۔

۲۲..... کافر گروہ گروہ کر کے دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔

۲۳..... جب دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے دوزخ کے دروازے کھولے جائیں گے۔

۲۴..... ان کو داروغہ دوزخ کے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول نہ آئے تھے جو تم پر اللہ کی آیات پڑھ کر اس سے ڈراتے۔

۲۵..... اقرار کریں گے ہاں آئے تھے۔

۲۶..... پس ان کو کہا جائے گا اس میں داخل ہو جاؤ اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

۲۷..... اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ بھی گروہ گروہ کر کے جنت کی طرف ہانکے جائیں گے۔

۲۸..... جب جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو ان کے لئے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔

۲۹..... داروغہ جنت کے ان پر سلام کہیں گے اور ان کو جنت میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری سنائیں گے۔

۳۰..... بہشتی اپنے بہشت میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری سن کر اللہ کا شکر ادا کریں گے۔

مرزا قادیانی کا اعتقاد قیامت کے دن کے متعلق۔ حصہ دوم

(ازالہ اوہام ص ۴۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”جو قبر کے عذاب

کی نسبت حدیثوں میں بکثرت یہ بیان پایا جاتا ہے کہ ان میں گناہ گار ہونے کی حالت میں بچھو ہوں گے اور سانپ ہوں گے اور آگ ہوگی۔ اگر ظاہر پر ان حدیثوں کو حمل کرنا ہے تو ایسی چند

قبریں کھودو اور ان میں سانپ، بچھو دکھلاؤ۔“

ف..... اہل انصاف ایماناً غور کریں کہ قبر کے عذاب سے یہ صاف انکار نہیں تو اور کیا ہے؟
 (ازالہ اوام ص ۳۵۰، خزائن ج ۳ ص ۲۷۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور قیامت کے دن بحضور رب العالمین ان کا حاضر ہونا ان کو بہشت سے نہیں نکالتا کیونکہ یہ تو نہیں کہ بہشت سے باہر کوئی لکڑی یا لوہے یا چاندی کا تخت بچھایا جائے گا اور خدا تعالیٰ مجازی حکام اور سلاطین کی طرح اس پر بیٹھے گا اور کسی قدر مسافت طے کر کے اس کے حضور میں حاضر ہونا ہوگا تاکہ یہ اعتراض لازم آوے کہ اگر بہشتی لوگ بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو طلبی کے وقت انہیں بہشت سے نکلتا پڑے گا اور لق وودق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے، حاضر ہونا پڑے گا ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہے۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس تحریر میں غور کریں کیسی عمدہ مخول سی قیامت کے دن میدان قیامت میں اللہ تعالیٰ کے آگے خلقت کے حاضر ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نیز تخت رب العالمین کی نسبت کیسے ہی مخول سے لکھتے ہیں لکڑی کا ہوگا یا لوہے کا چاندی کا تخت بچھایا جائے گا۔ پھر لکھتے ہیں لق وودق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا جائے گا، حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو سراسر جسمانی یہودیت کی سرشت سے نکلا ہے۔

افسوس صد افسوس، مرزا قادیانی قیامت کے ماننے والوں کو یہودی بناتے ہیں اور نیز تخت رب العالمین کی نسبت بھی ٹھٹھا اور مسخری کرنے سے نہیں ملتے اور اللہ تعالیٰ تو اپنی کلام پاک میں اپنے عرش کے آنے کا قیامت کے دن اس طرح بیان فرماویں ”فیومئذ وقعت الواقعة وانشقت السماء فہی یومئذ ثمنیة یومئذ تعرضون“ ﴿پس اس دن ہو پڑیں گے ہو پڑنے والی اور پھٹ جاوے گا آسمان پس وہ اس دن سست ہوگا اور فرشتے ہوں گے اوپر کناروں اس کے اور اٹھائیں گے عرش پروردگار تیرے کا اوپر اپنے اس دن آٹھ شخص اس دن روبرو لائے جاؤتے تم﴾ ”ونفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون“

﴿اور جب پھونکا جائے گا بیچ صور کے پس ناگہاں وہ قبروں سے طرف رب اپنے کی دوڑیں گے۔﴾ پھر اور دیکھو فرماتا ہے ”وان الساعة آتیة لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور“ ﴿اور تحقیق قیامت آنے والی ہے نہیں شک بیچ اس کے اور تحقیق اللہ اٹھاوے

گا جو بیچ قبروں کے ہیں۔ ﴿اور دیکھو "یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت وبرزواللہ الواحد القہار"﴾ اس دن کہ بدلی جاوے گی زمین سوائے زمین کے اور بدلے جاویں گے آسمان اور روبرو ہوں گے سب لوگ واسطے اللہ واحد قہار کے ﴿اور دیکھو مرزا قادیانی کی اس فقرہ کی طرف "اور لوق ووق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے، حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہے۔" صریح صریح آیات کے خلاف نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

اور (ازالہ ابہام ص ۳۶۲، خزائن ج ۳ ص ۲۸۷) میں لکھتے ہیں: "اب ہماری تمام تقریر سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست اسباب موجود ہیں کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور پر داخل ہو جاویں گے اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا۔ بلکہ اس وقت اور بھی بہشت نزدیک ہو جاوے گا۔ کھڑکی مثال سے سمجھ لینا چاہئے کہ کیونکر بہشت قبر سے نزدیک کیا جاتا ہے۔ کیا قبر کے متصل جوزمین میں پڑی ہے اس میں آ جاتا ہے۔ نہیں، بلکہ روحانی طور پر نزدیک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر بہشتی لوگ میدان حساب میں ہی ہوں گے اور بہشت میں بھی ہوں گے۔"

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی نے اور ہی چال بدلی ہے۔ یعنی اب اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ روحانی طور پر میدان قیامت میں بھی جانا ہوگا۔ اہل انصاف غور سے خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ تو فرماویں کہ قیامت کے دن اعمال نامے بہشتیوں کو دہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور دوزخیوں کو اعمال نامے بائیں ہاتھ میں اور قیامت کے دن میدان قیامت میں ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے اور دوزخی زنجیروں سے جکڑے جاویں گے اور قرآن شریف میں اکثر جگہ بہشت کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ بلکہ یہ بہت جگہ صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بہشتیوں کو بہشت میں حوریں ملیں گی اور علاوہ ان کے دنیا والی عورتیں بھی اور ہر قسم کے عمدہ کپڑے اور سونے کے کنگن بھی پہننے کو ملیں گے اور کھانا کھانے اور پینے کے برتن بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے اور ہر قسم کے میوے اور ہر قسم کے پرندوں کے گوشت کھانے کے لئے موجود ہوں گے اور بہشتی میں شہد و شراب اور دودھ اور پانی کی نہریں ہیں۔ جن میں سے بہشت لوگ پیئیں گے۔

اب میں یہ مرزا قادیانی سے دریافت کرتا ہوں کہ ان سب نعمتوں کا ذکر قرآن شریف

میں جب موجود ہے تو پھر جسمانی طور سے انکار کرنا خلاف قرآن شریف ہے اور صریح آیات کا خلاف یا انکار سب کے نزدیک کفر ہے۔ کاش مرزا قادیانی کی ان دو چھوٹی سورتوں کی طرف کچھ بھی توجہ ہوتی تو جسمانی طور سے انکار نہ کرتے۔ دیکھو اور غور سے پڑھو۔ جو کہ قرآن شریف کیسا ہی صاف طور پر فرماتا ہے:

”القارعة مالمقارعة، وما ادرك مالمقارعة، يوم يكون الناس كالفراش المبثوث، وتكون الجبال كالعهن المنفوش، فاما من ثقلت موازينه، فهو في عيشة راضية، واما من خفت موازينه، فامه هاوية، وما ادرك ما هي، نار حامية“ ﴿ٹھوکنے والی کیا ہے ٹھوکنے والی اور کس چیز نے معلوم کرایا تجھ کو کیا ہے ٹھوکنے والی۔ جس دن ہو جاویں گے آدمی مانند ٹڈیوں پر اگندہ کے اور ہو جاویں گے پہاڑ مانند پشم دھنی ہوئی کے، پس جو کوئی کہ بھاری ہوئی تول اس کی پس وہ بیچ زندگانی خوش کے ہے اور جو کوئی کہ ہلکی ہوئی تول اس کی پس ماں اور اس کی ہاویہ ہے اور کیا جانے تو کیا ہے وہ ہاویہ آگ ہی جلتی ہوئی۔﴾

”الھکم التکاثر، حتی زرم المقابر، کلا سوف تعلمون، ثم کلا سوف تعلمون، کلا لو تعلمون علم الیقین، لترون الجحیم، ثم لترونها عین الیقین، ثم لتستلن يومئذ عن النعیم،“

﴿غافل کیا تم کو چاہ بہتایت کی نے، یہاں تک کہ ملو تم قبروں سے ہرگز نہ یوں البتہ جانو گے تم پھر ہرگز نہ یوں شتاب جانو گے ہرگز نہ یوں کاش کے جانو تم جاننا یقین کا البتہ دیکھو گے تم دوزخ کو پھر البتہ دیکھو گے تم اس کو دیکھنا یقین کا پھر البتہ پوچھے جاؤ گے تم اس دن نعمتوں سے﴾

نوٹ:- کستوری اور یاقوتی اور ہر قسم کی شراب جو مرزا قادیانی استعمال کرتے ہیں، یہ وہاں نہیں ہوں گی۔ ان ہر دو سورت سے چند امور ظاہر ہیں۔

.....۱ جس دن قیامت ہوگی، آدمی ٹڈیوں کی مانند پراگندہ ہوں گے۔

.....۲ پہاڑ مانند پشم دھنی ہوئی کے ہوں گے۔

.....۳ مخلوق کے عملنا مے تولے جائیں گے۔ بھاری پلہ والے بہشت میں جاویں گے اور

ہلکے پلے والے دوزخ میں، جو جلتی آگ ہے۔

.....۴ دوزخ کا دیکھنا یقینی ہوگا۔

.....۵ اس دن دنیا کی سب نعمتوں کی بابت باز پرس ہوگی۔

خدا تعالیٰ نے حق ظاہر کر دیا۔ دیکھو مدعی بھول گیا اور ہار گیا

رسالہ (فتح مسیح ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۴۲۳) میں مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے: ”ہم مسلمان

لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ بہشت جو جسم اور روح کے لئے دارالجزاء ہے۔ وہ ایک ادھورا

اور ناقص دارالجزاء نہیں۔ بلکہ اس میں جسم اور جان دونوں کو اپنی اپنی حالت کے موافق جزا ملے گی۔

جیسا کہ جہنم میں اپنی اپنی حالت کے موافق دونوں کو سزا دی جائے گی اور اس کی اصل تفصیلات ہم

خدا کے حوالے کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ جزا سزا جسمانی روحانی دونوں طور پر ہوگی اور یہ

عقیدہ ہے جو عقل اور انصاف کے موافق ہے۔“

..... ف اہل انصاف اس تحریر میں غور کریں کہ وہی مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

.....۱ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ بہشت جو جسم اور روح کے لئے دارالجزاء ہے۔

.....۲ اور ایمان رکھتے ہیں کہ جزا سزا جسمانی روحانی دونوں طور پر ہوگی۔

.....۳ یہ عقیدہ عقل اور انصاف کے موافق ہے اور دیکھو وہی مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۳۵۰،

خزائن ج ۳ ص ۲۷۹) میں تحریر کرتے ہیں: ”ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے

نکلا ہے“ اور وہی مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۳۶۵، خزائن ج ۳ ص ۲۸۷) میں لکھتے ہیں: ”روحانی طور

پر بہشتی لوگ میدان حساب میں بھی ہوں گے اور بہشت میں بھی ہوں گے۔“

افسوس اور صد حیف ہے ایسے اعتقاد اور ایسی تحریر پر کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں امام الزمان

ہوں اور مجدد ہوں اور مہدی ہوں اور مسیح موعود ہوں اور زندہ علی ہوں اور تحریر ایسی ”لعنة الله على

الکاذبین“ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام اہل اسلام کو اس کے شر سے بچاؤے اور ہدایت

راہ راست کی عنایت فرماوے۔ آمین۔

تیرھواں باب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف میں۔ حصہ اول

”واتینا عیسیٰ ابن مریم للبینت وایدناہ بروح القدس“ ﴿اور دیئے

ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر کرنے اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے یعنی

جبرائیل کے۔﴾

”اذ قالت الملائكة یمریم ان الله یشرك بکلمة منه اسمہ المسیح

عیسیٰ ابن مریم وجهیا فی الدینا والاخرة ومن المقربین، ویکلم الناس فی المهد وکھلا ومن الصالحین، قالت رب انی ینکون لی ولد ولم یمسنی بشر، قال كذلك اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرنا فانما یقول له کن فیکون و یعلمه الکتب والحکمة والتوریه والانجیل ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری، الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ، وانبتکم بما تاكلون وما تدخرون فی بیوتکم، ان فی ذالک لایة لکم ان کنتم مؤمنین“

﴿جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات

کے اپنی طرف سے نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کئے گئیوں سے اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ عمر میں اور صالحوں سے۔ کہا اے میرے رب کیونکر ہوگا واسطے میرے بیٹا اور نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام، پس سوائے اس کے نہیں کہتا واسطے اس کے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے اور سکھلا دے گا اس کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور کرے گا اس کو پیغمبر طرف بنی اسرائیل کے یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس نشان کو رب تمہارے سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہوں پیٹ کے اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور جلاتا ہوں مردے کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتا ہوں تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔﴾

..... اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کا بی بی مریم کے پاس آ کر یہ خوشخبری دینا کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

.....۲ وہ لڑکا دنیا اور آخرت میں عزت والا ہوگا۔

.....۳ وہ لڑکا خداوند تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوگا۔

.....۴ وہ لڑکا جھولے میں لوگوں سے باتیں کرے گا۔

.....۵ وہ لڑکا ادھیڑ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرے گا۔

.....۶ وہ لڑکا نیک بختوں میں سے ہوگا۔

-۷ خداوند تعالیٰ اس لڑکے کو بغیر باپ کے پیدا کرے گا جیسا کہ بی بی مریم نے بطور سوال دریافت کیا یعنی کہا: ”قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسنی بشر“ ﴿کہا بی بی مریم نے کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا کہ نہیں ہاتھ لگایا مجھ کو کسی آدمی نے۔﴾ جواب ملا ”کذلک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امرًا فانما یقول له کن فیکون“ ﴿اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب مقرر کرتا ہے کچھ کام سوائے اس کے نہیں کہہتا ہے ہو پس ہو جاتا ہے۔﴾
-۸ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائے گا۔
-۹ اس لڑکے کو خداوند تعالیٰ بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجے گا۔
-۱۰ وہ لڑکا لوگوں کو کہے گا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری طرف معجزے لے کر آیا ہوں۔
-۱۱ پہلا معجزہ ”انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ“ ﴿تحقیق میں بناتا ہوں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے۔ پس پھونکتا ہوں میں بیچ اس کے۔ ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے۔﴾
-۱۲ دوسرا معجزہ ”وابری الاکمه“ ﴿اور میں چنگا کرتا ہوں پیٹ کے جنے اندھے کو۔﴾
-۱۳ تیسرا معجزہ ”والابرص“ ﴿اور سفید داغ والے کو چنگا کرتا ہوں۔﴾
-۱۴ چوتھا معجزہ ”وانبئکم بما تاكلون وما تدخرون فی بیوتکم“ ﴿اور میں خبر دیتا ہوں تم کو اس چیز کی کہ کھاتے ہو تم بیچ گھروں اپنوں کے۔﴾
-۱۵ وہ کہے گا ”ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین“ ﴿تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے یعنی ایمان والوں کے لئے میری نبوت کے ثبوت کے واسطے یہی معجزہ کافی ہے۔﴾
- ”اذ قال اللہ یعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتے علیک وعلى والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد وکھلا، واذ علمتک الکتب والحکمة والتوریه والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتفخ فیہا فتکون طیرا باذنی وتبری الاکمه والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ کفقت بنی اسرائیل عنک اذ جئتہم بالبینت فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین“
- ۱۔ قادیانی مرزا (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں لکھتا ہے کہ ”حضرت مسیح اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس برس کی عمر تک نجاری کا کام کرتے رہے۔“ لعنت اللہ علی الکاذبین الی یوم الدین!

﴿اور جس وقت کہ کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر نعمت میری او پر اپنے اور او پر ماں اپنی کے جس وقت قوت دی میں نے تجھ کو ساتھ جان پاک کے باتیں کرتا تھا لوگوں کے بیچ جھولے کے اور ادھیڑ عمر میں اور جس وقت سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جس وقت بناتا تھا تو مٹی سے جیسے صورت جانور کی ساتھ حکم میرے کے پس پھونکتا تھا بیچ اس کے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور چنگا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو ساتھ حکم میرے اور جس وقت نکالتا تھا تو مردوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تھا تو ان کے پاس دلیلیں پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر۔﴾

- ان آیات سے چند امور صاف طور پر ظاہر ہیں جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے وہ انعامات جو دنیا میں ان پر کئے گئے، گن گن کر سنائیں گے۔
-۱ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میں نے تجھ کو روح القدس سے مدد دی تھی۔
-۲ تو لوگوں سے ماں کی گود میں باتیں کرتا تھا۔
-۳ اور تو اس وقت بھی لوگوں سے باتیں کرتا تھا جب تیرے کچھ بال سیاہ اور کچھ سفید تھے۔
-۴ تجھ کو میں نے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل سکھائی۔
-۵ جب تو مٹی سے جانور کی صورت بناتا تھا پس وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جاتا تھا۔
-۶ اور تو مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کرتا تھا۔
-۷ اور جس وقت تو میرے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔
-۸ اور میں نے بنی اسرائیل کو تیری ضرر رسانی سے بند کیا۔
-۹ اگرچہ تو بنی اسرائیل کے پاس ظاہر معجزے لایا تھا۔ مگر پھر بھی ان لوگوں نے جو کافر تھے، تیرے معجزات کو جادو ہی خیال کیا۔ جیسے ”فقال الذین کفرو امنہم ان هذا الا سحر مبین“ ﴿پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر اور بموجب ان آیات کے ظاہر ہے کہ جو شخص معجزات عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور جو شخص معجزات عیسیٰ علیہ السلام کو جادو کی قسم خیال کرے وہ کافر ہے۔﴾
- مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھتے ہیں اور کل معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی انکاری ہیں۔ بلکہ از قسم شعبہ بازی و عمل الترب خیال کرتے ہیں۔ حصہ دوم

دیکھو (ازالہ ادہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”سو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے پر پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر پرواز نہیں تو پاؤں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔“

نوٹ..... جیسا کہ مرزا قادیانی ازالہ ادہام ص ۳۰۱، ۳۰۹ پر لکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے معجزات کو اگر میں قابل نفرت اور از قسم شعبدہ بازی یعنی مسمریزم نہ سمجھتا تو ابن مریم سے اس بارہ میں کم نہ رہتا۔

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر میں سے دو امر ثابت ہیں۔

..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باذن اللہ تعالیٰ پرندہ بنا کر اڑانے کو عقلی طور پر کلوں کے ذریعہ سے چلنا تسلیم کرتے ہیں۔ ۲..... لکھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کا باپ یوسف نجار تھا۔ جس سے بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام سیکھتے رہے۔

اور (ازالہ ادہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں لکھتے ہیں: ”حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزہ ہی کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔“

۱۔ دیکھو خدا نے حق کو ظاہر کر دیا۔ مدعی بھول گیا اور ہار گیا۔

اشتہار واجب الاظہار

مورخہ ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو ص ۳ میں لکھتے ہیں۔ خدا نے حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس کے بعد اپنا مسیح ان میں بھیجا جو لڑائیوں کا سخت مخالف تھا۔ وہ درحقیقت صلح کا شہزادہ تھا اور صلح کا پیغام لایا تھا۔ لیکن بدقسمت یہودیوں نے اس کا قدر نہ کیا۔ اس لئے خدا کے غضب نے عیسیٰ علیہ السلام مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لئے اخیری اینٹ کر دیا اور اس کو بے باپ پیدا کر کے سمجھا دیا کہ اب نبوت اسرائیل میں سے گئی۔

ف..... سبحان اللہ کیا عمدہ تحریر ہے ایک زبان اور دو بیان ازالہ میں یوسف نجار کا بیٹا لکھا تھا اور یہاں بے باپ ہونا تسلیم کر کے تحریری اقبال کیا ہے۔ شرم! شرم! شرم!!!

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح عقلی تھا اور شعبہ بازی کی قسم سے اور دراصل بے سود تھا۔

اور (ازالہ اوہام ص ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵) میں لکھتے ہیں: ”ماسوائے اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزم سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔“

ف..... اس تحریر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح علیہ السلام کا معجزہ از قسم عمل الترب یعنی مسمریزم بطور لہو و لعب کے تھا نہ بطور حقیقت۔

اور (ازالہ اوہام ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) میں تحریر کرتے ہیں: ”بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کے معجزات تربی تھے اور قدر کے لائق نہ تھے اور قابل نفرت تھے۔ افسوس ہے ایسے متکبر کے عقل پر جس کے نزدیک مسیح علیہ السلام کے وہ معجزات جو باذن اللہ تعالیٰ تھے۔ تربی اور قدر کے لائق نہ ہوں اور قابل نفرت ہوں۔ اللہ کی پناہ ایسے برے عقیدہ سے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۳۱۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) میں تحریر کرتے ہیں: ”یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔“

اور (ازالہ اوہام ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳) میں لکھتے ہیں: ”غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح علیہ السلام مٹی کے پرند بنا کر اور ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔“

بہر حال یہ معجزہ ایک کھیل کی قسم سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔“

ف..... مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ جو لوگ معجزات عیسیٰ علیہ السلام کو سچ جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے معجزات دکھاتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی یہ اعتقاد غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ یعنی جو معجزات کو سچ مانے وہ مشرک ہے اور فسوس ہے ایسے عقل پر جس کے نزدیک وہ معجزات جو پیغمبر کے ہاتھ سے باذن اللہ تعالیٰ ظاہر ہوں، عمل الترب اور کھیل کی قسم سے ہوں۔

دیکھو قرآن شریف میں اس معجزہ کی نسبت ”واذتخلق من الطین کھیثۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی“ ﴿اور جب بنانا تھا تو مٹی سے جیسے صورت جانور کی ساتھ حکم میرے، پس پھونکتا تھا بیج اس کے ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے۔﴾ سبحان اللہ! جس معجزہ کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف نسبت کریں کہ وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اس کو مرزا قادیانی عمل الترب واز قسم شعبہ بازی اور بے سود اور از قسم کھیل اور غلط اور قابل نفرت خیال کریں اور جو شخص معجزات کو حق مانے اس کو مشرک لکھیں اور اپنے کافر ہو جانے کا ذرا بھی بموجب اس فرمان اللہ قہار کے کچھ خوف نہ کریں جیسے ”فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین“ ﴿پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے اس میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر﴾

مرزا قادیانی بڑی عالی ہمت ہیں کہ معجزات مسیح علیہ السلام کو از قسم شعبہ بازی اور بے سود اور قابل نفرت تحریر کرتے ہیں۔ جو باذن اللہ تعالیٰ پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تھے۔

برین عقل و دانش بیاہد گریست

اگر یہاں یہ سوال ہو کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے کیوں انکار کرتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جب اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار دیا۔ تب لوگوں نے کہا کہ اگر آپ مسیح علیہ السلام کے مثیل ہیں تو مسیح علیہ السلام کی طرح کوئی معجزہ دکھاؤ۔ چونکہ مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے معجزات کی طرح جن کا ذکر مفصل دو جگہ قرآن مجید میں ہے، دکھا تو نہیں سکتے تھے۔ اس لئے معجزات سے ہی انکار ہو گئے۔ بجهت ثبوت ذیل میں مرزا قادیانی کی

کتاب سے اصل عبارت نقل کرتا ہوں۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶، خزائن ج ۳ ص ۱۰۵) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں:

”مشابہت کے لئے مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات جو طلب کئے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں ابھی درج کر چکا ہوں کہ احياء جسمانی کچھ چیز نہیں ہے۔ احياء روحانی کے لئے یہ عاجز آیا ہے اور اس کا ظہور ہوگا۔ ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں..... الخ۔“

اگر اہل انصاف کی ابھی تسلی نہیں ہوئی تو ایک اور نقل کرتا ہوں۔

(ازالہ اوہام ص ۲۹۶، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”بعض لوگ موحدین کے فرقہ سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع و اقسام کے پرند بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر دکھاؤ۔“

ف..... اہل انصاف پر اب تو مرزا قادیانی کے انکار کی وجہ بخوبی روشن ہو گئی ہوگی۔ دیکھو تیسری دفعہ اہل انصاف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۱۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اگر یہ سوال دل میں گزرا کہ پھر اللہ جل شانہ نے مسیح ابن مریم کی نسبت اس قصہ میں جہاں پرندہ بنانے کا ذکر ہے، تخلیق کا لفظ کیوں استعمال کیا جس کے ظاہر معنی ہیں کہ تو پیدا کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق قرار دینا بطور استعارہ ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی نے خود ہی سوال بنایا تھا۔ مگر خدا کی قدرت سے جواب سے عاجز ہو کر استعارہ کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا لیا۔ میں دعا مانگتا ہوں کہ اے میرے رب اپنی خاص مہربانی سے مرزا قادیانی اور اس کے چیلوں کو کج فہمی سے بچا۔ آمین ثم آمین۔

اب اہل انصاف کی خدمت میں مرزا قادیانی کی کتابوں میں سے وہ عبارتیں نقل کر کے پیش کرتا ہوں جن میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت نہایت ہی سخت اور

بے ادبانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن کے پڑھنے اور سننے سے سچے مسلمان کا دل ضرور غمگین ہوگا۔ اگرچہ میرا دل بھی لکھنے کو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اہل اسلام اور اہل انصاف کو مرزا قادیانی کے حالات سے آگاہ کرنا ایک ضروری اور لازمی امر خیال کر کے ذیل میں درج کرتا ہوں۔

دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۴۵۰) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”پھر ثابت ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزی فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی دعوت خاص تھی اور اس کو طفیلی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے لئے ضروری طور پر وہ حکمت اور معرفت سکھلائی گئی ہے۔ جو مسیح بن مریم کو نہیں سکھلائی تھی۔“

ف..... بے جا فخر ہو تو ایسا ہو۔

اور دیکھو رسالہ (فتح مسیح ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۴۰۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”مگر افسوس کہ یہ تو یہ آپ کے یسوع صاحب کی کلام میں بہت پایا جاتا ہے۔ انجیلیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ اس لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے اگر تو یہ کذب ہے تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی کذاب نہیں گزرا، یسوع صاحب کا یہ قول کہ میں خدا کی ہیصل کو ڈھا سکتا ہوں اور پھر تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں یہ وہ قول ہے جس کو تو یہ کہتے ہیں۔“

ف..... معاذ اللہ مرزا جی کا کیا عالی حوصلہ ہے جس مسیح کی نسبت قرآن شریف یہ شہادت دیوے ”ومن الصالحین“ یہ اس کو سب دنیا سے زیادہ کذاب لکھیں۔ معاذ اللہ اور (فتح مسیح ص ۴۶، خزائن ج ۹ ص ۴۲۸) میں لکھتے ہیں ”مگر یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کی چال پر رویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقعہ دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھے اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاؤں پر بال طے اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرے۔ اگر یسوع کا دل بد خیال سے پاک ہوتا تو وہ ایک کبھی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزا آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں۔ مگر یسوع نے اس کی جھڑکی اور ترش روی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بے زار ہے۔ تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ڈال دیا اور دعویٰ کیا کہ

یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ! کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع صاحب ایک زنا کار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے، بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں اول نمبر کا جو لوگوں میں اس کا نام بھی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید کی جاسکتی ہے؟“

ف..... اہل انصاف پر ہرگز پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ جو کچھ مرزا قادیانی نے مسیح علیہ السلام کی نسبت اس تحریر میں لکھا ہے، جس کی نسبت قرآن یہ شہادت دے رہا ہے: ”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین“ معاذ اللہ مرزا قادیانی کو اس کی چال پر رونا آوے اور حرام کار عورتوں کے چھونے والا اور دل کا بد خیال اور کنجریوں سے میل جول رکھنے والا اور ہر وقت شراب سے سرمست لکھیں۔ بلکہ ایسا خیال کریں کہ اس سے کسی تقویٰ اور نیک بختی کی امید بھی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ ایسے بد اعتقاد والے سے خدا ایسے عقیدہ رکھنے والے کو غارت کرے۔ یا اپنی مہربانی سے اس کے دل کی کجی دور کرے۔

اور (رسالہ فتح مسیح ص ۲۸، خزائن ج ۹ ص ۴۵۰) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”مگر تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو صرف ایک نکاح موقت ہے۔ اپنے یسوع کی چال چلن کو نہیں دیکھتے کہ ایسی جوان عورتوں کی طرف نظر ڈالتا۔ جن پر ڈالنا اس کو درست نہ تھا، کیا جائز تھا کہ ایک کسی کے ساتھ ہم نشین ہوتا۔ اگر وہ متعہ کا بھی پابند ہوتا تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ کیا یسوع کی بزرگ دادیوں نے متعہ کیا تھا۔ یا صریح زنا کاری تھی۔“

ف..... معاذ اللہ جو کچھ مرزا قادیانی نے جناب ”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ“ کی نسبت اور آنجناب کی دادیوں کی نسبت لکھا ہے۔ کیا ہی بیہودہ ہے۔ مگر کسی نے کیا عمدہ کہا ہے کہ جب حیادل سے نکال دیا تو پھر بیہودہ بننے سے کیا صرفہ۔

اور دیکھو (فتح مسیح ص ۴۲، خزائن ج ۹ ص ۴۴۱) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”یسوع صاحب کے حواری لالچی اور کم عقل تھے۔ ان کی عقلیں اور ہمتیں تھیں ایسی ہی ان کو ہدایت بھی اور ایسا ہی یسوع بھی ان کو مل گیا۔ جس نے خود کشی کا دھوکہ دے کر سادہ لوحوں کو عبادت کرنے سے روک دیا۔

ف..... اہل انصاف پر مرزا قادیانی کی تحریر سے پوشیدہ نہیں رہا ہوگا کہ جیسے اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کو لالچی اور کم عقل اور کم ہمت لکھا ہے۔ ویسے ہی حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی لکھا ہے۔ معاذ اللہ مرزا قادیانی کا دل بڑا ہی سخت ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ ”من الصالحین، ومن المقربین“ کے خطاب سے سرفراز فرماویں اس کو کم عقل اور کم ہمت اور لوگوں کو عبادت سے روکنے والا تحریر کریں اور حواریوں کی نسبت بھی قرآن شریف یوں شہادت دے رہا ہے: ”قال عیسیٰ ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ“

﴿کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے واسطے حواریوں کے کون شخص مدد دینے والا ہے طرف خدا کی کہا حواریوں نے ہم ہیں مددگار خدا کے﴾ اور نیز حواریوں کی تعریف میں ”وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوه رافۃ ورحمة“ ﴿اور لکھا ہم نے بچ دلوں ان لوگوں کے کہ پیروی کرتے تھے اس کی شفقت اور مہربانی﴾ اور نیز حواریوں کی تعریف میں ”واذا وحیت الی الحواریین ان امنو بی وبرسولی قالوا امنا واشہد باننا مسلمون“ ﴿جس وقت وحی بھیجی میں نے طرف حواریوں کے یہ کہ ایمان لاؤ ساتھ میرے اور ساتھ پیغمبروں میرے کے۔ کہا انہوں نے ایمان لائے ہم اور شاہد رہے تو ساتھ اس کے کہ ہم مسلمان ہیں﴾

سبحان اللہ! کیا عجیب شان ہے ان کی جن کے ایمان دار ہونے کی قرآن شہادت دے رہا ہے۔ افسوس مرزا قادیانی کے ایسے حوصلہ پر جو حواریوں کو کم عقل اور لالچی تحریر کرتے ہیں۔ اور دیکھو (اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء ص ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۰۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یسوع نے بعض اوقات فریب کے طور پر نادانوں کو بازی گروں کی طرح کوئی کھیل دکھلایا ہو اور پھر جب داناؤں نے اس سے معجزہ مانگا تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ میں معجزہ نہیں دکھلاؤں گا۔“

معاذ اللہ مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کو فریبی اور بازی گر لکھتے ہیں۔ اور دیکھو (اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء ص ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۰۹) میں نوٹ لکھتے ہیں: ”یسوع نے تمام عمر میں معجزہ کے بارہ میں صرف یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں ہیکل کو مسمار کر کے تین دن میں بنا سکتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اوباشانہ دعویٰ ہے۔ یہ کیونکر ممکن تھا۔“

ف..... معاذ اللہ حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو مرزا قادیانی اوباش لکھتے ہیں۔ کیا ایسا لکھنا بھلے مانسوں کا کام ہے؟ 'لعنت اللہ علی الکاذبین' کہو مرزا نیو آمین!

اور دیکھو (اشہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء، ص ۳، مجموعہ اشہارات ج ۲ ص ۲۰۶) میں لکھتے ہیں: "یسوع نے زبان سے تو بہت کچھ کہا۔ مگر عقلی طور پر کسی خرابی کے زہریلے درخت کو دنیا سے نہیں کاٹا۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اس نے کم عقل عورتوں اور بچوں کی طرح خودکشی کی تو اس سے اور بھی زیادہ اس کی حالت پر افسوس آئے گا کہ اگر ہمدردی کی اس کو کچھ سوجھی بھی تو احمقانہ راہ سوجھی۔"

ف..... معاذ اللہ مرزا قادیانی یسوع مسیح کو عورتوں کی طرح کم عقل اور احمق لکھتے ہیں۔ کیا ایسا لکھنا عقلمندوں کا کام ہے یا احمقوں کا؟ "لعنت اللہ علی الکاذبین" کہو مرزا نیو آمین۔

اور دیکھو (ضمیمہ انجام آہم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیر کی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت تھی کہ اس نے محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قوی سے بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔"

ف..... اس عبارت سے دو امر ظاہر ہیں۔

۱..... بقول مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کا ایک یہودی استاد تھا۔ جس سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی۔

۲..... بقول مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام اپنی علمی اور عملی قوی میں کچھ تھے۔ اسی وجہ سے ایک

مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

جواب امر اول

قولہ تعالیٰ "واذ علمتک الکتب والحکمة والتوریت والانجیل" اور سکھلا دے گا اس کو اللہ کہنا اور حکمت اور توریت اور انجیل۔ ﴿قرآن شریف تو کھلے طور پر یہ شہادت دے رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توریت سکھائی اور مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کا توریت سکھانے والا ایک یہودی کو لکھیں۔ واہ رے مرزا جی۔ تمہارا حوصلہ اور دوسرے امر کا خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے تحریری فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ اس جگہ نقل کرتا ہوں۔

دیکھو رسالہ (ضرورۃ الامام ص ۱۶، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۶) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: "یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوت نبوت سے اور نور حقیقت کے ساتھ شیطانی القا کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا۔ اس کے رفع میں فوراً مشغول ہو گئے اور جس

طرح نور کے مقابل پر ظلمت ٹھہر نہیں سکتی۔ اسی طرح شیطان ان کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا۔ یہی ”ان عبادی لیس لك عليهم سلطان“ کے معنی ہیں۔“

ف..... اہل انصاف مرزا قادیانی کی اس تحریر میں غور کریں کہ اقبال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیطانی القا کو ہرگز ہرگز پاس آنے نہیں دیا۔ شیطان ان کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا اور ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ شرم شرم ایک زبان اور دو بیان۔

اور دیکھو (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۱) میں لکھتے ہیں: ”آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

ف..... معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ مرزا قادیانی نے جو کچھ حضرت ”وجیہا فی الدنيا والاخرۃ“ کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت بکواس بکا ہے۔ کسی مسلمان اہل ایمان کو اور سچے عیسائی کو ایسا یہودہ کلمہ زبان پر لانا بھی اول درجہ کی بے حیائی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کو حیاء سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ورنہ ادب سے کنارہ کش نہ ہوتے۔

اگر مرزائیوں کی ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھتا ہوں۔ دیکھو مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳) میں لکھتے ہیں: ”پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامنس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“

ف..... معاذ اللہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کا دشمن تھا اور ایک بھلامنس آدمی بھی نہ تھا۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دوں۔ افسوس ہے ایسے عقل اور سمجھ پر اس سے زیادہ اور کیا بے ادبی ہوگی؟ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ کہو مرزا نیو آمین۔

مرزائیوں کے دھوکے کا جواب

اگر کوئی مرزائی کسی مسلمان کو دھوکہ دے کر بھی کہے کہ مرزا قادیانی نے یسوع کے حق میں سخت اور بے ادبانہ الفاظ لکھے ہیں اور نہ مسیح علیہ السلام کی شان میں تو جواب یہ ہے کہ تمام انجیلوں میں ہر جگہ یسوع اور مسیح سے عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہیں اور خود مرزا قادیانی کا تحریری اقبال موجود ہے کہ یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی نام ہے۔

دیکھو (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) میں لکھتے ہیں: ”مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“

ف..... افسوس اور حریف ہے ایسے عقل والے پر جس کو اپنا پہلا لکھا ہوا یاد نہ ہو اور یاد دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکہ دیوے۔ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو دیکھو ایک اور نقل کرتا ہوں۔ (تخفہ قیصر یہ ص ۲۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) میں لکھتے ہیں: ”اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب کی نسبت جس کا نام یسوع ہے، یہودیوں نے اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے برے سے برے مفہوم کو جائز رکھا۔ افسوس ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق ہو گیا تھا۔“

ف..... اس عبارت سے بھی بقول مرزا قادیانی ثابت ہو گیا کہ یسوع ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ کیوں صاحب اب بھی کہو گے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہے اور یسوع اور ہے؟ اگر اب بھی مرزائیوں کی پوری تسلی نہیں ہوئی ہے تو ایک اور حوالہ نقل کرتا ہوں۔ خدا سے ڈر کر ذرا غور سے پڑھیں اور حق کی طرف رجوع کریں۔ ضد سے باز آویں۔ دیکھو (تخفہ قیصر ص ۲۵، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۸) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”اے مخدومہ ملکہ معظمہ یسوع مسیح کی بریت کے بارے میں یہ تینوں ذریعے شہادت دیتے ہیں۔ منقول کے ذریعے سے اس طرح تمام نوشتوں سے پایا جاتا ہے کہ یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا اور ہر دم خدا کے ساتھ تھا۔ پھر کیوں کر تجویز کیا جاوے کہ کسی وقت نعوذ باللہ اس کا دل خدا سے برگشتہ اور خدا کا منکر اور خدا کا دشمن ہو گیا تھا۔ جیسا کہ لعنت کا مفہوم دلالت کرتا ہے اور عقل کے ذریعے سے اس طرح پر کہ عقل ہرگز باور نہیں کرتی کہ جو خدا کا نبی اور خدا کی توحید اور اس کی محبت سے بھرا ہوا اور جس کی سرشت نور سے خمر ہو۔ اس میں نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آ جائے۔ یعنی وہی تاریکی جس کو دوسرے لفظوں میں لعنت کہتے ہیں اور آسمانی نشانوں کے رو سے اس طرح پر کہ خدا آپ آسمانی نشانوں کے ذریعے سے خبر دے رہا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت قرآن نے بیان کیا ہے وہ لعنت سے محفوظ رہا اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس کا دل لعنتی نہیں ہوا۔ یہی سچ ہے۔“

ف..... سبحان اللہ! خداوند تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ جس یسوع کی نسبت نہایت بے ادبانہ اور گندے الفاظ مرزا قادیانی نے زبان سے بذریعہ تحریر نکالے تھے۔ اسی یسوع کی نسبت جناب ملکہ معظمہ کے خوش کرنے کے لئے اور نیز اس خود سے کہیں گرفت نہ کیا جاؤں لکھتے ہیں کہ

”یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا تھا اور ہر دم خدا کے ساتھ تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳) میں لکھا ہے کہ ”یسوع ناپاک خیال اور متکبر تھا اور استبازوں کا دشمن تھا اور ایک بھلامنس آدمی بھی نہ تھا۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“ اور تحفہ میں یہ بھی لکھا کہ ”یسوع کی سرشت نور سے تھر تھی۔“ اور (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) میں یہ بھی لکھا کہ ”یسوع کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جبکہ خون سے یسوع کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ شرم! شرم! شرم!!! ایسے شخص پر جس کی تحریر کا یہ حال ہو اور دعویٰ تو پھر یہ ہو کہ تمام دنیا بھر میں میری تحریر کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مرزائی انصافاً اور ایماناً ایسے مختلف تحریروں کو غور سے پڑھے اور سوچے تو اس پر یہ ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کو اپنا پہلا لکھا ہوا یاد نہیں رہتا اور اس بات کا بھی اس کو ضرور یقین ہو جائے گا کہ یہ بقدرت خداوند قادر یسوع مسیح علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بہت مدت سخت توہین کرنے کے بعد خلاف عادت یسوع کی تعریف عمدہ الفاظ میں اس طمع پر کی کہ جناب معظمہ صاحبہ یسوع کی تعریف سن کر مجھ پر خوش ہوگی اور انعام عطاء کرے گی۔ مگر خدا کو مرزا قادیانی کا رسوا کرنا منظور تھا۔ ایک کوڑی بھی انعام نہ ملی۔ بجز افسوس اور مایوسی کے کچھ حاصل نہ ہوا اور مرزا قادیانی کے الہاموں کی حقیقت کھل گئی کہ شیطانی ہیں یا رحمانی۔

چودھواں باب فخر کرنے کی برائی میں۔ حصہ اول

”ان الله لا يحب من كان مختالاً فخوراً“ ﴿تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اس شخص کو کہ ہے تکبر کرنے والا شیخی کرنے والا۔﴾
 ”كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار“ ﴿اسی طرح مہر رکھتا ہے اللہ اوپر دل ہر تکبر کرنے والے سرکش کے۔﴾
 ”فلا تزكوا انفسكم، هو اعلم بمن اتقى“ ﴿پس مت پاک کہو نفسوں اپنے کو وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگاری کرتا ہے۔﴾

”ومن اظلم ممن افترى على الله كذباً او قال اوحي اليّ ولم يوح اليه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله“ ﴿اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے اوپر اللہ کے جھوٹ یا کہتا ہے وحی کی گئی طرف میری اور نہیں وحی کی گئی طرف اس کے کچھ اور کہتا ہے نازل کروں گا میں بھی مانند اس چیز کے کہ نازل کی اللہ نے۔﴾

”ان الله لا يحب المعتدين“ ﴿تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا سرکشوں کو۔﴾

حصہ دوم

اے بھائیو! کوئی ایسا مرتبہ اور منصب یا خطاب باقی نہیں ہوگا جس کے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی نہ ہوئے ہوں اور نیز ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ میں اکثر انبیاء کا مثیل ہوں اور تمام روئے زمین کے مسلمانوں سے افضل ہوں۔ بلکہ یہاں تک دعویٰ ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؑ سے بھی افضل ہوں۔ اب میں مجتہد ثبوت اصل عبارت مرزا قادیانی کی کتابوں سے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ دیکھو (فتح اسلام ص ۵۸، خزائن ج ۳ ص ۳۲) میں لکھتے ہیں:

”اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے۔ وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہتا ہے۔ اس کو موت درپیش ہے۔ اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“

ف..... اہل انصاف خیال فرمائیں یہ محض فخر نہیں تو اور کیا ہے۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف اور (ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۴) میں تحریر کرتے ہیں: ”میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا۔ جو مجھے دیا گیا ہے۔ وہ ہرگز نہ مرے گا۔“

ف..... فخر ہو تو ایسا ہی ہو۔ آپ ہی مدعی اور آپ ہی گواہ، کیا عمدہ ثبوت ہے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲) میں لکھتے ہیں: ”میں مسیح موعود ہوں۔“

ف..... اپنے قول کی آپ ہی تصدیق کرنا کیا عمدہ ثبوت ہے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۶۷، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۶) میں تحریر کرتے ہیں: ”مسلمانوں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے۔ جو اپنی روحانی حالت کے رو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؑ سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی کا یہ مطلب ہے کہ میں روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہوں۔

اور دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۸، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۶) میں لکھتے ہیں: ”مسیح جو اتر

نے والا ہے۔ وہ یہی مثیل مسیح ہے اور حسینی فطرت ہے۔“

۱۔ دیکھو رسالہ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں جو مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء

میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اے شیعہ قوم اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو حسین سے بڑھ کر ہے۔“ ف..... فخر بے جا

ف..... یہاں مرزا قادیانی حسینی فطرت کے دعویٰ دار ہوئے ہیں۔

اور دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۴ ج ۳ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء، ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲، ج ۳ ص ۱۳۶) میں مرزا تحریر کرتے ہیں: ”اس لئے یاد رکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی نے اپنے کو زندہ علی قرار دیا اور حضرت علی علیہ السلام کو مردہ علی کہا۔ اور (ازالہ اوہام ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۳۴) میں لکھتے ہیں: ”بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میری کلام سے مردہ زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجھ کو صاف نہ ہوں۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں یہ محض فخر اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور (ازالہ اوہام ص ۴۵۶، خزائن ج ۳ ص ۳۳۳) میں تحریر کرتے ہیں: ”اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی آدم بننے کے مدعی بھی ہوئے۔ اور (ازالہ اوہام ص ۱۹۲، خزائن ج ۳ ص ۱۹۳) میں لکھتے ہیں: ”(اللہم) یا احمدی بارک اللہ فیک مارمیت اذرمیت ولكن اللہ رمی الرحمن علم القران لتندرقوما ما انذر اباؤہم“ یعنی میرا احمد خدا تعالیٰ نے تجھ میں برکت ڈال دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا۔ جبکہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلا دیا۔ وہی رحمن ہے۔ جس نے قرآن تجھے سکھلایا تاکہ ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں ایسا دعویٰ محض فخر اور جھوٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور (ازالہ اوہام ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷) میں تحریر کرتے ہیں: ”کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو آدم صلی اللہ کا مثیل قرار دیا اور کسی علماء میں سے اس بات پر ذرہ رنج دل میں نہیں گزرا اور پھر مثیل نوح قرار دیا۔ کوئی رنجیدہ نہیں ہوا اور پھر مثیل یوسف علیہ السلام قرار دیا اور کسی مولوی صاحب کو اس سے غصہ نہیں آیا اور پھر مثیل داؤد بیان فرمایا اور کوئی علماء میں سے رنجیدہ خاطر نہ ہوا اور پھر مثیل موسیٰ کر کے بھی اس عاجز کو پکارا کوئی فقیہوں اور محدثوں سے مشتعل نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو مثیل ابراہیم بھی کہا تو کسی شخص نے ایک ذرہ بھر غیظ و غضب ظاہر نہیں کیا اور پھر آخر مثیل مسیح ٹھہرانے کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیا حضرت مقدس محمد ﷺ قرار

دیا تو کوئی ہماری مفسروں اور محدثوں میں سے جوش خروش میں نہیں آیا اور جب خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو عیسیٰ یا مثیل عیسیٰ کر کے پکارا تو سب کی شدت طیش اور غضب کی وجہ سے چہرے سرخ ہو گئے اور سخت درجہ کا اشتعال پیدا ہو کر کسی نے اس عاجز کو کافر ٹھہرا دیا اور کسی نے اس عاجز کا نام ملحد رکھا۔ جیسا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب خلف مولوی محمد لکھنوالہ نے اس عاجز کا نام ملحد رکھا۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ بھی اپنی زبان سے یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت یوسف اور حضرت داؤد اور حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم اور حضرت محمد ﷺ کا مثیل بنا دیا۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا مدعی خود ہی گواہ ہو اور مولوی عبدالرحمن صاحب مرحوم کا مرزا قادیانی کو کافر کہنا بھی اسی بناء پر ہے کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص یعنی مرزا قادیانی کافر ہے۔ بلکہ اکثر علمائے ہندوستان اور پنجاب نے مرزا قادیانی کو کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ جو چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفۃ اللہ رکھ کر اور ”انسی جاعل فی الارض خلیفۃ“ کی کھلے کھلے طور پر براہین احمدیہ میں بشارت دے کر لوگوں کو توجہ دلائے کہ تاکہ اس خلیفۃ اللہ آدم کی اطاعت کریں اور اطاعت کرنے والی جماعت سے باہر نہ رہیں اور ایلیس کی طرح دھوکہ نہ کھاویں اور ”من شد شذ فی النار“ کی تحدید سے بچیں۔“

ف..... اس جگہ مرزا قادیانی خلیفۃ اللہ آدم ہونے کے دعویٰ دار بنے اور اپنی اطاعت کرانے کے لئے بھی مدعی اور نیز یہ بھی لکھا کہ جو اطاعت نہ کرے گا شیطان کی طرح دوزخی ہوگا۔ یعنی دوزخ کی دھمکی دیتے ہیں۔ اپنی اطاعت کرانے کے لئے۔ اللہ بچائے ایسی کج روی سے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۵۶۳، خزائن ج ۳ ص ۴۰۳) میں تحریر کرتے ہیں: ”میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میری تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے۔ جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے۔ جس نے پتلی کی طرح اس مشیت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔“

ف..... اہل انصاف غور کریں کہ یہ کیسا بیجا فخر ہے اور یہ بھی ایک ایسا دعویٰ ہے جیسے کوئی آپ ہی مدعی اور آپ ہی گواہ ہو۔

اور (ازالہ اوہام ص ۱۱۸، خزائن ج ۳ ص ۱۵۸ حاشیہ) میں لکھتے ہیں: ”جو بات اس عاجز کی

دعا کے ذریعہ سے روکی جاوے۔ وہ کسی اور ذریعہ سے قبول نہیں ہو سکتی اور جو دروازہ اس عاجز کے ذریعہ کھولا جاوے وہ کسی اور ذریعہ سے بند نہیں ہو سکتا۔“

ف..... یہ بھی دعویٰ محض فخر اور جھوٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

اور (ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ایک منم کہ حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجا است تا نہد پابنمرم

اور (ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۰) میں تحریر کرتے ہیں: ”اس مسیح کو اسرائیلی مسیح

پر ایک جزئی فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس کی دعوت عام ہے اور اس کی خاص تھی اور اس کو طفیلی

طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کے لئے وہ حکمت اور معرفت سکھائی گئی ہے۔ جو مسیح

بن مریم کو نہیں سکھائی تھی۔“

ف..... اس عبارت سے بقول مرزا قادیانی یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ

کو مسیح علیہ السلام سے افضل جانتے ہیں۔

دیکھو خدا نے حق ظاہر کر دیا مدعی بھول گیا اور ہار گیا

(تحفہ قیصریہ ص ۲۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میں حضرت یسوع

مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔“

اور دیکھو (تحفہ قیصریہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”

حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز جو باتیں وہ میں نے

یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھ دیا ان میں تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ

میں ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع مسیح کی طرف سے اپیلچی ہو کر بادب التماس کروں۔“

ف..... سچ ہے کہ طبع عقلمندوں کو بھی بھلا دیتا ہے۔

دیکھو (تحفہ قیصریہ ص ۲۲، ۲۳) کی عبارت کو اور نیز دیکھو (ازالہ اوہام ص ۱۵۸، ۱۶۲) کی

عبارت کو جن میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ مسیح سے افضل ہوں۔ بلکہ یہاں تک فخر (عیسیٰ کجا است

تا نہد پابنمرم) اور وہی مرزا قادیانی تحفہ قیصریہ میں انعام کی امید پر جناب ملکہ معظمہ صاحبہ کو خوش

کرنے کے واسطے تحریری اقبال کرتے ہیں کہ ”اے ملکہ معظمہ میں یسوع مسیح کی طرف سے سچے

سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں اور یسوع مسیح کی طرف سے اپیلچی ہو کر بادب التماس کرتا ہوں۔“

اے بھائیو طبع بری بلا ہے۔ جس نے مرزا قادیانی کو یسوع مسیح کا اپنی بنا دیا۔ مگر جائے افسوس تو یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی اپنی بھی بنے تاہم بھی انعام سے محروم رہے۔ ہزار افسوس ہے ایسے شخص کی حالت پر جس کی ایک زبان اور ہر مختلف بیان ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو فتنہ زمانہ سے بچا دے۔ آمین ثم آمین!

اور (ازالہ اوہام ص ۷۰، خزائن ج ۳ ص ۴۷۸) میں تحریر کرتے ہیں: ”کہ جو کچھ اس عاجز کو رویا صالحہ اور مکاشفہ اور استجاب دعا اور الہام صحیحہ صادقہ سے حصہ وافر نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے ہرگز نہیں دیا گیا۔“

ف..... یہ دعویٰ بھی فخر اور جھوٹ ہے اور میں اہل انصاف کی خدمت میں مرزا قادیانی کی تحریر ذیل سے ایسے بیجا فخر اور جھوٹ صریح کو ثابت کر کے دکھا دیتا ہوں۔ غور سے پڑھیں اور سوچ کریں۔

دیکھو (ازالہ اوہام ص ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۱۹) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندوان پڑھ دکھائی دے۔ مگر لاکھوں میں سے ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔ سو تم ان کی جوشوں سے گھبرا کر ناامید مت ہو۔ کیونکہ وہ اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔“

ف..... مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں یہ لکھا تھا کہ عنقریب تمام ہندو مسلمان ہو جائیں گے اور ایک ہندو بھی دکھائی نہیں دے گا۔ کیونکہ اسلام کے قبول کرنے کے لئے اسلام کی ڈیوڑھی کے قریب آ پہنچے ہیں۔ مگر مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اس بات کو عرصہ قریباً گیارہ سال کا گزر چکا ہے اور بقول مرزا قادیانی بے چارے ہندو اسلام کی ڈیوڑھی پر اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی ان میں سے فیصدی پانچ کو بھی مسلمان نہیں کرتے چاہئے کہ ضرور کریں

۱۔ یہاں مرزا قادیانی اس یسوع کے اپنی ہونے پر فخر کرتا ہے۔ جس کو وہ خود ہی چور وغیرہ لکھ چکا ہے۔ افسوس ایسی سمجھ پر

۲۔ مرزا قادیانی کی ایک زبان اور دو بیان۔ دیکھو رسالہ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں تحریر کرتے ہیں: ”اے عیسائی مشنریو اب رہنا مسیح مت کہو اور دیکھو کہ تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔“

ف..... کجا اپنی بنا اور کجا افضلیت کا دعویٰ، واہ مرزا قادیانی، عجیب قسم کا فخر ہے۔

تاکہ پیش گوئی بھی پوری ہو اور ترقی اسلام کا باعث بھی ہو۔ مگر جائے افسوس تو یہ بات ہے کہ جو سنی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کے بعد لاہور وغیرہ جگہ کے ہندوؤں نے بھی بہت ہی مسلمانوں کو ہندو بنا کر اپنے مذہب میں شامل کر لیا ہے اور کرتے رہتے ہیں۔ واہ واہ واہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی؟ پنجابی مثل ہے۔ پیرا منگی سی پٹھاں نوں دتیوی اوتے نوں۔ اہل انصاف کی تسلی کے لئے ایک اور پیش گوئی بھی نقل کرتا ہوں۔ ناظرین ضرور دلی توجہ سے غور فرمائیں۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”عرصہ قریباً تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آویں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔“

ف..... اس الہام سے بقول مرزا قادیانی ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ کی دختر کلاں کا نکاح مرزا قادیانی سے ضرور ہوگا۔ لوگوں کی عداوت اور کوشش کے کام نہ آوے گی۔ اس کے بعد دوسرا الہام۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶/۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء ہے، پوری نہیں ہوئی۔) تو اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا ”الحق من ربك فلا تکونن من الممترین“ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے اور تو کیوں شک کرتا ہے۔“

ف..... اس تحریر سے ثابت ہے کہ پہلے الہام کے بعد دو یا تین سال مرزا قادیانی سخت بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ مرنے کا گمان بھی مرزا قادیانی کو ہو گیا اور قریب موت کی حالت میں مرزا قادیانی کو مرزا احمد بیگ کی لڑکی کی شادی کا دل میں خیال آیا کہ ہائے مجھے کیوں نہیں ملی۔ اب تو میں مرنے والا ہوں۔ کل جنازہ نکلے گا۔ شاید میں نے پہلے الہام کے معنی نہ سمجھے ہوں تو اسی حالت میں دوسرا الہام یہ ہوا ”الحق من ربك فلا تکونن من الممترین“ یعنی یہ بات تیرے رب

کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ سبحان اللہ عشق بری بلا ہے مرزا قادیانی کو ایسی محبت مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کی تھی۔ جس کو قریب موت بھی نہ بھولے۔ اب آگے تیسرا الہام بھی حسب ذیل نقل کرتا ہوں۔

دیکھو (فیصلہ آسمانی آخری ص، خزائن ج ۳ ص ۳۵۰) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں: ”اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔“

ف..... مرزا قادیانی کے اس تیسری دفعہ کے الہام سے یہ امر بخوبی بقول مرزا قادیانی ظاہر ہے کہ خدا نے مرزا قادیانی سے کہا کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح میں نے تیرے ساتھ باندھ دیا ہے اور نیز یہ بھی خدا نے کہا ہے کہ تو لوگوں کو کہہ ”مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ بات سچ ہے کوئی اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتا اور نہ کوئی خدا کی باتوں کو بدلا سکتا ہے۔ یعنی وہ تیرے پاس ضرور آوے گی۔“ مگر افسوس صد افسوس اور حریف ہزار حریف مرزا قادیانی کے تین دفعہ کے ایسے بناوٹی الہاموں پر کہ ناحق تین دفعہ خدا صادق الوعد پر جھوٹ بولا۔ اس واسطے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کی شادی ایک اور شخص سے ہوگئی اور مرزا قادیانی کی وہ دلی مراد جس کو وہ قریب موت بھی نہیں بھولے تھے، نہ موت کے قابو آئے اور نہ مراد پوری ہوئی۔ ہاتھ دھوتے ہی مایوس رہ گئے۔ اب یہ امر فیصلہ طلب ہے کہ مرزا غلام احمد کے یہ تینوں الہام اس خدا کی طرف سے تھے۔ جو عالم الغیب اور صادق الوعد ہے یا بناوٹی تھے۔ اگر ہم اس بات کو مان بھی لیں کہ یہ الہام سچے خدا کی طرف سے تھے۔ تو معاذ اللہ ہم کو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ اس خدا نے جس نے مرزا قادیانی کو دو دفعہ یہ کہا کہ ”تیری شادی ضرور مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے ہوگی۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔“

بلکہ مرزا قادیانی کو یہ بھی کہا تو شک مت کر جیسے ”الحق من ربك فلا تکونن من الممترین“ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے اور تیسرے الہام میں فرمایا کہ میں نے تیرا عقد نکاح اس سے باندھ دیا ہے، ضرور تیرے پاس آوے گی۔ یہاں تک کہ تو کہہ دے مجھے اپنے رب کی قسم ہے یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ کیوں اپنے وعدے کو پورا نہ کیا۔

۱۔ نالے رن گئی، نالے عزت گئی۔ مرزا عشق تیں کی کھٹیا۔ ایسی پیش گوئی خدایا کسی کو نصیب نہ ہو جس سے ایسی حالت ہو۔

لیکن ہم اس خدا صادق الوعد کی نسبت ایسا خیال کر کے سفید کافر کیوں بنیں۔ بیشک یہ تینوں دفعہ کے مرزا قادیانی کے الہام بناوٹی ہی تھے۔ یا شیطان کی طرف سے تھے۔ اگر صادق خدا کی طرف سے ہوتے تو ضرور ہی پورے ہوتے۔ اب آگے اور بھی ایک الہام نقل کرتا ہوں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی عالی ہمت بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی پر اور شخص سے شادی ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی نے یہ اشتہار جاری کر دیا کہ اس کا خاوند ۲۱ نومبر ۱۸۹۲ء تک مر جائے گا۔ یہ چوتھی دفعہ کا الہام ہے۔ مگر یہ بھی بناوٹی تھا۔ غلط ہی نکلا۔ کیونکہ مرزا احمد بیگ کا داماد ۲۱ نومبر ۱۸۹۲ء تک بھی نہ مرا۔ خدا نے مرزا کو سچا نہ کیا اور سنا جاتا ہے کہ آج لمبورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء تک اس لڑکی کا خاوند اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ موجود ہے اور وہ عورت اس کے گھر میں آباد اور صاحب اولاد ہے۔ اگر اب بھی مرزائیوں کی تسلی نہیں ہوئی تو اور نقل کرتا ہوں۔ دیکھو (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ کے ص ۲ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”احمد بیگ کی داماد کی وفات کے بارہ میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی۔ (نوٹ میں تحریر کرتے ہیں) احمد بیگ کی داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔“

ف اس عبارت سے دو امر بخوبی ظاہر ہیں۔

اول مرزا احمد بیگ کا داماد توبہ کرنے کے باعث میعاد مقررہ کی اندر مرنے سے بچ گیا۔

دوم مرزا قادیانی بذریعہ تحریر خود اقبالی ہیں کہ خط پر خط اور پیغام بھیج کر منع کیا گیا کہ اس کے والدین کسی اور شخص سے شادی نہ کریں۔ ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

ناظرین کے دل کی تشفی کے لئے مرزا قادیانی کے تین خط حرف بہ حرف ذیل میں نقل کرتا ہوں جو مولوی غلام احمد قادیانی ساکن ضلع امرتسر۔ اپنے رسالہ ”نکاح آسمانی کے راز ہائے نہانی“ کے صفحہ ۱۳ تا ۱۴ میں لکھتے ہیں یہ یہ ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی،“ مشفق مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۔ اس کے ہاں چھ سات بچے موجود ہیں اور ہر سال نیا بچی جنتی ہے اور کبھی کبھی قادیان میں بھی وہ دونوں میاں بیوی مرزا قادیانی کو شرمسار کرنے کے لئے جاتے رہتے ہیں

قادیاں میں جب واقعہ ہانکہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج و غم ہوا۔ لیکن وجہ اس کی کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزاپرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند آں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہو گا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا کرے اور عزیز مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند حلیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل، بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔

میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تاکہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت ہے، آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیر فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدائے تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلان کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اور اگر دوسری جگہ ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ کی تئیبہ میں وارد ہوں گی اور آخرا سی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلیا یا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں متمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمادیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جب کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

۱۔ اصل مطلب تو چا پلوسی ہے۔ یہ ہے کہ لڑکی مجھ کو دے دو۔

۲۔ اگر بموجب الہام آخر مرزا قادیانی سے رشتہ ہونا تھا تو پھر بیہودہ کوشش کیوں۔ واہ مرزا قادیانی۔

۳۔ سنا جاتا ہے کہ وہ عورت صاحب مال اور صاحب اولاد بھی ہے۔ ہرگز مبارک نہ ہوگا بیہودہ

بکواس تھا۔

۴۔ جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کی کنجی ہے اگر مرزا قادیانی کی احمد بیگ کی لڑکی سے شادی

ہو جانا اس کا حکم تھا تو پھر کیوں نہ ہو سکی؟

اور آپ کو شاید معلوم ہو گا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس پر نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو سوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اتر سے اس عاجز پر ہوئے، ایمان لاتا ہے اور آپ سے متمسک ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطاء فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرماویں والسلام۔ (الراقم خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ۔ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ)

دوسرا خط بھی حرف بحرف ذیل میں نقل کرتا ہوں

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی“ مشقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

۱۔ پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ عیسائیوں کا پلہ بھارا ہو گیا۔ شرم شرم شرم۔

۲۔ بیگانی لڑکی پر عاشق ہو کر دین کی ترقی کا باعث خیال کرنا، امام الزمان کا ہی کام ہے۔

۳۔ اگر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ جیسا مرزا قادیانی کو اپنے الہام پر ایمان تھا

تو پھر یہ واویلا کیوں کیا؟

۴۔ اگر بقول مرزا قادیانی شادی کا ہونا آسمان پر مقرر ہو چکا اور زمین پر وہ بدل نہیں سکتا تھا۔

یہ خط کیوں لکھا اور پھر بھی شادی سے محرومی کیوں حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کس طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے اس لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اُس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا۔ کیا میں چوہڑایا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزما گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اس کا روسیہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیہ کرے۔

۱۔ کوئی مرزا قادیانی سے دریافت تو کرے کہ آپ کے دشمن تو وہ لوگ اس واسطے ہوئے کہ آپ کو انہوں نے وہ لڑکی نہ دی کہ جس کی محبت میں آپ کا دل بیقرار ہوا۔

۲۔ بقول مرزا قادیانی صاف ظاہر ہے کہ اگر میں خدا کا ہوں گا تو خدا مجھے بچالے گا۔ یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کی شادی مجھ سے کی جائے گی ورنہ میں خوار اور ذلیل اور روسیہ ہوں گا۔ جب کہ ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ پس مرزا قادیانی خدا کے نہ تھے کیونکہ شادی کسی اور شخص سے ہو گئی۔

۳۔ دیکھو مسیح موعود کے مدعی کو عشق کی آگ جلا رہی ہے اور بذریعہ خط و کتابت اپنے عشق کو پورا کرنے کے لئے کتنے حیلہ سازیاں کر رہے ہیں۔ خدا کی پناہ ایسے شخص کی صحبت سے۔

مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانہ رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے۔ ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشتوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے اس کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے نہ روک دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے۔

میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کشتی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسرا بطرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو اس کو عاق اور لا وارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے توڑ دوں گا۔

۱۔ دیکھو امام الزمان صاحب عشق کی آتش کے جوش سے بے گناہ اپنی بہو کی طلاق کی تجویز کر رہے ہیں اور اپنے لڑکے فضل احمد کو عاق اور لا وارث کرنا ظاہر کر رہے ہیں کہ کسی مکر و حیلہ سے احمد بیگ مجھے لڑکی دے دے۔ افسوس ہے ایسے عقل پر کہ دعویٰ تو یہ کہ میں زندہ علی اور مرسل یزدانی ہوں اور کام ایسے۔

۲۔ مرزا قادیانی کو خدا کے الہاموں پر ہرگز ہرگز یقین نہ تھا۔ ورنہ اس بات کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ احمد بیگ کو پورے زور سے لکھیں کہ باز آوے۔

اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بنا چاہتا ہے۔ تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! راقم خاکسار غلام احمد لودھیانہ اقبال گنج ۴/ مئی ۱۸۹۱ء

تیسرا خط بھی خرف بحرف ذیل میں نقل کرتا ہوں

”بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی“ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ

اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو۔ اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم ارادہ سے باز نہ آؤ گے تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے گا۔ جس کا پھر مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ (محمدی) کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو (محمدی) کا نکاح کسی اور سے ہو جاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف (محمدی) کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرط طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔

۱۔ خداوند تو ناطہ رشتہ توڑنے سے منع فرماویں اور مرزا قادیانی رشتہ ناطہ توڑنے کے لئے خدا کی قسم کھاویں۔ باعث کیا؟ بیگانگی لڑکی کا عشق۔

یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی سن نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں ایسا کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا۔ اس دن عزت بی بی کا نکاح جاتا رہے گا۔ الرام غلام احمد لودھیانہ اقبال گنج ۳/۴ مئی ۱۸۹۱ء

اب ناظرین خدا سے ڈر کر انصاف کریں کہ ایسا شخص نفس پرست اور شہوت کا مرید کیا مامور من اللہ یا مسیح موعود یا امام الزمان یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا امام حسینؑ سے افضل ہو سکتا ہے؟ کہ جس کو بیگانی لڑکی کی خوبصورتی دیکھنے سے شہوت نے ایسا مغلوب اور پریشان کیا کہ ناحق کئی دفعہ جھوٹے الہاموں سے لڑکی کے والدین وغیرہ کو اللہ کی جھوٹی قسمیں کھا کھا کر ڈرایا اور یہاں تک نوبت پہنچادی کہ اپنے لڑکے فضل احمد کو ڈرایا اور دھمکایا کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کا نکاح میرے سوا کسی اور شخص کے ساتھ کرے تو تم اسی وقت اپنی عورت کو طلاق دے دینا اور اگر تو طلاق نہ دے گا تو تجھ کو عاق اور لا وارث کر دوں گا۔

اہل انصاف کی خدمت میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ اگر مرزا قادیانی کو خداوند تعالیٰ نے کہہ دیا تھا کہ میں نے تیرا عقد نکاح مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے آسمان پر باندھ دیا ہے تو پھر ایسے خط پر خط بھیج کر اس کے والدین وغیرہ کو ڈرانا اور منع کرنا کہ اس کی شادی کسی اور سے نہ کرو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ کیا ضرورت تھی؟ شاید مرزا قادیانی کو اپنے عاجی خدا کے الہاموں پر بھی پورا پورا بھروسہ اور یقین نہیں تھا۔ یا الہام ہی یقیناً بناوٹی تھا۔ اس واسطے کہ جس عورت کا عقد نکاح خداوند احکم الحاکمین نے مرزا غلام احمد سے باندھ دیا تھا تو کسی اور شخص کی کیا مجال تھی کہ اس کو شادی کر کے گھر میں لے جاتا اور پھر تعجب تر تو یہ بات ہے کہ شادی کرنے والے کو وہی خدا جس نے مرزا کا عقد نکاح باندھا تھا اڑھائی سال کی اندر مرجانے کا حکم صادر فرما دیا اور بقول مرزا قادیانی وہی خدا شادی کرنے والے کو توبہ کرنے کے باعث میعاد مقررہ کی اندر نہ مارے، بعد از قیاس ہے

۱۔ نہیں صاحب نہیں۔ بے گناہ اپنی بہو کے لئے طلاق کا تجویز کرنا اور بے گناہ لڑکے کو عاق اور لا وارث کرنے کے لئے خدا کی قسم جھوٹی کھانا یہ سب کچھ اپنی نفسانی کو پورا کرنے کے لئے حیلہ سازی کرنا ہرگز ہرگز کچی بات نہیں ہے۔ بلکہ پختہ ہے لیکن آپ نے اپنے لڑکے کو عاق اور لا وارث کیا اور نہ بہو کو طلاق دلوائی۔ اس واسطے کچھ کچی ہو گئی کہ مرزا احمد بیگ نے تو اپنی بیٹی کا نکاح اور شخص سے کر دیا۔ مگر عزت بی بی کا نکاح اب تک باقی باقی۔ شاید مسیح موعود کے لئے نہیں ہوگا درست پورا کرنا قسم کا۔

اسی واسطے مرزا احمد بیگ کے داماد کا تو یہی قصور تھا کہ اس نے مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے شادی کر لی تھی اور باوجود منع کرنے کے باز نہ آیا تھا۔ اسے جرم کے بدلہ میں اس کو موت کی سزا کا حکم سنایا گیا تھا۔ مگر تاہم ابھی اس نے نہ اپنی لڑکی کو طلاق دی اور نہ گھر سے نکالا۔

اہل انصاف خیال فرمائیں کہ پھر مرزا احمد بیگ کے داماد نے کس بات سے توبہ کی جس کے باعث اس کی موت میں تاخیر ڈالی گئی یہ تو ایسا ماجرا ہے جس کی کہات مشہور ہے کہ (نہ مانیں گے اور نہ جھوٹے ہوں گے) پیشک جو شخص ایماناً اور انصافاً بلا تعصب و طرفداری کے مرزا قادیانی کے ان الہامات اور خطوط کو دلی توجہ سے پڑھے یا سن کر غور کرے گا اس پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی اپنی نفسانی خواہشات اور شہوت پرستی کو پورا کرنے کے لئے کوئی حیلہ و مکر باقی نہیں چھوڑا یہاں تک کہ کئی دفعہ خداوند صادق الوعد پر بھی جھوٹ بولا جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام دنیا میں ذلیل اور خوار اور شرمسار کیا کہ زبان سے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ طالبان حق کے دل کی تسلی کے واسطے اس قدر بیان کرنا کافی ہے اور ضد اور تعصب کا مرض تو لا علاج ہے اور نیز ہدایت سب کی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہی سب کا ہادی ہے۔

التماس بدرگاہ خداوند تعالیٰ

اے میرے مالک و مولیٰ میں تیری ہی جناب میں بصدق دل التجا کرتا ہوں کہ اپنی خاص اور عام رحمت سے تمام اہل اسلام کو اور اس عاجز کو دجال اور شیطان کے دھوکہ سے بچا اور نیز یہ بھی التماس ہے کہ جیسے تو نے محض اپنی خاص مہربانی سے مجھ کو اس کتاب کی تالیف کی توفیق عطا فرمائی ورنہ میری لیاقت کیا۔ ویسی ہی اس کو اپنی عام مہربانی سے لوگوں میں عام مقبول کر اور جو شخص اس کو پڑھے یا سنے اس کو اپنی طرف سے حق بات کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس کو اس راستہ کی طرف کر جو تیری مرضی کے مطابق ہو۔ آمین!

”الحمد لله رب العالمين، اللهم انى اعوزك من عذاب القبر و اعوزك من فتنة المسيح الدجال و اعوزك من فتنة المحيا و فتنة الممات، آمين ثم آمين“

۱۔ مرزا قادیانی اگر لیکھرام کی طرح کوئی الہامی فرشتہ احمد بیگ کے داماد کو قتل کرنے کے واسطے بھیج دیتا تو مرزا کی یہ رسوائی نہ ہوتی۔

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
سبحان الله رب العالمين

نخبر براہین ختم نبوت برگلوئے قادیانیت



حضرت مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”الحمد لله رب الغلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمت اللغلمین وعلى اله واصحابه اجمعین
برحمتك يا ارحم الراحمين“
خنجر براہین ختم نبوت، برگلوئے قادیانیت

موجودہ دور میں گمراہوں نے گمراہ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا اصول بنا رکھا ہے جس سے ان کو پارٹی بندی اور نفسانی خواہشات میں کامیابی ہو۔ مثلاً کوئی قرآن پاک کے اجمالی احکامات سے فائدے اٹھانے کے لئے حدیث کا منکر ہو کر کہتا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کے آگے حدیث کی کوئی اہمیت نہیں۔ چونکہ وہ سمجھتا ہے کہ حدیث میں قرآنی احکام کے اجمال کی تفصیل ہے۔ اس سے اس کی مکاری کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ کوئی کہتا ہے کہ میں قرآن اور حدیث دونوں کو مانتا ہوں۔ مگر فقہ کو نہیں مانتا۔ یہ ائمہ نے اختلاف اور جھگڑے ڈالے ہیں۔ وہ بھی یہ سمجھتا ہے کہ حدیث سے موضوع ضعیف اور صحیح کہہ کر تاویلوں سے اپنے مقصد کو پورا کر لوں گا۔ فقہ میں حدیث کے اجمالات کی تفصیل ہے۔ اس کو مانوں گا تو ناکام رہوں گا اور میری گندم نما جو فروشی کی حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے امامت، مہدویت اور نبوت کے دعوے ہوتے جاتے ہیں۔

حضرت عبدالوہاب شعرانی نے الشریعۃ الکبریٰ میں لکھا ہے: ”لولا ان رسول اللہ ﷺ فضل الشریعۃ ما جمل فی القرآن علی اجماله کما ان الائمة المجتہدین لولم یفصلو ما جمل فی السنة لبقيت السنة علی اجمالها وهکذا الی عصرنا هذا“

پس اگر رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یوں ہی مجمل رہتی۔ اسی طرح ہمارے اس زمانہ تک اگر کلام ائمہ کی علماء مابعد شرح نہ کرتے تو ہم اسے بھی سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔ امیر المومنین فاروق اعظم فرماتے ہیں: ”سیئاتی ناس

یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ“

قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے۔ تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔ لہذا مذہب مسلمانان اہل سنت یہ ہے جو جب قرآن پاک ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور پیشوایان اسلام جو تم میں ہیں۔ ﴿

معلوم ہوا کہ اول قرآن پاک پھر حدیث شریف، بعد میں فقہ ہے اور پیشوایان اسلام صحابہ، ائمہ، فقہاء، علماء، صلحاء کے اجماع پر قیاس مجتہدین ہے کوئی مسئلہ اختلافی صورت اختیار کر جائے تو اس کے لئے لائحہ عمل بھی حضور علیہ السلام نے فیصلہ کے لئے تجویز کر دیا ہے:

”اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ النسائی و البخاری)“ ﴿اتباع کرو تم جماعت کثیر کی جو ان سے علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔ ﴿

”لا تجتمع امتی علی الضلالة“ ﴿میری امت ہرگز گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ ﴿ لہذا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھ کر خدا اور رسول پر ایمان کے دعویدارو! دیکھو خدا اور رسول کے کلام قرآن پاک اور حدیث میں مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کیا لکھا ہے اور حق و باطل کا اندازہ کرو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کھلم کھلا قرآن اور حدیث کے خلاف اقدام کرتے ہوئے اس میں تحریف اور تاویل سے کام لیا ہے۔

مرزا غلام احمد کی مکاری

دو چیزوں سے مرزا غلام احمد قادیانی نے فائدہ اٹھایا ہے۔ ایک تو احمد کے لفظ سے کہ جس نبی احمد نام والے کی خبریں دی گئی ہیں، وہ میں ہوں۔ حالانکہ اس کا نام غلام احمد ہے۔ اگر یہی دلیل ہے تو لاتعداد مسلمان غلام احمد بلکہ غلام محمد کے نام کے دنیا میں نظر آئیں گے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کا اسم شریف ہے اور آپ ﷺ سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں ہوا۔ بخاری اور مسلم کی متفقہ حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاجی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کفر کو میرے ذریعہ محو کر دیا۔ میں حاضر ہوں کہ لوگ میرے بعد محشر میں اٹھائے

جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو۔

فائدہ..... تین ناموں کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریح فرمائی جس سے مسئلہ ختم نبوت صفاتی طور پر ثابت ہو۔ محمد اور احمد ذاتی نام ہیں۔ آپ سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں۔ ذاتی طور پر ختم نبوت اور فضیلت کا اس طرح اظہار فرمایا۔ اس طرح اگر کوئی دنیا میں اس سے ناجائز فائدہ اٹھائے تو مخبر صادق ﷺ نے ہر طرح رد فرمادی سن لو غلام کو نبی ماننے والو۔

مرزا غلام احمد کے متعلق پیشین گوئی

”ھلکة امتی علی یدی غلما من قریش (رواہ البخاری) عن ابی ہریرة (مشکوٰۃ ص ۶۲)“ میری امت کی ہلاکت و بربادی ایک غلام کے ہاتھوں پر ہوگی۔ جو اپنے آپ کو قریش سے ظاہر کرے گا۔ (یعنی مہدی) اب مسئلہ خاتم النبیین قرآن اور صحیح احادیث سے لیجئے۔ پہلے چند آیات ملاحظہ کیجئے۔

..... ”ماکان محمد اباحد من الرجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین وكان الله بكل شی علیما (الاحزاب: ۴۰)“ ﴿نہیں ہیں محمد ﷺ﴾ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں سے آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ ﴿

نوٹ..... اللہ علیم نے اسی وجہ سے نبی آخر الزمان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کا رد فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعدہ من النار (مشکوٰۃ ص ۳۵)“ ﴿جو شخص قرآن کی تفسیر و معانی اپنی رائے سے بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تلاش کرے۔﴾

یہ امر مسلمہ ہے کہ قرآن جن پر نازل ہوا، وہی خوب سمجھ سکتے ہیں لہذا جو حضور ﷺ خاتم النبیین تفسیر کریں اور حدیث میں بیان کریں۔ وہ صحیح ہو سکتی ہے یا غلام کی تاویل کردہ تمامی لغتیں موجود ہیں خاتم، خاتم، خاتم، خاتم سب کے معنی ختم نبوت کے ہوتے ہیں۔ صحابہ، تابعین، محدثین کا اجماع بھی اسی پر ہے۔ مگر ہم خاتم النبیین کی زبان، یعنی صحیح احادیث سے ثابت کریں گے۔

۲..... ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۳)“ ﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔﴾

فائدہ..... دین کامل ہو گیا۔ دوسرے دین کی ضرورت ہی نہیں تو نبی کی کیا حاجت ہے؟ اس لئے نعمت ہائے نبوت بھی ختم۔ اگر اب نبی کو مانا جائے گا تو قرآن پاک کی تکذیب ہوگی اور آدمی مرتد ہو جائے گا۔ اس لئے قادیانی اسلام سے خارج ہو گئے۔

۳..... ”انما انت منذر و لكل قوم ہاد“ ﴿پیشک آپ (اے محبوب) ہر قوم کے لئے ڈرانے والے اور ہدایت کرنے والے ہیں۔﴾

اس سے بھی ثابت ہوا کہ جب آپ ﷺ ہر قوم کے ہادی ہوئے۔ تو اب دوسرے نبی کی حاجت نہیں۔ جب تک ایک ایک قوم کے ہادی بن کر نبی آئے، ضرورت رہی۔ جب سب کے ہادی آ گئے۔ دروازہ نبوت بند ہو گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ جھوٹا اور وہ مرتد ہو گیا۔

۴..... ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعان الذی لہ ملک السموت والارض“ ﴿اے (محبوب) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ کے لئے ملک ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا۔﴾

اب جو شخص اس آیت کو پڑھ کر قیامت تک کسی اور کو نبی مانے گا۔ اس آیت کی تکذیب کر کے کافر اور مرتد ہو جائے گا۔ مرزائی ہوش میں آئیں۔

۵..... ”والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلك و بالآخرة ہم یوقنون اولئک علی ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون (الم: ۵)“

﴿اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے (محبوب) تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے۔﴾

اس آیت شریفہ میں نزول قرآن اور اس کی صداقت پر ہدایت خدا سے ڈرنے والوں

کے لئے جو غیب پر ایمان اور نماز اور نفلہ پر قائم ہیں۔ بعد ان کے ایمان والوں کا تذکرہ ہے۔ یعنی اے محبوب جو ہم نے تم پر اتارا ہے اور جو تم سے پہلے اترا ہے۔ یعنی آپ پر اور سابقین پر الیک اور

من قبلک کا ذکر ہے اور غلام احمد نے بعد میں دعویٰ کیا ہے۔ اگر یہ سچا ہوتا تو من قبلک کی طرح بعد والے کا بھی ذکر ہوتا۔ معلوم ہوا کہ بعد میں دروازہ نبوت بند ہے۔ دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ الیک اور قبلک پر ایمان رکھنے والے تو ہدایت اور فلاح یافتہ ہیں اور بعدک جو اپنی جانب سے بڑھائے وہ گمراہ اور ناکام ہے۔ اسے مرزا یوں! ہدایت پر آ جاؤ۔ توبہ کرو۔

..... ۶ ”یا ایہا النبی انارسلناک شاهد او مبشر او نذیر او د اعیاء الی اللہ باذنه و سراجا منیرا (احزاب: ۴۵، ۴۶)“ ﴿اے نبی ہم نے آپ کو شہادت دینے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا اور چمک دار سورج بنا کر دنیا میں رشد و ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔﴾

اس آیت کے ترجمہ اور تفسیر سے ختم نبوت آشکار ہوتی ہے۔ شاہد یعنی گواہ۔ اس کی تفسیر کئی طرح سے ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ گواہ ہوں گے قیامت میں انبیاء کی طرف سے جب ان کا اور ان کی امتوں کا معاملہ عدالت ربانی میں پیش ہوگا۔ تو آپ انبیاء سابقین کی گواہی دیں گے۔ ان کے فیصلے کے بعد نبی آخر الزمان کی آخری امت کا معاملہ پیش کیا جائے گا۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں آخری نبی اور میری امت آخری امت ہے۔ جب وہ انبیاء سابقین کی گواہی دیں گے تو مرزا قادیانی کا دعویٰ تو حضور ﷺ کے بعد کا ہے۔ جب سب کا فیصلہ ہو جائے گا۔ تو غالباً جھوٹے نبی کا معاملہ ان کے جھوٹے خدادجال اور ان کے پیشوا شیطان کے ساتھ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ ہیں اور یہ جھوٹا نبی ہے۔

دوئم! یہ کہ انبیاء سابقین نے شرک کے مقابلہ میں توحید کی طرف سے گواہی دی کہ اللہ ایک ہے۔ مگر یہ شہادت بغیر مشاہدے کے تھی۔ اس لئے کامیابی نہ ہوئی۔ دین کی تکمیل نہ ہوئی۔ اگرچہ انبیاء سابقین نے سچ کہا مگر بغیر دیکھے۔ لیکن جب دیکھنے والے معراجی دولہا شاہد با مشاہدہ آ گئے تو انبیاء کے قول کی تصدیق بھی ہوگئی اور شہادت بھی قابل تسلیم ہوئی۔ فیصلہ ہو گیا عدالت کا اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی سے معاملہ دین کا مکمل ہو گیا۔ شہادت اور نبوت ختم ہوئی۔ نبوت کی نعمتیں بھی ختم۔ محمد رسول ﷺ کے نام کی مہر لگ گئی اور عدالت بند ہوگئی۔ اب بعد میں غلام یعنی مرزا جی پہنچے کہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں تاکہ مشہور ہوں ہزاروں میں۔

دربان یعنی چپڑاسی نے کہا کہ چلو میاں تم جلسا ز ہو۔ اگر معاملہ کے گواہ ہوتے تو عدالت کا نوٹس ہوتا منظوری کا، اور طلب کئے گئے ہوتے۔ بھاگو یہاں سے ورنہ چار سو بیس کا مقدمہ جعل سازی کا دائرہ ہو جائے گا۔

..... ”واذخذا اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (ال عمران: ۸۱)“ ﴿روز میثاق تمام انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ جب میں دوں کتاب و حکمت اور تم منصب نبوت پر فائز ہو تو اس کے بعد ایک نبی آئے گا جو پہلے کی تصدیق کرے گا۔ تم لوگ اس کو ماننا اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔﴾

میثاق النبیین کے لفظ سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کو خطاب ہے ”ثم جاءکم“ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کے بعد آئے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ انبیاء سابقین اور محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ ﷺ کے بعد دعویٰ کرے، وہ کذابین میں سے ہے۔ ”لعنة الله على الكاذبین“

انبیاء کرام سے اقرار لیا کہ تم لوگ سچے خدا کے سچے نبی ہو۔ تو ان پر ایمان لانا وہ تمہاری تصدیق کریں۔ تم سب ایک ہو کر متحد رہنا۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے نبی سے بچنے کے لئے یہ عہد و پیمانہ ہے۔ جھوٹا نبی اور جھوٹا خدا دجال ایک دوسرے کے حامی ہوں گے۔ ”اللہم احفظنا“

محدث ابن ابی حاتم تفسیر میں ابو نعیم دلائل میں حضرت قتادہ سے وہ حضرت حسنؓ سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے آیت ”واذخذا اللہ میثاق النبیین“ کی تفسیر میں فرمایا ہے: ”كنت اول النبیین فی الخلق واخرهم فی البعث (خصائص کبریٰ ص ۲۳)“

اب خاتم النبیین کی زبان سے تفسیر اور معنی سنئے

”وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیون (رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)“ ﴿ساری مخلوق کے لئے نبی ہوں، میری ذات پر نبوت ختم کی گئی۔﴾

”قال رسول الله ﷺ ولا نبى بعدى ولا امة بعد امتى (بيهقى)“

﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ کوئی نبی ہے میرے بعد، نہ کوئی امت میری امت کے بعد۔﴾

مسلم میں صفحہ ۵۱۲ سے ۵۱۷ تک اور بخاری اور مسلم اور ترمذی میں بکثرت احادیث ہیں۔ مختلف طریقوں سے حضور ﷺ نے اپنے کو خاتم النبیین فرمایا۔ ”لا نبی بعدی“ فرمایا۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۷) میں فرمایا: ”انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم“ ﴿میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو۔﴾

ترمذی دیکھے تو فرمایا: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى بعدى“ ﴿رسالت اور نبوت دونوں ختم ہو چکیں۔ نہ میرے بعد کوئی رسول ہو سکتا ہے نہ کوئی نبی۔﴾

تمام فقہاء اور محدثین کا اجماع ہے اور یہی معنی سب نے لکھے ہیں۔ بالتحقیق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی کتاب ”جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوت“ دیکھے۔ علاوہ اس کے سچے نبی کے اقوال سچے ہوتے ہیں یہ جھوٹا نبی ہے اس لئے اس کے سارے اقوال اور پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ جو دیگر رسالہ جات میں ناظرین نے دیکھا ہوگا، اور ہر نبی کے پاس معجزہ ہوتا ہے اور اس پر ایمان لے آنے والے پھر کبھی اس کی رسالت کے منکر نہیں ہوتے۔

مگر مرزا کے پاس نہ معجزہ اور اس پر لوگ ایمان لا کر مرزائیت سے تائب ہو کر اس کے مخالف ہوئے۔ مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی بیس سالہ ان کے مرید ایسے برگشتہ ہوئے کہ مرزا قادیانی کو انہوں نے کذاب، دجال، حرام خور وغیرہ لکھا۔ بڑے بڑے رسالے ان کے خلاف لکھے ہیں۔

اب دو ایک حدیثیں قاتل دجال، عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی بھی ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔ جس کا دجال نبی مرزا نے انکار کیا ہے۔ مسند احمد صحیح مسلم ”یخرج الدجال فی امتی فیمکت اربعین فیبعث اللہ عیسیٰ بن مریم فیطلبہ فیہلکہ“ ﴿دجال میری امت میں نکلے گا۔ ایک چلہ ٹھہرے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو

بھیجے گا۔ وہ اسے ڈھونڈ کر قتل کریں گے۔ ﴿

گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اسماء کتب نقل کئے جاتے ہیں۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ثابت ہے اور واقعات بخاری و مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، طبرانی معجم کبیر، مستدرک، خزیمہ، مسند الفردوس، صاحب الوفا اور بہت سی کتابوں میں بکثرت احادیث بالتفصیل موجود ہیں اور قرآن مجید میں ”ماقتلوہ وما صبلوہ ولكن شبه لهم“ ﴿ نہ قتل کیا نہ سولی دی گئی بلکہ اللہ نے بدل دیا کفار خود شبہ میں پڑ گئے۔ ﴿

”بل رفعہ اللہ الیہ“ ﴿ بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔ ﴿ مرزائی اپنے نبی کا اسلام دیکھیں کہ قرآن اور صحیح احادیث کا انکار کر کے اسلام سے خارج ہوا یا نہیں۔ مرزا قادیانی نے حضور اکرم ﷺ کی معراج جسمانی کا بھی انکار کیا ہے۔ بات یہ ہے اگر اسی جسم کے ساتھ حضور ﷺ کا آسمان پر جانا تسلیم کرتا تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا بھی ماننا پڑتا اور یہ اس کے دعویٰ نبوت کے خلاف پڑتا اللہ تعالیٰ مرزائیت سے بچائے اور مرزائیوں کو توبہ کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

احادیث رسول مرزا کی نظر میں

”اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں ہے۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی ہے۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

نوٹ..... ناظرین مرزا کی خردماغی کو ملاحظہ کریں ادھر تو اسلام اور قرآن اور شریعت محمدی کی اتباع کا دعویٰ کہ اسی شریعت پر چل کر ان کا امتی اور قبح بن کر ظلی اور بروزی نبی کی تقسیم کر کے ان کے نائب کی صورت میں احیاء دین کے لئے نبی ہوں اور حدیث کے متعلق ان کے الفاظوں کو ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہی خدا، ہم ہی رسول ہیں۔ جن کو ہم مانیں وہ صحیح، ورنہ غلط۔

مرزا کی ترقیات اور کفریات

سب سے پہلے تو مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کرنے والے کو خارج از اسلام کہتا رہا اور حضور ﷺ کی محبت اور غلامی کا دم بھرتا رہا تا کہ امت محمدیہ پر اقتدار قائم ہو۔ رفتہ رفتہ مجدد بننے کا دعویٰ کیا۔ پھر کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر صحابہ بعد میں ان سے افضل ہوا۔ پھر اہل بیت اور ان سے افضل بھی، پھر نبی اور بعد میں ان سے افضل۔ حتیٰ کہ خدا ہونے کا دعویٰ اور خدا سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ دیکھئے ان کی کتابیں خطبہ الہامیہ، حقیقت الوحی، نزول المسیح وغیرہم۔

مرزا کا نبوت کے دعویٰ کے بعد خدا کا بیٹا بننا

”انت منی بمنزلة ولدی“ یعنی اے مرزا، مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

ہے۔“

مرزا کا دعویٰ الوہیت

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۱۵۸) میں لکھتا ہے: ”ورایتنی فی المنام

عین اللہ و تیقنت اننی ہو“ یعنی میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کر لیا میں وہی ہوں۔“

(الاستفتاء نمبر ۲، کتاب البریہ ص ۷۸، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

”انت منی وانا منک“ یعنی اے مرزا تو مجھ سے میں تجھ سے ہوں۔

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶)

”الارض و السماء معک کما هو معی“ یعنی زمین و آسمان اے مرزا تیرے

ساتھ ایسے ہیں جیسے میرے ساتھ۔“

(ایضاً)

”سرك سرى“ یعنی تیرا میرا بھید ایک ہے۔“

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۷)

خدا سے مرتبہ زائد ہونے کا بھی دعویٰ

”یا احمد یتم اسمک و لا یتم اسمی“ یعنی اے مرزا تیرا نام پورا ہوگا اور میرا

نام ناقص رہے گا۔ (رسالہ دعوت قوم ملحقہ انجام آٹھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۸) ”استغفر اللہ ربی

من کل ذنب و اتوب الیہ، لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم“

ناظرین ایسی صورت میں اندازہ لگائیں کہ مرزا کس قسم کا تھا۔ شیطان اور دجال وغیرہ سب سے بڑھ گیا۔ کیوں نہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو خدا اس کو سمجھے۔

دجالی نبیوں کے متعلق پیشین گوئی

”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلہم یزعمون انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (رواہ ابو داؤد، ترمذی، عن ثوبان، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)“

﴿میری امت میں تیس یا قریب اس کے دجال، کذاب پیدا ہوں گے۔ ہر شخص اس بات کا دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکا۔ میرے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔﴾

دوسری حدیث ”حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ (رواہ البخاری و مسلم عن ابوہریرۃ مشکوٰۃ ص ۴۶۵)“

اللہ تعالیٰ دجال اور دجالی نبیوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

وما علینا الا البلاغ

اشعار متعلق دلائل ختم نبوت

منظور جب اپنے بندوں کی مولا کو ہدایت ہوتی ہے
اصلاح عقائد کی خاطر تنظیم رسالت ہوتی ہے
تکمیل ہوئی جب مقصد کی اور ہو چکا کامل دین متین
پھر ختم نبوت اور اس کے انعام کی دولت ہوتی ہے
اکملت لکم دینکم بھی اتممت علیکم نعمت بھی
اسلام سے راضی کی بھی سند حضرت کو عنایت ہوتی ہے
قرآن اساس ایمان ہے قرآن کو پڑھ مرد مومن
ماکان محمد سے ہی عیاں ختم ان پہ نبوت ہوتی ہے
اور انی رسول اللہ بھی ہے قرآن میں ختم نبوت پر
بے شبہ لکل قوم ہاد ایک اور بھی آیت ہوتی ہے
ہے ختم نبوت کی شاہد پھر پہلے پارے کی آیت
جس میں ہے الیک من قبلک ختم ان پہ ہدایت ہوتی ہے

شاہد ہیں مبشر اور نذیر ہیں مہر منیر بھی داعی بھی
 ہوتے ہوئے سورج کے کس کو تاروں کی ضرورت ہوتی ہے
 بے دیکھے گواہی دیتے رہے اللہ کی جملہ پیغمبر
 جب دیکھنے والے آپہنچے ختم ان پہ شہادت ہوتی ہے
 وحدت کا جو دعوا شرک پہ تھا اس شاہد حق نے جیت لیا
 پھر ختم رسل کی مہر لگی اور بند عدالت ہوتی ہے
 میثاق کے دن سب نبیوں سے اقرار لیا تھا جن کے لئے
 احمد ہیں یہی بعد عیسیٰ جن پر یہ بشارت ہوتی ہے
 مرزا تو غلام احمد ہے اور ایسا جو باغی ہے ان سے
 اور ایسے بغاوت والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے
 فرماتے ہیں خود بھی ختم رسل مشکوٰۃ میں قصر نبوت کی
 میں آخری اینٹ ہوں وہ جس پر تکمیل عمارت ہوتی ہے
 اترے یہ بخار کفر تراگر پڑھے بخاری اے منکر
 مسلم کی حدیثوں سے ہی عیاں یوں ختم نبوت ہوتی ہے
 تھی پشت پہ مہر ختم رسل جب وہ پیدا ہوئے وہ ہادی کل
 بتلائیں ذرا منکر سن کر یہ کس کی علامت ہوتی ہے
 جب جھوٹے نبی پیدا ہوں گے پھر جھوٹا خدا بھی آئے گا
 دجال ہے کانا ان کا خدا بعد اس کے قیامت ہوتی ہے
 پھر حضرت عیسیٰ آئیں گے جھوٹوں کے خدا کو ماریں گے
 اس واسطے مرزا کے دل میں عیسیٰ سے عداوت ہوتی ہے
 دجال کے آنے کا منکر آمد عیسیٰ کے بھی خلاف
 دجال نما اس مرزا کی ہر بات ضلالت ہوتی ہے
 سرکار ہیں آخری پیغمبر اور آخری امت ہم ہیں سلام
 ایمان کو رکھ محفوظ اپنے یہ رب کی امانت ہوتی ہے

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
سبحان الله العظيم

چراغِ ہدایت



حضرت مولانا محمد چراغ صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

یہ کتاب ”چراغ ہدایت“ والد گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد چراغ کی ان تحقیقات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے قادیانیت (نبوت کا ذبہ) کی تردید میں مرتب فرمائی تھیں۔ حضرت کی زندگی کا مشن اس جھوٹی نبوت کا تعاقب اور مقابلہ تھا۔

یہ فریضہ آپ کے استاد محترم شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد انور کشمیریؒ نے خصوصی طور پر آپ کے ذمہ لگایا تھا۔ چنانچہ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کا بنظر عمیق مطالعہ شروع کیا۔ پھر مرزا قادیانی کی کتابوں کی تضاد بیانیوں، جھوٹے دعاوی اور اس کی علمی غلطیوں سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کیا اور امت قادیانیہ کو ان کے نبی کی تحریروں کے آئینہ میں اس کا داغدار چہرہ دکھا کر اس کی اصل حقیقت کو واضح کیا۔

قادیانی مبلغ بحث و مناظرہ کے میدان میں تو قرآن و حدیث کی تاویلات کر کے عوام کو مغالطہ دے لیتے ہیں۔ مگر جب ان کے خود ساختہ نبی کی کتابوں سے اس کے دعوؤں کی تردید کی جائے تو پھر ان کے لئے فرار کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب حضرت کے اس مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ جس کی بنیاد پر آپ نے بارہا قادیانی مبلغین کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اپنے شاگرد خاص فاتح قادیان مناظر اسلام مولانا محمد حیات خان صاحب مرحوم کو آپ نے خصوصی طور پر اپنے مخصوص طرز استدلال کی تربیت دی اور مولانا محمد حیات قیام پاکستان تک جھوٹی نبوت کی جنم بھومی (قادیان) میں رہ کر اسے لاکارتے اور تعاقب کرتے رہے۔

حضرت کو اپنے علمی مواد پر اتنا اعتماد تھا کہ اکثر فرماتے کہ میں نے قادیانی نبی کو چوٹی سے ایسا پکڑا ہے کہ اب قادیانی مناظر کہیں بھاگ نہیں سکتا۔

ایسے مبلغین اسلام جنہیں قادیانیوں کے ساتھ بحث و مناظرہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ کتاب ان کے لئے بے حد مفید و معاون ثابت ہوگی۔ ہر منصف مزاج قادیانی جو اس کتاب کا مطالعہ کرے گا۔ اسے مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب اور مفتری ہونے میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہے گا۔ اگرچہ پاکستان اور بعض اسلامی ممالک میں سرکاری طور پر احمدیوں کو کافر قرار دے دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ظاہری طور پر قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں کم ہو گئی ہیں۔ لیکن حقیقت

میں یہ فتنہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی خفیہ سازشیں پہلے کی نسبت تیز تر ہو گئی ہیں۔

اس لئے ضروری ہے کہ اس فتنہ کی حقیقت سے مسلمانوں کو متعارف کرا کر ان کے دام تزویر سے انہیں بچایا جائے۔ چنانچہ اسی جذبہ کے تحت مولانا محمد عارف صاحب استاذ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ نے حضرتؒ کے علمی مواد کو حضرت کی کاپیوں کی مدد سے موجودہ کتاب کی صورت میں مرتب کیا اور قادیانی لٹریچر کے حوالہ جات کی تصحیح کے لئے مختلف مقامات کا سفر کیا اور کتاب کو زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد بنایا۔ الحمد للہ کہ حضرتؒ کی خواہش کے مطابق ان کی زندگی میں جس کام کا بیڑا مولانا محمد عارف صاحب نے اٹھایا تھا۔ آج ”چراغ ہدایت“ کی صورت میں طبع ہو کر پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ جزاہ اللہ عنی و عن سائر المسلمین۔

میں مولانا منظور احمد چنیوٹی، ایم پی اے کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود کتاب کے لئے فاضلانہ مقدمہ لکھ کر اس کے تعارف پر مزید اضافہ کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالخالق شاہ صاحب کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ جنہوں نے کمال شفقت سے کتاب کی تصحیح اور اغلاط کی درستگی کا کام بڑی دقت نظر سے مکمل فرمایا اور اپنے برادر حقیقی مولانا محمد حنیف صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ ان کے قیمتی مشوروں اور کوششوں سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو امت مسلمہ کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اس کے مؤلف و مرتب اور اس کی اشاعت میں حصہ لینے والے ہر آدمی کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین!

محمد انور قاسمی، مہتمم جامعہ عربیہ، گوجرانوالہ

باسمہ تعالیٰ

”یہ جہان فانی ہے“ مختصر سا جملہ ہے۔ لیکن اس کے معنی بر حقیقت ہونے کی شان یہ ہے کہ تمام دنیا اس کی قائل ہے اور دنیا کے اس پر ایمان نہ رکھنے کی کوئی وجہ بھی نہیں کہ جس نے یہ دنیا بنائی اس کا اعلان ہے: ”کل شیء ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون (قصص: ۸۸)“ ﴿ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ سوائے اس کی ذات کے، فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔﴾

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے: ”کل من علیہا فان، ویبقی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام (الرحمن: ۲۶، ۲۷)“ ﴿ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔﴾

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے اسی ”قنا“ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”بعثت انا والساعة كهاتين“ ﴿میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں کہ جس طرح شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں تھوڑا سا فرق ہے۔ اسی طرح میرے بعد جلد ہی قیامت آنے والی ہے۔﴾

رسول اکرم ﷺ نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم، الخ“ ﴿قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔﴾ (صحیح بخاری کتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل ج ۱ ص ۱۸)

ایک دوسری حدیث میں نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ علم کس طرح اٹھالیا جائے گا؟ ارشاد نبویؐ ہے: ”ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء الخ“ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب كيف يقبض العلم ج ۱ ص ۲۰) ﴿اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا (اٹھائے گا) کہ اسے بندوں سے چھین لے بلکہ وہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھالے گا۔﴾

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ دنیا کی زندگی علم سے ہے اور علم کا اٹھ جانا اس کائنات کے لئے پیغام اجل ہے۔ شاید اسی لئے کسی نے کہا اور بالکل صحیح کہا: ”موت العالم موت العالم“ ﴿عالم کی موت جہان کی موت ہے۔﴾

عالم اسلام پر بالعموم اور برصغیر پاک و ہند پر بالخصوص حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کا تعلق قرآن اور حدیث سے جوڑنے کا تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا۔ خصوصاً حدیث رسول ﷺ کی اشاعت میں اس خاندان کی عظیم خدمات ہیں۔ شاہ ولی اللہ کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور پھر ان کے نواسے اور شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق صاحب دہلویؒ اور ان کے دوسرے شاگرد شاہ عبدالغنی صاحبؒ کی یہ علمی میراث علماء دیوبند کی طرف منتقل ہوئی۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ و مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بعد شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، نابھہ عصرؒ، نمونہ سلفؒ، حافظ الحدیثؒ، حجت الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ وہ نمایاں ترین ہستیاں ہیں کہ جنہوں نے علم حدیث کی بہترین خدمات انجام دیں اور قدرت نے ان بزرگوں کو ایسے تلامذہ راشدین سے نوازا۔ جنہوں نے اپنے علم، زہد، تقویٰ اور فراست و فقاہت سے ایک عالم کو منور کیا۔

حجت الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی تلامذہ میں سے قاری محمد طیب

صاحب، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری اور دوسرے بہت سے حضرات اس دار فانی کو پہلے ہی الوداع کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تھے کہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء کو حجۃ الاسلام مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کے معارف و علوم کا بہت بڑا خزانہ ہزاروں انسانوں کے افادے کے بعد زیر زمین روپوش ہو گیا۔ شاہ صاحب کے نور سے مستفید چراغ تاباں چار دانگ عالم میں ہزاروں چراغ روشن کرنے کے بعد گل ہو گیا۔ علم کا ایک پہاڑ زمین بوس ہو گیا۔ ایک ایسی ہستی جس پر علم کوناز تھا۔ اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔ سیرت انوری کے پیکر، عالم باعمل، محدث و مفسر، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد چراغ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کی رحلت پر عبدۃ بن الطیب کا یہ مشہور شعر پوری طرح صادق آتا ہے:

فماکان قیس ہلکہ ہلکہ واحد

ولکنہ بنیان قوم تہدما

استاذ و محی حضرت مولانا محمد چراغ صاحب ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۴ھ کو ضلع گجرات (پاکستان) کے ایک گاؤں موضع دھکڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب حافظ کرم دین صاحب کاشتکاری کا کام کرتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ علمی و ادبی ذوق بھی بہت عمدہ تھا۔ مثنوی مولانا روم اور دیوان حافظ وغیرہ کتب عموماً پاس رہتیں۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ اسی عقیدت و محبت کا اظہار تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے کا نام غلام رشید رکھا۔ جو بعد میں رشید احمد کے نام سے معروف ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب نے اپنی تعلیم کا باقاعدہ آغاز تقریباً سات سال کی عمر میں کیا۔ جب مشہور عالم دین حضرت مولانا محمود صاحب گنجوی گجراتی نے آپ کو عربی قاعدہ کی بسم اللہ کرائی۔ قرآن کریم کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے گھر پر ہی حاصل کی۔ اس کے بعد اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے برادر بزرگ محمد سراج صاحب عرف سراج الدین صاحب (جو اس دور کے منشی فاضل اور مولوی فاضل تھے) کے پاس لاہور تشریف لے گئے۔ تقریباً چار سال تک آپ نے لاہور میں قیام فرمایا اور مدرسہ نعمانیہ میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران آپ نے فارسی کی اعلیٰ تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا محمد سراج صاحب اور مولانا محمد عالم صاحب آسئی مصنف ”الکاوۃ علی الغاویہ“ سے حاصل کی اور اس کے علاوہ مولانا محمد عالم صاحب آسئی سے خوشخطی سیکھی اور اس فن میں کامل مہارت حاصل کی۔

موضع گنجہ میں قیام

لاہور میں تقریباً چار سال گزارنے کے بعد واپس اپنے گاؤں تشریف لے آئے اور عربی تعلیم کے لئے قریب کے ایک گاؤں موضع گنجہ میں اپنے استاد بزرگ کے صاحبزادے مولانا سلطان احمد گنجوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ مولانا سلطان احمد صاحب چونکہ رشتہ میں مولانا چراغ صاحب کے والد کے عزیز تھے۔ اس لئے انہوں نے مولانا موصوف کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور انتہائی محبت و شفقت سے نوازا۔ آپ نے یہاں تقریباً اڑھائی سال تک قیام کیا اور اس دوران علم صرف کی تکمیل کی۔ علم نحو شرح جامی تک اور منطق شرح تہذیب تک پڑھا۔

دیوبند و سہارن پور کا سفر

اس زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کا نام چار دانگ عالم میں مشہور ہو چکا تھا اور علوم اسلامیہ کا مرکز اور گہوارہ قرار پا چکا تھا۔ اس لئے ایک طالب دین کا دارالعلوم دیوبند کی طرف رخ کرنا ایک قدرتی اور فطری بات تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر علمی پیاس بجھائی نہیں جاسکتی تھی۔ حضرت مولانا محمد چراغ صاحب ایک طالب دین تھے۔ چنانچہ آپ بھی علوم عربیہ اور اسلامیہ کی تکمیل کے لئے پہلے دیوبند اور پھر سہارن پور (مدرسہ مظاہر العلوم) میں چلے گئے۔ وہاں آپ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اور دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور مولانا خلیل احمد صاحب مؤلف بذل الحجوہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا ولی اللہ صاحب

(انہی شریف) کی خدمت اقدس میں

دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور کے ممتاز ترین اساتذہ سے استفادہ کے بعد اپنے گاؤں تشریف لائے۔ اس وقت پنجاب میں علم کے دو سمندر ہزاروں انسانوں کی علمی پیاس بجھا رہے تھے۔ ایک مولانا غلام رسول صاحب جو موضع انہی ضلع گجرات میں اپنا فیض عام کئے ہوئے تھے اور دوسرے مولانا غلام رسول صاحب کے شاگرد رشید مولانا ولی اللہ صاحب جو دندہ شاہ بلاول (ضلع اٹک) میں علم کے موتی بکھیر رہے تھے۔ مولانا محمد چراغ صاحب نے جب مزید تعلیم کے لئے مولانا غلام رسول صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے مولانا ولی اللہ صاحب سے کہا کہ آپ محمد چراغ صاحب کو اپنے ساتھ لے جائیں۔

مولانا ولی اللہ صاحب نے بڑی مسرت سے پسند فرمایا۔ اس طرح آپ ایک ایسی

ہستی کے سایہ عافیت میں پہنچ گئے۔ جس کے علم کی دھوم دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور دارالعلوم جیسے عظیم علمی مرکز میں بھی آپ کے علم اور تعلیمی خصوصیات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ولی اللہ صاحبؒ کی جو ہر شناس نگاہوں نے اپنے ہونہار شاگرد محمد چراغ کی خداداد صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور انتہائی محبت اور توجہ سے علمی سرپرستی فرمائی۔ دندہ شاہ بلاول (انک) میں آپ نے حضرت استاذ الاساتذہ مولانا ولی اللہ صاحبؒ کی خدمت اقدس میں تقریباً تین سال کا عرصہ گزارا اور مردِ نصاب کے مطابق موقوف علیہ کی تکمیل کی۔

موقوف علیہ کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث کے لئے آپ کے دل میں دوبارہ دیوبند جانے کا شوق بیدار ہوا۔ آپ نے جب استاذ الاساتذہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت نے نہ صرف یہ کہ اسے پسند فرمایا بلکہ اپنے قلبی تعلق اور پدرانہ شفقت و مودت کا اظہار کرتے ہوئے سفرِ دیوبند کے لئے اپنی گرہ سے گیارہ روپے مرحت فرمائے۔ یہ اس دور کی بات ہے جب ایک روپیہ ایک مہینے کے لئے کفالت کر سکتا تھا۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

دارالعلوم دیوبند پہنچے تو شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے داخلہ کا امتحان لیا اور بڑی خوشی و مسرت سے دورہ حدیث میں شرکت کی اجازت دی۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

بخاری و ترمذی: از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ۔

مسلم شریف: از حجۃ الاسلام حضرت حافظ محمد احمد صاحبؒ والد مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ۔

سنن ابی داؤد: از سید اصغر حسین شاہ صاحبؒ۔

سنن ابن ماجہ: از حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ۔

سنن نسائی: از شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ۔

موطأ امام محمدؒ و مالکؒ و شرح معانی الآثار از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ۔

اگرچہ یہ تمام حضرات جبالِ علوم اور معارف و عوارف کے بحر ہائے ناپیدا کنار تھے۔ لیکن مولانا محمد چراغ صاحبؒ کو جس ہستی نے سب سے بڑھ کر متاثر کیا۔ وہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی ذات گرامی تھی۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب کے افادات و تقریرات کو لفظ بہ لفظ محفوظ کرنے کا اہتمام کیا اور دورانِ درس حضرت شاہ صاحبؒ کے افادات کو اردو سے عربی میں منتقل کر کے تحریر کرتے رہے۔

صحیح بخاری سے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ کے افادات کا مجموعہ تیار ہوا۔ اس کا نام مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے ”السیح الجاری الی جدتہ البخاری“ تجویز کیا۔ (یہ کتاب انتہائی باریک قلم سے لکھی ہوئی ہے اور ایک سو پچیس صفحات پر مشتمل ہے۔ آج کل حضرت شاہ صاحبؒ کے داماد مولانا احمد رضا صاحب بجنوری (انڈیا) کے پاس غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

اس کتاب میں وہ سب کچھ آ گیا جو حضرت شاہ صاحبؒ نے دوران سبقت بیان فرمایا یعنی مسائل و تشریحات کے علاوہ ضمناً جو قصص اور حکایات بیان فرمائیں۔ وہ بھی درج ہیں۔ دورہ حدیث کا سال ختم ہو رہا تھا۔ امتحان بالکل قریب تھا کہ انہی دنوں عراق کے شیخ عبدالعزیز موصلی نے مولانا محمد چراغ سے درخواست کی کہ آپ نے جو تقریر بخاری قلمبند کی ہے۔ اس کی ایک کاپی (نقل) مجھے بھی کر دیں۔ اگرچہ وہ امتحان کی تیاری کے دن تھے۔ تاہم مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے سوچا دیار غیر کا ایک مسافر ہے۔ طالب دین ہے اس کی درخواست کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ اسے تقریر بخاری کی ایک نقل کر دی۔

العرف الشذی شرح ترمذی

دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت پانے کے بعد حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ واپس اپنے گاؤں تشریف لے آئے۔ ابھی مشکل ایک ماہ گزرا ہوگا کہ ادھر رمضان المبارک میں شیخ موصلی کی ملاقات حضرت شاہ صاحبؒ سے ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں چند اوراق دیکھ کر حضرت شاہ صاحبؒ نے استفسار کیا کہ یہ کیسے اوراق ہیں؟ شیخ موصلی نے جواب دیا کہ یہ آپ کی تقریر بخاری جو شیخ سراج فنجابی (چراغ پنجابی) نے نوٹ کی ہے۔ اس کی نقل ہے۔ (حضرت شاہ صاحبؒ پیار سے مولانا محمد چراغ صاحبؒ کو چراغ پنجابی کے نام سے پکارتے تھے) حضرت شاہ صاحبؒ نے اس تحریر کو دیکھ کر فرمایا: ”اچھا! میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس زمانے میں بھی کچھ لوگ ایسے ذی سواد (صاحب استعداد) ہوتے ہیں۔“

یہ الفاظ آپ کی پسندیدگی اور بہترین تائید کا اظہار تھے۔ اس تحریر کو دیکھنے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے مولانا محمد مظفر صاحب چہلمی (مولانا محمد چراغ صاحبؒ کے دوست) جو اس وقت دیوبند ہی میں رہائش پذیر تھے، کو فرمایا کہ محمد چراغ کو خط لکھو کہ میری تقریر ترمذی نوٹ کرے۔ چنانچہ رمضان المبارک کے بعد آپ نئے تعلیمی سال کے آغاز ہی میں دیوبند حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور تقریر ترمذی کو ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیا۔ اسی دوران ساتھ ہی شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے عربی ادب کی تکمیل کی۔

تقریر ترمذی (جو بعد میں ”العرف الشذی“ کے نام سے مشہور ہوئی) کے آپ نے دو نسخے تیار کئے۔ ایک حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اور ایک اپنے لئے۔ جو نسخہ حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس رہا۔ اس پر اپنے قلم سے کئی مقامات پر مختصر حواشی (نوٹ) تحریر کئے۔ جو بعد میں دوسرے نسخے پر بھی منتقل کر لئے گئے۔

”العرف الشذی“ کی تالیف پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کس قدر خوش ہوئے اور آپ نے اسے کس قدر پسند فرمایا۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ دوسرے سال حضرت شاہ صاحبؒ نے مولانا محمد چراغ صاحبؒ سے کہا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ رہا ہو کر تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اس سال حضرت شیخ الہندؒ کی تقریر ترمذی بھی نوٹ کریں۔ اس حکم کی تعمیل کی خاطر آپ پھر دیوبند حاضر ہوئے۔ لیکن دوبارہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے حضرت شیخ الہندؒ اس دفعہ ترمذی شریف کی تدریس شروع نہ کر سکے۔

خیال تھا کہ جب بھی حضرت شیخ الہندؒ سیاسی سرگرمیوں سے فارغ ہو کر ترمذی شریف پڑھانا شروع کریں گے۔ مولانا محمد چراغ صاحبؒ ان کی تقریر کو ضبط تحریر میں لانا شروع کر دیں گے۔ لیکن چند ماہ بعد ہی حضرت شیخ الہندؒ اس دار الفناء کو چھوڑ کر عازم دار البقاء ہو گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ!

حضرت شیخ الہندؒ کی رحلت کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے مولانا محمد چراغ صاحبؒ سے فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں حدیث کی ایک کتاب ”مصنف عبدالرزاق کا قلمی نسخہ ہے۔ آپ یہاں رہ کر اس نسخہ کو نقل کر دیں تاکہ اسے چھپوایا جاسکے۔ مولانا محمد چراغ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ کا یہ حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ لیکن اگر مشورہ ہے تو میں کاتب بننے کی بجائے مدرس بننا پسند کروں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے خود ہی میرٹھ سلطان التمش کی مسجد سے ملحق مدرسہ میں مدرس بنا کر بھیج دیا۔

آپ نے وہاں ایک سال تک تدریس کی۔ بعد ازاں آپ پنجاب لوٹ آئے اور یہاں آ کر آپ نے جامعہ فتحیہ (اچھرہ لاہور) پھر سید جماعت علی شاہ کے مدرسہ واقع علی پور سیداں (سیالکوٹ) پھر کچھ عرصہ کے لئے جہلم میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد آپ ۱۹۲۳ء میں گوجرانوالہ تشریف لائے۔ یہاں آپ نے مدرسہ انوار العلوم (شیرانوالہ باغ) میں تقریباً بارہ سال تک عوام و خواص کو اپنے علم سے منور کیا اور بالآخر ۱۹۳۶ء مطابق ۱۳۵۴ھ میں

آپ نے گوجرانوالہ میں بیرون کھیالی دروازہ مسجد اریاں میں مدرسہ عربیہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا محمد چراغ صاحب اب تک سینکڑوں تشنگان علم کو اپنے بہترین علم سے سیراب کر چکے تھے اور آپ کی وسعت نظر، فقاہت، کردار کی بلندی اور علم کی وسعت کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ مدرسہ عربیہ کی بنیاد رکھتے ہی شمع علم کے پروانے ٹوٹ ٹوٹ پڑے۔

یہاں تک کہ آبادی میں گھر جانے اور طالبان علم دین کی کثرت کی وجہ سے یہ جگہ تھوڑے عرصے بعد ہی ناکافی محسوس ہونے لگی۔ مدرسہ میں رہائش کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے طلبہ آس پاس کی دیگر مساجد میں رہائش رکھنے پر مجبور تھے۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں شاہراہ عظیم (جی ٹی روڈ) گوجرانوالہ شہر سے چار میل کے فاصلے پر ۱۸ کنال زمین حاصل کی گئی اور یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء کو مولانا محمد چراغ صاحب کے انتہائی شفیق استاذ الاستاذ الہ اساتذہ حضرت مولانا ولی اللہ صاحب (انہی شریف) نے جامعہ عربیہ جدید کا سنگ بنیاد رکھا۔

یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء میں تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مولانا محمد چراغ صاحب کے اخلاص و ایثار اور لوگوں کے ہاں معتمد علیہ ہونے پر درخشندہ و زندہ جاوید دلیل جو اب ایک عظیم اور پر شکوہ عمارت کی شکل آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔ ایک مختصر عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب تعمیر کا آغاز کیا گیا تو جامعہ کے فنڈ میں صرف ایک روپیہ تھا۔ حضرت نے توکل علی اللہ پر کام شروع کر دیا اور توکل علی اللہ کا یہ عظیم مظہر اب کروڑوں روپیہ کی عمارت کی شکل میں اپنی شان دکھا رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب کے چند مشہور اساتذہ کرام

- ۱..... حضرت مولانا سلطان احمد صاحب گنجوی (ضلع گجرات)
- ۲..... حضرت مولانا سلطان محمود صاحب گنجوی (ضلع گجرات)
- ۳..... حضرت مولانا ولی اللہ صاحب، انہی شریف (ضلع گجرات)
- ۴..... حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب لکشمیری (دیوبند)
- ۵..... حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب (دیوبند)
- ۶..... حضرت مولانا سید اصغر حسین شاہ صاحب (دیوبند)
- ۷..... حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (دیوبند)
- ۸..... حضرت مولانا رسول خان صاحب (دیوبند)
- ۹..... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب (دیوبند)

۱۰..... حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ آپ کے استاذ بھی ہیں اور شاگرد بھی۔ مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ سے آپ نے ان کے طرز پر تفسیر قرآن پڑھی اور مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کو گورکھی زبان کی تعلیم دی۔

۱۱..... حضرت مولانا محمد الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت۔

مشہور تلامذہ

۱..... مولانا مفتی نذیر احمد صاحب مدرس مدرسہ ہذا۔

۲..... حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ فاتح قادیان۔

۳..... مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی۔

۴..... مولانا عبدالحق طارق، یوگنڈا۔

۵..... مولانا غازی شاہ جامعہ مدنیہ لاہور۔

۶..... مولانا عبدالحلیم قاسمی صاحب۔

۷..... مولانا عبدالعظیم قاسمی صاحب۔

۸..... مولانا عبدالرحیم صاحب۔

۹..... مولانا عبدالکریم قاسمی صاحب۔

۱۰..... مفتی جعفر حسین صاحب، گوجرانوالہ۔

۱۱..... مولانا محمد زکریا صاحب، کراچی۔

۱۲..... مولانا عبدالشکور صاحب گوجرانوالہ، کاموکی۔

۱۳..... مولانا محمد یوسف، نو مسلم، لاہور۔

۱۴..... مولانا عبدالواحد صاحب، گوجرانوالہ۔

۱۵..... مولانا غلام ربانی صاحب، مظفر آباد۔

۱۶..... مولانا غلام رسول، گورداسپور۔

۱۷..... مولانا غلام ربانی صاحب، ہزارہ۔

۱۸..... مولانا لعل شاہ بخاری صاحب۔

۱۹..... مولانا عبدالحمید صاحب، انگلینڈ۔

۲۰..... مولانا محمد شریف صاحب، جہلم۔

۲۱..... مولانا منور حسین شاہ صاحب، انگلینڈ۔

-۲۲ مولانا اشرف شاہ، سری نگر۔
-۲۳ مولانا قاضی عبداللہ، مکہ یونیورسٹی۔
-۲۴ مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی، گوجرانوالہ۔
-۲۵ حافظ محمد انور صاحب قاسمی، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ۔
-۲۶ مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب مہتمم مدرسہ محمدیہ، قلعہ دیدار سنگھ۔
-۲۷ حافظ محمد انور صاحب مدرسہ باب الاسلام، کراچی۔
-۲۸ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب، قاضی حکومت آزاد کشمیر۔
-۲۹ مولانا عصمت اللہ صاحب، جامعہ ام القرئی مکہ مکرمہ۔

تبلیغی سرگرمیاں

حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے دین اسلام کی باقاعدہ تبلیغ کا آغاز تعلیم کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی کر دیا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی ہدایت اور مشورہ پر آپ نے اس وقت کے سب سے بڑے فتنہ انکار ختم نبوت کے خلاف بھرپور کام کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے زبانی تقریروں پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب اور تحریروں کا بغور مطالعہ کیا اور اس کی تحریروں میں پائے جانے والے تضادات کو جمع کیا اور رد مرزائیت کے سلسلے میں مختلف رسائل و جرائد میں مضامین لکھے۔ جن میں چند رسائل و جرائد مندرجہ ذیل ہیں:

القرآن، زمیندار، آزاد، الارشاد، العدل، شمس الاسلام۔

مضامین نویسی کے علاوہ آپ نے اس سلسلے میں بہت ہی مفید تالیف بھی کی جس کا نام آپ نے ”چراغ ہدایت“ تجویز کیا اور بھمہ اللہ اب پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھ میں پہنچ رہی ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے رد مرزائیت کے سلسلے میں پاکستان کے ایک بہت بڑے علاقے پنجاب سے لے کر کشمیر کے قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں تبلیغی جلسے کئے۔ بہت سے مرزائی مبلغوں سے مناظرے کئے اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ اس کے علاوہ اپنے شاگردوں کی ایک خاص تیاری کی جنہوں نے رد مرزائیت کے سلسلے میں بہت نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ان میں سرفہرست مولانا حیات محمدؒ کا نام آتا ہے۔ جنہیں دنیا فاتح قادیان کے لقب سے جانتی ہے۔

اس دور کا ایک بہت بڑا فتنہ عیسائی مشنریوں کی شکل میں تھا جو اپنی حکومت کی مدد سے سادہ لوح لوگوں کو مختلف قسم کا لالچ اور دیگر مختلف حربے استعمال کرتے ہوئے عیسائیت کو فروغ

دے رہی تھیں۔ حضرت مولانا چراغ صاحبؒ نے اس سلسلے میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ سے مشورہ کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اظہار الحق مؤلفہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، ازالۃ الشکوک اور اسی قسم کی دیگر بہت سی مفید کتب کے مطالعے کا مشورہ دیا۔ مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے ان کتابوں کے مطالعے کے ساتھ مختلف انجیلوں اور بائبل کا مطالعہ کیا اور عیسائیت کے رد میں انتہائی مستند اور جامع مواد جمع کیا (جو غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے) اس کے علاوہ مختلف رسائل میں عیسائیت کے خلاف بہترین مضامین لکھے۔

جمعیت اتحاد العلماء کا قیام

اسلام کے خلاف فتنوں کا مقابلہ کرنے کے سلسلے میں علماء کرام پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان کی ادائیگی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ان کا آپس میں انتشار تھا۔ جس کی وجہ سے وہ صلاحیتیں جو ان فتنوں کے استیصال کے لئے استعمال ہونی تھیں۔ آپس کے جھگڑوں میں ضائع ہو رہی تھیں۔ آپ نے مختلف مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے مفتی سید سیاح الدین صاحب کا کاخیلؒ اور مولانا گلزار احمد صاحب مظاہری مرحوم کے ساتھ مل کر جمعیت اتحاد العلماء کی تشکیل کی اور آپ جمعیت کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ علماء کے باہمی اختلاف کو کم کرنے اور مملکت خداداد پاکستان میں نظام اسلامی کے نفاذ کی جدوجہد میں جمعیت اتحاد العلماء کا کردار بہت مثبت اور شاندار ہے۔

حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ سیاسی میدان میں

حضرت الاستاذ مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے جس وقت عملی میدان میں قدم رکھا۔ اس وقت برصغیر میں تحریک خلافت کا دور دورہ تھا۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے جس سیاسی جلسے سے خطاب کیا۔ وہ ضلع گجرات میں میکر والی کے مقام پر ہونے والا اسی سلسلہ کا جلسہ تھا۔ جس کی صدارت مولانا محمد علی جوہرؒ مولانا شوکت علی کی والدہ ماجدہ نے کی۔ اس طرح آپ نے تحریک خلافت میں شمولیت کے ذریعے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد آپ نے جمعیت علماء ہند میں شمولیت اختیار کی اور جمعیت علماء ہند ضلع گوجرانوالہ کے صدر مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے مجلس احرار اسلام میں کافی عرصہ تک کام کیا اور تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں چھ ماہ کی قید کاٹ کر سنت یوسفیؒ کی یاد تازہ کی۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ تبلیغی جماعت میں بھی رہے اور پھر قیام پاکستان کے بعد ۱۹۳۹ء میں آپ نے جماعت اسلامی پاکستان کے ساتھ تعاون کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ آپ کی نگاہ میں جماعت اسلامی ایک ایسی جماعت تھی جو مطالبہ نفاذ نظام اسلامی اور اس

جدوجہد میں مخلص تھی اور مولانا مودودی کی سعی اور جدوجہد کا محور صرف اور صرف اسلام تھا۔

جماعت اسلامی پاکستان کے ساتھ اس تعاون پر آمادہ کرنے والے ایک خواب کا حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ اکثر تذکرہ فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک رات میں گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں منڈیالہ وڑائچ میں اپنے ایک شاگرد مولوی نور حسین کے ہاں مقیم تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شاہی مسجد کی تعمیر کا کام ہے اور اکیلا مودودیؒ کھلا پا عجمہ پہنے سرخ داڑھی رکھے سر پر تغاری اٹھائے مرمت کا کام کر رہا ہے۔ ان دنوں مولانا مودودیؒ قرارداد مقاصد کی منظوری کے لئے ملک کے مختلف علاقوں کا دورہ کر رہے تھے اور اس کی منظوری کے لئے فضا ہموار کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کی تعبیر یہی لی کہ مولانا مودودیؒ نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ باوجود اس کے کہ مولانا مودودیؒ سے علم و عمر میں بڑے تھے۔ مولانا کا بہت احترام کرتے۔ آپ جماعت اسلامی کے باضابطہ رکن نہیں بنے۔ لیکن نفاذ اسلام کی جدوجہد میں آپ نے جماعت اسلامی سے آخردم تک بھرپور تعاون کیا۔ خصوصاً رفاہی کاموں میں حسب استطاعت دل کھول کر مالی و اخلاقی تعاون کیا۔

ابتلاء و آزمائش

آپ کو اپنی سیاسی زندگی میں چار دفعہ جیل جانا پڑا۔

..... ۱۔ یکم جون ۱۹۳۰ء کو کانگریس اور جمعیت علماء ہند کی طرف سے انگریزوں کو برصغیر سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لئے سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے پر آپ گرفتار کئے گئے اور ۱۴ جون ۱۹۳۰ء کو دفعہ ۱۰۸ کے تحت ایک سال قید کا فیصلہ سنایا گیا۔

..... ۲۔ نومبر ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے سلسلے میں آپ مجلس احرار اسلام کی طرف سے بحیثیت ڈیکریٹ گرفتار ہوئے اور ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو آپ کو زیر دفعہ ۱۰۸ ایک سال قید محض سنائی گئی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا حبیب الرحمنؒ اور آپ کو اکٹھے ملتان جیل بھیج دیا گیا۔

..... ۳۔ ستمبر ۱۹۴۸ء میں کالج کی تحریک کے سلسلے میں آپ کو پبلک سیفٹی ایکٹ نمبر ۳ کے تحت گرفتار کیا گیا اور ایک ماہ لاہور شاہی قلعہ میں رکھا گیا۔

..... ۴۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں مولانا مودودیؒ کو سزائے موت دیئے جانے پر احتجاجی جلسہ کی صدارت کرنے پر پبلک سیفٹی ایکٹ پنجاب نمبر ۳ کے تحت ۳۱ مئی کو ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں چھ ماہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا۔

اولاد

مولانا محمد چراغ صاحبؒ کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

بڑے صاحبزادے

مولانا محمد انور صاحب قاسمی حضرتؒ کی زندگی ہی میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے جامعہ عربیہ کے انتظام و انصرام کی تمام خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اب حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ کی وفات کے بعد جامعہ کی شورٹی نے انہیں جامعہ عربیہ کا مہتمم منتخب کیا ہے۔ جوان کی بہترین انتظامی صلاحیتوں کا بین اعتراف ہے۔ آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ عالمی مبلغ اسلام بھی ہیں۔ افریقہ یورپ اور امریکہ کے متعدد علاقوں کے آپ نے تبلیغی دورے کئے ہیں۔

دوسرے صاحبزادے جناب محمد سعید صاحب انگلینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ تیسرے صاحبزادے جناب مولانا محمد حنیف صاحب ایم۔ اے اردو، ایم۔ اے اسلامیات، فاضل عربی اور فاضل درس نظامی ہیں۔ مکتبہ چراغ اسلام لاہور کے مالک ہیں۔ حسن البناء شہید اور عبدالقادر عودہ شہید کی متعدد عربی کتب کے مترجم ہیں۔ چوتھے صاحبزادے مولانا محمد منور صاحب تسلیم بھی درس نظامی کے فاضل تھے اور بہت عمدہ کردار اور اخلاق کے مالک۔ چھوٹا بیٹا ہونے کی حیثیت سے حضرتؒ کے بہت محبوب اور پیارے تھے۔ حضرتؒ کی رحلت (۱۴/ رمضان المبارک) کے ٹھیک پچیس دن بعد (۱۰/ شوال ۱۴۰۹ء) اسلام آباد میں، جہاں آپ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں ملازم تھے۔ ایک حادثے میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ ”انا لله وانا اليه راجعون، رحمہما اللہ تعالیٰ رحمة واسعة اللهم اغفرلہما وارحمہما وادخلہما فی جنة الفردوس والحقہما بعبادک الصالحین“

چند الفاظ اس کتاب کے بارے میں

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصلّٰت، والصلوة والسلام علی رسولہ قائد الغر المحجلین وخاتم الانبیاء والمرسلین . اما بعد!
خدا نے بزرگ و برتر کا احسان عظیم ہے کہ آج یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔ اگرچہ یہ آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کی تحریر ہے اور وقت کی شدید ضرورت کے تحت اسے آج سے بہت پہلے شائع ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن شاید قدرت کو یہی منظور تھا کہ ایک عرصہ تک یہ خواص کی ہی دولت رہے اور عوام کے لئے اس کے عام ہونے کا یہی وقت مقرر تھا۔

مؤلف (حضرت مولانا محمد چراغ صاحب نور اللہ مرقدہ) نے مرزا قادیانی کا کوئی قول بھی بلا حوالہ نقل نہیں کیا۔ بلکہ مرزا کا کوئی قول اگر اس کی ایک سے زائد کتب میں پایا جاتا ہے۔ تو اس کے لئے دودو، تین تین کتابوں کے حوالے دے دیئے گئے ہیں۔ تاکہ جو کتاب بھی آسانی سے میسر ہو۔ اسی سے تصدیق کر لی جائے۔ چونکہ یہ حوالے آج سے ساٹھ سال سے زائد عرصہ پہلے شائع ہونے والی کتب کے تھے۔ اس لئے ہم نے کوشش کی کہ جدید ایڈیشنز کے حوالے بھی دیئے جائیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی ساری کتب کے تازہ ایڈیشن میسر نہ آسکے۔ کیونکہ بعض کتب کی اشاعت خود مرزائیوں کی طرف سے بند کر دی گئی ہے۔

تاہم جہاں تک میسر ہو سکا ہم نے بعد کے ایڈیشنز کے حوالے بھی دے دیئے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں جہاں حوالہ کے ساتھ جدید کا لفظ آئے۔ اس سے بعد کا ایڈیشن مراد ہوگا۔ کتاب کے آخر میں ایک نقشہ کی فوٹو کاپی بھی دی جا رہی ہے۔ جس سے مرزا کی کتب کے مختلف ایڈیشنز کی تاریخ اشاعت معلوم ہو جائے گی۔ اگرچہ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب اغلاط سے مبرا ہو کر شائع ہو۔ لیکن اپنی کم علمی اور انسانی کمزوری کا بھی اعتراف ہے۔ اس لئے قارئین سے التماس ہے کہ غلطیوں کے لئے ہمیں ہی قصور وار ٹھہرایا جائے۔ حضرت کا لکھا ہوا اصل مسودہ دودفعہ نقل کرایا گیا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ غلطی اصل مسودہ کی بجائے ناقل کی ہو۔ حضرت نے اس کتاب کو خود اشاعت کے نقطہ نظر سے ترتیب نہیں دیا۔ بلکہ متعلقہ موضوعات پر زیادہ سے زیادہ مواد جمع کیا ہے۔ اس وقت ہم کتاب میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں کر رہے۔ اس لئے بعض مقامات پر اگرچہ تکرار ہے۔ لیکن ہم نے اسے من و عن شائع کر دیا ہے۔ آئندہ ایڈیشنز کے لئے ہمیں علماء کرام اور قارئین کے مشوروں کا انتظار رہے گا تاکہ یہ کتاب ہر خاص و عام کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔ واللہ هو الموفق!

محمد عارف، مدرس جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

یکم فروری ۱۹۹۰ء

مقدمہ

کتاب سے پہلے مؤلف کتاب کا تعارف ضروری ہے۔ مؤلف کتاب حضرت الاستاذ مولانا محمد چراغ صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے کچھ عرصہ بعد گوجرانوالہ میں درس و تدریس کی خدمت شروع کی۔ جو آخر تک جاری رہی۔ پہلے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ میں پھر مدرسہ عربیہ کے نام سے مسجد اریاں بیرون کھیالی گیٹ میں یہ سلسلہ تدریس جاری رہا۔

اب بعد میں یہی مدرسہ جی ٹی روڈ پر جامعہ عربیہ کے نام سے ایک مستقل اور جدید عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ مؤلف موصوف محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر شاگرد تھے جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کی ترمذی شریف پر تقریر عربی زبان میں نوٹ فرمائی۔ آپ نے جب شاہ صاحب کی خدمت میں یہ پیش کی تو حضرت شاہ صاحب نے دیکھ کر ان الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا کہ ”مجھے افسوس ہے کہ اگر یہ علم ہوتا کہ میرے درس میں ایسے قابل شاگرد بھی ہیں تو میں اپنے درس میں اور زیادہ علمی نکات پیش کرتا۔“

چنانچہ حضرت شاہ صاحب کی نظر ثانی سے استاد صاحب کے جمع کردہ وہ امالی (نوٹس) المعروف الشذی کے نام سے شائع ہوئے اور آج ترمذی پڑھانے والا کوئی استاذ نہیں۔ جو اس سے مستغنی ہو اور اسے مطالعہ میں نہ رکھتا ہو۔ حضرت استاذ کی علمی حیثیت کے لئے یہ جاننا کافی ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے جب ترجمہ قرآن لکھا اور اس پر ربط آیات اور تفسیری حواشی تحریر فرمائے۔ تو جن علماء سے آپ نے اس تفسیری خدمت کی تصدیق حاصل کی۔ ان میں حضرت الاستاذ مولانا محمد چراغ کا نام بھی ایک تاریخی یاد ہے۔ ردقادیانیت کی آپ کو جنون کی حد تک لگن تھی اور یہ جذبہ بھی آپ نے اپنے عظیم استاذ حضرت مولانا سید انور شاہ سے لیا تھا۔ اس موقع پر حضرت شاہ صاحب کا مختصر تعارف نامناسب نہ ہوگا کہ ردقادیانیت میں حضرت شاہ صاحب کا بھی کچھ ذکر خیر یہاں کر دیا جائے تاکہ قارئین اندازہ کریں کہ وہ بحر عظیم کیا ہوگا؟ جس کے یہ قطرے دنیا میں سمندر بن کر نکلے اور تاریخ میں ایک مقام پاگئے۔

مسئلہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں جن علماء نے اپنی زبان اور قلم سے اس کا ہر میدان میں مقابلہ کر کے اس کا ناطقہ بند کیا۔ ان میں سرفہرست علماء لدھیانہ حضرت مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد لدھیانوی ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو پہچانا اور اس کے الحاد پر کفر کا فتویٰ دیا اور علماء کو اس فتنہ کی طرف متوجہ کیا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، قاضی مظہر حسین کے والد مولانا کرم دین جہلمی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا عبدالحق غزنوی، مولانا سعد اللہ لدھیانوی وغیرہم یہ تمام حضرات بھی مرزا قادیانی کے ہم عصر تھے۔ جن حضرات نے مرزا کے ہر چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اسے ہر میدان میں ذلیل و خوار کیا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں ان علماء کو ان کے اسی جذبہ حق پر بے لفظ گالیاں سنائی ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس فتنہ کا بطور تحریک جو مقابلہ ہوا ہے اور اب تک ہو رہا ہے۔ اس کے قائد اور بانی حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی جو عقیدت اور نسبت قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ سے تھی۔ وہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انہیں جن الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ تقاضا کرتے ہیں کہ حضرت قطب الارشاد کا یہ عقیدت مند اس فتنہ کبریٰ کو قریب سے سمجھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی گالیوں کی گردان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”واخرهم الشیطن الاعمی والغول الاغوی یقال له رشید الجنجوهی وهو شقی کالامروہی ومن الملعونین“ (انجام آتھم ص ۲۵۲: خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۷) یعنی ان کے آخر میں ایک اندھا شیطان ہے اور گمراہ دیو ہے۔ جسے رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں۔ وہ امر وہی کی طرح بد بخت اور ملعون ہے۔

مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۷ء میں جن علماء کو مبالغہ کی دعوت دی تھی۔ ان میں پانچویں نمبر پر حضرت مولانا گنگوہیؒ کا نام بھی مرزا غلام احمد نے بڑے غیظ و غضب سے ذکر کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو غلام احمد کی اس تلخی نے اس طرف متوجہ کیا۔ ثانیاً آپ کشمیر کے رہنے والے تھے اور غلام احمد نے یہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر تجویز کی تھی۔ اب تک اس کے پیرو سری نگر میں اس قبر کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ غلام احمد اسی خطہ کو پہلے ربوہ ہلاتا رہا۔ مرزا بشیر الدین محمود اسی تسلسل میں کشمیر کیس کا چیئر مین بنایا گیا تھا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنی وزارت خارجہ کے دور میں جس طرح مسئلہ کشمیر کو الجھایا۔ اس میں قادیانی عقیدے کے اس پس منظر کو بھی بہت دخل ہے۔

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ اس فتنہ کے متعلق اس قدر پریشان تھے کہ بروایت استاذی المکرم حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چھ ماہ تک مجھے اس پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ دعائیں اور استخارے کرتا رہا۔ آخر چھ ماہ کے بعد یہ تسلی دی گئی کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت نے اس فتنہ کے استیصال اور خاتمے کے لئے سیاسی، فکری اور علمی ہر سطح پر کام شروع کیا۔ ایک طرف راسخ العلم علماء کی ایک جماعت تیار کی جو اس فتنہ کا محاسبہ کریں، اور میدان مناظرہ میں ان کا مقابلہ کریں۔ ان میں سرفہرست مناظر اسلام حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، محدث شہیر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی ثم المدنیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ جیسے جید علماء تھے۔ جنہوں نے ملک بھر میں ان کے ساتھ مناظرے کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ دوسری طرف آپ نے مجلس احرار اسلام کی سرپرستی کی اور ان کے روح رواں خطیب الہند حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسے آتش بیاں اور شعلہ نوا مقرر کی سرپرستی میں مقررین کی ایک ٹیم کو متوجہ کیا۔ جس میں خطیب اسلام قاضی

احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، خطیب خوش الحان مولانا گل شیر، شیر سرحد مولانا غلام غوث ہزاروی، مفکر احرار چوہدری افضل حق، ضیغ احرار شیخ حسام الدین، مفکر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری اور بے باک صحافی مقرر و شاعر آغا شورش کاشمیری، صاحبزادہ سید فیض الحسن اور مولانا مظہر علی اظہر جیسے شعلہ بیان مقررین تھے۔

صاحبزادہ فیض الحسن نے ختم نبوت اور قادیانیت کے بارے میں جو تربیت حضرت امیر شریعت سے پائی تھی اسے وہ جماعت چھوڑنے کے بعد بھی نہ بھولے۔ بریلوی مکتب فکر میں آپ کو جہاں بھی ختم نبوت پر کوئی کام ملے گا اس کے پیچھے حضرت صاحبزادہ فیض الحسن کی وہ محنت کارفرما ہوگی جو حضرت امیر شریعت کا فیض عالم تاب ہے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ختم نبوت اور قادیانیت پر شیعہ علماء میں خوب محنت کی اور حضرت شاہ صاحب کا پیغام اور پروگرام گھر گھر پہنچایا۔ حافظہ کفایت حسین جیسے شیعہ علماء کو قادیانیوں کے خلاف لاکھڑا کیا۔ مظفر علی سٹمسی کو اس موضوع پر شیعہ لیڈروں سے ملنے کے لئے کہا۔ یہاں تک کہ شیعہ جمہور مسلمانوں سے اختلافات رکھنے کے باوجود مسئلہ قادیانیت پر حضرت امیر شریعت کے ساتھ ہو گئے۔ اب امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا موضوع فکر یہ تھا کہ جس طرح احرار ہندوستان کو انگریز دشمن اسلام کے منہج استبداد سے آزاد کرانے کی جہد و جہد کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے بھی نکلیں اور امت مسلمہ کو انگریز کے اس خود کاشتہ پودے سے بچانے کے لئے اپنی صلاحیتیں صرف کریں۔ چنانچہ مجلس احرار اسلام نے قبل از تقسیم برصغیر میں اس فتنہ کا جماعتی طور پر سیاسی محاسبہ شروع کر دیا اور انگریز کے اس ملک سے چلے جانے کے بعد حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار کو سیاسی سطح سے ہٹا کر ہمہ تن ختم نبوت کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور فرمایا کہ جو حضرات سیاسی کام کرنا چاہیں وہ دوسری سیاسی جماعتوں میں مل جائیں اور فرمایا:

”ہم تو اس فتنہ کبریٰ کے استیصال کے لئے کام کریں گے اور ملکی سیاست سے میرا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔“ اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت امیر شریعت نے ایک مستقل جماعت تحفظ ختم نبوت کے نام سے تشکیل دی۔ جس کے دستور میں یہ شامل کیا کہ اس جماعت کو ملکی سیاست سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے امیر حضرت شاہ صاحب اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد علی جالندھری مقرر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد خطیب پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی ان کی وفات کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری امیر منتخب

ہوئے۔ حضرت جالندھریؒ کی وفات کے بعد مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسینؒ اختر امیر مقرر ہوئے۔ مولانا لال حسینؒ کی وفات کے بعد جماعت میں پھر تازہ خون بھرنے کی ضرورت تھی۔

حضرت مولانا شاہ صاحبؒ کے شاگردوں میں استاذی المکرم حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوریؒ زندہ تھے۔ علماء عصر نے مجلس ختم نبوت کو مزید مستحکم کرنے کے لئے حضرت علامہ بنوریؒ سے گزارش کی کہ اب جماعت کو وہ سنبھالیں۔ چنانچہ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اس کے امیر مقرر ہوئے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے ملک کی مذہبی اور سیاسی انیس جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تشکیل دی۔ اس کے متفقہ امیر حضرت علامہ بنوریؒ قرار پائے۔ حضرت علامہؒ نے یہ تحریک ایسے ضبط اور نظم و نسق سے چلائی کہ یہ بخیر و خوبی ساحل مراد سے جاگئی۔ اس مجلس عمل کے وہی مطالبات تھے جو ۵۳ء کی مجلس عمل کی تحریک کے تھے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا اس کا بنیادی مطالبہ تھا اور یہی نقطہ تحریک کی روح رواں تھا۔ بندہ ان دنوں حضرت بنوریؒ کے حکم سے سعودی عرب اور عرب امارات میں تحریک کے متعلق کام کر رہا تھا اور رابطہ کے جنرل سیکرٹری دارالافتاء کے رئیس شیخ عبدالعزیز بن بازؒ اور شہوان دینیہ کے رئیس شیخ عبداللہ بن حمیدؒ سے رابطہ قائم کیا ہوا تھا۔ راقم الحروف نے وزیراعظم پاکستان بھٹو کے نام مجلس عمل کے مطالبات کی تائید میں مفصل تار دلوائے۔ اسی طرح عرب امارات کے سرکردہ سرکاری شخصیات کے علاوہ پاکستانی احباب سے بھی مطالبات کے حق میں تار دلوائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ امیر خانقاہ سراجیہ کے جانشین خواجہ محمد آف کنڈیاں شریف ہیں۔ ان کی امارت میں بھی ۸۴ء میں ایک تحریک چلی۔ جس کے نتیجے میں جنرل محمد ضیاء الحق صدر پاکستان نے ختم نبوت آرڈیننس جاری کیا۔ اس نتیجے میں ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی گئی۔ ان کی مسلمانوں کو مغالطہ دینے والی اذانیں بند ہو گئیں۔ اسلامی شعائر کا استعمال ان کے لئے ممنوع قرار دیا گیا۔ یہ سب ثمرات اسی فکر و عمل کے ہیں۔ جن کی روح حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ نے مرکز دارالعلوم دیوبند سے اپنے تلامذہ اور معتقدین میں پھونکی تھی۔

حضرت سید انور شاہ صاحبؒ نے تیسری طرف ملک کے شہسوار مفکر اور شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبالؒ کو اس فتنہ کی سنگینی کی طرف متوجہ کیا۔ جنہوں نے نظم و نثر اور نظر و فکر ہر طریقہ سے پڑھے لکھے اونچے طبقہ کو اس فتنہ سے خبردار کیا اور انگریز کے اس دور میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے آپ نے ہی کیا تھا اور یہ وہ نکتہ ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے ہی آپ کے ذہن رسا میں ڈالا تھا۔

چوتھی طرف مولانا ظفر علی خان جیسے بے باک صحافی، آتش بیان مقرر اور قادر کلام شاعر کو بھی حضرت شاہ صاحب کشمیری اور حضرت شاہ صاحب بخاری نے ان کے پیچھے لگا دیا تھا۔ ”الحب لله والبغض في الله“ کے تحت حضرت شاہ صاحب کو مرزا قادیانی سے کس قدر نفرت ہو چکی تھی اور آپ کے لب و لہجہ سے آپ کا مرزا غلام احمد سے بغض اس قدر نمایاں تھا کہ راقم الحروف نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے کہ مرزا قادیانی کا جب بھی ذکر کرتے تو قادیانی کذاب یا لعین یا شقی جیسی صفت کے بغیر کبھی اس کا نام نہ لیتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کشمیری کا ذکر آ گیا ہے تو ایک دو واقعات کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ جو میں نے اپنے اساتذہ سے سنے ہیں۔

میرے محبوب اور شفیق استاذ حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی ثم المدنی نے دوران درس ایک مرتبہ قادیانی مناظرین کا ذکر فرمایا کہ مرزائی کم بخت دارالعلوم دیوبند کی جامع مسجد میں مناظرے کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ غالباً ان میں عبدالرحمن مصری بھی تھا۔ جو اصلاً تو ہندی تھا مگر کچھ عرصہ مصر رہا تھا۔ ان قادیانیوں کا اصرار تھا کہ مناظرہ عربی زبان میں ہو۔ ہمارے حضرات نے فرمایا کہ عربی زبان میں کیا فائدہ ہوگا؟ عوام تو سمجھیں گے نہیں۔ جب بہت ہی اصرار بڑھا تو حضرت شاہ صاحب کشمیری نے جو مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھے یہ تمام کارروائی سن رہے تھے کہ بر ملا فرمایا کہ ان صاحبوں سے کہہ دو کہ ”مناظرہ عربی زبان میں ہوگا اور نظم میں ہوگا۔ تاکہ عربی پر قدرت اور علمیت کا پتہ چلے۔“ قادیانیوں نے جب شاہ صاحب کی یہ بات سنی تو بھاگ گئے۔

۲..... ریاست بہاولپور میں قادیانیوں کے کفر و اسلام کا ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ جب وہ آخری مراحل میں پہنچا تو شیخ الجامعہ حضرت مولانا محمد گھوٹوئی اور حضرت مفتی محمد صادق تمام علماء نے استدعاء کی کہ حضرت شاہ صاحب کا ایک علمی بیان عدالت میں ہونا چاہئے۔ شاہ صاحب ان دنوں خونیں بوا سیر کے سخت مریض تھے۔ ڈاکٹروں حکیموں نے سفر سے بالکل روک دیا تھا۔ کمزوری بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ لیکن جونہی شاہ صاحب کو دعوت پہنچی۔ آپ سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ بہاولپور سے مفتی صادق صاحب خود انہیں لینے دیوبند گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اگر قیامت کے روز حضور ﷺ نے یہ سوال کر لیا کہ میری ختم نبوت کا مقدمہ پیش تھا اور تجھے طلب کیا گیا اور تو نہیں گیا تو میں کیا جواب دوں گا؟

موت تو آنی ہی ہے۔ اگر اسی راستہ میں آگئی تو اس سے بہتر اور کیا ہوگا؟ تو حکیموں کے روکنے کے باوجود آپ تشریف لے گئے۔ حج صاحب جن کا نام محمد اکبر تھا۔ وہ حضرت شاہ صاحب کا بہت احترام کرتا تھا۔ آپ کو عدالت میں کرسی مہیا کی گئی اور حضرت شاہ صاحب کا

آخری معرکہ الآراء بیان ہوا اور قادیانیوں کی طرف سے اس پر جرح ہوتی رہی اور حضرت شاہ صاحبؒ جواب دیتے رہے۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان اور جرح ختم ہوئی۔ (حضرت شاہ صاحبؒ کا بیان اور اس پر جرح کے مکمل جوابات زبور طبع سے آراستہ ہو کر پہلی مرتبہ میدان میں آچکے ہیں) تو حضرت شاہ صاحبؒ نے قادیانیوں کے بڑے مناظر جلال الدین شمس کا ہاتھ پکڑا اور بڑے جوش میں فرمایا کہ جلال الدین اگر اب بھی تمہیں قادیانی کے کفر میں شبہ ہے تو آؤ میں تمہیں اسے جہنم میں جلتا ہوا دکھاؤں۔

یہ سن کر اس نے جلدی سے ہاتھ چھڑا لیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ دکھا بھی دیں تو میں کہوں گا کہ یہ استدراج یعنی کوئی شعبہ ہے، حقیقت نہیں۔ ہمارے حضرات کہتے ہیں کہ وہ بد بخت، بد نصیب تھا۔ اگر ہاں کر لیتا تو حضرت شاہ صاحبؒ پر اس وقت ایسی جذب کی حالت طاری تھی کہ وہ اسے کشفاً جہنم میں جلتا ہوا دیکھ رہے تھے اور دکھا بھی سکتے تھے۔

مقدمہ کی سماعت ہو جانے کے بعد جب حضرت شاہ صاحبؒ واپس دیوبند جانے لگے تو مولانا مفتی محمد صادقؒ اور دیگر علماء کو وصیت فرمائی کہ مقدمہ کا فیصلہ اگر تو میری زندگی میں ہو گیا تو میں سن لوں گا۔ اگر یہ فیصلہ میری وفات کے بعد ہو تو میری قبر پر آ کر سنایا جائے۔ چنانچہ حضرتؒ کی واپسی کے بعد آپ کی جلد وفات ہو گئی اور یہ فیصلہ آپ کی وفات کے بعد ہوا اور حضرت مولانا محمد صادقؒ حضرت شاہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق خصوصی طور پر دیوبند گئے اور شاہ صاحبؒ کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ فیصلہ سنایا۔

الحمد للہ فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوا تھا۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو کتنی فکر اور کتنا لگاؤ اس مسئلہ سے تھا کہ وفات کے بعد بھی جبکہ وہ عالم برزخ میں چلے گئے تھے۔ وہاں بھی آپ کو اس کا انتظار تھا۔ یہ اس وقت کے مسلمانوں کو اس فتنہ کے استیصال کی طرف متوجہ کرنے کی ایک صداء تھی جو شاہ صاحبؒ نے وصیت کی شکل میں بلند کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ اس دنیا کو الوداع کہنے والے تھے۔ اس کا بھی ایک واقعہ بروایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ سن لیں۔

حضرت علامہ افغانیؒ بھی علامہ کشمیریؒ کے اجلہ شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت علامہ افغانیؒ نے فرمایا کہ جب حضرت کشمیریؒ کا آخری وقت آیا۔ کمزوری بہت زیادہ تھی۔ چلنے کی طاقت بالکل نہ تھی۔ فرمایا کہ مجھے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں پہنچائیں۔ اس وقت کاروں کا زمانہ نہ تھا۔ ایک پاکی لائی گئی۔ پاکی میں بٹھا کر حضرت شاہ صاحبؒ کو دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں پہنچایا گیا۔

محراب میں حضرت کی جگہ بنائی گئی تھی۔ وہاں پر بٹھا دیا گیا۔ حضرت کی آواز ضعف کی وجہ سے انتہائی ضعیف اور دھیمی تھی۔ تمام اجلہ شاگرد حضرت کے ارد گرد ہمہ تن گوش بنے بیٹھے تھے۔ آپ نے صرف دو باتیں فرمائیں۔ پہلی بات تو یہ فرمائی کہ تاریخ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے۔ اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں۔ قادیانی فتنہ سے بڑا خطرناک اور سنگین فتنہ کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ حضور ﷺ کو جتنی خوشی اس شخص سے ہوگی جو اس کے استیصال کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے تو رسول اللہ ﷺ اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے اور پھر آخر میں جوش میں آ کر فرمایا کہ جو کوئی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنے آپ کو لگا دے گا اس کی جنت کا میں ضامن ہوں (انتہی)۔

سبحان اللہ! دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آخری وقت ہے۔ اگر فکر ہے تو اس فتنہ کی پھر آپ نے اس وقت اپنی فراست ایمانی سے دیکھ کر جو کچھ فرمایا آج واقعات اس کی کس قدر تصدیق کر رہے ہیں۔ یہ قارئین سے مخفی نہیں۔ آج یہ فتنہ زمین کے کناروں تک پہنچ گیا ہے۔ حضرت الاستاذ مؤلف ”چراغ ہدایت“ کی دعاؤں سے راقم آثم کو اس فتنہ کے تعاقب میں مشرق میں جزائر فنجی تک مغرب میں گھانا سیرالیون اور گیمبیا تک جنوب میں دنیا کی آخری نوک کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ تک اور شمال مغرب میں یورپ تک جانے کا اتفاق ہوا۔ ختم نبوت کے ان اسفار ہمہ میں میرے ساتھ ڈاکٹر خالد محمود صاحب تھے۔ مناظروں میں ہم اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ فتنہ دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا ہوا ہے۔ جہاں جہاں برطانوی استعمار تھا۔ وہاں وہاں اس نے اپنے خود کاشٹہ پودے کے بیج پہنچائے ہیں اور برطانوی نوآبادیات میں ہر جگہ اس فتنے نے نشوونما پائی ہے۔ انگریزی حکومت کی طرح اب امریکہ جیسی سپر طاقت بھی اس فتنہ کی پشت پناہی کر رہی ہے۔

حال ہی میں امریکہ نے پاکستان کو امداد دینے کے لئے جو شرائط رکھیں۔ ان میں ایک شرط یہ تھی کہ قادیانی جماعت پر جو تم نے پابندیاں عائد کی ہیں۔ وہ مذہبی آزادی کے منافی ہیں۔ جب تک وہ واپس نہیں لیں گے امداد نہیں ہوگی۔ قادیانیوں کی اس بین الاقوامی رسائی کے باوجود ان کا کیا حال ہو رہا ہے؟ یہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس ارشاد کے بالکل مطابق ہے۔ جو آپ نے اپنی فراست ایمانی سے اس وقت فرمایا تھا کہ انجام کار یہ فتنہ ختم ہو کر رہے گا۔ مؤلف کتاب چراغ ہدایت حضرت الاستاذ مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے اپنے اس جلیل القدر استاذ سے اس فتنہ کے رد

میں جو جذبہ پایا اور جو تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ نے اسے رائیگاں نہیں جانے دیا۔

ہمیشہ اپنے طلبہ اور معتقدین میں اس کی روح پھونکتے رہے۔ استاذ محترم فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ بھی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ کی کتاب عقیدۃ الاسلام حضرت الاستاذ سے سبقاً پڑھی تھی۔ مولانا محمد حیات صاحبؒ نے ایک دفعہ میرے سامنے یہ واقعہ بیان کیا کہ ۱۹۳۲ء میں جب قادیان کی سرزمین پر حضرت امیر شریعتؒ نے ختم نبوت کی تاریخی کانفرنس منعقد کی۔ تو ہم استاد شاگرد (یعنی مولانا محمد چراغ صاحبؒ اور مولانا محمد حیات صاحبؒ) دونوں کانفرنس میں شریک ہوئے اور وہاں سے مرزا قادیانی کی کتب کے دو عدد مکمل سیٹ خرید کر لائے اور مرزا قادیانی کی کتب کی ورق گردانی شروع کر دی۔

حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ نے گوجرانوالہ میں اپنے تدریسی فرائض کے ساتھ ساتھ اپنے قابل اور لائق شاگرد مولانا محمد حیات صاحبؒ کو رد قادیانیت کی پوری تیاری کرائی۔ حضرت استاد مولانا محمد حیات صاحبؒ رد قادیانیت کی تیاری مکمل کرنے کے بعد دورہ حدیث مکمل کئے بغیر میدان مناظرہ میں نکل آئے اور قادیان کے کفر گڑھ میں مستقل طور پر مجلس احرار اسلام کے دفتر میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے اور اس وقت تک وہیں موجود رہے۔ جب تک مرزا دجال کی ذریت وہاں پر موجود رہی۔ جب وہ لوگ پاکستان آ گئے تو حضرت استاذ بھی پاکستان آ گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ بخاری نے خالص دینی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کی اور ملتان میں اس کا مرکز قائم کیا۔ ملتان ہی میں علماء کو قادیانیت کے خلاف ٹریننگ دینے کے لئے مدرسہ تحفظ ختم نبوت بھی قائم کیا گیا۔ جس میں فارغ التحصیل علماء کو تین ماہ کا کورس کرایا جاتا تھا۔ اس مدرسہ میں پہلے استاذ مولانا محمد حیات صاحبؒ فاتح قادیان ہی مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا محمد حیاتؒ وہاں ایک مدت تک فارغ التحصیل علماء کو تیاری کراتے رہے۔ راقم آٹم نے حضرت الاستاذ سے اسی مدرسہ میں ۱۹۵۱ء میں ملتان میں تیاری کی تھی۔ بندہ ناچیز اس میدان میں جو کچھ بھی ٹوٹی پھوٹی خدمت اندرون ملک اور بیرون ملک سرانجام دے رہا ہے یا جو کچھ معلومات رکھتا ہے۔ یہ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کا تمام ترفیض ہے اور بالواسطہ حضرت الاستاذ مولانا محمد چراغ مؤلف کتاب چراغِ ہدایت کا فیض ہے۔ حضرت موصوفؒ میرے دادا استاذ ہیں۔ حضرت مولانا محمد چراغ کا یہ فیض صرف اسی عاجز تک محدود نہیں۔ جہاں جہاں حضرت استاذ کا فیض افادہ کار فرما رہا آپ نے وہاں قادیانیت کے خلاف ایک عملی روح پھونکی۔ اس الحاد کے خلاف فکری چراغ جلائے۔ جماعت اسلامی کے حلقوں میں بھی جہاں کہیں

آپ کو قادیانیت کے خلاف کوئی کام ملے گا۔ اس کے پیچھے حضرت مولانا محمد چراغ کی علمی، عملی اور فکری قوت ملے گی۔ جو آپ نے اپنے استاد حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب سے پائی تھی۔

مؤلف کتاب کے اس مختصر تعارف کے بعد اور کتاب چراغ ہدایت کے تعارف سے قبل مرزا قادیانی اور اس کی تحریک کا مختصر پس منظر بھی سمجھ لیجئے۔ اس سے کتاب سمجھنے میں بہت فائدہ ہوگا۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب برصغیر پر اپنا پنجہ استبداد اچھی طرح گاڑ لیا۔ تو انگریزوں نے اپنے قبضہ کو طول دینے اور استحکام حاصل کرنے کی خاطر کئی مختلف اقدامات کئے۔ اس نے ایک کمیشن مقرر کیا۔ سر ولیم ہنٹر کمیشن کی رپورٹ کے مطابق انہیں ایک ایسے آدمی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرے اور زبان و قلم سے جہاد کی منسوخی کا اعلان کرے اور انگریزوں کی اطاعت فرض قرار دینے کی خدمت سرانجام دے۔ اس خدمت کے لئے ان کی نظر انتخاب قادیان کے ایک قدیم وفادار خاندان پر پڑی۔ مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا آنجنمانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزی اقتدار کی اس طلب پر لبیک کہی، اور اس خدمت کو سرانجام دینے کے لئے کمر بستہ ہوا۔ چنانچہ مرزا قادیانی بڑے فخر سے اس خدمت کا اپنی کتابوں میں اعتراف کرتا ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ کیجئے جو ان کی اصل کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

..... ”اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا۔ اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ (برطانیہ) کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان مصروف رہا۔ پھر وہ بھی اس مسافر خانہ سے گزر گیا۔“

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ملحقہ شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۳۷۸)

..... ”دوسرا مقابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں۔ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

..... ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میری ہمیشہ

کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔“

(تزیان القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

.....۴ ”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔“

چنانچہ اس خدمت کو سرانجام دینے کے لئے اس نے تدریجاً مختلف روپ دھارے۔ پہلے پہل وہ اسلام کا خادم اور مناظر کے روپ میں قوم کے سامنے متعارف ہوا۔ پھر اس نے چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے مہدی معبود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پھر جب زمین کچھ ہموار ہو گئی تو اب جہاد کو ختم کرنے کے لئے اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ کیونکہ قرآن اور حدیث نبویہ کی رو سے مسیح علیہ السلام جب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے تو اہل کتاب یہود سے جنگ عظیم ہوگی۔

یہودی سب کے سب مارے جائیں گے حتیٰ کہ ایک یہودی بھی روئے زمین پر زندہ باقی نہیں رہے گا اور احادیث کے مطابق اگر کوئی یہودی پہاڑ یا درخت کی اوٹ میں چھپا ہوگا۔ وہ بھی پکار کر کہے گا کہ ادھر یہودی چھپا ہے۔ اسے قتل کریں اور تمام باطل ملتیں مٹ کر ایک ملت اسلام باقی رہ جائے گی۔ ”حتیٰ تکون الملل ملۃ واحدة“ کا نقشہ پورے عالم میں قائم ہوگا۔ جب کوئی کافر ہی نہیں رہے گا۔ جس سے جہاد کرنے کی ضرورت ہو تو ظاہر ہے کہ اس وقت جہاد عملاً ختم ہوگا نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول قادیانی جہاد کو حرام قرار دیں گے۔

اب مرزا غلام احمد کے لئے ضروری تھا کہ مسیح موعود ہونے کے کھلے دعوے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ رائج کرے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنا سابقہ عقیدہ تبدیل کر کے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور وفات مسیح ثابت کرنے کے لئے اس نے متعدد کتابیں لکھیں۔ جن میں توضیح المرام، فتح اسلام اور ازالہ اوہام مشہور ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی امت مسلمہ کے اس اجتماعی عقیدہ پر صرف باون سال کی عمر تک قائم رہا۔ بلکہ اس عقیدہ پر قرآن اور حدیث سے دلائل پیش کرتا رہا اور اس کی اشاعت و تبلیغ بھی کرتا رہا۔ اس پر بقول اس کے بارہ سال مسلسل وحی کا نزول بھی ہوتا رہا۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے

اس عقیدے پر قائم رہا جس پر چودہ سو سال سے امت متفق چلی آتی تھی۔ پھر بارہ سال بعد اس نے اپنا پہلا عقیدہ جسے وہ رسمی عقیدہ کہتا ہے، تبدیل کیا اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اختیار کیا اور اس میں یہاں تک آگے بڑھا کہ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو شرک عظیم قرار دیا۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

جس سے نہ صرف وہ خود مشرک عظیم ٹھہرا بلکہ چودہ سو سال کی پوری امت مسلمہ کو جن میں صحابہ کرامؓ تابعین عظامؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور اولیاء امت شامل ہیں، انہیں اور اربوں کھربوں مسلمانوں کو کافر اور مشرک بنا دیا۔ مسیح موعود نے تو آنا تھا۔ پوری دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے سو چاہئے تھا کہ اس کے پاس اس کے لئے وسائل اور دلائل ہوتے۔ لیکن جو کچھ ہوا وہ بالکل اس کے برعکس نہ صرف یہ کہ عیسائیوں اور یہودیوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا۔ بلکہ اس کے دعوے سے قبل جو مسلمان موجود تھے یا جو اس کے بعد ہوں گے۔ حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے وہ سب کے سب مشرک ہو گئے۔ اس کی پوری تفصیل آپ اس کتاب ”چراغ ہدایت“ میں بحوالہ جات کتب مرزا قادیانی ملاحظہ فرمائیں۔ اب جب انگریز کی خاطر حرمت جہاد کی ضرورت اس کے پیش نظر تھی۔ تو اس تقاضے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ گھڑا اور غلام احمد نے خود مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

پھر ضروری تھا کہ وہ ختم نبوت کے اجتماعی عقیدہ کا بھی انکار کرے۔ خود نبوت کا دعویٰ کرے۔ کیونکہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نبی اللہ کے الفاظ بھی موجود تھے۔ اس سے قبل وہ خود حضور اکرم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کو کفر قرار دے چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایک پہلے کے نبی تھے اور انہی کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی تھی۔ ان کا دوبارہ آنا عقیدہ ختم نبوت سے کسی طرح متصادم نہ تھا۔ لیکن نیا مسیح موعود تجویز کرنا اور اس نئے پیدا شدہ پر مسیح موعود کا لفظ منسوخ کرنا اس کا منطقی نتیجہ تھا کہ وہ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ چنانچہ اس نے بالصرحت مثیل مسیح بن کر نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر اپنے آپ کو حضرت محمد ﷺ کی بعثت ثانیہ قرار دے کر خود محمد مصطفیٰ اور احمد مجتبیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

..... ”پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

..... ۲ ”مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی

اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

اور پھر اسی پر اکتفاء نہ کیا۔ بلکہ آگے چل کر خود محمد مصطفیٰ ﷺ سے افضل ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ پھر اس سے بڑھ کر خدائی صفات اور پھر عین خدا ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا۔ کیونکہ جب مریدین و معتقدین کا ایک حلقہ قائم ہو گیا اور مرزا قادیانی کو یقین ہو گیا کہ میں جو بھی دعویٰ کروں۔ وہ اس پر ”امنا و صدقنا“ کی تسبیح پڑھ کر ایمان لے آتے ہیں تو اس کے لئے کوئی مشکل نہ رہی تھی۔ پہلے تو اسے مسیح موعود کا دعویٰ بھی مشکل نظر آتا تھا۔ لیکن جب اس دعویٰ کو ماننے والے دستیاب ہو گئے تو پھر راستہ ہموار ہو گیا اور راستہ کی کوئی مشکل باقی نہ رہی تو پھر جلد جلد منازل طے کرتے ہوئے خدائی کی آخری منزل تک پہنچ گیا۔ اس کی تمام تر تفصیل آپ کو اسی کتاب چراغ ہدایت سے دستیاب ہوگی اور راقم کے رسالہ ”مرزا قادیانی اور اس کے عقائد“ سے بھی مل سکتی ہے۔ یہاں پر اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین اکثر تین موضوعات پر بحث و مباحثے اور مناظرے ہوتے چلے آتے ہیں۔

۱..... پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے صدق و کذب اور اس کی پیش گوئیوں کے مباحث چلتے تھے۔

۲..... پھر وفات و حیات مسیح علیہ السلام۔

۳..... اور پھر اجراء نبوت و ختم نبوت کے موضوع سامنے آتے تھے۔ مگر پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے اس ترتیب کو بدل دیا اور اب وہ مرزا غلام احمد کے صدق و کذب پر بحث کرنے سے ہمیشہ کئی کتراتے ہیں۔ قادیانیوں کی سب سے بڑی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے دوسرے موضوع پر بحث و مباحثہ ہو اور اس میں لوگوں کو الجھایا جائے اور اس کے بعد پھر تیسرے موضوع اجراء نبوت پر بحث کی جائے۔ پہلے موضوع مرزا قادیانی کی سیرت و کریکٹر اور اس کے صدق و کذب پر بحث کرنے کے لئے وہ ہرگز تیار نہیں ہوتے اور بقول مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر مرحوم مرزائی مناظر کے سامنے زہر کا پیالہ رکھ دیں اور اسے کہیں کہ یا تو زہر کا پیالہ پی لے یا مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کر لے۔ تو وہ زہر کا پیالہ تو پی سکتا ہے۔ لیکن مرزا کی سیرت پر گفتگو نہیں کرے گا اور میرا ذاتی تجربہ بھی یہی ہے۔ حالانکہ کسی بھی مدعی کے دعویٰ پر بحث کرنے

سے قبل اس کے کریکٹر کو پرکھا جاتا ہے۔ اگر وہ ایک سچا اور شریف انسان ہی ثابت نہ ہو تو دوسری بحثوں میں پڑنا خواہ مخواہ وقت کا ضائع کرنا ہوگا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے ہر دو جانشینوں حکیم نور الدین اور مرزا بشیر الدین محمود نے اس کا صاف صاف خود اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

..... ”خاکسار (مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرماتے تھے کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔“ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۸۸، روایت نمبر ۱۰۹)

۲..... ”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے۔ تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعوائی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے۔ الغرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں۔ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے۔ تو اس کے تمام دعوائی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔“ (دعوت الامیر، مصنف مرزا بشیر الدین محمود، ص ۴۹، ۵۰)

نوٹ..... مذکورہ بالا دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہئے۔ اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعوائی وغیرہ پر بحث کرنا فضول ہے۔

اسی بناء پر ہم قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ دوسری بحثوں میں الجھنے اور وقت ضائع کرنے کی بجائے پہلے یہ دیکھیں کہ مرزا قادیانی اپنی تحریرات کی روشنی میں ایک شریف انسان بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن مرزائی یہ ذلت و رسوائی برداشت کر سکتے ہیں۔ زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی سیرت و کریکٹر پر بحث کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوں گے۔

رہا دوسرا موضوع حیات مسیح کا۔ تو یہ ایک خالص علمی موضوع ہے۔ قادیانیوں کی سب سے پہلے کوشش ہوتی ہے کہ اس موضوع پر گفتگو ہوتا کہ مرزا قادیانی کی ناپاک سیرت لوگوں کے سامنے نہ آسکے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار اسی مسئلہ کو بنا رکھا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ نزول مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ نہ دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے۔ بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی بھی یہ لکھتا ہے کہ یہ ایک اجتہادی غلطی ہے اور اس قسم کی اجتہادی غلطی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں بنی اسرائیلی انبیاء سے بھی ہوتی آتی ہے اور اس غلطی

پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ یہ غلطی تو حضور ﷺ کے بعد بہت جلد پھیل گئی تھی اور بڑے بڑے اولیاء اور مقررین کا یہی عقیدہ تھا۔ حتیٰ کہ بعض صحابہؓ جیسا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

..... ”اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

۲..... ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا کہ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“ (احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص ۲ مفہوم، خزائن ج ۲۵ ص ۴۶۴)

۳..... ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ صرف اجتہادی خطا ہے۔ جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۰، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲)

جب نزول مسیح کا عقیدہ ایمان کا جز نہیں، دین کا رکن نہیں۔ حقیقت اسلام سے اس پیش گوئی کا کوئی تعلق نہیں اور محض اجتہادی غلطی ہے۔ اس جیسی غلطی (العیاذ باللہ) انبیاء علیہم السلام سے بھی ہوتی رہتی تھی۔ جس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور یہ غلطی حضور ﷺ کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ اربوں کھربوں مسلمان اس غلطی پر وفات پا چکے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء کرام، ائمہ عظام، مقررین امت حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہؓ جیسے صحابی کا بھی یہی عقیدہ تھا اور باون سال کی عمر تک مرزا

قادیانی کا نہ صرف یہ عقیدہ تھا بلکہ قرآن اور حدیث سے اس عقیدہ کو ثابت کرتا رہا۔ جسے بعد میں جا کر شرک عظیم قرار دے دیا۔ اب آپ ازراہ انصاف خود فیصلہ فرمائیں کہ اس مسئلہ پر بحث مباحثہ اور گفتگو کرنے کی کیا ضرورت باقی رہی اور جبکہ مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ میں اس غلطی کی اصلاح کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ حضور ﷺ کے زمانہ سے یہ غلطی چلی آتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کوئی اہم بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی اسی وقت اصلاح فرما دیتے جب یہ غلطی پیدا ہوئی تھی۔ پھر مرزا قادیانی کا یہ ملفوظ بھی موجود ہے کہ ہماری یہ عرض ہرگز نہیں کہ ہم حیات و وفات مسیح پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھریں۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اب قادیانیوں کو بحث مباحثہ کے لئے اور کوئی موضوع ہی نہیں ملتا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ ہمیں اس پر جھگڑے اور مباحثے نہیں کرنے چاہئیں تو مرزائیوں کو شرم کرنی چاہئے کہ کم از کم اپنے من گھڑت مسیح موعود کی ہدایت پر تو انہیں عمل کرنا چاہئے۔ ہاں! اصل موضوع بحث مدعی ماموریت مرزا قادیانی کی ذات ہے کہ آیا وہ اپنی تحریرات کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

اور جبکہ اس کے دونوں خلفاء نے بھی یہ فیصلہ دے دیا کہ سب سے پہلے مدعی کو دیکھنا چاہئے کہ واقعی وہ سچا اور راست باز ہے یا نہیں۔ دوسری بحثوں میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ پھر دیکھئے کہ جن حضور ﷺ کا ظل اور بروز ہونے کا مرزا قادیانی مدعی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دعویٰ پیش کرنے سے قبل صفا پہاڑی پر چڑھ کر پہلے قریش کے سامنے اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی تھی کہ اے سرداران قریش! اے میرے قبیلے والو! میں نے چالیس سال کی زندگی تمہارے سامنے گزاری ہے۔ میری چالیس سالہ زندگی کا ایک ایک ورق تمہارے سامنے ہے۔ ”کیف وجدتمونی هل وجدتمونی صادقاً او کاذباً“ ﴿کیا تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا؟﴾ سب نے یک زبان ہو کر کہا: ”جربناک مرارا ما وجدنا فیک الا صدقاً“ کہ ہم آپ کو بار بار آزمائے ہیں۔ آپ میں سوائے سچائی کے اور کوئی چیز نہیں پائی۔

مرزا قادیانی بھی اگر واقعی حضور ﷺ کا ظل ہے۔ تو اسے اور اس کے پیروکاروں کو بھی تمام مسائل سے پہلے اس کی زندگی پیش کرنی چاہئے۔ لیکن مرزائی اس کی زندگی پر بحث کرنا موت سے بھی زیادہ گراں جانتے ہیں۔

اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی کیسی ہے۔ اس لئے تو کہتے ہیں کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ اگر اس کی زندگی عیوب سے پاک صاف ہے۔ تو قادیانی اس پر بحث کیوں

نہیں کرتے؟ پھر ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ اگر کوئی شخص بفرض محال نبوت کو جاری بھی مان لے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قادیانیوں کی طرح فوت شدہ تسلیم کرے۔ جیسا کہ بہائی فرقہ کا عقیدہ ہے۔ لیکن مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے۔ اسے جھوٹا یقین کرے تو کیا قادیانی اس شخص کو جھوٹا تسلیم کریں گے؟

جبکہ وہ ان کے دونوں عقیدے تسلیم کر چکا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جب تک وہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اور جہنم سے نہیں بچ سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننے تب بھی قادیانیوں کے نزدیک کافر اور فوت شدہ ماننے تب بھی کافر۔ نبوت کو بند ماننے تو بھی کافر۔ جاری ماننے تو بھی کافر اور جہنمی۔ جس کی واضح مثال بہائیوں کی موجود ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک بہائی بھی اسی طرح کافر اور جہنمی ہیں۔ جس طرح ہم مسلمان ان کے نزدیک کافر اور جہنمی ہیں۔

مرزا ابیہر الدین محمود کہتا ہے کہ کل مسلمان جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی۔ خواہ انہوں نے ان کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اصل موضوع بحث مرزا قادیانی کی ذات ہے۔ دوسری بحثوں میں پڑنا اور اصل موضوع سے پہلو تہی کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ امت مرزا سے کوہمارا چیلنج ہے کہ وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں، مرزا قادیانی کی سیرت اور کریکٹر پر ہم سے بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن بقول کے:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قادیانی ہر ذلت برداشت کر سکتا ہے۔ بلکہ موت قبول کر سکتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی زندگی پر بحث اور مناظرہ نہیں کر سکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی اپنی تحریرات کی روشنی میں ایک سچا اور شریف انسان ثابت ہو جائے تو ہم اس کے تمام دعاوی پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئیں گے اور ہم کسی دیگر موضوع پر بحث مباحثہ نہیں کریں گے۔ قارئین کرام اس نقطہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں اور جب بھی کسی قادیانی سے گفتگو کا موقع ملے۔ تو صرف اور صرف مرزا قادیانی کی سیرت پر بحث کریں۔ دوسری بحثوں میں پڑ کر وقت ضائع مت کریں۔ اگر وہ سچا ہو جائے تو ہر بات میں سچا اور اگر وہ ایک بات میں بھی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر وہ بقول اپنے کسی بات میں بھی سچا نہیں ہے۔ سب میں جھوٹا ہے اور بقول مرزا قادیانی کے: ”جو شخص ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے۔ اس کا کسی بات پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

اس مختصر اور ضروری تمہید کے بعد اب راقم اصل کتاب ”چراغ ہدایت“ کے متعلق چند ضروری گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ یہ کتاب حضرت الاستاد کے تنقیدی مطالعہ کا حاصل اور نچوڑ ہے۔ آپ نے ہر پہلو سے مرزا کی کتب اور تحریروں کا جائزہ لیا اور مرزا قادیانی کی ہر بات کا توڑ اور اس کے ہر دعویٰ کا رد اس کی تحریروں سے پیش کیا ہے۔ پھر خصوصیت سے مرزا قادیانی کی جہالت اور غبات اور کور علمی پر مرزا کی قرآن دانی، مرزا کی حدیث دانی، مرزا کی تفسیر دانی، مرزا کی اصول تفسیر دانی اور اصول حدیث دانی، مرزا کی صرف و نحو دانی، مرزا کی بلاغت دانی، مرزا کی تاریخ دانی، مرزا کی حساب دانی غرضیکہ ہر فن میں اس کی ایسی اغلاط واضح ہیں کہ معمولی علم کا آدمی بھی مرزا غلام احمد کی پوری حقیقت سمجھ سکتا ہے۔

یہ کتاب منفرد مناظرانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ علماء، طلباء اور مناظر حضرات کے لئے یہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔ معلومات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ مرزا کی سیرت ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام تینوں مضامین کو اس میں حضرت الاستاد نے اپنے خاص انداز میں لیا ہے۔ تینوں موضوعات سے آپ کسی موضوع پر گفتگو کرنا چاہیں تو آپ کو اس کتاب سے اتنا مواد ملے گا کہ آپ کو کسی اور کتاب کی حاجت نہیں رہے گی۔ اسے مرزائیت کا انسائیکلو پیڈیا کہیں تو یہ آپ کا حق ہے۔ کتاب میں محض عبارت آرائی نہیں ہے۔ بس مواد ہی مواد ہے۔ آئندہ چل کر اگر کوئی صاحب فن اس پر کام کرے تو اسے کئی جلدوں میں پھیلا یا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس محنت اور عرق ریزی کو قبول فرمائیں اور بھٹکے ہوئے اور گمراہ لوگوں کے لئے اس کو ”چراغ ہدایت“ بنائیں۔ آمین!

نوٹ..... حضرت الاستاد نے کتاب ”چراغ ہدایت“ نظر ثانی اور مقدمہ کے لئے بھیجی تھی۔ بندہ ناچیز اپنے کو قطعاً اس کا مستحق نہیں سمجھتا کہ اپنے فاضل استاد کی کتاب کا مقدمہ تحریر کرے۔ یہ حضرت کی شفقت اور ذرہ نوازی ہے کہ مجھ ناچیز کو حکم فرمایا حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان میں کبھی کبھی وقت نکال کر دیکھتا رہا۔ لیکن قطر کے دورہ میں رمضان میں ہمراہ لے گیا اور وہاں جا کر نظر ثانی مکمل کی۔ مقدمہ مری میں شروع ہوا۔ مسودے کے دو ورق گم ہو گئے۔ اب مدینہ منورہ کی پاک سرزمین پر اسے پورا کیا۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کتاب کے ساتھ اس مقدمہ کو بھی نافع فرمادیں۔ آمین!

حضرت مؤلف کا پوتا شاگرد

سفیر ختم نبوت منظور احمد چنیوٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ الْاَمِیْنِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ !

ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی اصول کا ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جس پر امت مسلمہ تیرہ سو سال سے متفق چلی آتی تھی۔ لیکن نفس پرستوں اور ازلی بد بختوں نے ہمیشہ مسئلہ کی اہمیت کو کم کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ موجودہ زمانہ میں قادیانی دجال نے خود کو نبی منوانے کی سعی کی ہے اور اس طرح اسلام میں رخنہ اندازی کی کوشش کی اور ختم نبوت کی مہر کو توڑنا چاہا۔ مگر الحمد للہ کہ مسئلہ بفسلہ تعالیٰ ویسے کا ویسے ہی صاف رہا اور مرزا قادیانی کے اختلافات اقوال نے آپس میں ٹکرا کر بھی مرزا کو واصل جہنم کر دیا۔ اس مسئلہ پر اگرچہ علماء کرام نے ہر پہلو سے عقلاً و نقلاً بحثیں کر کے علمی مذاق کو سیر حاصل کر دیا ہے۔ لیکن ایک پہلو ابھی تشہ تھا۔ جس پر حسب منشاء روشنی نہ ڈالی گئی تھی۔ وہ پہلو مرزا قادیانی دجال کے مسلمات کا تھا کہ مرزا قادیانی کے اقوال سے ہی الزاماً اس کا اور اس کی امت کا منہ بند کر دیا جائے۔ اس لئے بندہ کی تمام تر توجہ کا مرکز مرزا کے اقوال اور تحریرات ہی رہے گی۔ (وباللہ التوفیق)

قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ختم نبوت کو ختم ثابت کرنا تشہ اثبات نہیں۔ اس پر مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے کافی بحث کی ہے اور ایک ضخیم رسالہ اسی موضوع پر لکھ کر امت کو بے نیاز کر دیا ہے۔ ”جزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین“ لیکن میں بطور تبرک چند آیات اور احادیث کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کی جزو لازم ٹھہرایا۔ وہاں انبیاء و رسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جزو قرار دیا ہے اور انبیاء کرام کی نبوتوں کو ماننا اور ان پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت و وحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارتاً نہ کنایتاً۔ حالانکہ پہلے انبیاء کی نسبت آنحضرت ﷺ کے بعد کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی وحی تو گزر چکی۔ امت مرحومہ کو تو

سابقہ پڑنا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کی نبوتوں سے مگر ان کا نام و نشان تک نہ ہونا۔ بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا صاف اور روشن دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطاء نہ کی جائے گی۔ مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیے۔

۱..... ”یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلك وبالآخرة“ (بقرہ: ۴)“
 ﴿ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔﴾

۲..... ”یا اهل الكتاب هل تنقمون منا الا ان آمنوا بالله وما انزل الینا وما انزل من قبل (مائتہ: ۵۹)“ ﴿اے اہل کتاب تم لوگ ہم سے صرف اس چیز کو ناپسند کرتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ہیں اور اس چیز پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل کی گئی ہے۔﴾

۳..... ”لکن الراسخون فی العلم منهم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلك (نساء: ۱۶۲)“ ﴿لیکن ان میں سے پختہ علم والے لوگ اور مومن لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی ہے۔﴾

۴..... ”یا یہا الذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل (نساء: ۱۳۶)“ ﴿اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور کتاب کو جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب کو جو اس سے پہلے نازل کی گئی ہے۔ مانو!﴾

۵..... ”الم ترالی الذین یزعمون انهم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلك (نساء: ۲۰۰)“ ﴿کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو سمجھتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کی گئی ہے۔﴾

ابعض ناواقف لوگ مرزا کی نبوت منوانے کے لئے بالآخر ہم یوتنون کی آیت کو بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں اور آخرت سے مراد آخری نبوت یعنی مرزا کی نبوت مراد ٹھہرایا کرتے ہیں۔ لیکن خود مرزا قادیانی اس جگہ آخرت سے مراد قیامت سمجھتا ہے۔ (دیکھو احکم نمبر ۲ جلد نمبر ۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵، کالم نمبر ۳۰۲، ملفوظات ج ۸ ص ۳۰۷) اس میں مرزا قادیانی نے بالآخر ہم یوتنون کا ترجمہ ”اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں“ کیا ہے اور پھر لکھتا ہے ”قیامت پر یقین رکھتا ہو۔“

۶..... ”ولقد اوحى اليك والى الذين من قبلك لئن اشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين (زمر: ۶۵)“ ﴿وحی کی گئی ہے تیری طرف اور ان لوگوں کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے ہیں اور اگر تو شرک کرے گا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو خاسرین میں سے ہوگا۔﴾

۷..... ”كذلك يوحى اليك والى الذين من قبلك الله العزيز الحكيم (شوری: ۳)“ ﴿یونہی تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف خدا غالب و حکیم وحی کرتا رہا ہے۔﴾ مندرجہ بالا تمام آیات میں خدا تعالیٰ نے ہمیں صرف ان کتابوں، الہاموں اور حیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم نے صرف انہی انبیاء کو ماننے کا تقاضا کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔

یہ چند آیات لکھی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں ”من قبل یا من قبلك“ کا صریح طور پر ذکر تھا۔ اب چند وہ آیات بھی ملاحظہ فرمائیے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا۔ وہ ماضی میں حاصل ہو چکا اور انہی کا ماننا داخل ایمان ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کی جزو لازمی قرار دی گئی ہو۔

۸..... ”قولوا آمنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم (بقرہ: ۱۳۶)“ ﴿کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کی گئی اور اس پر جو حضرت ابراہیم پر نازل کی گئی۔﴾

۹..... ”قل آمنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم (آل عمران: ۸۴)“ ﴿کہہ دو کہ ہم نے مان لیا اللہ تعالیٰ کو اور اس کو جو ہماری طرف نازل کی گئی اور اس کو جو حضرت ابراہیم کی طرف نازل کی گئی۔﴾

۱۰..... ”انا ووحينا اليك كما ووحينا الى نوح والنبيين من بعده و اوحينا الى ابراهيم واسماعيل (نسا: ۱۶۳)“ ﴿ہم نے وحی کی تیری طرف جیسے کہ وحی کی نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف اور جیسے کہ ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل کی طرف۔﴾ ان تینوں آیات میں اور ان جیسی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کی نبوت اور رسالت کو کہیں

صراحتہً و کنایۃً یا اشارتاً ذکر تک نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت و رسالت سے نوازا نہ مقدر تھا۔ پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی ہے اور بعد میں نبوت کی راہ کو ابداً آباد کے لئے مسدود کر دیا گیا ہے اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔

آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی بھی آیت لکھ دوں جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت ہی کو اٹھا دے اور وہ ایسی فلاسفی بتا دے کہ جس پر یقین کر کے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ: ۳)“ ﴿آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔﴾

اس ارشاد خداوندی نے بتا دیا کہ دین کے تمام محاسن مکمل اور پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی متمم یا مکمل کی ضرورت نہیں رہی۔ ظاہر ہے جب کسی متمم یا مکمل کی ضرورت نہیں تو یقیناً آج کے بعد کسی کو نبی بنانے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

اس آیت کا معنی میں مرزا قادیانی کی زبان سے ہی کروا دیتا ہوں۔ مرزا نے اپنی کتاب (تحفہ گولڈ ویس ۵۱، خزائن ج ۷ ص ۱۷۴) پر لکھا ہے کہ: ”ایسا ہی آیت ”الیوم اکملت لکم دینکم“ اور آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔“

نیز قرآن مجید نے اشارتاً ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جتنے نبی ہو چکے ہیں۔ وہ سب کے سب آپ ﷺ سے پہلے ہی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

”واذا خذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران: ۸۱)“ ﴿اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آئے گا تمہارے پاس رسول جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی امداد کرنا ہوگی۔﴾

اس جگہ یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے بعد آئیں گے۔ اسی آیت کو مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳) میں نقل کر کے اس کے بعد یہ

تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں ”ثم جاء کم رسول“ سے مراد آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔

قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔ خود مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں: ”سیدنا مولانا حضرت مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر و کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

(دین الحق ص ۱۲۷ از اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء ص ۱، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

میں قرآن مجید کا نقشہ نبوت حضرات ناظرین کرام کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی تو اس وقت حکم خداوندی حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدیں الفاظ پہنچایا گیا۔

”قلنا اھبطوا منها جمیعاً فاما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یخزنون (بقرہ: ۳۸)“ ﴿ہم نے کہا یہاں سے اتر جاؤ سب کے سب پھر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آوے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ ان لوگوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔﴾

طہ میں ہے کہ: ”قال اھبطا منها جمیعاً بعضکم لبعض عدو فاما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا یضل ولا یشقی“

اس مضمون کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ دوسری جگہ ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کو آج کل مرزائی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری ثابت کرنے کے لئے بالکل بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یخزنون (اعراف: ۳۵)“ ﴿اے آدم کی اولاد تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے اور تم پر میری آیات بیان کریں گے۔ تو جو پرہیزگاری اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا۔ ایسے لوگوں پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ کوئی غم۔﴾

ان دونوں آیات میں ابتداء فرینش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم اور نوع انسان کو حکم دیا ہے کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں اور حضرت آدم کے بعد انبیاء و رسل بکثرت ہوں گے اور لوگوں کے لئے ان

کی اتباع کرنا ضروری ہوگا۔ اس جگہ رسل کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء کی تجدید و تعیین نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم صلی اللہ کے بعد کافی تعداد میں انبیاء کرام مبعوث ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا۔ تو اس میں بھی یہی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بھی بکثرت انبیاء ہوں گے۔

”وَلَقَدْ ارسلنا نوحا و ابراہیم و جعلنا فی ذریتہما النبوة و الکتاب فممنہم مہتد و کثیر منهم فاسقون ثم قفینا علی اثارہم برسلسنا (حدید: ۲۶)“
 ﴿ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت مقرر کر دی۔ کچھ ان میں سے ہدایت یافتہ ہیں اور بہت سے فاسق ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے بہت سے رسول بھیجے۔﴾

اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ ان کے بعد بھی کافی تعداد میں انبیاء کرام تشریف لائے اور یہاں بھی رسل کا لفظ فرمایا۔ کوئی تجدید و تعیین نہیں فرمائی۔ علیٰ ہذا القیاس یہی سنت اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی رہی اور بعینہ یہی مضمون مندرجہ ذیل آیت میں صادر ہوا۔

”وَلَقَدْ آتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسلس (بقرہ: ۸۷)“
 ﴿یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد رسولوں کو بھیجا۔﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی باب نبوت بند نہیں ہوا تھا اور اس کے بعد انبیاء کرام بکثرت آتے رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بالرسلس کہہ کر ارشاد فرمایا۔ صرف یہ تین آیتیں اس لئے ذکر کی گئیں کہ معلوم ہو جائے کہ اولوالعزم انبیاء کرام کے بعد سنت خداوندی کیا کچھ چلتی رہی۔

لیکن جب حضرت مسیح علیہ السلام کی باری آئی تو اس مبشر احمد نے آ کر دنیا کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اب میرے بعد سلسلہ نبوت اس کثرت اور غیر محدود نہیں جیسے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ بلکہ ان کے زمانہ میں نبوت میں ایک نوع کا انقلاب ہو گیا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ الرسل کے لفظ سے انبیاء کی آمد کو بیان کیا جاتا تھا۔ اب واحد کا لفظ برسلس کہہ کر ارشاد کیا اور بجائے اس کے حسب سابق غیر محدود اور غیر معین رسولوں کے آنے کا ذکر کیا جاتا۔ طریق بیان کو بدل کر صرف ایک رسول کے آنے کی اطلاع دی اور اس کے اسم مبارک (احمد) کی بھی تعیین فرمادی کہ کوئی شقی ازلی یہ دعویٰ نہ کرنے لگے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

(جیسے مرزا قادیانی کی امت آج کل یہ ہانگ دیا کرتی ہے کہ بشارت احمد کا مصداق مرزا قادیانی) ارشاد ہوا ہے۔

”وَأَذَقَال عِيسَىٰ بن مريم يا بنى اسرائيل انى رسول الله اليكم مصدقا لما بين يدي من التوراة ومبشرا برسول ياتى من بعدى اسمه احمد (صف: ۶)“ ﴿جب کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سامنے کی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا اسم پاک احمد ہوگا۔﴾

آنے والے نبی کریم ﷺ کا نام بتا کر تعین بھی کر دی اور کہا کہ اب میرے بعد ایک اور صرف ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔ انبیاء سابقین نے تو اپنے بعد کے زمانہ میں بصیغہ جمع کئی رسولوں کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے صرف ایک رسول احمد کی ہی بشارت و خوشخبری دی اور جب وہ رسول خاتم الانبیاء والمرسلین ع آمد بود فخر الاولین تشریف فرما ہوا تو خدا نے ساری دنیا کے سامنے اعلان فرما دیا کہ اب وہ رسول کریم ﷺ جس کی طرف نگاہیں تاک رہی تھیں۔ وہ تشریف فرما ہو گیا ہے۔ وہ خاتم النبیین ہے اور اس کے بعد کوئی نیا شخص نبوت کے اعزاز سے نہیں نوازا جائے گا۔ بلکہ وہ نبوت کی ایسی اینٹ ہے۔ جس کے بعد نبوت کے دروازہ کو بند فرما دیا گیا ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو:

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)“ ﴿محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔﴾

یعنی آنحضرت ﷺ جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ وہ آپ کے اور آ کر نبوت پر مہر کر دی۔ اب آپ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی۔ جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انبیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریق بیان نبوت کے سلسلہ کی ان کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا کہ جو حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔

نوٹ..... کیونکہ مرزا قادیانی کی امت حسب مقولہ: پیراں نئے پرند، مریداں ہی پرانند۔“ بشارت احمد کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ بلکہ مرزا محمود قادیانی

نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ: ”اس آیت کا مصداق میرے باپ کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔“

(انوار خلافت ص ۱۸، ۲۱، مؤلفہ محمود احمد قادیانی)

اس لئے لگے ہاتھوں میں اس کی بھی تردید کر دوں۔

..... ایک تو محمود احمد قادیانی کا قول اس لئے باطل ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی آمد کی خوشخبری حضرت مسیح علیہ السلام نے یقیناً بیان کی تھی۔ لیکن بقول طائفہ مرزائیہ بشارت احمد کا مصداق تو قادیانی مرزا ہے۔ تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بشارت اور کون سے قرآن مجید میں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح نے تو صرف ایک ہی رسول ﷺ کی آمد کی اطلاع دی تھی اور وہ نبوت قادیانی سے نمودار ہو گئی۔ تو آنحضرت ﷺ کی نبوت تو خاتم بدہن بالکل معدوم ہو گئی اور پھر یہ ثابت کر دو کہ قرآن مجید میں مبشر رسولین ہے۔ یعنی حضرت مسیح نے فرمایا کہ میرے بعد دو رسول آئیں گے۔ ایک حضرت احمد مدنی ﷺ اور دوسرا مرزا قادیانی علیہ ما علیہ۔ حالانکہ حضرت مسیح نے تو دو رسولوں کی خبر نہیں دی۔ نہ قرآن مجید اس کی بشارت دیتا ہے اور نہ ہی کتب جدید و قدیم۔

.....۲ دوم اس لئے کہ خود مرزا غلام احمد تسلیم کرتا ہے کہ بشارت احمد آنحضرت ﷺ کے لئے ہے۔ ملاحظہ ہو قول مرزا قادیانی:

(ملفوظات احمدیہ سلسلہ اشاعت لاہور ص ۱۵۳، حصہ اول مثلہ آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲، خزائن ج ۵ ص ۵۵ ایضاً)

”پھر آپ کا ایک اور نام بھی رکھا گیا وہ احمد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح نے اس نام کی پیش گوئی کی تھی۔ ”مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ یعنی میرے بعد ایک نبی آئے گا۔ جس کی بشارت دیتا ہوں اور اس کا نام احمد ہوگا۔“

(سلسلہ اشاعت لاہوری ص ۱۷۷، حصہ اول)

”حضرت رسول کریم کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح نے کیا۔“ یاتی من بعدی اسمہ احمد من بعدی“ کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فضل آئے گا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیال میں احمد رسول سے مراد احمد مدنی ﷺ ہی ہیں۔ اب باپ بیٹا آپس میں فیصلہ کریں کہ کون جھوٹا ہے اور کون سچا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے حوالہ (ص ۱۷۷) سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح بن مریم اور رسول احمد کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا تو محمود قادیانی کے خیال کے مطابق اگر احمد سے مراد مرزا

قادیانی ہے۔ تو اب حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیان اور مرزا قادیانی کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ العلی العظیم!

نبوت مدنی تو گویا درمیان سے معدوم ہی ہوگئی۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار“
آیت خاتم النبیین کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) میں لکھا ہے:
”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ یعنی حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

روح المعانی (ج ۲۲، ص ۳۲) میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے۔

(صراح ص ۴۶۷)..... ”خاتم الشی آخره و محمد خاتم الانبیاء بالفتح ﷺ“

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۶۲ ج ۶)..... ”فهذه الایة نص علی انه لا نبی بعده“

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۶۷ ج ۶)..... ”وقد اخبر الله تعالیٰ فی کتابه ورسوله ﷺ فی

السنة المتواترة عنه، انه لا نبی بعده و المدعی بعده ضال مضل دجال“

(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)..... ”انقطاع حدوث وصف النبوة فی احمد من

الثقلین بعد تحلیته علیہ الصلوٰۃ والسلام بها فی هذالانشاء“

(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲)..... ”وانه ﷺ خاتم النبیین بالکتاب و السنة

و لاجماع۔ ملخصاً“

(تفسیر خازن ص ۲۱۸ ج ۵)..... ”خاتم النبیین ختم به النبوة بعده“

(تفسیر مدارک ص ۲۱۱)..... ”خاتم النبیین آخر هم یعنی لا ینبأ احد بعده“

(شرح عقائد نسفیہ ص ۱۰۱)..... ”ثبت انه آخر الانبیاء.....“

اب میں مرزائیوں کے ایک اور ڈھکوسلے کا بھی ذکر کر کے اس کی تردید کر دوں۔

بعض اوقات مرزائی قادیانی کہا کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی نبوت کو بند کرنے والا نہیں۔ بلکہ نبوت جاری کرنے والا یا انبیاء کی زینت وغیرہ مراد ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اگر خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہو تو اس کا معنی بند کرنے کا نہیں ہوتا۔ دوم اس لئے کہ آنحضرت ﷺ مہر لگا کر نبی بھیجنے والے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ نبی گر ہیں۔ میں ثابت کروں گا کہ کسی چیز پر مہر لگ

جانا بند ہو جانے کے مترادف ہے۔ اگر مہر لگانے والا ہی معنی کیا جائے۔ تو اس کا مطلب بھی نبوت کو ختم اور بند کرنے والا ہی ہوگا۔
خاتم النبیین کی اضافت

اب مرزا قادیانی کے چند وہ اقوال پیش خدمت ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے خاتم کے لفظ سے بند کرنے والا مراد لیا ہے۔ وہی حوالہ لیجئے جس میں مرزا قادیانی نے خاتم النبیین والی آیت کا معنی بند کرنے والا نبیوں کا کیا ہے۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ یعنی ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔“

(ملفوظات احمدیہ ص ۲۱ ج ۱، سلسلہ اشاعت لاہوری) ختم نبوت کے متعلق میں پھر لکھتا ہے کہ: ”خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ پر ختم کیا..... اور نبوت ختم ہوگئی۔“ ان دونوں مقامات پر خاتم النبیین کا معنی مرزا قادیانی نے یہی کیا ہے کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور سب معانی میں سے بڑا اعلیٰ معنی یہی ہے۔ ذیل میں چند ایسی عبارتیں حاضر خدمت ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے خاتم کو جمع کی طرف مضاف بنایا اور اس کے معنی بند کرنے کے مراد لئے ہیں۔

..... (برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶، خزائن ج ۲ ص ۱۱۳) ”باایں ہمہ میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا۔ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔“ (تزیق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱ ص ۴۷۹)

یہاں مرزا قادیانی خود کو خاتم الولد کہتا ہے اور اس کا معنی یہ کرتا ہے کہ میرے بعد میرے والد کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوا۔ کیا اس جگہ یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ مرزا کے بعد ان کے والد کے بھی مرزا قادیانی کے مہر زدہ بچے پیدا ہوئے۔

..... ۲ (ازالہ اوہام ص ۶۴۵، خزائن ج ۳ ص ۴۴۸) ”ایسے زمانے میں خدا تعالیٰ نے مسیح بن مریم کو بنی اسرائیل کے نبیوں کا خاتم الانبیاء کر کے بھیجا۔“

اس جگہ کیا حضرت مسیح کو بھی مہر میں لگا لگا کر بھیجنے والا اور نبی گر کہو گے یا یہ کہا جائے گا کہ حضرت مسیح بنی کا آخری نبی تھا۔

..... ۳ (تحفہ گولڈویہ ص ۵۶، خزائن ج ۱ ص ۱۸۲) ”سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء تھے۔“ اس جگہ بھی آخری نبی ہی مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔

۴..... (چشمہ معرفت ص ۳۱۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۳) ”مسیح موعود کے کئی نام ہیں۔ مجملہ ان کے ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے۔“ یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر میں آنے والا ہے۔ اس جگہ مرزا نے خاتم کو جمع کی طرف مضاف کر کے اس کی تفسیر بھی لفظ ”آخری“ کے ساتھ کی ہے۔

۵..... رسالہ (الفرق فی آدم و المسیح الموعود ص ب، ملحقہ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۰۹) ”کما کان عیسیٰ خاتم الخلفاء السلسلۃ الکلیمیہ وکان لما خاخر اللبنة وخاتم المرسلین“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسویہ سلسلہ کے آخری خلیفہ تھے اور آخری اینٹ تھے اور خاتم المرسلین تھے۔ کیا یہاں یہ مراد ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح اپنے بعد کے نبیوں کو مہر لگا لگا کر بھیجنے والے تھے۔ اگر اسی مطلب کو صحیح مان لیا جائے۔ پھر تو آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح دونوں ہی خاتم التبیین اور خاتم المرسلین ہوں گے۔ پھر دونوں میں فرق کیا رہا؟ پھر لطف یہ کہ لفظ خاتم مضاف بھی جمع مذکر سالم کی طرف ہے۔ اس سے ان لوگوں کا اعتراض زائل ہو جاتا ہے۔ جو مرزا کے دفاع میں یہ تکلف کیا کرتے ہیں کہ کوئی ایسی عبارت بتاؤ۔ جس میں خاتم کا لفظ جمع مذکر سالم کی طرف مضاف ہو اور وہاں معنی ختم کرنے والا اور بند کرنے والا ہو۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔ لیکن استشہاد کے لئے یہی کافی ہیں۔ کسی چیز پر ختم اور مہر لگانا بند کرنے کے مترادف ہے۔

ذیل میں کچھ ایسی عبارتیں درج کی جا رہی ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے مہر لگانے کا محاورہ بند کرنے کے معنی میں کیا ہے اور ان مقامات پر مہر لگانے کا معنی ایک دفعہ بند پھر جاری کرنے کا معنی نہیں ہو سکتا۔

۱..... (حقیقت الوحی ص ۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵) ”ویدکی رو سے خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے۔“

۲..... (حقیقت الوحی ص ۲۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹) ”آئندہ الہام اور وحی الہی پر مہر لگ گئی ہے۔“

۳..... (حقیقت الوحی ص ۶۰، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲) ”عیسائی مذہب میں معرفت الہی کا دروازہ بند ہے۔ کیونکہ خدا کی ہمکلامی پر مہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔“

۴..... (ضرورة الامام ص ۲۰، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۰) ”آریوں نے تو وید تک ہی خدا کے کلام پر مہر لگا دی تھی۔“

ویسے بھی جب کسی چیز پر مہر لگ جاتی ہے۔ تو اس کا معنی بند کرنا ہی ہوا کرتا ہے۔ عام

مجاورہ بھی یہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید بھی یہی ارشاد فرماتا ہے۔ جہاں کہیں قرآن مجید نے ختم کرنا اور مہر لگانا ذکر کیا ہے۔ وہاں بند کرنا ہی مراد لیا ہے۔

..... ۱ ”ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم“ ﴿خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔﴾ یعنی بند کر دیئے ہیں اور وہ حق کو سننے یا سمجھنے کے قابل نہیں رہ گئے۔ ﴿

..... ۲ ”ختمہ مسک“ ﴿اس پر مہر اور بندش کستوری کی ہوگی۔﴾

..... ۳ ”الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم“ ﴿قیامت کے دن ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ یعنی ان کے منہ بند کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے۔﴾

الاحادیث النبویہ

آحضرت ﷺ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو ہر ایک طریق اور پہلو سے واضح فرما دیا ہے اور اس میں کسی آنے والے مفتری کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اس مضمون کی احادیث بکثرت موجود ہیں۔ لیکن میں اس وقت چند وہ احادیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنی تصانیف میں تسلیم کیا ہے۔

حدیث اول

آحضرت ﷺ نے فرمایا: ”لانیبی بعدی (بخاری و مسلم)“ یعنی آحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ خواہ بروزی ہو یا ظلی یا عکسی یا تشریحی یا غیر تشریحی یا بالواسطہ یا بلاواسطہ یا متبع یا غیر متبع کوئی کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے اپنی مختلف تصانیف میں تسلیم کیا ہے اور اس کو حدیث مشہور بھی مانتا ہے اور پھر اس میں نفی عام مستغرق تسلیم کرتا ہے۔ کسی قسم کے نبی کو اس میں سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ بلکہ ہر ایک قسم کی نبوت کو آحضرت ﷺ پر ختم سمجھتا ہے اور وہ خود اس حدیث لانیبی بعدی کو آیت خاتم النبیین کی تفسیر کہتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مرزا کے اقوال:

..... ۱ (کتاب البریہ ص ۱۸۲ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۷) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: حدیث ”لانیبی بعدی“ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔“

..... ۲ (ایام الصلح اردو ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۳) ”قرآن شریف میں..... ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث ”لانیبی بعدی“ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور

خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔“

۳..... (حماتہ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) ”الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قوله لانبی بعدی ببیان واضح للطالبین لو جوڈنا ظهور نبی بعد نبینا ﷺ لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها هذا خلف کمالا یخفی علی المسلمین و کیف یجئی نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته و ختم الله به النبیین“

یعنی اے مخاطب تو نہیں جانتا کہ خدائے رحیم نے ہمارے نبی ﷺ کو سب انبیاء کا خاتم ٹھہرایا اور کسی کا بھی استثناء نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تفسیر لانی بعدی سے کر دی۔ ایسے بیان سے جو طالبین کے لئے واضح ہو۔ اب اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظاہر ہونا جائز رکھیں تو ہم نے وحی نبوت بند کرنے کے بعد پھر کیوں جائز کر دیا اور یہ بالکل باطل ہے۔ جیسے کہ مسلمانوں پر واضح ہے آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیسے آسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔

۴..... (تحفہ بغداد ص ۲۸، خزائن ج ۷ ص ۳۲) پر ہے: ”قد قال رسول الله ﷺ لانبی بعدی وسماء تعالیٰ خاتم الانبیاء فمن این ینظہرہ نبی بعدہ“

جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء فرمایا ہے۔ پس آپ کے بعد بھلا کیسے کوئی نبی آسکتا ہے۔

۵..... (ازالہ اوہام ص ۸۹۸، خزائن ج ۳ ص ۵۹۱) میں بھی حدیث کو تسلیم کیا ہے۔

حدیث دوم

آنحضرت ﷺ سے حضرت ابو ہریرہؓ نے مرفوعاً روایت کی ہے: ”ختم بسی النبیین (صحیح مسلم)“ یعنی آنحضرت ﷺ نے تشریف لا کر انبیاء کو ختم کر دیا۔ یہ بعینہ مرزا قادیانی کے لفظ بھی ہیں۔ جس کو (حماتہ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) سے نقل کر چکا ہوں۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ”وقد انقطع الوحی بعد وفاته و ختم الله به النبیین“ یعنی آنحضرت ﷺ پر وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر انبیاء کرام کو ختم کر دیا ہے۔

حدیث سوم

”مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاکملها“

واحسنها الاموضع لبنة فکان من دخلها فنظر اليها قال ما احسنها الاموضع
اللبنة فختم بي الانبياء (شيخان ترمذی)“

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور انبیاء سابقین کی مثال ایسے
ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان تیار کیا اور اس کی تحسین و تکمیل کر چکا۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی
رہ گئی۔ پس جو شخص اس محل میں داخل ہوتا تو اس کو دیکھ کر کہتا کہ یہ کیسا عمدہ مکان ہے۔ مگر ایک
اینٹ کی کمی ہے۔ سو خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ انبیاء کو ختم فرمادیا۔“

یعنی آنحضرت ﷺ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ اس کو مرزا نے اپنے الفاظ میں یوں
ادا کیا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۱۹۸، خزائن ج ۲ ص ۲۳۶ حاشیہ) ”اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ
ہے۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔“

حدیث چہارم

ابو امامہ باہلی سے مروی ہے: ”انا آخر الانبياء وانتم آخر الامم (ابن
ماجہ ص ۲۷)“ ﴿یعنی آنحضرت ﷺ سب نبیوں میں آخری نبی ہیں اور آپ کی امت تمام
امتوں سے آخری امت ہے۔﴾ اس کو مرزا قادیانی نے یوں لکھا ہے:

(تمہ حقیقت الوحی ص ۴۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷) ”ہمارے نبی ﷺ کو سب نبیوں کے آخر

میں بھیجا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۵) ”اور سب کے آخر حضرت محمد ﷺ کو پیدا کیا

جو خاتم الانبياء و خیر الرسل ہے۔“

حدیث پنجم

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”فنحن الاخرون

الاولون (ابوداؤد طیالسی ص ۳۵۳)“، یعنی آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔

مرزا نے لکھا ہے: (ملفوظات احمدیہ حصہ اول ص ۸۲، سلسلہ اشاعت لاہوری) ”چنانچہ یہ امر

مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے۔“ (ص ۱۶۰، سلسلہ اشاعت لاہوری)

”اگرچہ آپ سب نبیوں کے بعد آئے۔“

(اتمام الحجہ ص ۲۰، خزائن ج ۸ ص ۲۹۸، نور القرآن ص ۲۲ حصہ دوم، خزائن ج ۹ ص ۴۱۰، تریاق

القلوب ص ۲۵۸، ۴۳۵، اشتہار واجب الاظہار ملحقہ تریاق القلوب حاشیہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۲۲) میں بھی

آخر الزمان لکھا ہے۔

اجماع و تواثر

کیونکہ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ اجماع بھی دلیل شرعی ہے اور حجت قائمہ ہے۔ اس لئے اجماع پیش کر دینا بھی مناسب رہے گا۔ مرزا نے اپنی کتاب (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۲، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰) میں لکھا ہے کہ: ”یہ مسلم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔ شرعی حجت صرف اجماع صحابہ ہے۔“ (انجام آتھم ص ۱۴۲، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۲) پر درج ہے کہ: ”ولا اخالف قومی فی اصول الاجماعیة“ اور میں اصول اجماعی میں اپنی قوم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔“

(آسانی فیصلہ ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳) میں مرقوم ہے: ”خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں۔“ حسب معمول سب سے پہلے میں اجماع بھی وہی پیش کرتا ہوں۔ جو مرزا قادیانی کا تصدیق شدہ ہو اور ایسا اجماع ہو کہ جس اجماع میں زمین و آسمان کی ہستیاں انبیاء کرام علیہم السلام تمام امتیں اور تمام بزرگان دین اور خدا کے سب فرشتے شامل ہوں۔

(حجۃ اللہ ص ۷، ۸، خزائن ج ۱۲ ص ۱۴۸) ملاحظہ فرمائیے۔ رقمطراز ہیں: ”خدا کے فضل اور الہام سے روح جناب رسول مقبول ﷺ سے روح کل شہداء سے روح کل ابدالوں سے روح کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں اور ان روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتی ہیں۔ میں نے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا قادیانی کو اللہ شانہ نے بھیجا ہے۔ اس وقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے۔ ان کی اصلاح ایک بھاری نبی کا کام تھا۔ مگر کیونکہ رسول مقبول ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو جو رسول مقبول کے دستار مبارک ہیں، بھیجا۔ یہ میرا اشتہار سچا ہے۔ یہ لوح محفوظ کی نقل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے۔ رسول مقبول تم سے حد درجہ بیزار ہے۔“

یہ اشتہار بقول مرزا غلام احمد علیہ ماعلیہ سیا لکوٹ کے ایک مجذوب فقیر کا ہے اور اس کو مرزا قادیانی نے اپنی تصدیق کی حجت پیش کر کے شائع کیا ہے۔ اس لئے اور کوئی مانے یا مجذوب کی بڑخیال کرے۔ لیکن مرزا قادیانی اور اس کی امت ملحقہ کے ہاں تو ضرور مسلم ہوگا۔

تفسیر روح المعانی میں سید آ لوسی فرماتے ہیں (ص ۳۹ ج ۲۲) ”کونہ خاتم النبیین مما نطقت بہ الكتاب و صدعت بہ والسنة اجمعت علیہ الامة“ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا (جس کو سید صاحب اسی صفحہ پر

بیان فرما چکے ہیں) نصوص قرآنیہ اور بیانات آنحضرت ﷺ و اجماع امت مسلمہ سے ثابت ہے۔

۳..... (تفسیر روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲) ”انہ علیہ السلام خاتم النبیین بالکتاب والسنة والجماع فیقتل المدعی بعدہ ان اصر.....“ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا کتاب اللہ اور سنت نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ لہذا جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی بنے اور اسی دعوے پر ضد کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

۴..... (شرح فقہ کبر لملا علی القاری ص ۲۰۲) ”دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالجماع“ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ بالا جماع کافر، دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

اقوال مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی جب کہ خود نہایت صراحت سے ختم نبوت کا قائل ہے۔ تو پھر کسی اور مرزائی قادیانی کی بات کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

مرزا قادیانی کے چند اقوال بطور مشتمے نمونہ از خروارے ہیں۔ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱..... ”ان اللہ افتتح وحیہ من آدم و ختم علی نبی کان منکم ومن ارضکم و طنا و ماوی و مولدا و ما ادریکم من ذالک النبی مصطفیٰ سید الاصفیاء و فخر الانبیاء و خاتم الرسل (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲۰، خزائن ج ۵ ص ۴۲۰)“

اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے وحی کو شروع کیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔

۲..... ”ختم نبوت کے متعلق پھر کہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ پر ختم کیا..... اور نبوت ختم ہو گئی۔“

(ملفوظات احمدیہ حصہ اول ص ۲۱، سلسلہ اشاعت لاہوری)

۳..... ”جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔“

(سرمد چشم آریہ ص ۱۹۸ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۳۳۶)

۴..... ”ہمارے نبی کریم ﷺ آ خر زمانہ کے نبی تھے..... چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے۔“

-۵ ”این ادعاء النبوة فلا تظنن یاخی انی قلت کلمة فيه رائحة ادعاء النبوة“ (حملۃ البشری طبع اول ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲)
- جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جس میں میرے دعویٰ نبوت کی بو تک بھی ہو۔
-۶ ”ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ (حملۃ البشری طبع اول ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)
- یعنی میں نے ہرگز دعویٰ نبوت نہیں کیا اور مجھے جائز ہی نہیں کہ دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے نکل کر کافروں کی جماعت میں داخل ہو جاؤں۔ بقول مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
-۷ ”خاتم النبیین کے بعد مسیح بن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اس لئے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۴۴، خزائن ج ۳ ص ۳۹۳)
-۸ ”اور اب جبرائیل بعد وفات رسول ﷺ ہمیشہ وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں۔ تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲)
-۹ ”یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن مجید سے تو اور رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲)
-۱۰ ”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)
- یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

۱۱..... ”وقد قال رسول الله ﷺ لانبى بعدى وسماه الله تعالى خاتم

الانبياء فمن اين يظهر نبى بعده“ (تحفہ بغدادیہ ص ۲۸، خزائن ج ۷ ص ۳۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور

خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کا خطاب خاتم النبیین رکھا۔ تو پھر آپ کے بعد کیسے کوئی نبی آ سکتا ہے؟

۱۲..... ”ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبياء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں

آ سکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۴)

۱۳..... ”نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفاء بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی

زندگی کے کرشمے نہ دکھادیں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۶۰، خزائن ج ۶ ص ۳۵۴)

۱۴..... ”علاوہ ان باتوں کے مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے: ”ولكن

رسول الله وخاتم النبیین“ اور ایسا ہی یہ حدیث بھی کہ: ”لانبى بعدى“

یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبياء ہیں۔ پھر کسی وقت

دوسرا نبی آ جاوے اور وحی نبوت شروع ہو جائے۔“ (ایام الصلح ص ۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۷۹)

۱۵..... ”اليوم اكملت لكم دينكم وآية ولكن رسول الله وخاتم النبیین“

میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ

آنحضرت ﷺ خاتم الانبياء ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ”ولكن رسول الله وخاتم

النبیین“ (تحفہ گولڈویہ ص ۵۱، خزائن ج ۷ ص ۱۷۴)

۱۶..... ”آپ نے ”لانبى بعدى“ کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً

دروازہ بند کر دیا۔“ (ایام الصلح ص ۱۵۲، خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۰)

۱۷..... ”کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر

ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ”ولكن رسول

الله وخاتم النبیین“ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ

کے بعد رسول اور نبی ہوں؟ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے

لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام

مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے..... اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشهاد گواہی

دیتا ہوں۔ یہی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی خود ختم نبوت کا قائل ہے اور اس کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے اور اب آئندہ وحی نبوت یا وحی رسالت یا نزول جبرائیل بالکل ممتنع اور محال ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی تو کہتا ہے کہ کوئی پرانا نبی بھی دوبارہ نہیں آ سکتا۔ وہ تو ختم نبوت کے مسئلہ میں عام مسلمانوں کے نظریہ سے بھی زیادہ سخت معلوم ہوتا ہے اور اسی پر اکتفاء نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کے ایسے اقوال بھی ہیں۔ جو بالکل ضرورت نبوت کو ہی اٹھا دیتے ہیں۔ یعنی بقول مرزا قادیانی اب نبوت کی ضرورت ہی نہیں۔

یہ تو ایک عقلی اور نقلی پہلو ختم نبوت کا ہوگا۔ یعنی جب نبوت کی ضرورت ہی نہیں ہے تو پھر کسی دوسرے وقت میں یہ نظریہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اب ذیل میں چند ایسے اقوال مرزا قادیانی کے بھی ملاحظہ کیجئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اب نبوت کی ضرورت ہی نہیں۔

نبوت کی ضرورت نہیں

..... (براہین احمدیہ ص ۲۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸) ”وحی رسالت بجهت عدم ضرورت منقطع ہے۔“

.....۲ (ملفوظات احمدیہ حصہ دوم ص ۷۴) ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ماکان محمدا با احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ ضرورتیں نبوت کا انجن ہیں۔ ظلماتی راتیں اس نور کو کھینچتی ہیں۔ جو دنیا کو تاریکی سے نجات دے اور اس ضرورت کے موافق نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب قرآن کریم کے زمانہ تک پہنچا تو مکمل ہو گیا۔ اب گویا سب ضرورتیں پوری ہو گئی ہیں۔ اس سے لازم آیا کہ آپ یعنی آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔“

.....۳ (نور القرآن حصہ اول ص ۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۳۳۹) ”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ تو حید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لاکھ الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مجدد بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔“

.....۴ (حماتہ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۲ ص ۲۴۳) ”فلولم یکن رسولنا ﷺ و کتاب اللہ القرآن مناسبة لجميع الازمنة الاتية واهلها علاج و مداواة لما ارسل ذلك النبی العظیم الکریم لاصلاحهم و مداواتهم للذوام الی یوم القيامة فلا

حاجة لنا الى نبى بعد محمد ﷺ وقد احاطت بركاته كل ازمنا“

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید اگر آنے والی تمام نسلوں اور تمام زمانوں کے لئے اصلاح و علاج کے ذمہ دار نہیں۔ تو پھر آنحضرت ﷺ جیسی اولوالعظم ہستی کو بھیجنے کا مطلب ہی کیا؟ بہر حال آنحضرت ﷺ کے بعد ہمیں کسی بھی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے برکات تمام زمانوں کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

عبارات مندرجہ بالا ثابت کرتی ہیں کہ نبوت کی اب ضرورت ہی نہیں رہی۔ بلکہ مجدد ہی کافی ہو جایا کریں گے۔ گویا مجدد اور ہے اور نبی اور ہے۔ ایک کی ضرورت ہے۔ دوسرے کی حاجت نہیں۔

۵..... (ازالہ اوہام ص ۵۸۶، خزائن ج ۳ ص ۲۱۶) ”خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء ﷺ کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے۔ اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔“

۶..... (تحفہ گلڑویہ ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۹۴) ”مسح کی دوبارہ آمد سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگے گا اور آپ کی ہتک ہوگی۔ اتنی ملخصاً۔“

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوا کہ بزعم مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا نبی کریم ﷺ کی ہتک اور کسر شان کا موجب ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ نظریہ یقیناً ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں سنہ تک تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا موجب توہین ہوگا اور اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت شروع ہو جانے اور نبیوں کا پھانک کھل جانے سے آنحضرت ﷺ کی توہین کیا، بلکہ عزت ہوگی اور یہ کہ آپ کی اتباع سے نبوت نہ حاصل ہونا آپ کی ہتک کا موجب بن جائے گا۔ اگر آپ ﷺ کی تابعداری نبوت نہ دلوائے گی تو آپ میں اور دوسرے انبیاء میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟ (جیسے اب قادیانی کہا کرتے ہیں) بعض اوقات قادیانی کہتے ہیں کہ: ”مرزا قادیانی نے ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کے بعد ختم نبوت کے عقیدہ کو ترک کر دیا تھا۔ اس لئے اس سے پہلے کی عبارتیں قابل حجت نہ ہوں گی۔“ (حقیقت النبوة ص ۱۲۱)

مرزا کی تحریروں سے اس بات کے ثبوت پیش کر دینا بھی مناسب رہے گا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی مرزا قادیانی کے ختم نبوت کے اقوال موجود ہیں۔

۱۹۰۱ء کے بعد مرزا ختم نبوت کا قائل

..... (تمتہ حقیقت الوحی ص ۴۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷) ”صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی ﷺ کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔“

..... (حقیقت الوحی ص ۱۴۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۵) ”اور سب کے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو پیدا

کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہیں۔“ یہ دونوں کتابیں مرزا قادیانی کی آخری کتابیں ہیں اور اس وقت تالیف کی گئی تھیں۔ جب تک مرزا قادیانی اس جہاں سے جانے کو تیار تھے۔ گویا یہ ۱۹۰۷ء کی

تالیفات ہیں۔ کیا اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مرزا قادیانی کا عقیدہ بدل گیا تھا؟

..... (ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اپریل ۱۹۰۴ء ج ۳ ص ۱۱۷) ”آنحضرت ﷺ کے ملفوظات

مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ نبی محدث بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدور نہ ہوتا تو ہر ایک

محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔“

یہ اقتباس ۱۹۰۴ء میں شائع ہونے والے ایک ماہنامے میں سے مرزا قادیانی کے اپنے

مضمون سے لیا گیا ہے۔ جس سے صاف واضح ہے کہ ۱۹۰۴ء میں مرزا کے خیال میں نبی کا آنا بند

اور نبوت کا دروازہ بند ہے۔ البتہ محدث آ سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ محدث اور نبی دونوں

علحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔

..... (اخبار بدر مجریہ ۲۱ جون ۱۹۰۶ء نمبر ۲۵، سلسلہ قدیم ج ۵ سلسلہ جدید ۲، ریح الثانی ۱۳۲۴ھ)

(اخبار بدر مجریہ ۹ اگست ۱۹۰۶ء نمبر ۳۲ سلسلہ قدیم ج ۴ سلسلہ جدید ۲، ۱۸ جمادی الآخر ۱۳۲۴ھ)

(اخبار بدر مجریہ اگست ۱۹۰۶ء نمبر ۳۵ سلسلہ قدیم ج ۵، سلسلہ جدید ۲، ۱۰ رجب ۱۳۲۴ھ)

اور اسی طرح اور بہت سے بدر کے پرچوں میں ۱۹۰۶ء میں ”حضرت مسیح موعود

اور آپ کی جماعت کا مذہب“ کے زیر عنوان لکھے جانے والے مضامین میں یہ شعر موجود ہے:

ہست اوخیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

۱۹۰۶ء میں یہ اعلان کرنا کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ

آنحضرت ﷺ پر ہر ایک قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ خواہ نبی ظلی ہو یا بروزی، اصلی ہو یا نقلی، جعلی

ہو یا حقیقی، اتباعی ہو یا غیر اتباعی بالواسطہ یا بلاواسطہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کے آنے کے

بعد بند ہو چکے ہیں۔ یہ عقیدہ قادیانی گروہ کے تمام کے تمام خرافات کا تار و پود بکھیرنے کے لئے

کافی ہے۔

اب ذیل میں چند ایسے حوالہ جات سے مستفید ہونے کی کوشش کیجئے۔ جن میں مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کا آنا جائز نہیں سمجھتا۔ پھر تشریحی اور غیر تشریحی ظلی و بروزی، اصلی و نقلی، حجازی، بالواسطہ یا بلاواسطہ کثرت اتباع نبویہ سے مرتبہ نبوت حاصل کرنا سبھی قسم کی نبوتیں مسدود ہیں۔ کوئی نبوت بھی باقی نہیں ہے۔

.....۵ پانچویں وجہ یہ ہے کہ ۱۹۰۴ء میں مرزا قادیانی کا مقدمہ گورداسپور میں مولوی کرم الدین کے ساتھ تھا۔ دیکھو (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۵۴، روایت نمبر ۴۶۷) تو اس وقت مرزا قادیانی سے دریافت کیا گیا کہ تیرا عقیدہ اپنے مرتبہ اور شان کے متعلق وہی ہے جو تریاق القلوب میں ہے تو اس وقت مرزا نے اقرار کیا کہ میرا وہی عقیدہ ہے۔ تو گویا ۱۹۰۴ء میں ابھی تک ختم نبوت کا قائل ہے یا اپنے منکر کو کافر نہیں سمجھتا۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۶۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۸)

سب نبوتیں بند ہیں

بسا اوقات قادیانیوں کو جب مرزا قادیانی کی عبارتوں سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت یہ بہانہ ڈھونڈا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت تشریحی کو اور مستقل نبوت کو جو بزعم مرزا اللہ تعالیٰ سے براہ راست حاصل ہوتی ہے۔ مسدود اور ختم شدہ کہا ہے۔ لیکن غیر تشریحی نبوت اور آنحضرت ﷺ کی کثرت اتباع سے حاصل ہونے والی نبوت مسدود نہیں۔ بلکہ جاری اور باقی ہے۔ میں اس حیلہ کو بھی بند کر دینا چاہتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں اقوال مرزا۔

.....۱ (برائین احمدیہ ص ۱۰، خزائن ج ۱ ص ۱۹)

ختم شد بر نفس پاش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبری

.....۲ (سراج منیر ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۹۵)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

یہی شعر اخبار بدر ۱۹۰۶ء کے مختلف نمبروں میں درج کیا گیا ہے۔ جس کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ قادیانی مذہب کا یہ پختہ نظریہ ہے۔

.....۳ (ایام الصلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۳) ”ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث ”لانبی بعدی“ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری و گستاخی ہے کہ خیالات

رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔“

اس جگہ مرزا قادیانی کا صریح اور صاف اقرار ہے کہ لانی بعدی میں لانی استغراق کے لئے ہے۔ یعنی ہر ایک قسم کا نبی آنا بند ہے۔ اب کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ کسی نبی کے آنے کو استثناء کرنا شرارت ہے۔ جس کا ارتکاب امت مرزائیہ کر رہی ہے۔

۴..... (حماتہ البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰) ”الاتعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمي نبينا ﷺ خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره نبينا في قوله لا نبى بعدى ببيان واضح للطالبين“

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام کے تمام انبیاء کا ختم کرنے والا بنایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی خاتم النبیین کی یہی تفسیر فرمائی ہے اور کسی قسم کے نبی کی استثناء نہیں فرمائی۔ یعنی آپ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔

حقیقت النبوت مولفہ محمود قادیانی و ایک غلطی کا ازالہ

غلام احمد قادیانی کا بیٹا محمود قادیانی کیونکہ اپنے ابا کی نبوت کو منوانا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنی کتاب حقیقت النبوت میں اس بات پر بہت زور مارا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم نہیں ہوئی اور یہ لکھا ہے کہ میرے ابا کا بھی پہلے عقیدہ ختم نبوت کا ہی تھا۔ لیکن بعد میں ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اس عقیدے میں تبدیلی کر دی اور تبدیلی عقیدہ کی ساری بنیاد محمود قادیانی نے اپنے ابا کی ایک چھوٹی سے کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ پر رکھی ہے اور دعویٰ کیا کہ ان کے ابا نے ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں اپنے سابقہ عقیدہ کو بدل دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے (حقیقت النبوت ص ۱۲۱) ”معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ (مرزا) پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے..... یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ منسوخ ہیں اور اس سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“

اس تبدیلی عقیدہ پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ مرزا کو خدا تعالیٰ نبی کہہ کر پکارتا رہا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اس سے انکار کر رہا ہے اور یہ معاملہ سالہا سال تک چلتا رہا اور مرزا کو اپنی نبوت کا پتہ کئی سال بعد چلا تو محمود قادیانی نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا۔

(حقیقت النبوت ص ۱۲۱، ۱۲۲) ”اب ایک اعتراض رہ جاتا ہے۔ وہ یہ کہ جب یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود شروع دعویٰ سے اپنے اندر نبیوں کی سب شرائط کے پائے جانے کے مدعی تھے تو پھر آپ کیوں اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے؟ اور اگر پہلے آپ انکار کرتے تھے تو بعد میں اس دعویٰ کی بناء پر پھر دعویٰ نبوت کیوں کیا؟ سوا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب اختلاف ایک نہایت چھوٹی سی بات سے پیدا ہوا ہے اور بہت سی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے نتائج بہت برے نکلتے ہیں۔ اس تمام اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود دو مختلف اوقات میں نبی کی دو مختلف تعریفیں کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن مجید کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی۔

چونکہ جو تعریف نبی کی آپ پہلے خیال کرتے تھے۔ اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ سب شرائط نبوت آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے اور اپنے الہامات میں جب نبی کا نام دیکھتے اس کی تاویل کر لیتے اور حقیقت سے ان کو پھیر دیتے۔ کیونکہ آپ جب اپنے نفس پر غور فرماتے تو اپنے اندر وہ باتیں نہ دیکھتے تھے۔ جن کا انبیاء علیہم السلام میں پایا جانا آپ ضروری خیال فرماتے تھے۔ لیکن بعد میں جب آپ کو الہامات میں بار بار نبی اور رسول کہا گیا اور آپ نے اپنی ساری سچھلی تیس سالہ وحی کو دیکھا۔ تو اس میں برابر ان ناموں سے آپ کو یاد کیا گیا تھا۔ پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا اور قرآن کریم سے آپ نے معلوم کیا کہ نبی کی تعریف وہ نہیں جو آپ سمجھتے تھے۔ بلکہ اس کے علاوہ اور تعریف ہے اور چونکہ وہ تعریف جو قرآن مجید نبی کی کرتا ہے۔ اس کے مطابق آپ نبی ثابت ہوتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔“

محمود قادیانی کی کتاب حقیقت النبوت کا خلاصہ یہی ہے کہ (۱) مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے (۲) اور نبوت بند نہیں، بلکہ جاری ہے۔ (۳) اور مرزا قادیانی پہلے واقعی ختم نبوت کا قائل تھا اور اپنی نبوت کا دعوے دار نہ تھا۔ (۴) اور بعد میں ختم نبوت کا قائل نہ رہا اور خود مدعی نبوت بن بیٹھا (۵) اور یہ کہ مرزا قادیانی کے تبدیلی عقیدہ کی بنیاد ”ایک غلطی کا ازالہ“ پر ہے؟ (۶) اور مرزا قادیانی کو پہلے نبی کی صحیح تعریف سالہا سال تک معلوم نہ ہوئی اور بعد میں پھر پتہ چلا کہ دراصل نبی فلاں شخص ہوتا ہے اور اس لحاظ سے میں نبی ہوں (۷) اور ۱۹۰۱ء سے پہلے کے مرزا قادیانی کے حوالہ جات منسوخ ہیں، قابل اعتبار نہیں۔

میں اسی صحبت میں محمود قادیانی کی تین باتوں پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

.....۱ ایک تو یہ کہ کیا واقعی ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں مرزا قادیانی کی عبارت اس کے تبدیلی عقیدہ پر دلالت کرتی ہے؟

.....۲ دوم یہ کہ کیا یہ عذر قبول ہو سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کی تعریف تک کی واقفیت نہ ہو اور وہ عام لوگوں کی اتباع میں ختم نبوت کا قائل ہوتا رہا ہو اور اس نے اتنی مدت مدیدہ تک قرآن مجید کی روشنی میں کچھ نہ کہا ہو؟

.....۳ سوم یہ کہ مرزائی عبارتوں اور اقوال میں سے کسی کو قابل نسخ سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں اور کیا مرزا کے ختم نبوت کے اقوال درحقیقت منسوخ ہیں یا ہو سکتے ہیں۔

پہلی بات

محمود قادیانی کا خیال ہے کہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پہلے عقیدہ سے دستبرداری کر دی اور اعلانیہ طریق سے واضح الفاظ میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ گویا مرزا قادیانی نے اپنی سابقہ غلطی کا ازالہ کرنا چاہا۔ لیکن ایک غلطی کا ازالہ کی عبارت اس سے انکار کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اپنی کسی سابقہ غلطی کا تدارک نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اپنی امت کی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کسی عبارت میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ میں اب پرانے خیال سے دستبردار ہوتا ہوں۔ بلکہ وہ تو صاف صاف کہہ رہا ہے کہ میرا اس وقت بھی وہی عقیدہ ہے۔ جو پہلے تھا اور میری نبوت اس وقت بھی اسی قسم کی ہے۔ جس کا پہلے میں دعویٰ کرتا رہا ہوں۔ اور میں نے اس معنی سے کبھی بھی اپنی نبوت سے انکار نہیں کیا۔ یعنی مرزا قادیانی نبی کا معنی وہی سمجھتا ہے جو پہلے سمجھتا تھا اور اپنی نبوت کے متعلق بھی اس کا وہی عقیدہ ہے جو پہلے تھا۔ ملاحظہ ہو عبارت مرزا قادیانی:

(ایک غلطی کا ازالہ ملحقہ حقیقت النبوت ص ۲۶۱) ”ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں۔ جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین

۱۔ محمد علی لاہوری اور محمود قادیانی و نور دین بھیروی باوجودیکہ غور سے کتابیں دیکھنے والے ہیں اور مدت معقول انہوں نے صحبت کی ہے۔ مگر پھر باہم تیرے دعویٰ میں مختلف ہیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمہارا اپنا ابھی تک کہیں خیال ایک نقطہ پر قائم نہیں ہوا۔ ۱۲ منہ

کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے۔ وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔“

کتاب مذکور (ص ۲۶۳) ”اگر کوئی شخص اس خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اس کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔“

(ص ۲۶۴) ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔“

(ص ۲۶۹) ”مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں۔ نہ نبی ہوں، نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں۔ جس طور

۱۔ جیسے (حمامۃ البشریٰ ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲) میں خود مرزا قادیانی نے انکار محض میں جواب دیا تھا۔

۲۔ معلوم ہوا کہ ابھی تک خاتم النبیین کا معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہی مرزا کے خیال میں بھی ہے۔

۳۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲ میں مرزا مانتا ہے کہ میری قوم کے خیال میں نبوت غیر تشریحی بھی جاری نہیں اور مرزا اس جگہ یہ کہتا ہے کہ وہ نبوت مراد نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔ یعنی نہ نبوت تشریحی کا دعویٰ ہے نہ غیر تشریحی کا۔

سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔“

(ص ۲۶۱) کی عبارت بالکل واضح ہے کہ مرزا قادیانی خود اپنی کسی غلطی کا ازالہ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے مریدوں کی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔ (یہ دوسری بات ہے کہ خود بھی بات صاف نہیں کرتا۔ نہ اس جگہ اقرار نبوت کرتا ہے نہ انکار نبوت کرتا ہے۔ جیسے کہ صفحہ ۲۶۱ اور ص ۲۶۹ کی عبارتیں نفی و اثبات پر دلالت کرتی ہیں)

اور وہ کہتا ہے کہ لوگ ابھی تک میری مراد کو نہیں سمجھے اور خواہ مخواہ انکار کر دیتے ہیں کہ مرزا نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ یہ ان کی اپنی جہالت اور نادانانہ کیفیت کی دلیل ہے اور خود وہ غلطی کر رہے ہیں۔ (ص ۲۶۲، ۲۶۳) کی عبارتیں بتلاتی ہیں کہ مرزا خود کو ظلی یا بروزی نبی سمجھتا ہے اور خود کو آنحضرت ﷺ کا بالکل عکس یا عین سمجھتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ۔ گویا مرزا نبی ہے اور آنحضرت ﷺ کا قبیح یعنی ظلی نبی یا بروزی نبی یا بالفاظ دیگر امتی نبی اور (ص ۲۶۹) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بروزی، ظلی اور امتی نبی بننا چاہتا ہے۔ نیز یہ کہ مرزا نے اپنے سابقہ عقیدہ میں کوئی کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ جس نبوت کا وہ پہلے دعویٰ کرتا تھا (ظلی، بروزی، امتی نبی) اسی کا اب بھی مدعی ہے اور معنی کا اس نے اپنی کسی کتاب میں کسی تحریر میں کہیں کسی زمانہ سابقہ میں انکار نہیں کیا۔

پھر بیٹے محمود کا تبدیلی عقیدہ کا دعویٰ کرنا بالکل غلط ہوا اور تمام کی تمام عمارت محمود قادیانی کی بنی بنائی گر گئی۔ اب میں یہ بھی ثابت کر دوں کہ مرزا قادیانی آج سے پہلے بروزی نبی یا ظلی نبی یا امتی نبی کا معنی کیا کرتا رہا ہے۔ کیا اس کا معنی اصلی واقعی حقیقی، سچا نبی کرتا رہا ہے کہ جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ جس معنی سے محمود اس کو نبی مانتا ہے یا صرف اس کا معنی محدث اور مجدد کرتا رہا ہے۔ جو ختم نبوت کے بالکل منافی نہیں اور نہ ہی مرزا نے اس کو ختم نبوت کے منافی سمجھا۔

ملاحظہ ہوں عبارات مرزا قادیانی

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۷، خزائن ج ۵ ص ۲۳۷) ”جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔“

اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہی ہے۔ لیکن باعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام طبع اول ص ۵۳۲، ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶) ”ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والا مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس کو امتی کر کے بھی بیان کیا گیا..... وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے..... جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔“

ان دونوں اقوال سے ثابت ہوا کہ مرزا کے زعم میں محدث ہی ہے جو امتی اور نبی کہلاتا ہے اور وہی ظلی نبی اور مجازی نبی اور بروزی نبی کے نام سے مرزا کی اصطلاح میں موسوم ہوتا ہے اور اس نبوت سے موسوم نہیں ہوتا۔ جو نبوت کا صحیح معنی ہے۔ جو صحیح اور اصلی اور سچا اور حقیقی اور واقعی نبوت کا مصداق ہے۔ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کی تالیف ہے اور آئینہ کمالات اسلام ۱۸۹۳ء کی تالیف ہے۔ چنانچہ انہی ایام کی تالیف اس سے زیادہ واضح الفاظ میں جنگ مقدس ہے جو ۱۸۹۳ء کی کارروائی مناظرہ عبداللہ آتھم پر مشتمل ہے۔ جنگ مقدس میں مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں۔ علی ہذا القیاس حماتہ البشریٰ میں بھی یہی مرقوم ہے کہ میری عبارات میں سے کوئی ایسی عبارت، کوئی ایسا کلمہ بھی نہیں۔ جس میں نبوت کے دعویٰ کی بوتک بھی ہو۔ ملاحظہ ہو عبارت جنگ مقدس بالفاظ مرزا:

(ص ۶۷، خزائن ج ۶ ص ۱۵۶) ”میں ایک مسلمان آدمی ہوں۔ جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کی روح سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا قبیح ہوں اور ان نشانوں کا نام کرامات ہے۔“

(حماتہ البشریٰ ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲) ”فلا تظنن یا اخی انی قلت کلمۃ فیہ رائحة ادعاء النبوة۔“ ترجمہ کا حاصل یہ ہے کہ اے بھائی! میں نے کوئی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جس میں دعویٰ نبوت کی بوتک بھی پائی جائے۔

(حماتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) ”ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج

من الاسلام والحق بقوم کافرین“ یعنی میرے لئے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔ یعنی مدعی النبوت مرزا قادیانی کے خیال میں دائرۃ اسلام سے خارج ہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۱۳، فروری ۱۸۹۲ء) ”اما بعد! تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح المرام اور ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔

..... میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔“ (از حقیقت النبوة ص ۹۱) یعنی مرزا قادیانی صرف مجازی نبی ہے، حقیقی نہیں ہے۔ جس کا معنی صرف محدث ہے۔ اس سے زائد نہیں اور محدث صرف مرزا ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی کئی لوگ محدث ہوئے ہیں۔ جس کو مرزا خود اپنے الفاظ میں ذکر کرتا ہے۔

(نشان آسمانی ص ۲۸، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰) ”اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا..... ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں۔“

اس مضمون سابق کو مرزا نے اپنی آخری کتاب میں بھی ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ مرزا کی نبوت مجازی نبوت ہے، حقیقی نہیں۔ جس کی طرف اشتہارات فروری ۹۲ء میں اشارہ کیا تھا۔ یعنی مجازی نبوت والا نبی ہوں۔ جو عام دوسرے محدثوں میں بھی ہوا کرتی ہے۔ دیکھو (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹) ”وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ

الحقیقت“ یعنی میں صرف مجازی نبی ہوں (محدث) حقیقی نبی نہیں ہوں۔

علیٰ ہذا القیاس! (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)

”نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔“

ضروری نوٹ

اس میں محمود قادیانی کا یہ جواب نہیں چل سکے گا کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا انکار اور محدثیت کا دعویٰ اپنی غلط فہمی کی بناء پر کیا تھا۔ ورنہ وہ درحقیقت نبی تھا۔ جس کو وہ سمجھ نہ سکا۔ بلکہ اس کا نبوت کا انکار اور محدثیت کا دعویٰ خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ محمود خوب غور کرے۔

محمود قادیانی یا تو یہ کہے کہ میرے ابا نے جب نبوت کا انکار کیا اور صرف محدثیت کا ہی دعویٰ کیا تھا تو اس وقت خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کی اس حرکت سے بالکل بے خبر اور غافل تھا۔ یا اس کی اس غلطی پر خدا تعالیٰ عداً خاموش رہا اور اس کو اس انکار نبوت سے نہ روکا۔ حالانکہ دراصل وہ نبی تھا اور خدا بھی جانتا تھا کہ وہ نبی تھا۔ مگر خدا نے اس جھوٹ سے عداً اغماض کیا۔ والعیاذ باللہ۔

دیکھوں گا کہ محمود قادیانی اور اس کے چیلے کیا جواب دیتے ہیں؟

ایک اور شبہ اور اس کا جواب

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ محدث اور نبی دراصل ایک ہی ہیں۔ گویا محدثیت کا اقرار کرنا نبوت کا اقرار ہی ہے۔ مگر ایسے شخص کو (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰) کی عبارت مندرجہ بالا پر غور کرنا اور عبارت اشتہارات فروری ۹۲ء کا خیال رکھنا اور عبارت نشان آسمانی کا مطالعہ کرنا از بس ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی عبارتیں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ محدث و مجدد اور ہوتے ہیں اور انبیاء غیر تشریحی ان کے علاوہ ہوتے ہیں۔ صرف ایک عبارت (شہادۃ القرآن ص ۶۰، خزائن ج ۶ ص ۳۵۵) کی پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو:

”نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفاء نبی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے..... اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آئے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔“

اس قسم کی شہادۃ القرآن میں اور بہت سی عبارتیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ باقرار مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تو بہت سے نبی اس کی تائید کے لئے غیر تشریحی بغیر کتاب کے آئے تھے۔ لیکن اس امت مرحومہ میں انبیاء غیر تشریحی بھی نہیں بلکہ مجددین ہی صرف آسکتے ہیں۔ اب تشریحی اور غیر تشریحی کا سوال ہی درمیان سے جاتا رہا۔

ظلی اور بروزی نبی

جیسے کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ ظلی نبی اور بروزی نبی باقرار مرزا محدث و مجدد ہی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی فوقیت نہیں رکھتا۔ بلکہ میں مرزا قادیانی کے اقرار سے ثابت کرتا ہوں کہ کوئی ظلی چیز اصل کی طرح حقیقی نہیں ہوا کرتی۔ مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے یا محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاء آنحضرت ﷺ کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ میں بھی حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں تو کیا خلفاء اور حضرت عمرؓ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ تو مرزا قادیانی بزعیم خود اگر ظلی نبی خاتم بدہن ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی اور صحیح نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ محض نقلی اور مجازی نبی ہی ہوگا۔ اب مرزا قادیانی کا اقرار کہ آنحضرت ﷺ ظل خدا ہیں اور خلفاء اور حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں۔

ذیل میں ملاحظہ ہو۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۲۳ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۷۲) ”نقطہ محمدیہ..... ایسا ہی ظلی الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سبح، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس میں (آنحضرت ﷺ، مؤلف) انعکاس پذیر ہیں۔“ (ایام الصلح ص ۳۵، خزائن ج ۱۳ ص ۲۶۴) ”حضرت عمرؓ کا وجود ظلی طور پر گویا آنحضرت ﷺ کو وجود ہی تھا۔“

(شہادت القرآن ص ۵۷، خزائن ج ۶ ص ۳۵۳) ”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔“ کیا اب کسی محمودی قادیانی کی ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ آنحضرت ﷺ خدا ہیں اور حضرت عمرؓ اور خلفاء نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ۔

محمود قادیانی کی دوسری بات

”کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے نبی کی تعریف معلوم نہ تھی اور وہ غلط تعریف سمجھتا رہا اسی بناء پر وہ اپنی نبوت سے انکار کرتا رہا اور ختم نبوت کا قائل رہا اور بعد میں اس کو نبی کی صحیح تعریف معلوم ہوئی جو اس میں پائی جاتی تھی۔ تو دعویٰ نبوت کر دیا اور ختم نبوت کا انکار کر دیا اور سمجھ لیا کہ نبی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تشریحی اور دوسرا غیر تشریحی اور وہ خود غیر تشریحی نبی تھا اور پہلے اس کا خیال عوام کی اتباع میں یہ تھا کہ نبی صرف تشریحی ہوتا ہے اور غیر تشریحی نبی نہیں ہوتا۔ نیز نبی وہی ہوتا ہے جس کو براہ راست نبوت حاصل ہو۔ بعد میں یہ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع کر کے آپ کے واسطے سے بھی

نبوت حاصل ہو سکتی ہے اور اس بناء پر وہ نبی ہے تو خود کو نبی سمجھ لیا اور اپنے پرانے سالہا سال کے الہامات پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے بارہا اس کو خطابات میں نبی کر کے پکارا ہے۔ لیکن میں کہوں گا کہ یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ اس کے ناقابل قبول ہونے کی کئی وجوہ ہیں۔

..... جس شخص کو یہ بھی علم نہ ہو کہ نبی کی تعریف کیا ہے؟ اور خدا اس کو بار بار نبی کر کے پکارے۔ لیکن وہ سمجھتا ہی نہیں اور اسی جہالت پر سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ کیا ایسا کوڑ مغز بھی اس قابل ہے کہ خدا تعالیٰ کے انتخاب نبوت میں کامیاب ہو سکے؟

.....۲ جب کہ ایک انسان کو خدا تعالیٰ نے منصب نبوت عطاء کیا ہوا ہے اور وہ نبوت کے امتحان میں کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ مگر وہ پھر بھی اپنے منصب سے ناواقف ہے تو یقیناً وہ اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کرتا رہے گا۔ وہ کس قدر ناکام شخص ہوگا جس کو سالہا سال تک اپنے فرائض منصبی کا علم بھی نہیں۔ گورنمنٹ کسی شخص کو گورنر بنا کر بھیجے اور وہ ابھی تک یہ سمجھا ہی نہیں کہ میں گورنر ہوں اور گورنر کس شخص کو کہتے ہیں؟ تو وہ گورنری کے فرائض کو کیسے انجام دے گا؟ مولوی محمد علی لاہوری کے الفاظ میں نقل کر دیتا ہوں۔ ”النبوت فی الاسلام“ یہ النبوت فی الاسلام چھوٹا سا رسالہ ہے۔ اس کے ص ۱۴ پر ہے:

”تم ایسے عہدے دار کو کیا کہو گے؟ جس کو اس کے افسروں نے ایک عہدہ پر مامور کر کے بھیجا اور وہ پندرہ سال تک یہ سمجھا ہی نہیں کہ میرا عہدہ کیا ہے۔ ایک تھانہ میں سب انسپکٹر کو بھیجا اور وہ خیال کرتا رہا کہ میں کانسٹیبل ہوں۔ کیا ایسے شخص کو مجنوں کہو گے یا کچھ اور۔“

.....۳ مرزا قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتا ہے کہ نبی مصلح کے عقائد درست ہونے لازمی ہیں۔ کیونکہ اگر اس کے اپنے عقائد ہی درست نہ ہوں تو وہ دوسروں کی اصلاح کیا کرے گا اور پھر خدا کے تقدس پر اعتراض ہوگا کہ ایسے بڑے عقائد والے کو کیوں منصب نبوت عطاء کیا گیا؟ (براہین احمدیہ ص ۶ حاشیہ، مقدمہ ص ۱۰۵، خزائن ج ۱ ص ۹۵)

”جب علت غائی رسالت اور پیغمبری کی عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر قائم کرنا ہے تو پھر اگر اس علت غائی پر نبی لوگ آپ ہی قائم نہ ہوں۔ تو ان کی کون سن سکتا ہے اور کاہے کوان کی بات میں اثر ہوگا؟“ (مشلہ ص ۲۶۶، ۲۰۷)

.....۴ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کو ایسے ایسے واضح مسائل میں اصولی اور بنیادی چیزوں میں غلطی لگی رہی۔ کیا کوئی ایسا بھی اصولی مسئلہ ہے؟ جس میں مرزا کو سالہا سال تک غلطی نہ لگی رہی ہو

؟ ہر مسئلہ میں یہی عذر ہوتا ہے کہ پہلے مرزا قادیانی غلطی پر جمے رہے تھے۔ مثلاً حیات عیسیٰ علیہ السلام پر وہ باوجود ملہم ہونے کے بارہ سال تک قائم رہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے۔

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

”پھر میں قریباً بارہ سال تک جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔“ (میں ثابت کر سکتا ہوں کہ بعد از ملہم ہونے کے اس مسئلہ میں بیس سال تک تقریباً بزمِ خود غلطی پر رہے)

حالانکہ وفات مسیح بزمِ مرزا قرآن مجید میں اس قدر واضح اور روشن طریق سے بیان کی گئی تھی کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔

۲..... علی ہذا القیاس بارہ سال تک اپنے مسیح موعود ہونے سے انکار کرتے رہے اور اس سے بالکل بے خبر اور غافل رہے کہ خدا تعالیٰ نے کھلی کھلی وحی میں بڑی شد و مد سے ان کو مسیح موعود ٹھہرایا ہوا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۷)

۳..... اسی طرح اپنے دعویٰ نبوت میں بیس سال سے زیادہ تک غلطی پراڑے رہے اور نبوت سے انکار کرتے رہے۔ بزمِ محمود قادیانی۔

۴..... نیز اتنے ہی سال ختم نبوت پر قائم رہے۔ حالانکہ دراصل نبوت ختم نہ ہوئی تھی۔ بزمِ محمود قادیانی یہ تو بنیادی مسائل تھے اور اپنی پیش گوئیوں میں اور دوسرے واقعات میں تو اس قدر ٹھوکریں کھائیں کہ کیا ٹھکانہ؟ حالانکہ (اعجاز احمدی ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵) میں لکھا کہ نبی اپنی تعلیموں اور اپنے دعویٰ میں کبھی غلطی نہیں کھا سکتا۔ تو جو شخص ساہا سال تک بنیادی مسائل میں ٹھوکریں کھا رہا ہو اس پر بعد میں کیا اعتماد ہو سکتا ہے کہ جس نظریہ کو اس نے بعد میں قائم کیا ہے۔ وہ ضرور صحیح ہی ہو کیوں نہ ہو کہ اس میں بھی ٹھوکریں ہی کھا رہا ہو۔

۵..... یہ بالکل واضح اور تسلیم شدہ مسئلہ ہے کہ کسی نبی کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ جب سچا نبی کسی شخص کو مدعی نبوت ہو کر فرمادے کہ میری نبوت کو تسلیم کر تو وہ امتی اگر انکار نبوت کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کو خدا تعالیٰ خود تقریباً بیس سال تک متواتر الہام کر رہا ہو اور فرما رہا ہو کہ تو نبی ہے لیکن وہ مدعی نبوت مسلسل سالوں پھر انکار کئے جا رہا ہو کہ میں نبی نہیں بلکہ محدث ہوں۔ تو وہ کتنا اصل عبارت اس طرح ہے ”نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس سے کچھ شک باقی نہیں رہتا۔“ (اعجاز احمدی ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

بڑا کافر ہوگا۔ اسی مسئلہ کو محمد علی لاہوری نے اپنے رسالہ ”مسح موعود اور ختم نبوت ص ۱۲، ۱۳“ کے حاشیہ میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے: ”یہ بات مان کر کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ حالانکہ نبی تھے۔ میاں محمود احمد صاحب حضرت صاحب کو ایک خطرناک فتوے کے ماتحت لاتے ہیں۔ جس کی طرف ان کی توجہ شاید اب تک نہیں ہوئی او وہ یہ کہ نبی کی نبوت سے انکار کفر ہے۔ پس اگر حضرت صاحب کو خدا نبی کہتا تھا اور آپ فی الواقع نبی تھے۔ مگر بایں زور سے نبوت کا انکار کرتے بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ تو کیا آپ کفر کے فتویٰ کے ماتحت نہیں آتے؟ یقیناً اگر نبی اپنی نبوت سے انکار کرے تو وہ سب سے بڑھ کر کافر ہے۔ کیونکہ دوسروں کو کہنے والا تو انسان ہے۔ مگر اسے خود خدا کہتا ہے۔“

۶..... جب خدا تعالیٰ نے متواتر الہامات میں مرزا کو نبی قرار دیا ہوا تھا اور مرزا اس سے انکار کرتا رہا تو کیا اس وقت خدا (عیاذ باللہ) بے خبر و غافل تھا یا سو یا پڑا تھا یا عمداً اغماض کر رہا تھا کہ اس حکم کے صریح اور متواتر الہام کی بڑی زور سے خود ملہم خلاف ورزی کرتا رہا۔ مگر اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو کوئی تنبیہ نہ کی۔

۷..... جب تک مرزا قادیانی ختم نبوت کو دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا۔ وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرتا رہا۔ چنانچہ جو اقوال مرزا قادیانی نے پیش کئے ہیں۔ ان میں اکثر جگہ اور ان کے علاوہ بھی باقی اقوال میں عموماً قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین اور الیوم اکملت لکم دینکم اور حدیث لانیبی بعدی وغیرہ کو پیش کرتا رہا اور انہی کی بناء پر ختم نبوت کو منواتا رہا۔ پھر اس کے علاوہ اس مسئلہ کی بنیاد خود اپنے الہام پر بھی رکھی تھی۔

چنانچہ (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰) میں لکھا ہے کہ: ”نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔“ جب ختم نبوت کے مسئلہ کو الہام اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا جا رہا ہے۔ تو بعد میں اس کی تردید کیسے ہو سکتی ہے؟ بقول محمود قادیانی انکار نبوت کی ساری کی ساری بنیاد مرزا قادیانی کے الہامات پر ہے۔ جن میں مرزا کو خدا تعالیٰ نے بار بار نبی کر کے پکارا ہے۔ جن کی بقول مرزا محمود قادیانی اس کا باپ پہلے تاویل کرتا رہا۔

۸..... کیونکہ یہ مسئلہ ختم نبوت یا انکار ختم نبوت کفر و اسلام کا مسئلہ اور اسلامی عقائد کا بنیادی مسئلہ تھا۔ اس لئے اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ اصول اسلام کے مسائل اس قدر قرآن و حدیث میں واضح ہوتے ہیں کہ کسی کافر کو بھی ان میں شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

ملاحظہ ہو (کرامات الصادقین ص ۱۱، خزائن ج ۷ ص ۵۳) ”قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے۔ وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا ہے۔“

کتاب مذکور (ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۶۲) ”مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔“ کیا کسی کو حق ہوگا کہ وہ یہ کہہ دے کہ مرزا محمود کے خیال کے مطابق جب تک اس کا باپ ختم نبوت کا اقرار کرتا رہا اور قرآن مجید کو پڑھتا رہا۔ بلکہ جس کو شروع سے الہام تھا الرحمن علم القرآن (براہین احمدیہ) وہ اتنے عرصے میں کیا ٹھہرا؟ کیونکہ وہ مسائل تو کسی کافر پر بھی پوشیدہ نہ رہ سکتے تھے۔ مگر مرزا ان کو نہ سمجھ سکا۔ تو مرزا کو کافر کے بعد کا کوئی مرتبہ دینا چاہئے۔

نیز مرزا خود لکھتا ہے کہ جو شخص کسی مسئلہ کی واقفیت نہ رکھتا ہو اور پھر اس مسئلہ پر رائے زنی کرے تو وہ بے وقوف اور احمق ہوگا اور جو شخص قرآن مجید میں سے دیکھنے بھالنے کے بغیر کوئی مسئلہ کہے وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو (ملفوظات احمدیہ ص ۱۷۱ حصہ اول)

”کسی معاملہ میں رائے دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم ہو۔ جس شخص کو علم ہی نہیں وہ رائے دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ رائے زنی کرے تو کیا وہ احمق اور وہ بے وقوف نہ کہلائے گا؟ ضرور کہلائے گا بلکہ دوسرے دانش مند اس کو شرمندہ کریں گے کہ احمق جب کہ تجھے کچھ واقفیت ہی نہیں تو پھر تو رائے کس طرح دیتا ہے؟“

کتاب مذکور (ص ۳۳۹) ”وہ انسان جو ولی اللہ کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ وہ ہوتا ہے۔ جس کی وہ حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہر بات اور ہر ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔“

اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں اور ختم نبوت کے عقیدہ میں جب کہ مرزا بزم خود و بزم محمود قادیانی کی تصریحات کے خلاف کرتا رہا ہے۔ تو کیا وہ احمق و بے وقوف وغیرہ ہوا۔

۹..... مرزا قادیانی تو کہتا ہے کہ میں خدا کے بلائے بغیر نہیں بولتا اور اس کے سجھائے بغیر نہیں سمجھتا۔ بلکہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ خدا کی طرف سے ہی کہتا ہوں۔ اگر الہام نہ بھی ہو تو پھر بھی جو کچھ وہ کہتا ہے۔ صحیح ہوتا ہے تو ہم محمود قادیانی کی بات کیسے مان جائیں۔ ابا کچھ کہتا ہے اور بیٹا کچھ کہتا ہے۔ یقیناً بیٹے کو ترجیح نہیں ہو سکتی۔

مرزا خود لکھتا ہے: ”جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

(حقیقت الوحی ص ۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸) پر ملہم کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام نہ بھی ہو۔ تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے نہیں، بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

میں کہتا ہوں کہ حیات مسیح اور ختم نبوت اور انکار از مسیحیت اور انکار از نبوت خود سہا سال تک کیوں مرزا قادیانی کا شیوہ رہا؟

.....۱۰

شاد باش اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

مرزا قادیانی بزع خود دنیا کی اصلاح کرنے اور رسوم قبیحہ کے مٹانے کے لئے آیا تھا۔ لیکن تعجب ہے کہ ہر جگہ خود رسوم عوام کا پابند اور انہی کا شکار ہو جاتا ہے اور غلطی پر غلطی اور ٹھوک پر ٹھوک کھا رہا ہے۔ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کا اثبات کیا اور پھر اس کا انکار کر کے عذر پیش کیا کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ عام مسلمانوں کے عقیدہ فاسدہ کی بناء پر لکھا۔“

(اعجاز احمدی ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

یہی واقعہ ”یا عیسیٰ انی متوفیک“ میں متونی کا معنی پوری نعمت دینے والا (براہین احمدیہ ص ۵۲۰، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) میں کر کے پھر ایام اصلاح میں بہانہ کیا کہ غلطی ہو گئی۔ علی ہذا القیاس محمود قادیانی نے ختم نبوت کے مسئلہ میں اپنے باپ کے ذمہ پابندی رسوم فاسدہ کا بہانہ رکھا۔ دیکھو (حقیقت النبوت ص ۱۲۳) وغیرہ۔

.....۱۱ محمود قادیانی نے کہا کہ کیونکہ مسلمانوں کے خیال میں نبی صرف تشریحی ہی ہوتا تھا اور غیر تشریحی نہ ہوتا تھا اور یہی بات مرزا غلام احمد قادیانی بھی سمجھتا رہا۔ اس لئے وہ نبوت سے انکار کرتا رہا۔ مگر بعد میں اس کو اصلی مسئلہ معلوم ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے اول تو ہمارے مسلمانوں کی علم کلام کی کتابیں اٹھا کر دیکھو! کہ ہمارے نزدیک نبی صاحب کتاب و شریعت جدیدہ بھی ہوتا ہے (تشریحی نبی) اور غیر صاحب کتاب اور غیر صاحب شریعت جدیدہ بھی ہوتا ہے (نبی غیر تشریحی) بلکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا بھی خود جانتا تھا کہ نبی کا تشریحی ہونا ہی ضروری

نہیں۔ بلکہ غیر تشریحی نبی بھی ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ (اربعین ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۴۳۲) میں لکھا:

”اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔“

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا کے نزدیک ایک تشریحی اور ایک غیر تشریحی نبی تھا اور (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۳، خزائن ج ۲ ص ۶۷) میں لکھا ہے: ”اور علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئی کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم اس کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریحی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں بھی نبوت دو قسم کی تھی۔ تشریحی اور غیر تشریحی اور دونوں نبوتوں کو اہل اسلام ختم اور مسدود سمجھتے تھے۔ تو اب محمود قادیانی کا یہ بہانہ بنانا کہ مرزا کو یا مسلمانوں کو غیر تشریحی نبی کا علم نہ تھا۔ کس قدر جھوٹا ہے اور کتنا اعلانیہ کذب بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔

۱۲..... بزعم محمود قادیانی اس کا باپ سا لہا سال تک قرآن وحدیث کو خلاف مراد خداوندی ختم نبوت کے لئے پیش کرتا رہا اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام کی تحریف کرتا رہا اور بیس سال تک مرزا قادیانی محرف القرآن والحدیث ٹھہرتا رہا اور بجائے اصلاح کے تحریف کا مرتکب ہوتا رہا اور اسی تحریف پر کتابوں کی کتابیں سیاہ کرتا رہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ہم کو کوئی تنبیہ اور سرزنش نہ کی۔ بلکہ خدا تعالیٰ بالکل خاموش بیٹھا رہا۔ العیاذ باللہ!

۱۳..... جب مرزا قادیانی پر لوگوں نے کفر کا فتویٰ لگایا کہ مدعی نبوت ہے اور بزعم محمود قادیانی وہ درحقیقت نبی تھا۔ مگر اس نے اس سے صاف انکار کر دیا کہ میرا کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ یہ افتراء ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے اس کو نبی بنایا تھا جیسے محمود قادیانی کہتا ہے تو خدا تعالیٰ نے مرزا کے انکار نبوت پر کوئی تنبیہ نہ کی اور اس کی اصلاح نہ کی کہ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور تو نبی ہے۔ اے مرزا تو غلطی کر رہا ہے۔ کیونکہ ہم نے تجھ کو نبی بنایا ہوا ہے۔ تو خود کو مؤمن ہے۔ تجھ کو خود سمجھ نہیں آتی اور ان لوگوں کو ڈانٹ رہا ہے اور ان کو گالیاں دیتا ہے۔

۱۴..... ہم محمود قادیانی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تیرے باپ نے جیسے کہ اعتراف کیا کہ میں مسیح موعود ہونے کا انکار کرتا رہا اور وہ میری غلطی تھی۔ ایسے ہی مرزا نے اعتراف کیا کہ میں پہلے حیات مسیح کا قائل تھا اور اس کو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ لیکن یہ بھی میری غلطی تھی اور یہ بھی مانا کہ میں نے متوفیک کا معنی جو براہین احمدیہ میں کہا تھا۔ وہ بھی میرا ہی قصور تھا۔ لیکن کہیں مرزا

قادیانی نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ میں نے ختم نبوت کو جو قرآن و حدیث سے ثابت کیا اور اس پر اوراق کے اوراق سیاہ کر دیئے۔ وہ میری غلطی تھی؟ یقیناً محمود قادیانی اس کو کہیں سے پیش نہ کر سکے گا۔ حالانکہ حیات مسیح علیہ السلام کا تو صرف براہین احمدیہ میں ہی اقرار کیا تھا۔ مگر ختم نبوت پر بہت سی کتابیں لکھی تھیں اور مدعی نبوت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا رہا اور ایسے شخص پر لعنت بھیجتا رہا۔

۱۵..... محمود قادیانی کے خیال میں اللہ تعالیٰ خود مرزا کو اور دوسری ساری دنیا کو تقریباً بیس سال تک گمراہی میں ڈالتا رہا اور ختم نبوت کے غلط مسئلہ کی اصلاح نہ کی اور مرزا کو ایسی مصیبت میں ڈال دیا کہ اب اس کے لئے رہائی کی کوئی صورت ہی نہیں۔

۱۶..... مرزا قادیانی خود براہین احمدیہ میں لکھتا ہے کہ اگر ملہم سے غلطی ہو جائے تو رحمت خداوندی جلد تر اس کا تدارک کر لیتی ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۰۸، ۴۳۸ جدید، طبع لاہوری) ”اگر کوئی لغزش بھی ہو جاوے تو رحمت الہیہ جلد تر ان کا (ملہمین) تدارک کر لیتی ہے۔“

اور خود مرزا قادیانی (نور الحق حصہ دوم ص ۸، خزائن ج ۲۷، ۲۷، طبع لاہوری) میں لکھتا ہے:

”ان الله لا يتركني على خطاء طرفة عين ويعصمني عن كل مین“ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ تک بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔ تو کیا اب ہم یہ کہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت نے جلدی تدارک نہ کیا اور پھر قریباً بیس سال کے بعد گویا خدا نے مرزا کو متنبہ کیا تو مرزا کا لمحہ گویا بیس سال تک لمبا ہو گیا۔

محمود قادیانی کی تیسری بات

مرزا محمود نے کہا کہ میرے ابا کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی عبارتیں منسوخ سمجھی جائیں۔ لیکن یہ بات اس قدر لغو اور ناقابل قبول ہے کہ کیا کہوں جس کے چند وجوہ ہیں۔

۱..... ایک یہ کہ اس کو منسوخ کہنا غلط ہے کیونکہ منسوخ کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں نسخ کے آنے تک وہی حکم تھا۔ جس کو ملہم و نبی پیش کرتا رہا۔ جیسے تحویل قبلہ وغیرہ میں پہلے تو بیت المقدس کی طرف ہی منہ کرنے کا حکم تھا اور یہ خداوندی ارشاد کے ماتحت تھا۔ پھر وہ منسوخ ہو گیا اور بیت الحرام کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو گیا۔ مگر یہاں تو اس طرح نہیں۔ کیونکہ محمود قادیانی کے خیال میں ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی مرزا نبی ہی تھا اور ختم نبوت کا مسئلہ غلط تھا۔ مگر مرزا کو اپنی غلطی کا پتہ ۱۹۰۱ء میں چلا تو یہ تو مرزا قادیانی کی غلط فہمی تھی اور کج فہمی اور حکم خداوندی کی خلاف ورزی تھی۔ اس کو نسخ نہیں کہا کرتے۔

۲..... اس کو منسوخ کہنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قادیانی نے جو کچھ ختم نبوت کی صداقت پر لکھا تھا۔ وہ سب کا سب قرآن وحدیث اور الہامات مرزا کی روشنی میں تھا۔ جیسے کہ اس کو میں نے دوسری بات کے وجوہ میں وجہ نمبر ۷ میں بیان کر چکا ہوں۔

۳..... کہیں مرزا قادیانی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ میری سابقہ عبارتیں اور کتابیں ختم نبوت کے متعلق سب کی سب منسوخ ہیں؟ جیسے کہ اس نے مسیح موعود، حیات مسیح، متوفیک کے معنی کے متعلق صاف اقرار کیا ہے کہ وہ میری غلطی تھی۔ جسے میں وجہ نمبر ۱۲ میں بالا جمال بیان کر چکا ہوں۔

۴..... نسخ کا دعویٰ کرنا بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کا معنی جو پہلے کیا تھا۔ یعنی نبوت کو ختم کرنے والا وہی معنی ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں بھی کیا اور یہی معنی ۱۹۰۱ء میں بھی سمجھتا رہا۔ ملاحظہ ہو عبارت مرزا قادیانی ”ایک غلطی کا ازالہ“ ملحقہ ”حقیقت النبوت ص ۲۶۸“

”غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک ایسی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔“

اسی قسم کی اور بہت سی عبارتیں ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں موجود ہیں۔ تو مرزا تو ۱۹۰۱ء میں بھی ختم نبوت کا قائل ہے اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین انہی معنوں سے مانتا ہے جو تمام اہل اسلام کرتے ہیں۔ یعنی انبیاء کو ختم کرنے والا۔

۵..... مرزا قادیانی تو کہتا ہے کہ میری ہر ایک بات صحیح ہے۔ لیکن اس کا بیٹا کہتا ہے کہ نہیں میرے ابا کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی باتیں قابل اعتبار نہیں۔ لیجئے مرزا غلام احمد کی عبارتیں اس کی ہر بات قابل حجت ہونے کے متعلق درج کرتا ہوں۔ اب فیصلہ ناظرین کے سپرد ہے کہ باپ کو جھوٹا سمجھیں یا بیٹے کو۔

(حقیقت الوحی ص ۲۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۰) میں لکھتا ہے ”میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا۔“

(نور الحق حصہ دوم ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۲) ”ان اللہ لایترکنی علی خطاء طرفة عین“ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے لمحہ بھر بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا۔

(مواہب الرحمن ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۲۰) ”کلمما قلت من امرہ وما فعلت شیئا من امری“ یعنی میں نے جو کچھ بھی کہا وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کبھی کچھ نہیں کیا۔

(نورالحق حصہ دوم ص ۴۱ خزائن ج ۸ ص ۳۳۶) ”ویبعث عبدا لاعانتہ فیجدد دین

اللہ بعلمہ وصدقہ..... وما یقول الا ما علمہ لسان الرحمان“

یعنی اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دین کی اعانت کے لئے مجدد بنا کر بھیجتا ہے اور بندہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ خدا کی زبان ہوتی ہے۔ حقیقت الوحی میں ملہمین صادقین کے متعلق مرزا لکھتا ہے:

”اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے..... اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام نہ بھی ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان سے جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

(حماتہ البشری ص ۷۲، خزائن ج ۷ ص ۲۸۵) ”انما کتبنا فی کتاب شیئا یخالف

النصوص القرآنیة او الحدیثیة وما تفوهنا به یوما من الدهر“

یعنی میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔ لیکن محمود قادیانی کہتا ہے کہ میرے باپ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے جو کچھ ختم نبوت کے متعلق لکھا، وہ غلط، خلاف قرآن و حدیث تھا۔

(حماتہ البشری ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۱۸۶) ”واللہ یعلم انی ماقلت الا ما قال اللہ

ولم اقل کلمة قط یخالفہ وما سہا قلمی فی عمری“

یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوئی۔

میں دریافت کرتا ہوں کہ یہ مرزا قادیانی کا حلیہ بیان ہے۔ حالانکہ مرزا خود اقراری ہے کہ میں نے حیات مسیح کا غلط عقیدہ براہین احمدیہ میں پیش کیا تھا اور ختم نبوت کے متعلق محمود قادیانی کیا جواب دے گا؟

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱) ”ومن تفوه بکلمة لیس له اصل

صحیح فی الشرع ملہما کان او مجتہد فیہ الشیاطین متلاعبة“

یعنی جو شخص کہ کوئی ایسا کلمہ کہے جس کی کوئی صحیح اصل شرح میں موجود نہ ہو۔ اس شخص سے شیطان کھیلتا ہے۔ خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد ہو۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ بزم محمود قادیانی اس کے ابانے ختم نبوت کے مسئلہ کو ذکر کیا جس کی کوئی اصل صحیح شرع میں موجود نہیں۔ کیا اب محمود کہے گا کہ اس کے باپ سے شیطان کھیل رہے ہیں۔ خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد؟

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷ ایضاً) ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدوسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل لمہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“ تو کیا جو کچھ ختم نبوت اور حیات مسیح میں مرزا نے لکھا تھا۔ وہ سب کچھ روح القدس کی قدوسیت کے ماتحت نہ تھا؟ یہ میری تنقیحات محمود قادیانی کی حقیقت النبوت کے ان اعذار پر تھیں۔ جو اس نے اپنے ابا کی جانب سے صفائی کے رنگ میں پیش کئے ہیں۔

امت مرزا سیہ کے شبہات اور ان کا جواب

اگرچہ بفضلہ تعالیٰ ہم نے قرآن مجید اور احادیث اور مرزا کے اقوال سے ختم نبوت کو ثابت کر دیا۔ لیکن محمود قادیانی کی جماعت بعض اوقات آیات کی تحریف کر کے اور ان کو بے محل چسپاں کر کے انکار ختم نبوت کے لئے پیش کر دیا کرتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے تو ثابت ہوتا ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ ابھی تک جاری ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کی ان بے محل تحریفات کا بھی تار و پود بکھیر دوں اور اس پہلو میں بھی میرا مرکزی نقطہ اقوال و مسلمات مرزا سیہ ہی ہوں گے۔

شبہ اولیٰ

مرزائی جس مشہور آیت کو بقاء نبوت کے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ ”اھـ نـا اللصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم“ ہے۔ ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم ہجرت نمازوں میں دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہم کو ان لوگوں کا راستہ بتا جن پر تیرا انعام ہوا اور انعام خدا کا انبیاء صدیقین، صالحین پر ہوا ہے۔ (حسب آیت ”من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین“) تو مطلب یہ ہوا کہ اے خدا ہمیں نبی اور صدیق اور شہید وغیرہ بنا اور خدا تعالیٰ ہماری دعائیں قبول کرتا ہے۔ تو کیوں نہ نبوت کے متعلق ہماری دعا قبول نہ فرماوے گا۔

الجواب

اولاً..... تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی کسی کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا۔ وہ اس کا عین ہو گیا۔ مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص بمع اہل و عیال آیا تو اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ فلاں شخص اپنے اہل و عیال کا عین ہو گیا ہے۔ اگر مرزائیوں کے خیال کے مطابق عین ہی ہو جاتا ہے تو پھر لوگ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خدا بھی بنیں گے۔ قرآن مجید میں ہے ”انسی معکم“ کیا خدا اور فرشتے متحد ہو گئے۔ ”ان اللہ معنا“ کیا نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق اور خدا تعالیٰ تینوں ایک ہو گئے؟

”ان اللہ مع الصابرين“ میں کیا اللہ تعالیٰ اور صابر لوگ آپس میں متحد ہو گئے ہیں؟ تو گویا دنیا میں ہندوؤں کی طرح ہزاروں خدما ماننے پڑیں گے؟

ثانیاً..... یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت کے خیال میں کیونکہ واؤ ترتیب کے لئے آتی ہے۔ تو گویا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ مرزائیوں کے خیال کے مطابق پہلے نبی ہوگا پھر صدیق ہوگا۔ پھر شہید ہوگا۔ پھر عام صالحین میں جا کر داخل ہوگا تو گویا نبی تو ہر ایک وہ شخص ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ اگرچہ اس کو صدیق و شہید اور صالح کا مرتبہ ملے یا نہ ملے۔ کیونکہ مرزائی واؤ کی ترتیب پر بزاز و مارا کرتے ہیں تو غالباً یہاں بھی اس سے انکار نہ کریں گے۔

ثالثاً..... یہ کہ مرزا قادیانی نے جو اس آیت کا خود معنی کیا ہے۔ اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے۔ بلکہ وہ تو کہتا ہے کہ آیت کی مراد یہ ہے کہ انبیاء و صدیقین وغیرہم کی صحبت میں آ جاؤ۔ دیکھو

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۶ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۵۱۲)

”تم پنج وقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو ”اهدنا الصراط المستقیم.....“ یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتاؤ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہداء دراصل اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آ جاؤ۔“

رابعاً..... یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء و رسل اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے۔ جیسے (حملۃ البشری ص ۹۶، خزائن ج ۷ ص ۳۲۶) میں لکھا ہے: ”نساء له ان یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء والرسل و الصدیقین والشہداء والصلحین“ تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعا مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء اور رسول بن جاویں۔ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کے لئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مرزا کو خدا نے الہام میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ تیری ہر دعا قبول کروں گا۔ ”اجیب کل دعاءک الافی شرکاءک“ تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے۔

نوٹ..... کیونکہ گذشتہ تمہید سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کے خیال میں مکہ کے سب علماء نبی بن چکے ہیں اور علماء مکہ نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ لہذا باعتراف طائفہ قادیانیہ مرزا قادیانی پر مکہ

مکرمہ کے سب انبیاء کا فتویٰ کفر لگے گا۔ تو وہ پرلے درجے کا کافر ہوگا۔ کیونکہ یہ فتویٰ انبیاء کا فتویٰ ہوگا۔ کسی عام آدمی یا مولوی کا فتویٰ نہیں ہے۔ دیکھیں کہ اس فتویٰ پر امت مرزا سیہ تمیل کرتی ہے یا نہیں؟

خامساً..... یہ کہ مرزا قادیانی شہادت القرآن (ص ۵۶، خزائن ج ۶ ص ۳۵۲) میں آیت ”اهدنا الصراط المستقیم..... الخ!“ کے ماتحت لکھتا ہے: ”پس اس آیت سے پہلے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تاکہ انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔“

اس آیت سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی وہ نبی ظلی لیتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں چلے آتے ہیں۔ جن سے دنیا کبھی بھی خالی نہیں رہی (علماء مجددین) مگر امت مرزا سیہ مرزا قادیانی سے پہلے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کو تسلیم نہیں کرتی۔ سو مرزا قادیانی کا مطلب اس کی امت کے مطلب سے بالکل جدا ہے۔ اب وہ خود فیصلہ کریں کہ امت درست کہتی ہے یا ان کا متنبی؟

شبه دوم

آیت ”وعد الله الذين امنوا منكم وعلما الصلحت ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم“ سے بھی امت قادیانیہ استدلال کیا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں اسی قسم کے خلیفے قائم کرے گا۔ جیسے پہلی امتوں میں خلفاء تھے اور پہلی امتوں میں مثلاً آدم علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام خلفاء خداوندی نبوت سے ممتاز تھے۔ اس لئے مشابہت تامہ کے لئے اس امت میں بھی خلفاء انبیاء ہی ہونے چاہئیں۔

الجواب

تمہارا پیر و مرشد مرزا غلام احمد قادیانی تو اس آیت میں خلفاء سے مراد انبیاء نہیں لیتا۔ وہ تو خلفاء سے مراد ایسے معنی لیتا ہے۔ جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ ابن ابی طالبؓ کو بھی شامل ہے اور وہ خلیفے جو امت میں ہمیشہ رہتے آئے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں کہ اس سے مراد صرف نبی ہی ہو جو مرزا سے پہلے کوئی اس امت میں سے نہیں ہوا۔ دیکھو خود مرزا کی کتاب:

(شہادۃ القرآن ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۶ ص ۳۵۳)

اسی آیت کے ماتحت لکھتا ہے: ”کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے..... پس جو شخص خلافت کو تمیں برس تک ماننا ہو وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہو۔“ آگے چل کر (ص ۶۰، خزائن ج ۶ ص ۳۵۵) میں ہے: ”نبی تو اس امت میں آنے کو

رہے۔ اب اگر خلفاء نبی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلا دیں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خلفاء سے مراد نبی نہیں۔ بلکہ انبیاء کے جانشین مراد ہیں۔ جو وہ نبی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس امت میں اب نبی نہیں آسکتے۔ بلکہ انبیاء کے خلفاء آئیں گے۔

شبه سوم

بعض اوقات امت مرزائیہ قادیانیہ آیت ”ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس“ سے ثابت کیا ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت جاری ہے۔

الجواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے نور القرآن نمبر اول میں اسی آیت پر بحث کرتے ہوئے اسی آیت کو دیکھ بھال کر اس کی تفسیر کی۔ مگر دروازہ نبوت کو مسدود خیال کر رہا ہے۔

ملاحظہ ہو (نور القرآن نمبر اول ص ۷۵ مع حاشیہ، خزائن ج ۹ ص ۳۳۶، ۳۳۹) ”ظہر الفساد فی البر والبحر.....“ قرآن کریم نے تو تمام زمین کے مرجانے کا ذکر کیا ہے اور تمام قوموں کی بری حالت کو وہ بتلانا ہے اور صاف بتلاتا ہے کہ زمین ہر قسم کے گناہ سے مرگئی۔ اور (ص ۷) کے حاشیہ میں لکھتا ہے: ”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لاکھ الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔“

الحاصل! مرزا قادیانی کے زیر نظر یہی کتاب ہے۔ مگر پھر مرزائی اسی آیت کے ماتحت نبوت کی عدم ضرورت کو بیان کر رہا ہے اور ختم نبوت کا قائل ہے۔ مرزائیہ قادیانیہ طائفہ اس سے نفی ختم نبوت کرنا چاہتا ہے۔ مگر ان کا پیر و مرشد ختم نبوت ثابت کر رہا ہے۔ معلوم نہیں کہ سچا کون ہوگا اور جھوٹا کون۔ ہاں یقیناً ان کے متنبی کا مرتبہ ان سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے امت کو کوئی حقیقت متنبی کے سامنے نہیں۔

شبه چہارم..... طائفہ قادیانیہ کیونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت ”هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ

ویزکیہم ویعلمہم الكتاب والحکمة وان کانوا امن قبل لفي ضلال مبين و
 آخرین منہم لما یلحقوا بہم (الجمعة، ۲۰، ۲۱) ”کو بھی ختم نبوت کی نفی کے لئے پیش کرایا
 کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آخرین منہم کا عطف فی الامیین
 پر ہے۔ یعنی جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ اس طرح بعد کے لوگوں
 میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔

الجواب تمہارا پیر و مرشد تو اس آیت سے نبوت ثابت نہیں کرتا اور وہ آخرین کا
 عطف فی الامیین پر نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کی مشہور کتاب (آئینہ کمالات اسلام
 ص ۲۰۸، خزائن ج ۵ ص ۲۰۸) میں اسی آیت کے ماتحت تحریر کرتا ہے: ”خدا وہ ہے جس نے امیوں
 میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے
 اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول
 جو ان کی تربیت کر رہا ہے۔ ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو انہی میں سے ہو جاویں
 گے۔“

(ص ۲۰۹، خزائن ج ۵ ص ۲۰۹) ”گویا تمام آیت مع اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے۔

”هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم
 ویعلمہم الكتاب والحکمة ویعلم آخرین منہم“ یعنی ہمارے خالص اور قابل
 بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں۔ جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسی نبی
 کریم ﷺ نے صحابہ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت
 فرمائیں گے۔“ (حلمۃ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۴)

ماحصل عبارت کا یہ ہے کہ باقر مرزا قادیانی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ
 آخرین منہم میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ بلکہ وہ آیت کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ
 آنحضرت ﷺ نے جیسے پہلے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام اپنے ذمہ رکھا تھا۔ ویسے ہی بعد کے
 لوگوں کی تعلیم و تربیت بھی آنحضرت ﷺ ہی فرمائیں گے۔ نہ یہ کہ کوئی نبی آئے گا جو قادیان سے
 پیدا ہو کر ان کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کا نبی بنے گا۔ اور جو عبارت مرزا نے مقدر نکالی ہے۔ وہ بھی بتاتی
 ہے کہ وہ و آخرین کا عطف فی الامیین پر نہیں کہ اس میں بعث کا لفظ مقدر مانا جائے اور یہ
 ثابت کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ بعد کے لوگوں میں ایک رسول مبعوث کرے گا۔ نعوذ باللہ بلکہ اس کا
 عطف یعلمہم کی ضمیر پر کرنا چاہتا ہے۔

شبہ پنجم نفی ختم نبوت کے لئے مرزائیہ قادیانیہ طائفہ اس آیت کو بھی پیش کیا کرتا ہے: ”وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً (بنی اسرائیل: ۱۰)“ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جب عذاب بھیجتے ہیں تو پہلے رسول بھیج لیا کرتے ہیں۔ اس وقت کیونکہ خدا تعالیٰ کے مختلف عذاب آرہے ہیں۔ مثلاً قحط، طاعون، زلزلے وغیرہ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت خدا نے کوئی نبی ضرور بھیجا ہے ہونہ ہو وہ قادیانی ہی ہوگا۔

الجواب اسی آیت کو مرزا قادیانی اپنی زیر نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کا قائل ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو! (شہادت القرآن ص ۵۷، خزائن ج ۶ ص ۳۵۲، ۳۵۳)

”نیز عموماً دنیا میں مصائب تو آتے ہی رہتے ہیں۔ تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہوگا۔“

شبہ ششم تا دہم بعض اوقات قادیانیہ طائفہ آیت ذیل سے انکار ختم نبوت کو استنباط کیا کرتے ہیں۔

۶..... ”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (الحج: ۷۰)“

۷..... ”ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من رسله من یشاء فامنوا باللہ ورسله (آل عمران: ۱۷۹)“

۸..... ”یا بنی آدم اما یتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون (الاعراف: ۳۰)“

۹..... ”یا ایہا الرسل کلو امن الطیبات واعملوا صالحاً (المومنون: ۵۱)“

۱۰..... ”ماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً (الاحزاب: ۵۳)“

وجوہ استدلال مرزائیوں کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ طول دے کر خواہ مخواہ اوراق سیاہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سب کا حاصل مرزائی یہ لیتے ہیں کہ رسول آ نحضرت ﷺ کے بعد آتے رہیں گے۔

الجواب اس قسم کی سب آیات جن میں رسول یا الرسل کا لفظ آتا ہے۔ مرزائی مسلمات پر سب کی سب کا ایک ہی جواب ہے۔ اس لئے میں نے سب کی سب کو ایک جگہ ہی جمع کر دیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر بفرض محال مان لیا جائے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آ نحضرت ﷺ کے بعد رسول آیا کریں گے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ باقر مرزا قادیانی رسول کا لفظ

عام ہے جو نبی کو اور محدث و مجدد ہر دو کو شامل ہے۔ دیکھو (شہادۃ القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۳) ”رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔ چونکہ ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”رسول کا لفظ عام ہے۔ جس میں رسول اور محدث اور نبی داخل ہیں۔“

(ایام الصلح ص ۷۷ احاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۴۱۹) ”رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔“ پس سب اس قسم کی آیات کا ایک ہی جواب کافی ہے کہ بالفرض اگر اس امت میں رسول آنے ہی ہیں اور مراد آیات سے وہی معنی محرف ہیں۔ جو تم ارادہ کرتے ہو تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد رسول آویں گے۔ یعنی مجدد و محدث آویں گے۔

شبہ یازدہم..... کبھی کبھی آیت ”واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران: ۸۱)“ اور آیت ”واذاخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح (احزاب: ۷)“ سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب انبیاء سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی ایک رسول کے آنے کا واقعہ پیش کر کے اس کی تصدیق کرنے کا اور اس رسول کو ماننے کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ وہ رسول کون ہوگا۔ جو سب انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والا ہے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہے۔ نعوذ باللہ!

الجواب..... ہر دو آیات میں جس چیز کا خدا تعالیٰ سے وعدہ لے رہا ہے انبیاء وہ غیر غیر چیزیں ہیں۔ پہلی آیت لیں تو ایک بہت بڑی عظیم الشان نبی کی تصدیق کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ جو آیت بتلا رہی ہے کہ وہ نبی اعلیٰ منصب رکھتا ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے تاکید کی طور پر اس پر ایمان لانے کا وعدہ انبیاء کرام سے لے رہا ہے اور جس کی امداد کے لئے سخت تاکید فرمائی جا رہی ہے۔ وہ تو آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔

مرزا جیسے دجال کو اس میثاق و وعدہ کا مصداق ٹھہرانا جس قدر بعید از عقل و نقل ہے۔ اس قدر دنیا میں اور کوئی ظلم ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر خود مرزا قادیانی بھی اس ”ثم جاءکم رسول“ سے مراد آنحضرت ﷺ کو سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، ۱۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

”پس جب تمہارا پیرومرشد اس آیت کو آنحضرت ﷺ کے حق میں سمجھتا ہے تو تمہاری کذب بیانی کو کون سن سکتا ہے۔“

شہد و اوزد ہم..... کبھی کبھی مرزائی قادیانی کارخانہ افتراء سے یہ صدا آیا کرتی ہے کہ آیت

”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (المائدہ: ۳)“ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگ منصب نبوت پر فائز ہوا کریں گے۔ کیونکہ جب خدا نے ہمیں نعمت تامہ دے دی ہے۔ تو سب سے اعلیٰ نعمت تو نبوت کی ہے۔ وہ ضرور ہمیں ملنی چاہئے۔

الجواب..... اول تو اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہارے پیرومرشد اس آیت کو ختم نبوت کے لئے پیش کر رہے ہیں اور تم اس سے نفی ختم نبوت کو ثابت کرنا چاہتے ہو۔ معلوم نہیں الٹی سمجھ کس کی ہے۔ ملاحظہ ہو (تحفہ گولڈ ویس ۵۱، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۴)

”الیوم اکملت لکم دینکم“ اور آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔“

ضروری تشبیہ..... جس آیت کو طائفہ قادیانیہ نے تحریف کر کے بے محل ختم نبوت کے انکار کے لئے پیش کیا ہے۔ ان کے جو جو جوابات میں نے دیئے ہیں۔ وہ علی طریق التسلیم ہیں اور اس صورت میں ہیں کہ بفرض محال اگر مان لیں کہ آیت سے مراد وہی ہے جو تم کہہ رہے ہو تو تمہارے پیرومرشد کا یہ مطلب کبھی نہ ہوا تھا۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ میں طائفہ قادیانیہ کی تحریفات کو العیاذ باللہ! صحیح مان رہا ہوں۔

احادیث جو مرزائی پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ موضوع یا ضعیف ہوتی ہیں۔ ان سب کا ایک جواب ہے جو مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز ج ۲ بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۱۱ ص ۱۲۶-۱۲۷)

پس جب ہم نے ختم نبوت کو قرآن مجید سے ثابت کر دیا۔ اب اگر بالفرض کوئی حدیث اس کے خلاف وہ پیش کریں تو اس کا کیا اعتبار۔

ضروری نوٹ..... مرزا قادیانی کی امت جتنی احادیث یا آیات وغیرہ سے ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لئے تحریفات کیا کرتے ہیں۔ ان سب سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے نبی آیا کریں گے۔ گویا نبیوں کا ایک پھانک کھول دیا کرتے ہیں۔ لیکن ان کا پیرومرشد مرزا غلام احمد قادیانی تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت صرف اپنے لئے ہی محفوظ رکھا کرتا

ہے۔ اس کے عقیدہ میں تو نبوت صرف مرزا کے لئے ہی مخصوص ہے۔ مگر امت اس قدر فیاض واقع ہوئی ہے کہ وہ کہیں نبوت کی حد بندی ہی نہیں کرتی اور مرزا قادیانی ہی نہیں۔ بلکہ اس کا بیٹا محمود قادیانی بھی بعض جگہ یہی لکھ گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد میرا ابا ہی نبوت سے فائز ہوا ہے۔ تو گویا خلیفہ ثانی بھی طائفہ قادیانیہ کے خلاف ہے۔

ملاحظہ ہوں اقوال مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ایک ہی فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں..... اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تھا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، ضمیمہ حقیقت النبوة ص ۲۶۸) چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں۔ اس لئے اس بروز کی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے اور ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔“

محمود قادیانی کی بھی عبارت ملاحظہ ہو۔ (حقیقت النبوت ص ۱۳۸)

”اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں..... پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔“

الحاصل..... نبوت کے اجارہ دار باپ بیٹا تو نبوت کو صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ہی مانتے ہیں۔ لیکن ان کی امت نے نبوت کا پھانک ایسا کھول دیا کہ جو شخص بھی آئے۔ پیشک دعویٰ نبوت کرتا جائے۔ کیونکہ کوئی قادیان سے خصوصیت نہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

ممکن ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کر بیٹھیں کہ گذشتہ اقوال سے تو یہ ثابت ہوا کہ واقعی مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل ہے۔ تو پھر اس کے ذمہ دعویٰ نبوت کا الزام قائم کرنا شاید ظلم ہوگا اور وہ درحقیقت مدعی نبوت نہیں۔ اس لئے میں نے چاہا کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی سامنے رکھ

دوں کہ مرزا قادیانی بایں ہمہ مدعی نبوت بھی ہے اور ضرور ہے۔ لہذا مختصر اُس کے بھی چند ثبوت پیش کئے دیتا ہوں۔

.....۱ (براجین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸) ”میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔“ اس میں مرزا قادیانی نے صاف اقرار کیا ہے کہ میرا دعویٰ رسالت اور وحی الہی کا تھا اور یہی چیز تھی۔ جو میرے لئے رکاوٹ بنی رہی۔

.....۲ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”مجھے بتلایا گیا ہے تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔“ ”ہو الذی ارسل رسوله بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ اس میں مرزا نے دعویٰ کیا ہے کہ ”ہو الذی ارسل رسوله“ کا مصداق میں اور صرف میں ہی ہوں۔ اس میں صاف دعویٰ رسالت ہے اور رسالت بھی وہ جو آنحضرت ﷺ کا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کے خیال میں اس آیت کا مصداق صرف آنحضرت ﷺ ہیں۔

.....۳ مرزا قادیانی کو الہام ہوا ہے: ”انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

.....۴ (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) ”اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کی جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح نازل ہوئی۔ تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

اس میں مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ پہلے میں خود کو مسیح ابن مریم سے اگرچہ افضل سمجھتا تھا۔ مگر وہ فضیلت جزوی ہی سمجھا کرتا تھا۔ مگر بعد میں خدا نے مجھے اس عقیدہ سے ہٹا دیا اور میں نے سمجھا کہ اب مجھے حضرت مسیح پر کلی فضیلت حاصل ہے اور اس سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں کہ نبی کو نبی پر کلی فضیلت ہو سکتی ہے۔ البتہ جزوی فضیلت غیر نبی کو بھی ہو سکتی ہے۔ جس کا اقرار مرزا قادیانی خود بھی کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی ہے۔

ایک اور جگہ بھی مرزا نے خود کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ثابت کرنے کی کوشش

کی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۳۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

”خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) ”اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“ (دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

۵..... مرزا نے خود تسلیم کیا ہے کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ملاحظہ ہو (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹) ”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔“ اس میں ایک نبی سے اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ نبی سے افضل نبی ہو سکتا ہے غیر نبی نہیں ہو سکتا۔

۶..... (لیکچر سیالکوٹ ص ۵۰، خزائن ج ۲۰ ص ۲۳۱) ”میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔“ جب مرزا نبی ہے تبھی تو وہ خدا کو انبیاء کے معیار پر صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

۷..... (ضمیمہ نمبر ۳ حقیقت النبوة ص ۲۷۲) میں مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں..... ہاں یہ نبوت تشریحی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف اللہ کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلے میں ہے..... ہم نبی ہیں اور حق کی پہچان میں کسی قسم کا انخفاء نہ کرنا چاہئے۔“

اس عبارت میں صاف اعلان کیا ہے کہ ہمارا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے۔ اس سے اور کیا وضاحت کی جاسکتی ہے۔ بلکہ اس سے زائد میں اب یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا صرف نبوت کا ہی مدعی نہیں۔ بلکہ تشریحی نبوت کا بھی مدعی ہے۔

تشریحی نبوت

مرزا قادیانی کے متعلق عموماً جماعت قادیانی یہ مشہور کیا کرتی ہے کہ اس کا دعویٰ غیر تشریحی نبوت کا ہے۔ مگر یہ بھی دراصل مرزا اور اس کی بزدلی اور کمزوری ہے کہ جس بات کا وہ واقع میں مدعی ہے۔ اس پر وہ اور اس کی امت ہمیشہ پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرتے رہے اور کبھی بھی اپنے مقاصد کو دنیا کے سامنے واضح الفاظ میں نہ رکھا۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت تشریحی ہے۔ جس کی کئی وجوہ ہیں۔

..... ایک تو اس لئے کہ مرزا قادیانی نے خود تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ ہر ایک نبی کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ (اگرچہ درحقیقت یہ بھی مرزا کی غلط بیانی ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کا منکر کافر ہوتا ہے خواہ تشریحی ہو یا غیر تشریحی) بلکہ صرف تشریحی نبی کا ہی منکر کافر ہو سکتا ہے اور (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) میں لکھا ہوا ہے کہ میرا منکر کافر ہے اور وہ ایسے ہی کافر ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کا منکر کافر ہے۔ یہی مرزا کا فتویٰ (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹) میں بھی مذکور ہے۔ تریاق القلوب اور حقیقت الوحی اور فتاویٰ احمدیہ کی عبارتیں ذیل میں درج ہیں۔

”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسواء جس قدر ملہم و محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“

(تریاق القلوب ص ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

”کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

”جو پیغمبر خدا ﷺ کو نہ مانے کافر ہے۔ مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ انجام ایک ہی ہے۔“

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹)

”جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے

اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۱)
نتیجہ..... نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی نے کیونکہ اپنے منکرین کو کافر کہا ہے اور اپنے منکر کو کافر کہنا
صرف تشریحی نبی صاحب شریعت جدید کا ہی حق ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی تشریحی نبی صاحب
شریعت جدیدہ نبی ہوا۔

.....۲ دوسری وجہ اس کے تشریحی نبی ہونے کی یہ ہے کہ اس نے (اربعین نمبر ۴ ص ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲)
ج ۱ ص ۴۳۵) میں لکھا ہے: ”اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے۔ نہ ہر ایک
مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔
ماسواء اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی
بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی
رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔“

مثلاً یہ الہام ”قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجہم ذلک
ازکی لہم“ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیس برس
کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ
شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے: ”ان هذا لپی الصحف الاولی صحف ابراہیم وموسیٰ“ یعنی قرآنی تعلیم تورات
میں بھی موجود ہے اور اگر کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر و نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔
کیونکہ اگر تورات یا قرآن میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ تھی۔“

اس ساری لمبی عبارت کا ماہصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ”لو تقول علینا بعض
الاقاویل، الآیۃ“ میں مدعی نبوت کے لئے تشریحی نبوت کا دعویٰ شرط نہیں رکھا اور اگر یہی شرط ہو
تو بھی میں کہوں گا کہ صاحب شریعت وہ نبی ہوتا ہے جس کی وحی میں امر و نہی ہو اور اپنی امت کے
لئے وہ ایک قانون بنا دے تو اس لحاظ سے میں تشریحی نبی ہوں اور اگر کوئی یہ شرط لگا دے کہ شریعت
جدیدہ ہو تو پھر آنحضرت ﷺ بھی شریعت جدیدہ لے کر نہ آئے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید کے احکام
تو صحف ابراہیم و موسیٰ میں موجود تھے۔

اس خلاصہ مطلب میں سے بالکل واضح معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا خود کو صاحب شریعت
نبی خیال کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تشریحی نبی نہ مانو۔ اگر مجھے تشریحی نبی نہیں سمجھتے۔
.....۳ اس لئے بھی مرزا تشریحی نبی ہو کہ اس کا دعویٰ ہے کہ ”میری نبوت بالکل ہو بہو وہی

نبوت ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے۔“ دیکھو (نزول مسیح ص ۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱) ”باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“ (اخبار الحکم نمبر ۱۵ ج ۱۰، ص ۸ کا لم ۲۰، ۲۱، ۳۰، ۳۱ اپریل ۱۹۰۶) ”میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔“ اور بھی اس قسم کی بہت سے عبارتیں ”ایک غلطی کا ازالہ“ میں ہیں۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی آنحضرت کی نبوت بمع جمع کمالات کے (نعوذ باللہ) بالکل مرزا قادیانی میں منعکس ہے۔ اس لئے جیسے آنحضرت ﷺ کی نبوت تشریحی نبوت ہے۔ مرزا کی نبوت بھی وہی ہوگی۔ یعنی تشریحی نبوت۔ کیونکہ بقول مرزا عکس اور اصل میں بالکل اتحاد ہوتا ہے۔ مغایرہ بالکل نہیں ہوتی۔

۴..... مرزا قادیانی اس لئے بھی تشریحی نبوت کا دعوے دار ہے کہ بقول مرزا قادیانی (انجام آتھم ص ۲۸، ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸، ۲۷) جو شخص ذرا بھی شریعت میں تبدیلی و ترمیم کرے گا۔ وہ یقیناً حقیقی تشریحی نبی نہ ہوگا اور مسیلمہ کذاب کا بھائی ہوگا اور مرزا قادیانی نے احکام خداوندی میں ترمیم کی ہے۔ جہاد کی آیات و احادیث ہمیشہ کے لئے قابل عمل تھیں اور جب تک دنیا میں کفر ہے۔ جہاد فریضہ مسلم تھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس مسئلہ کو بالکل موقوف و منسوخ کر دیا۔

دیکھو (ضمیمہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱ ص ۷۷)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(اربعین ص ۱۳ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۴۴۳) ”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں منسوخ نہ ہوا تھا۔ وہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں آ کر موقوف ہو گیا۔ تو مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی

شریعت میں ترمیم کر دی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جہاد قیامت تک جاری ہے۔ ایک مرزا نے اور بھی ترمیم کی ہے جس کو مرزا خود تسلیم بھی کرتا ہے۔ وہ یہ کہ مرزا کے آنے سے پہلے حیات مسیح کا قائل ہونا صرف ایک اجتہادی غلطی تھی۔ جس پر کوئی خداوندی مواخذہ نہ تھا۔ مگر مرزا کے آنے کے بعد اب کوئی حیات مسیح کا عقیدہ رکھے گا۔ تو وہ پرلے درجے کا مشرک ہوگا اور خداوندی دربار میں مجرم ٹھہرے گا۔

ملاحظہ ہوں مرزا کی دونوں عبارتیں (حقیقت الوحی ص ۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲) ”مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے۔“

(الاستفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰، ملحقہ حقیقت الوحی) ”فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات و ان هو الاشرک عظیم“ یعنی یہ سخت بے ادبی ہے کہ وفات مسیح کا اقرار نہ کیا جاوے۔ حیات مسیح کا اعتقاد بہت بڑا شرک ہے۔

اور بہت سے ایسے مسائل ہیں۔ جن پر مرزا قادیانی نے ترمیم و نسخ کا قلم کھینچ دیا ہے۔

مرزا خاتم النبیین بننا چاہتا ہے

میں یہ بھی ثابت کر دوں کہ مرزا قادیانی خود خاتم النبیین بننا چاہتا ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی حقیقی اور صحیح ہے۔ جو تمام اہل اسلام کے ہاں مسلم ہے۔ جو میں نے مرزا کے ازالہ اوہام سے بھی ثابت کر دیا تھا۔ یعنی آخری نبی اور نبیوں کو ختم کرنے والا یعنی آنحضرت ﷺ نے نبیوں کی تعداد کو ختم کر دیا ہے۔ اب کوئی بھی ایسا نبی نہ ہوگا جس سے انبیاء کی گذشتہ گنتی اور شمار میں اضافہ کر کے پہلے شمار میں خلل انداز ہو اور مرزا قادیانی اس کا معنی یہ کیا کرتے ہیں کہ مہرین لگا لگا کر نبی بنانے والا یعنی نبی گر۔

اب میں انشاء اللہ تعالیٰ مرزا کی عبارتوں سے ہی ثابت کروں گا کہ مرزا کے زعم میں آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں۔ خواہ مسلمانوں کے معنی کو مراد رکھیں یا مرزائیوں قادیانیوں کا معنی لیا جاوے۔ لیکن وہ خود کو ہر ایک معنی سے خاتم النبیین سمجھتا ہے۔ میرے اس دعویٰ کے بھی کئی وجوہ و ثبوت ہیں۔

..... ایک تو اس لئے کہ مرزا قادیانی جب خود کو آنحضرت ﷺ کا بالکل عین سمجھتا ہے اور اپنے میں آنحضرت ﷺ کی نبوت بمع کمالات سمجھتا ہے۔ جیسے کہ میں (نزل مسیح حاشیہ ص ۱۳ اور اخبار الحکم ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء) کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہوں۔ تو جب آنحضرت کی نبوت مرزا میں بالکل

ظاہر ہو گئی ہے تو جیسے کہ آنحضرت ﷺ سید ولد آدم ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور آپ شفیع المذنبین ہیں اور افضل الاولین و آخرین ہیں۔ تو مرزا قادیانی بھی خاش بدہنش مرزا بھی عیاذاً باللہ سید ولد آدم اور خاتم النبیین اور شفیع المذنبین اور افضل الاولین و آخرین سب کچھ ہوگا۔ بلکہ وہ صراحتاً کہتا ہے: ”بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲ مشمولہ حقیقت النبوة ص ۲۶۵)

۲..... دوم اس لئے کہ اہل اسلام کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی ایسا نہ ہوگا۔ جس کو نبوت کا خطاب دے کر انبیاء سابقین کی گنتی پر اضافہ کیا جاوے۔ مرزا اور مرزائیوں کے خیال میں یہ معنی آنحضرت ﷺ میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء و رسل کی گنتی اور تعداد کو ختم کرنے والے اور نبوت کو بند کرنے والے اور آخری نبی نہیں ہیں۔ بلکہ انبیاء کی تعداد میں مرزا کے آنے سے اضافہ ہوا اور اب مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو مرزائی آخری نبی ہوا۔ مرزائی انبیاء کے شمار کو ختم کرنے والا اور خاتم النبیین ہوا۔

مرزا آنحضرت ﷺ کے بعد آیا اور مرزا کے بعد اب کوئی شخص نبوت کا حق دار نہیں۔ جیسے (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) کی عبارت پیش کی جا چکی ہے کہ ”اس امت میں نبی کا نام پانے کا صرف مرزائی حق دار ہے۔“ تو گویا آنحضرت ﷺ کے بعد مرزائی کا خطاب و منصب حاصل کر کے آیا۔ اس کے بعد اب کوئی نہیں آئے گا تو آخری نبی اور خاتم النبیین از روئے اسلامی معنی کے مرزائی پر صادق آیا۔

اب دوسرا معنی مرزائیوں والا لیں تو تب بھی مرزائی خاتم النبیین ہوگا نہ آنحضرت ﷺ کیونکہ ان کے زعم میں خاتم النبیین کا معنی ہے مہر لگا لگا کر بکثرت نبی بنانے والا اور نبی گر۔ یہ معنی آنحضرت ﷺ پر صادق نہیں آتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے قول (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) اور مرزا محمود قادیانی کے قول مندرجہ (حقیقت النبوة ص ۱۳۸) کے مطابق آنحضرت ﷺ کی اتباع سے تو صرف ایک ہی نبی پیدا ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی تو آپ ﷺ نے ایک ہی نبی پر مہر لگائی تو آپ صرف خاتم النبی (صرف ایک نبی پر مہر لگانے والے) ٹھہرے۔ خاتم النبیین (بہت سے انبیاء پر مہر لگانے والے) تو نہ ثابت ہوئے۔

وہ تو مرزائی ثابت ہوگا جیسے کہ میں میں اربعین اور تحفہ گولڑویہ سے ثابت کروں گا جہاں مرزا لکھتا ہے کہ جو لوگ میری اتباع کریں گے۔ وہ وہی نعمت پائیں گے۔ جو میں نے حاصل کی ہے۔ تو مرزا کو تو ان کے زعم میں نبوت حاصل ہوئی۔ لہذا اس کے مریدین میں بھی نبوت جاری ہے۔

رہے گی۔ چنانچہ مرزا کا الہام بھی ہے: ”يُنصرك رجال نوحى اليهم من السماء“

(حقیقت الوحی ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

یعنی تیری امداد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم وحی سے ممتاز کریں گے۔ اس لئے مرزا کے بہت سے متبعین نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مثلاً احمد نور کا پلی کلکانی بخش معراج کے والا۔ اب ذیل میں اربعین اور تحفہ گوڑوہ کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

(اربعین ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۳۳۶) ”اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔“

یعنی مرزا قادیانی کے اتباع کرنے سے لوگ وہی چیز حاصل کریں گے جو مرزا کو حاصل ہے۔ یعنی ان پر غیب کی باتیں کھلیں گی اور خارق عادت امر ان سے ظاہر ہوں گے۔ یہی مرزا کے ہاں نبوت کا معنی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ حسب آیت: ”لا يظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضى من رسول“ خدا تعالیٰ غیب کی اطلاع صرف نبیوں کو ہی دیا کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۹۸، ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۳) ”اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے۔ نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفیٰ کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے۔“

”لا يظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضى من رسول۔ الخ“
تو گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین یعنی نبی گر ہوا۔ (تحفہ گوڑوہ ص ۸۲، خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۷، ۲۲۸) ”ثلة من الاولين وثلة من الآخريين“ یعنی ابرار اخیار کے بڑے گروہ جن کے ساتھ بد مذہب کی آمیزش نہیں وہ دو ہی ہیں۔ ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہؓ کی جماعت..... دوسری پچھلوں کی جماعت (یعنی مرزا قادیانی کی جماعت۔ مؤلف)..... یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں اور خدا تعالیٰ کا انعام ان پر یہ ہے کہ..... اپنے ہاتھ سے ان کو ایک پاک گروہ بنایا ہے۔ ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔ نبیوں کے رنگ میں ہیں اور جو..... بغیر کسی غرض کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ..... جزا کے دن کا پچشم دل مشاہدہ کر کے

جان کو تھیلی پر رکھنے والے ہیں۔ وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں۔ وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں۔“

اس عبارت کا حاصل یہ ہوا کہ دو جماعتوں میں سے ایک جماعت جو حقیقی منہم علیہم ہے۔ وہ مرزا کی امت ہے اور اس امت میں انبیاء و صدیقین و شہداء و صلحاء ہوں گے تو مرزا قادیانی نبی گر ہوا اور مرزائی معنی کے لحاظ سے خاتم النبیین ہوا اور مرزا کے اتباع سے انبیاء پیدا ہوئے۔

تنبیہ..... بلکہ مرزائیوں نے خاتم النبیین کا جو معنی کیا ہے۔ اس کے معنی کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں ٹھہر سکتے۔ البتہ بزعم مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ٹھہریں گے اور یہ لفظ خاتم النبیین کا آنحضرت ﷺ سے ہٹ کر موسیٰ علیہ السلام پر صادق آئے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی اتباع سے تو بقول مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۶) و بقول محمود قادیانی (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۱۳۸) صرف ایک ہی نبی پیدا ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی اور وہی ایک بروز شروع سے امت محمدیہ میں مقدر تھا۔ بقول مرزا قادیانی: ”ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۸)

لیکن اس کے بالمقابل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی اور اتباع سے بہت سے نبی ان کے تابع اور خادم پیدا ہوئے اور ان کے کئی ایک بروز دنیا میں تشریف لائے۔ ملاحظہ ہوں مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اتباع سے انبیاء کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۴۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۷) ”موسیٰ کی وفات کے بعد موسوی قوت اور موسوی روح اس کے شاگرد یوشع کو عطاء ہوئی اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کے نفع روح سے موسیٰ میں ہو کر اور موسوی صورت پکڑ کر وہ کام بجالا یا جو موسیٰ کا کام تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ موسیٰ ہی تھا۔ کیونکہ اس نے موسیٰ میں ہو کر اور موسیٰ کی پیروی میں پوری فضا اختیار کر کے اور خدا تعالیٰ سے موسوی روح پا کر اس کام کو کیا تھا۔“

(چشمہ مسیحی ص ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۱، ۳۸۲) ”یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت ﷺ کی چٹک کرتے ہیں۔ جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰ بن مریم کا مثل کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائے گا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں،

بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے ۳۰ برس کے پچاس برس بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کرے، تب بھی وہ مرتبہ نہیں پاسکتا۔“

(چشمہ مسیحی ص ۳۷، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۸ و اخبار الحکم نمبر ۱۲ ج ۱۰، ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۶ کالم نمبر ۴)

”گویا آنحضرت ﷺ زندہ چراغ نہیں ہیں۔ بلکہ مردہ چراغ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا۔ جس کی پیروی سے صداہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اس کی پیروی تیس برس تک کر کے توریت کے احکام کو بجلا کر موسیٰ کی شریعت کا جو اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۶) ”ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یسوعا بروز تھا۔“

ان چاروں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت یسوعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بروز تھا اور ان کی اتباع سے ان میں فنا ہو کر نبوت پانے والا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے نبوت حاصل کی اور صداہا نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے نبی ہوئے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خاتم النبیین ہوئے۔ یعنی اپنی مہر سے انہوں نے بہت سے نبی بنا کر دنیا میں بھیجے۔ وہ کئی نبیوں کے لئے نبوت بخشنے والے ہوئے اور کافی شمار کے نبیوں پر انہوں نے مہر کر کے نبی گر ہونے کا لقب حاصل کیا۔

لیکن آنحضرت ﷺ کی مہر سے صرف ایک ہی نبی بنا یعنی مرزا قادیانی۔ تو آپ صرف خاتم النبیین یعنی ایک نبی کا مہر لگانے والے ٹھہرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین یعنی بہت سے نبیوں کو مہر لگانے والے ہو گئے۔ تو اب بزم طائفہ قادیانیہ آنحضرت ﷺ کی ہتک ہوئی۔ یا عزت؟ یا یوں کہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مہر سے ہزار ہا نبی ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہر سے صرف صداہا نبی ہوئے۔ لیکن یہ مرزا غلام احمد اور محمود قادیانی کی تصریحات کے خلاف ٹھہرے گا۔

مرزا قادیانی کی نبوت

مرزا قادیانی کی کتابیں دیکھنے سے خصوصاً ”ایک غلطی کا ازالہ“ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کا دعویٰ یہ ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کر کے نبوت حاصل ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میری نبوت وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت تھی۔ مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں بالکل مغائرت نہیں۔ میں وہی محمد واحد ہوں اور آنحضرت ﷺ کا بالکل عکس و ظل و بروز ہوں اور صدیقی کھڑکی سے میں نے نبوت حاصل کی ہے۔ اس پر ہماری چند تنقیحات ہیں۔

..... ۱ اؤل تو یہ کہ اگر صدیقی سیرت پر سے نبوت حاصل ہونی ہوتی تو سب سے اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حق تھا کہ وہ خود کو نبی کہلاتے۔ کیونکہ صدیقیت میں اصل آپ ہی ہیں۔ لیکن کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت صدیقؓ نے کبھی کوئی ظلی یا بروزی یا مجازی یا عکسی نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ وہ تو سب سے اؤل مدعی نبوت کی سرکوبی کرنے والے تھے اور یہ بھی دنیا اسلام جانتی ہے کہ جس قدر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت کی ہے۔ اس قدر اور کسی بھی فرد بشر نے اطاعت نہیں کی۔ پس اگر اتباع سے نبوت حاصل ہونی ہوتی تو سب سے پہلے وہ نبوت کے حق دار تھے۔

..... ۲ دوم یہ کہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ نبوت وہی امر ہے، کسی نہیں ہے۔ (حملۃ البشری ص ۸۲، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱) ”ولاشك ان التحديث موهبة مجردة لاتنال بكسب البتة كما هو شان النبوة“ یعنی نبوت اور محدثیت دونوں وہی چیزیں ہیں۔ کسی کسب وغیرہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔

(چشمہ مسیحی ص ۴۲، خزائن ج ۲۰ ص ۳۶۵) ”صراط الذين انعمت عليهم“ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا۔ انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) ”یہ صرف موهبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔“ ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ محدثیت اور نبوت سب وہی امور ہیں۔ کسی چیزیں نہیں کہ اطاعت اور اتباع سے حاصل ہوا کریں۔

..... ۳ تیسرے یہ کہ مرزا نے کون سی آنحضرت ﷺ کی اور خدا کی اطاعت کی ہے؟ بلکہ شریعت کی پابندی کے لحاظ سے تو مرزا کا نمبر قریباً قریباً صفر ہے۔ وہ تو عموماً رسوم کا ہی پابند رہا۔ ایک تو وہ چیزیں ہیں۔ جن کو از روئے شرع ثابت کر سکتے ہیں کہ مرزا نے ان کی اتباع نہیں کی۔

بلکہ قرآن وحدیث کی ان میں وہ خلاف ورزی کرتا رہا۔ وہ امور تو بہت سے ہیں۔ مگر میرا مرکزی نقطہ مرزائیت کا لٹریچر ہے۔ اس لئے میں اسی نقطہ کے لحاظ سے عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے کیا کیا خلاف اطاعت کیا؟ کیونکہ جو چیزیں خود مرزا کے ہاں کی ہوں گی۔ وہ زیادہ قابل قبول ٹھہریں گی۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۹، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۳) ”اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا۔ اس پیش گوئی کو شائع نہ کیا۔“

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)
”تمتہ حقیقت الوحی ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۳“ ”مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں طاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لاسکا۔ جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا۔ جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا۔ میں کر نہیں سکا..... جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے۔ تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں۔ نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵ حکیم نور الدین کا خط ایک سائل کے جواب میں، خزائن ج ۳ ص ۶۳۵) ”بخدا یہ سچ اور بالکل سچ ہے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانش مندی کی لیاقت نہیں اور میں کچھ بھی نہیں۔“

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۲) ”میرا والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دو بارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں پر ضائع گیا۔“

۱۔ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ قابل تاویل ہے۔ کیونکہ مرزا نے (حملۃ البشری ص ۱۳ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) میں لکھا ہے کہ جملہ قسمیہ قابل تاویل و تخصیص نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے گناہ درج ذیل ہیں کہ ایک تو خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی وحی اس کو سا لہا سال تک مسیح موعود قرار دیتی رہیں۔ لیکن وہ قریباً بارہ سال تک خدا کی کھلی کھلی وحی کی خلاف ورزی کر کے اپنے مسیح موعود ہونے سے انکار کرتا رہا۔ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی نے بزعم خود قرآن وحدیث والہام خود کے کر کے قریباً بارہ سال تک حیات مسیح کا عقیدہ رکھا جو ایک شرکیہ عقیدہ تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) حالانکہ بقول مرزا یہ شرک عظیم ہے۔ (الاستفتاء ص ۳۹، ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

تیسرے یہ کہ مرزا نے خلاف تصریحات قرآنیہ اور احادیث نبویہ و خلاف اصول لغت یا عیسیٰ انی متوفیک الایہ کا معنی براہین احمدیہ میں ”پوری نعمت دینے والا“ کیا۔ حالانکہ بزعم مرزا اس کا معنی قرآن وحدیث والہام اور عقل ولغت کی روشنی میں ”مارنے والا“ تھا۔

چوتھے یہ کہ بزعم محمود قادیانی اس کا باپ قریباً بیس سال تک ختم نبوت کا قائل رہا۔ حالانکہ قرآن وحدیث سے ختم نبوت کا انکار ثابت ہو رہا تھا۔

پانچواں یہ کہ بزعم محمود قادیانی اس کا باپ قریباً بیس سال تک اپنی نبوت کا انکاری رہا۔ (ایک نبی کی نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے)

یہ تو وہ گناہ اور جرائم ہیں۔ جو مرزائی لٹریچر میں تسلیم شدہ ہیں۔ تو پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے نبوت حاصل کی؟ یہ اطاعت تھی یا بالکل الٹا مخالفت کر رہا تھا؟ چنانچہ خود اس نے صاف (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں لکھ دیا: ”میں نے خدا کی کھلی کھلی وحی کی مخالفت کی تھی۔“

تو پھر کون الٹی کھوپڑی والا تسلیم کرے کہ مرزا نے اتباع و اطاعت سے نبوت حاصل کی؟ سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ جس طرح کی اطاعت مخالفت کے رنگ میں تھی۔ اسی طرح نبوت بھی دجالیت کے رنگ میں تھی۔

چوتھے یہ کہ بروزی نبوت اور ظلی و عکسی نبوت کی اصطلاحیں بہت جھوٹے مدعیان نبوت کی اصطلاحیں ہیں۔ مرزا نے بھی انہی کی اتباع کی ہے۔

پانچویں یہ کہ مرزا قادیانی نے خود کو کئی ایک انبیاء کا بروز ثابت کیا ہے۔

منم مسیح زمان ومن کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اور کون سانبی ہے جس کے نام پانے کا مرزا نے دعویٰ نہیں کیا۔ اب معلوم نہیں کہ ہم اس کو کس کا بروز اور ظل سمجھیں۔ تحفہ قیصریہ میں وہ خود کو مسیح کا بروز کہتا ہے۔ اسی طرح آئینہ کمالات اسلام میں بھی خود کو حضرت مسیح کا صحیح جانشین سمجھتا ہے۔ اب یا تو یہ کہیں کہ مرزا کا یہ کہنا کہ اصل بروز میں بالکل مغایرت باقی نہیں رہتی۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۶۳) یہ محض جھوٹ ہے اور یا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں نبی کا بروز ہوں، یہ غلط ہے۔ کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ کی نبوت کا بروز ہے تو پھر حضرت مسیح وغیرہ کا بروز نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تشریحی اور غیر تشریحی نبوتیں غیر غیر ہیں اور اگر حضرت مسیح کا بروز ہے اور اس میں یسوع کی روح ہے۔ تو پھر آنحضرت ﷺ کا بروز نہیں ہو سکتا۔ ہمارے نزدیک سب غلط ہے۔

(الاستفتاء ملحقہ حقیقت الوحی ص ۸۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) میں سب انبیاء کا خود کو مسیٰ ٹھہراتا ہے۔ ”وكل سمانی بجميع اسماء الانبياء من آدم الى خاتم الرسل“ (وفی المتن ص ۸۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹) ”نزلت سرر من السماء ولكن سريرك وضع فوق كل سرير“

(نزل المسح ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰ مؤلفہ ۱۹۰۲ء) ”پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔“

(نزل المسح ص ۴۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷) ”میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے اور اس کو سلام کہا ہے۔“

(نزل المسح ص ۸۱، ۸۲، خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۰) ”جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آنحضرت ﷺ تک از قبیل اضغاث واحلام وحدیث النفس نہیں ہے۔ ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء کو ہوئی تھی، معجزات اور پیش گوئیاں ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز ان کی پیش گوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں۔“

(نزل المسح ص ۹۱، خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۹) ”وہ مذہب مراد ہے جس میں ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں۔ کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے۔“

ایک مشہور شبہ اور اس کا ازالہ

مرزا قادیانی اور اس کی امت اپنے زعم میں اہل اسلام پر ایک بہت بڑا شبہ پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ اگر تمہارے خیال کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آویں تو آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں رہ سکتے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ اعتراض مجھ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ لیکن اے مسلمانو! تم بھی اس اعتراض سے بچ نہیں سکتے۔

(ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص ۲۶۵) پھر اسی صفحہ پر ایک غلطی کا ازالہ میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں کیونکہ آنحضرت ﷺ کا بروز ہوں۔ گویا وہی ہوں۔ اس لئے میرے آنے سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹی۔ لیکن حضرت مسیح کے آنے سے ختمیت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آخر میں ان کے اس شبہ واہیہ کا بھی ازالہ کر دوں۔

الجواب..... پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ ہمارے ہاں خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔ اس کی وضاحت کے بعد کوئی شبہ باقی نہ رہے گا۔ ہم خاتم النبیین کا معنی یہ کرتے ہیں کہ نبوت کو ختم کرنے والا یعنی انبیاء کا شمار اب بند ہو گیا ہے اور کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جس کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہو۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی انبیاء کرام کا شمار زیادہ زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری نمبر زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا نمبر ٹھہرا۔ فرض کرو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے ایک لاکھ ایک کم چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ہو چکے تھے تو آپ ﷺ کے آنے سے پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی گنتی پوری ہو گئی۔ اب آپ ﷺ نے آ کر انبیاء علیہم السلام کے تعداد و شمار کو بند کر دیا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سب سے اول تھی۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے ظہور آپ ﷺ کا سب سے اخیر میں ہوا۔ اب کسی شخص کو آنحضرت ﷺ کے بعد انبیاء سابقین کے علاوہ اگر منصب نبوت پر فائز کیا جائے۔ تو پھر اس کے آنے سے یقیناً انبیاء علیہم السلام کے شمار میں اضافہ ہوگا۔ مثلاً پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک نبی ہو جائیں گے اور پہلے انبیاء کی جو گنتی بند ہو چکی تھی وہ بند نہ ہوگی اور اس تعداد پر زیادتی ہو جائے گی اور یہ ختم نبوت کے منافی ہوگا۔

اب اس معنی کے بعد میں عرض کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر آنحضرت ﷺ کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہوں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا شمار تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب وہ دوبارہ نہیں۔ اگر بالفرض سہ بارہ بھی آجائیں یا چالیس سال نہیں بلکہ اس سے زیادہ سال بھی ان پر وحی ہوتی رہے۔

اس سے بڑھ کر بالفرض اگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سابقین بھی دوبارہ آجائیں۔ تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النبیین کے مفہوم میں کسی قسم کی خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ ان سب انبیاء کرام علیہم السلام کا شمار پہلے ہو چکا ہے۔ اب ان کے دوبارہ آنے سے سابقہ تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور آخری نبی اور خاتم النبیین بھی آنحضرت ﷺ ہی رہیں گے۔ کیونکہ ظہور کے لحاظ سے اور زمانہ کے لحاظ سے آخری نمبر پر آنحضرت ﷺ کو ہی نبوت عطاء ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطاء نہ ہوگی۔ اسی مفہوم کو ہمارے علماء اہل اسلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

(تفسیر روح المعانی ص ۳۲ ج ۲۲) ”انقطاع حدوث وصف النبوة فی احد من الثقلمین بعد تحلیته علیہ الصلوٰۃ والسلام بها فی هذه النشأة“ یعنی اس عالم ظہور میں آنحضرت ﷺ کے منصب نبوت سے ممتاز ہو چکنے کے بعد کسی نبی کو وصف نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

(تفسیر خازن ص ۲۱۸ ج ۵) ”خاتم النبیین ختم بہ النبوة بعده“ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی کو نبوت حاصل ہو یہ نہ ہوگا۔ بلکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ نہ یہ کہ پہلے انبیاء کی نبوت بھی سلب ہو گئی ہے۔

(تفسیر مدارک ص ۲۱۱) ”خاتم النبیین آخر ہم یعنی لاینبأ احد وبعده“ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی کو نبی نبوت حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ یعنی آپ کا نمبر زمانہ اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخری نمبر ہے۔ اگرچہ ذاتی طور پر آپ مرکز نبوت ہیں اور اول الانبیاء ہیں۔

پس حاصل جواب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے انبیاء کرام علیہم السلام کے شمار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جو تعداد انبیاء کرام علیہم السلام کی پہلے تھی وہی باقی رہے گی۔ لیکن مرزا قادیانی یا مسیلمہ کذاب یا ان جیسے اور مدعیان نبوت کی نبوت کو صحیح تسلیم کرنے سے خاتم النبیین اور ختم نبوت کا مفہوم بالکل بگڑ جائے گا اور جو شمار انبیاء کرام علیہم السلام کا پہلے ہو چکا ہے۔ اس پر یقیناً اضافہ کرنا ہوگا۔ کیونکہ مرزا قادیانی اور اس کے یاران طریقت تمام مدعیان نبوت کا پہلے اعداد میں شمار نہیں ہوا۔ لہذا وہ پہلے نمبروں پر زائد ہوں گے۔ مثلاً فرض کرو کہ اگر پہلے دولاکھ بیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کا شمار تھا تو اب اس عدد پر ایک یا دو یا تیس چالیس کا اضافہ ہو جائے گا اور آخری نمبر پھر مرزا قادیانی کا ہوگا۔ وہی خاتم الانبیاء ٹھہرے گا۔

نعوذ باللہ! اس اجمالی عرضداشت سے مرزا کے آنے سے ختم نبوت کے مفہوم کا بگڑ جانا اور حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مفہوم خاتم النبیین میں کوئی فرق نہ پڑنا بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ فالحمد لله على ذلك!

ہاں! ایک چیز رہ جاتی ہے کہ شاید کوئی مرزائی کہہ دے کہ صاحب مرزا قادیانی کیونکہ ایک بروزی نبی ہے اور وہ غیر مستقل نبی ہے۔ اس لئے اس کے آنے سے شمار و تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا۔ تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ انبیاء کی تعداد میں تشریحی اور غیر تشریحی سب شامل ہیں۔ چنانچہ باقرار مرزا قادیانی حضرت یوشع علیہ السلام یا حضرت مسیح علیہ السلام بروزی یا غیر تشریحی نبی اور دوسرے نبی کے متبع تھے۔ تو ان کے آنے سے کیا اضافہ نہیں ہوا اور ان کے آنے کو انبیاء کرام علیہم السلام کا آنا نہیں سمجھا گیا؟ یقیناً ان کو تعداد میں شمار کیا گیا اور ان کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی گنتی میں داخل کیا گیا۔

چنانچہ قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے انبیاء علیہم السلام کا یوں ذکر فرمایا: ”وقفینا من بعدہ بالرسل (البقرہ: ۸۷)“ تو ان کو بھی انبیاء و رسل کی صف میں شمار کیا گیا تھا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو باقرار خود بروزی انبیاء کی آمد کو انبیاء علیہم السلام کی آمد نہ سمجھو اور مذکورہ آیت کا انکار کر دو۔ یا پھر تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کے آنے سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور ایک نمبر اور بڑھ جائے گا تو آخری نبی آنحضرت ﷺ نہ رہے۔ نعوذ باللہ!

ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ

ایک اور شبہ مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوا کرتا ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت کی خدمت کے لئے تو انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بھی اگر انبیاء علیہم السلام تشریف نہ لائیں تو آپ کی امت خیر امت اور بہترین امت نہ رہے گی۔ الجواب..... یہ بھی ایک محض دھوکہ دہی ہے۔ اول تو اس لئے کہ شہادۃ القرآن مولفہ قادیانی کو پڑھو تو اس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ پہلے انبیاء کے بعد تو خدمت دین کے لئے انبیاء کرام غیر تشریحی آیا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بوجہ ختم نبوت کے انبیاء (غیر تشریحی) تو نہیں آئیں گے۔ البتہ خلفاء آتے رہیں گے اور مجددین کا وقتاً فوقتاً دور دورہ ہوتا رہے گا تو تمہارا مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دے چکا۔

ثانیاً یہ کہ اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں علماء و مجددین ہی وہ فریضہ ادا کر دیں جو ڈیوٹی بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ادا کیا کرتے تھے۔ تو آپ کی امت خیر امت ہوگی اور اس

میں امت مرحومہ کی افضلیت ثابت ہوگی۔ کیونکہ ادنیٰ درجہ کے لوگ اعلیٰ درجہ والے حضرات کی ڈیوٹی ادا فرما رہے ہیں۔ سواس میں آنحضرت ﷺ یا آپ کی امت کی کوئی ہتک نہیں بلکہ زیادہ عزت ہے۔

اقوال بزرگان دین کا جواب اجمالی

مرزائی لوگ بسا اوقات ملا علی قاریؒ و شیخ اکبرؒ وغیرہم کی عبارتیں پیش کیا کرتے ہیں۔ جن کا ما حاصل مرزائیوں کے خیال میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت تشریحی بند ہے اور اس کا مفہوم مخالف مرزائیوں کے زعم میں یہ ہوتا ہے کہ نبوت غیر تشریحی جاری ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ بقول مرزا محمود قادیانی مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ نبوت صرف تشریحی ہی ہوتی ہے۔ (دیکھو حقیقت النبوة ص ۱۲۲، ۱۲۳) تو ہم یہ کہیں گے کہ بقول مرزا محمود قادیانی اہل اسلام کے نزدیک صرف ایک ہی نبوت تھی۔ یعنی تشریحی تو گویا کوئی نبوت جاری نہ ہوئی۔

عبارت (حقیقت النبوة ص ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱۳۶) یہ ہے کہ: ”نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے ہیں۔ یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت یا پچھلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا قمع نہ ہو۔ یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔“

آخری گزارش

کیونکہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ میری تمام تر توجہ مرزا قادیانی کے اقوال و تحریرات کی طرف رہے گی اور وہی میرے اس رسالہ کا مرکزی نقطہ ہوگا۔ اس لئے بہت سی جگہوں میں میں نے کسی حدیث یا آیت قرآنیہ کا اصلی اور صحیح مفہوم واضح کرنے کی طرف کم توجہ کی ہے اور بطریق تسلیم مرزا قادیانی اور اس کی امت کے مسلمات پر ہی قناعت کر کے گفتگو کرتا رہا ہوں۔ کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ میں نے مرزائیوں کی تحریفات پر صحیح کا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ والعیاذ باللہ!

امت مرزائیہ کے لئے

کیونکہ میں مرزا قادیانی کو مرتد کا فردائرہ اسلام سے خارج اور موجودہ زمانہ کا دجال سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے کہیں بھی مرزا قادیانی کو ادب اور تعظیم کے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔ کیونکہ آج تک آپ بھی اور اہل اسلام بھی مسیلمہ کذاب کو یا اسود غسی کو یا ان جیسے دوسرے مدعیان نبوت کو کبھی ادب و تکریم کے لفظ سے ذکر نہیں کیا کرتے۔ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ جناب

حضرت مسیلمہ کذاب صاحب یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ اس لئے مجھے بھی اپنے عقیدہ کے لحاظ سے معذور سمجھا جائے۔ البتہ تمہارے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اتنا ضرور کیا ہے کہ نہ تحقیری لفظ سے یاد کیا ہے نہ تعظیمی الفاظ سے۔ یہ بھی صرف اس لئے کہ آپ لوگوں کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے اور خواہ مخواہ آپ اشتعال میں آ کر میرے رسالہ کو وہی ہاتھ سے پھینک کر ایک صحیح راستہ کے مطالعہ کو ترک نہ کر دیں۔

خیر اندیش محمد چراغ مدرس اول مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ ۱۳ / مئی ۳۶ء

صدق و کذب مرزا قادیانی

..... مرزا قادیانی اور اس کے اتباع کہا کرتے ہیں کہ مرزا کو نبوت اتباع نبوی سے حاصل ہوئی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ بقول مرزا نبوت کسی نہیں ہے۔ وہ وہی چیز ہے۔ (دیکھو حجتہ البشری ص ۸۲، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱) ”لاشك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شان النبوة..... الخ“

(الاستفتاء ص ۲۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳۳) ”والمومن الكامل هو الذي رزق من

هذه النعمة على سبيل الموهبة. الخ“

(حقیقت الوحی ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳) سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی۔ الخ۔

(قریب منہ ص ۶۷، براہین احمدیہ ص ۳۱۲، ۳۵۲، حاشیہ نمبر ۱۱ جدید) ”وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں۔ الخ۔

نیز مرزا قادیانی نے کمال اتباع بھی کیا کیا تھا؟ بلکہ بزعم خود حیات مسیح اور ختم نبوت میں بعد از الہام بیس سال تک مبتلا رہا۔ تو یہ تو الٹا راستہ اختیار کر رہا ہے نہ کہ اتباع۔

..... بعض اوقات مرزا یا مرزائی انبیاء سابقین کے معیاروں پر مرزا کو ڈھالنا چاہتے ہیں۔ لیکن جبکہ مرزا خود مقرر ہے کہ میری نبوت پہلے نبیوں والی نہیں ہے۔ تو پھر اس پر ڈھالنا بے سود ہوگا۔ (دیکھو

الاستفتاء ص ۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳۷) ”مانعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولى“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) ”بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ الخ۔“

۳..... بعض اوقات مرزا یا مرزائی آنحضرت ﷺ کے معیار صداقت کو مرزا کے لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ مثلاً ”لوتقول علينا بعض الاقاول“ یا ”لقد لبثت فيكم عمرا من قبله وغيرهما“ لیکن یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مرزا خود قائل ہے کہ مجھے اس معیار پر مت دیکھو۔ جس پر آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہو۔ کیونکہ میں قبیح ہوں اور آنحضرت ﷺ متبوع ہیں۔ (دیکھو آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ۳۳۹ طبع اول، خط بجواب خواب محمد علی خان) ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا قبیح ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کروائیں۔“

۴..... اور مرزا بھی کہا کرتا ہے کہ میں نے تمیں (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۴) یا پینتیس سال (تمہ حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۶۱) یا تیس سال (اربعین نمبر ۳ ص ۳، خزائن ج ۱ ص ۳۸۷) سے دعویٰ نبوت کیا ہوا ہے اور مدعی نبوت کا ذبہ حسب آیت ”لوتقول علينا بعض الاقاول“ جلدی مار دیا جاتا ہے اور میں نہیں مارا گیا۔ تو میں سچا ہوا تو اس کا اول تو وہی جواب کہ یہ آنحضرت ﷺ کے لئے ہے تو کیسے تابع ہو کر یہ معیار پیش کر سکتا ہے۔ نیز تیرے نزدیک مفتری علی اللہ کی جو میعاد مہلت ہے، وہ بھی مختلف ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴ طبع اول) میں بارہ برس لکھے ہیں۔ مثلاً (شہادۃ القرآن ص ۷۶، خزائن ج ۶ ص ۳۷۱) اور (نشان آسمان ص ۳۴، خزائن ج ۴ ص ۳۹۷) میں دس سال اور (سراج منیر ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۴) میں اور (ایام الصلح ص ۳۷، خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۸) میں ۲۵ سال اور (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۴) میں ۳۰ سال اور (تحفہ گلڑویہ ص ۲۱، اربعین نمبر ۳ ص ۳، خزائن ج ۱ ص ۳۸۷) میں ۲۳ سال۔ تو تیرے کس قول پر اعتبار کیا جائے؟ جوں جوں تیری عمر بڑھی تو بھی میعاد بڑھاتا گیا۔

تو اولاً تو یہ حکم آیت کریمہ کا عام ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق آنحضرت ﷺ سے ہے۔ جیسے قرآن مجید سے صاف معلوم ہوتا ہے اور بائبیل مقدس سے بھی تیرے ہی حوالہ سے آنحضرت ﷺ کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھو ضمیرہ ص ۳، اربعین ص ۱۸، استثناء باب ۱۸، آیت ۱۸ تا ۲۰) ایک نبی میں مبعوث کروں گا..... لیکن وہ نبی جو ایسی شرارت کرے کہ کوئی کلام میرے نام سے کہے جو کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا کہ لوگوں کو سناتا..... وہ نبی مر جائے گا اور ثنائیہ کہ تیری میعاد ۲۳ سال یا ۳۰ سال یا ۳۵ سال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تو خود اقرار کرتا ہے کہ خدا کی وحی مجھے بڑی شد و مد

سے مسیح موعود بناتی رہی۔ لیکن میں اس کو نہ سمجھ سکا تو پھر تیرا دعویٰ کہاں ہو سکتا تھا؟

(دیکھو ضمیمہ نزول مسیح (عجاز احمدی) ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”پھر میں تقریباً بارہ برس تک

جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے، الخ۔“ تو دعویٰ تو فرع علم کی ہے۔ جبکہ تجھے علم ہی نہیں تو پھر دعویٰ کیسے؟

ثالثاً مرزا نے لوتقول میں جو کہ شرائط خود بیان کی ہیں، وہ بھی اس میں نہیں پائی

جاتیں۔ (دیکھو ضمیمہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۸) ”پس اے مومنو، اگر تم ایسے شخص کو پاؤ جو

مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعویٰ پر ۲۳ برس کا

عرصہ گزر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اس کی شائع کردہ

تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اس مدت میں اخیر تک کبھی

خاموش نہ رہا اور نہ اس دعویٰ سے دست بردار ہوا، الخ۔“

مگر مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت سے مدت تک انکار کیا۔ (دیکھو حماۃ البشری

ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲) ”فلا تظنن یا اخی انی قلت کلمۃ فیہ رائحة ادعاء

النبوة، الخ“ اور (حماۃ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) ”ماکان لی ان ادعی النبوة و

اخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“

(جنگ مقدس ص ۶۷، خزائن ج ۶ ص ۱۵۶) ”میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی

غلطی ہے..... کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے..... اور ان نشانوں کا

نام معجزہ رکھنا ہی نہیں چاہتا..... بلکہ کرامات ہے، الخ۔“ اور نیز مرزا نے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ

سے بھی انکار کیا۔ (دیکھو (ازالہ اوہام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

”اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ موعود خیال کر

بیٹھے..... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگا

دے وہ سراسر مفتری اور کذاب، الخ۔“ تو جب تو نے انکار کیا ہے اور اپنے دعویٰ پر جما نہیں رہا تو

(ضمیمہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۸) والی شرائط تجھ میں نہ پائی گئیں۔

رابعاً بقول مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی دعویٰ نبوت تو ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کا ہے۔ (دیکھو حقیقت

النبوة ص ۱۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک

غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے

کیا..... آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ یہ بات ثابت

ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے، الخ۔ تو اس لحاظ سے مرزا کی نبوت کو کل قریباً چھ سات سال ہوئے۔ کیونکہ مرزا ۱۹۰۸ء مئی میں مر گیا اور ۶ سال نبوت کا دعویٰ تو بقول مرزا الہی بخش کا بھی ہے۔ کیا اس کو چھ سال دعویٰ نبوت موسویہ میں مرزا یا مرزائی صادق خیال کر لیں گے؟

دیکھو (تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۴۱) ”با بوالہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا

تھا۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۱۴، خزائن ج ۲۲ ص ۵۵۰) ”اس کتاب کی تالیف سے ۶ برس بعد

فوت ہو گئے، الخ۔“

۵..... اور بعض اوقات مرزا یا مرزائی آیت ”لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون“ کو پیش کیا کرتے ہیں کہ میری پہلی زندگی دیکھو۔

اول تو یہ آیت آنحضرت ﷺ کے لئے ہے اور (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵) کے مطابق مرزا اس کو اپنے لئے پیش نہیں کر سکتا۔ دوم مرزا کی ہم جبکہ پہلی زندگی کو دیکھتے ہیں تو وہ بالکل گمنامی کی زندگی ہے۔ جس سے کوئی واقف ہی نہیں تا کہ اس کو شاہد پیش کیا جاسکے۔ (دیکھو حقیقت الوحی کا تتمہ ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۰) ”مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا..... اس زمانہ میں میں درحقیقت اس مردہ کی طرح تھا۔ جو قبر میں صد ہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے، الخ۔“ (نزول مسیح ص ۱۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۵۱۸) ”بلکہ میرے روشناس بھی صرف چند آدمی ہی نکلیں گے۔“ (روایت گواہ نمبر ۱۹ پیش گوئی) تو ایسی زندگی کو کون پیش کر سکتا ہے اور بعض اوقات مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا کی تعریف کی تھی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پوری واقفیت سے نہیں لکھا گیا تھا۔ جیسے کہ مولوی محمد حسین

بٹالوی خود اپنی (اشاعت السنہ ج نمبر ۱۵ ص ۸) میں تحریر فرما رہے ہیں۔

”جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے۔ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جز ہے۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا۔ مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا آپ نے اختیار کیا، الخ۔“

اور (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۱۱ طبع اول، خزائن ج ۵ ص ۳۱۱، ۳۱۲) میں بھی مولوی محمد حسین بٹالوی کا قول نقل کیا ہے کہ ”زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم

نہیں رکھتا تھا۔ مگر زمانہ تالیف براہین احمدیہ سے جو جھوٹ بولنا دھوکہ دینا آپ نے اختیار کیا ہے..... علی الخصوص ۱۸۹۰ء سے جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے..... آپ کا یہی حال رہا ہوگا، الخ۔“

یا جیسے مرزا نے چراغ دین جمونی کی کتاب کا بعض حصہ سن کر اس کی طبع کی اجازت دے دی تھی۔ بعد میں اس کو جلانے کا حکم دیا۔ (دیکھو دافع البلاء ص ۱۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۹) ”اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ اس کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ خطرناک لفظ اور بے ہودہ دعویٰ جو کہ اس کے حاشیہ میں تھے، اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ کا اور محض نیک ظنی سے ان کو چھپنے کے لئے اجازت دی گئی“..... (ص ۲۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

”اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی۔ اس لئے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کی چاک کرنا چاہئے، الخ۔“

ایسے ہی ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق (از عشرہ کاملہ ص ۶۰) ”ڈاکٹر عبدالحکیم نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ جس کا نام تھا تفسیر القرآن بالقرآن۔ مرزا نے اس کی نسبت پہلے اپنی یہ رائے شائع کی ”نہایت عمدہ ہے شیریں بیان ہے۔ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں۔ دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے، الخ۔“

پھر دوسری جگہ لکھا: ”ڈاکٹر عبدالحکیم کا تقویٰ صحیح ہوتا تو کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ اس کی تفسیر میں ایک ذرہ روحانیت نہیں اور نہ ہی ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے۔ تو ایسے ہی مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کو دیکھا ہوگا اور تنقید کر دی ہوگی۔“

علاوہ ازیں جو لوگ مرزا کے پاس رہے وہ اس کے حق میں بہت بڑی گواہی دیتے ہیں۔ (دیکھو تترہ حقیقت الوحی ص ۱۵۳، ۱۵۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵۹۰، ۵۹۱) میں رسالہ شہ چنگ کے منتظم و ایڈیٹر کے مرزا قادیان کے حق میں جو الفاظ ہیں، وہ دیکھو۔

”دُفَس پرست ہے، فاسق ہے، فاجر ہے..... بد اخلاق شہرت کا خواہاں، شکم پرور ہے..... کم بخت کمانے سے عار رکھنے والا، مکرو فریب اور جھوٹ میں مشتاق..... اور جھوٹ بولنے والا ہے۔ مرزا کی جماعت کے لوگ بد چلن بد معاش ہیں..... کہ ہم نے پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کیا۔ تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار، خود غرض، عشرت پسند، بد زبان وغیرہ وغیرہ ہے۔“

اور جب اس خول کی زندگی کے بعد اس کا پبلک سے سابقہ پڑا۔ تو حال یہ ہے کہ دھوکہ بازیوں میں مرزا لگا ہوا ہے۔ ایک ہی واقعہ پیش کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے پچاس حصے شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر صرف پانچ حصے شائع کر کے کہا کہ پانچ اور پچاس میں کیا فرق ہے۔ صرف ایک نقطہ کا لہذا پچاس والا وعدہ پانچ میں پورا ہو گیا۔ (دیکھو دیباچہ حصہ پنجم براہین ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

تین سو دلائل کا وعدہ کیا کہ براہین میں ذکر کروں گا۔ مگر صرف دو قسم کی دلیلوں پر اکتفاء کر دیا۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۶۲) ”اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ روشن دکھلایا گیا۔“

(دیباچہ حصہ پنجم ص ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۶) ”میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔“

اور لطف یہ کہ قیمتیں لوگوں سے براہین کی پیشگی وصول کر لی تھیں۔ مگر ۲۳ سال تک اس کو شائع نہ کیا۔ (دیکھو دیباچہ حصہ پنجم ص ۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲) ”پھر تخمینہ ۲۳ سال تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا..... اور بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے۔ اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے۔“

اور لوگ قیمتوں کا مطالبہ کرتے تھے اور مولوی نور الدین نے لکھا بھی کہ میں لوگوں کی قیمتیں واپس کر دوں۔ مگر اس کو بھی واپسی کی اجازت نہ دی۔ (دیکھو فتح اسلام ص ۶۱، خزائن ج ۳ ص ۳۶) ”اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کر دہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔“

حالانکہ پیشگی قیمتیں لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ مصارف طبع ۹ ہزار روپیہ تھا اور مرزا کی جائیداد دس ہزار کم از کم تھی۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۰، ۲۲) ”کتاب براہین احمدیہ کی تیاری پر ۹ ہزار روپیہ خرچ آتا تھا۔“

(براہین احمدیہ ص ۲۵، خزائن ج ۱ ص ۲۸) ”میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دوں گا۔“

اور براہین سے غرض بھی تجارت نہ تھی۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۶۹) ”یہ

کچھ تجارت کا معاملہ نہیں اور مؤلف کو بجز تائید دین کے کسی کے مال سے کچھ غرض نہیں۔“

تو پھر یہ سب بددیانتی نہیں اور لوگوں کے مالوں پر ڈاکہ ڈالنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے بعد کی زندگی بھی ہمارے سامنے ہے کہ سلطان محمود مولوی ثناء اللہ و مولوی محمد حسین و ڈاکٹر عبدالحکیم و محمدی بیگم و عبد اللہ آتھم وغیرہ سے مقابلہ کر کے خود مرزا فیل اور نا کام رہا۔ یہ ساری مرزا کی زندگی ہے جس کو ”لقد لبثت فیکم عمرا“ کر کے پیش کرنا چاہتا ہے۔

۶..... نیز مرزا خود کہتا ہے کہ اگر میری باتیں اللہ کی طرف سے نہ ہوتیں تو ان میں تناقضات و اختلافات ہوتے۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۱۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

”لوکان من عند غیر اللہ لو جدتم فیہ اختلافاً کثیراً“

اب اس معیار پر ہم مرزا کو پرکھتے ہیں کہ اس کے کلام میں ہزاروں تناقضات و اختلافات موجود ہیں۔ بلکہ خود مرزا کا دعویٰ ہے کہ میرے کلام میں تناقض موجود ہیں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳) ”رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں نے یہ لکھا تھا..... اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا، الخ۔“

اور (ضمیمہ نزول مسیح ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴) ”ان دونوں تناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا..... اس لئے میں نے ان تناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔“

(ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۲) ”میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا۔ ان الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ صریحاً نقیض پڑا ہوا ہے۔“

اور مرزا کا خود فتویٰ جو مناقض الکلام کے حق میں ہے۔ ملاحظہ کر لو (حاشیہ ست بچن ص ۲۹، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۱) ”پر لے درجے کا جاہل جو اپنے کلام میں مناقض بیانیوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔“

(ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲) ”کسی سچے اور عقل مند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملادیتا ہو، اس کا کلام بے شک تناقض ہو جاتا ہے۔“

(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳) ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو مناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“

(برایں ص ۳۸۵) ”بلکہ سراسیمہ اور مجبوط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور تناقض کی ہے، الخ۔ (ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵) ”اور جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۵ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۳۹، ۱۴۰) ”قل لو كان الامر من عند غير الله لوجدتم فيه اختلافاً كثيراً“

(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱) ”اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلتا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(انجام آتھم ص ۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۷) ”تلك كلم متها فته متناقضة لا ينطق بها الا الذي ضلت حواسه وغرب عقله وقياسه وترك طريق المهتدين“

اب اس کے بعد ہمیں تناقضات پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود اس کے اقرار سے تناقض ثابت ہے اور اس کے فتاویٰ بھی ایسے شخص کے لئے اسی کے کلام میں موجود ہیں۔

..... نیز مرزا کہتا ہے کہ مصلح و مامور کے عقائد درست ہونے چاہئیں۔ لیکن مرزا کے اپنے عقائد درست نہ تھے۔ (دیکھو برایں احمدیہ ص ۱۰۵، خزائن ج ۱ ص ۹۵) ”جب علت غائی رسالت اور پیغمبری کی عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر قائم کرنا ہے تو پھر اگر اس علت غائی پر نبی لوگ آپ ہی قائم نہ ہوں تو ان کی کون سن سکتا ہے؟ اور کا ہے کوان کی بات میں اثر ہوگا۔“

(ص ۱۰۶، خزائن ج ۱ ص ۹۶) ”پس جب تک ایک نفس کو ہر قسم کی نالائق باتوں سے تترہ تام حاصل نہ ہو جائے۔ تب تک وہ نفس قابلیت فیضان وحی کی پیدا نہیں کرتا اور اگر تترہ تام کی شرط نہ ہوتی اور قابل اور غیر قابل یکساں ہوتا تو سارا جہاں نبی ہو جاتا۔“

(ص ۳۰۴، خزائن ج ۱ ص ۳۵۳) ”وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں۔“

(ص ۴۷، حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۵۳۲) ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے۔ جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے..... اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہیہ جلد تران کا تدارک کر لیتی ہے۔“ لیکن مرزا قادیانی مدتوں تک حیات مسیح جیسے مسئلہ میں مبتلا رہا۔ جس کو وہ شرک عظیم اور کفر تک پہنچاتا ہے۔ (دیکھو ضمیمہ مسیح ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۱۳) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے برایں میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے

تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔“

و (حقیقت الوحی ص ۳۳۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۱) ”جیسا کہ میں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ آسمان سے آنے والا ہے۔“ و (تمر حقیقت الوحی ص ۱۶۲، ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۰۲) ”پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا اور یہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک و کفر ہے۔“

(دیکھو الاستفتاء ص ۲۲، ۲۳، ۲۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳۵) ”اتجدون فی کتاب اللہ نزول

عیسیٰ بعد موتہ فما معنی فلما توفیتنی یا ذوی الحصاة اتکفرون بکتاب اللہ بعد ایمانکم“ اور (الاستفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰) ”فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات وان هو الاشرک عظیم“

(ازالہ اوہام ص ۹۹۶، ۳۷۸) ”لیکن ہم ایسی تعلیمات کو (حیات مسیح) جو عقل اور تجربہ اور طبعی اور فلسفہ سے بکلی مخالف اور نیز ہمارے نبی ﷺ کی طرف سے ثابت نہیں ہو سکتی..... تعلیم یافتہ لوگوں میں ہرگز پھیلا نہیں سکتے۔“ تو اس مسئلہ میں مرزا کا عقیدہ درست نہ رہا۔

۸..... پھر مرزا نے خود ہی براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ انبیاء کسی کے شاگرد نہیں ہوتے۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۶) ”تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔“ بخلاف اس کے مرزا قادیانی کے کئی استاذ ہیں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۲۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵) ”چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں، الخ۔“

و (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵) ”یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔“

(براہین احمدیہ ص ۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۶۲۱) ”مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی صاحب کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے۔“

و (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۳) ”قرأت قلیلاً من الفارسیة ونبذة من رسائل الصرف والنحو وعدة من العلوم تعمیقیة وشیئاً یسیراً من کتب الطب..... وکذا لک لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث والاصول والفقہ الاکطل من الوبل“

و (شہادۃ القرآن کا اشتہار لمحہ پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲) ”جبکہ ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے۔ ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت جاری ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۷۸، خزائن ج ۳ ص ۵۷۹) ”مرزا استاد مولوی فضل احمد۔“

(دافع البلاء ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۳) ”میرے استاد ایک بزرگ شیعہ تھے۔ ان کا مقولہ

تھا کہ وباء کا علاج فقط تولا و تبریٰ ہے۔“

اس کے علاوہ مرزا کی سوانح عمریوں میں اس کے اساتذہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ تو گویا کم از کم مرزا کے استاذ مولوی فضل احمد، میاں فضل الہی گل شیعہ، مرزا غلام مرتضیٰ والد مرزا قادیانی ہوئے۔ تو اس کے مقرر کردہ قانون کے موافق بھی وہ پیغمبر نہ ہوا۔

۹..... نیز مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے۔ (دیکھو براہین ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۱۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۳) ”اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا۔ اس پیش گوئی کو شائع نہ کیا۔“

اور مرزا کا خود اقرار ہے کہ گناہ گار آدمی خدا کا نبی نہیں ہو سکتا۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۷۶، خزائن ج ۱ ص ۱۹۰ حاشیہ نمبر ۱۱) ”اس خود غرضی کے جوش سے انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اس سے فقط نبیوں کی توہین نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا کی قدوسیت پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ جس نے نعوذ باللہ ناپاکوں سے ربط ارتباط اور میل ملاپ رکھا، وہ آپ بھی کا ہے کا پاک ہوا؟

(براہین احمدیہ ص ۱۰۶، خزائن ج ۱ ص ۹۶) ”اور جب تنزہ تام شرط ہے تو پھر نبیوں کو اعلیٰ درجہ کا پاک تعین کرنا چاہئے کہ جس سے زیادہ ترپا کی نوع انسان کے لئے متصور نہیں۔“

تو اس قاعدہ مقررہ سے کیونکہ مرزا گناہ گار ہے۔ اس میں تنزہ تام نہیں۔ اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

۱۔ اگر کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ اور انبیاء کے لئے بھی استغفار یا ذنوب سے توبہ کا حکم ہوا ہے تو وہ بھی عیاذ باللہ گناہ گار ہوئے تو اس کا جواب مرزا کے کلام میں ہے۔ (دیکھو نور القرآن ص ۱۹، خزائن ج ۹ ص ۳۵۵) ”استغفار کی تعلیم جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔ اس کو عام لوگوں کے گناہ میں داخل کرنا عین حماقت ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ لفظ اپنی نیستی اور تذلل اور کمزوری کا اقرار اور مدد طلب کرنے کا متواضعانہ طریق ہے۔“

۱۰..... نیز مرزا نے خود یہ لکھا ہے کہ نبی اپنی تعلیم اور دعویٰ میں کبھی غلطی نہیں کھا سکتا۔ ہاں جزئیات میں غلطی کھا سکتا ہے۔ (دیکھو ضمیمہ نزول مسیح (عجاز احمدی) ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵) ”اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے..... پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے۔ جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔ بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے۔ ان کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے۔ ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکہ بھی کھا لیتی ہے، الخ۔“

لیکن اس کے برخلاف مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ میں اور اپنی سب سے پہلی تعلیم (وفات مسیح) میں بارہ سال تک پتہ نہ چلا۔ (دیکھو ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر و غافل رہا کہ خدا نے مجھے شہود سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور اس میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کے اس رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے، الخ۔“

ورنہ میرے مخالف بتلادیں کہ میں باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا، الخ۔“

اس معیار کے لحاظ سے بھی مرزا کاذب ہوا۔ کیونکہ اس کو اپنے دعویٰ کے متعلق اور اپنی سب سے پہلے اصولی (وفات مسیح) تعلیم کے متعلق اتنی دیر تک بے خبر رہا۔ یہ کوئی جزوی امور نہ تھے کہ ان میں احتمال غلطی ہوتا۔

۱۱..... بعض اوقات مرزا یا مرزائی مرزا کی صداقت کے لئے یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ مرزا نے مباہلات کئے ہیں اور ان میں وہ غالب رہا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا کے مباہلات میں جو اس نے شرائط مقرر کئے ہیں۔ وہ شرائط تو اس کے کسی مباہلہ میں نہیں پائے جاتے تاکہ وہ اپنے کسی مباہلہ کی صداقت کے لئے پیش کرے۔ ملاحظہ ہو (شرائط مباہلہ انجام آتھم ص ۶۷، خزائن ج ۱۱ ص ۶۷)

”میں بھی یہ شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اسی صورت میں سمجھا جائے گا کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں۔ ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جاویں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تائیں کاذب سمجھوں گا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار..... میرے مباہلہ میں یہ شرط بھی ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس

آدمی حاضر ہوں۔ اس سے کم نہ ہوں، الخ۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۷) ”مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم ص ۵۱ سے ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے نقل اشتہار میں درج کرے، الخ۔“

اور (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۹) میں ہے: ”یہ بھی یاد رہے کہ اس مسنون طریقہ مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں۔ جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب اور کافر ٹھہراویں۔ وہ جماعت مباہلین کی ہو صرف ایک دو آدمی نہ ہوں۔“

اور (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۰) میں ہے: ”اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے، تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔“

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ان شرائط کا لحاظ مرزا قادیانی کے مباہلات میں ہے۔ ہرگز نہیں۔ ذیل میں میں ان لوگوں کے نام لکھتا ہوں جن کو مرزا نے (انجام آتھم ص ۶۹ تا ۷۲) درج کئے ہیں اور پھر ان میں وہ شرائط نہیں پائے جاتے اور ان کو حقیقت الوحی اور تہ حقیقت الوحی میں اپنے مباہلات کا شکار خیال کر کے اپنی صداقت ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ تیرے مقرر کردہ شرائط پر مباہلہ ہی نہیں ہوتا تو پھر تیرا یہ کہنا کہ میرے مباہلہ سے مرے، کیسی بددیانتی ہوگی؟

مولوی نذیر حسین دہلوی (تہ حقیقت الوحی ص ۲۲ خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴) مولوی عبدالحمید دہلوی (تہ حقیقت الوحی ص ۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۵) مولوی رشید احمد گنگوہی (حقیقت الوحی ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۳، تہ حقیقت الوحی ص ۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴) مولوی عبدالعزیز لدھیانوی (تہ حقیقت الوحی ص ۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴) مولوی محمد لدھیانوی (تہ حقیقت الوحی ص ۲۴، تہ حقیقت الوحی ص ۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۸، ۲۳۶، ۲۳۸) سعد اللہ نومسلم لدھیانہ (تہ حقیقت الوحی ص ۱۵، ۱۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۸، ۲۳۶، ۲۳۸) مولوی غلام رسول امرتسری عرف رسل بابا (تہ حقیقت الوحی ص ۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴) مولوی غلام دستگیر قصوری (حقیقت الوحی ص ۲۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۹، تہ حقیقت الوحی ص ۲۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴)

علاوہ ازیں جب کہ مرزا خود اقرار کرتا ہے کہ انجام آتھم کے مندرجہ لوگوں میں سے کوئی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔ تو پھر ان کو اپنے مباہلہ کے شکار خیال کرنا کسی قدر بددیانتی ہے۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۳) ”نشان ۱۳۰ میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں

بہت سے مخالف مولویوں کا نام لے کر مباہلہ کی طرف ان کو بلایا تھا اور (ص ۶۶، خزائن ج ۱۱ ص ۶۶) رسالہ مذکورہ میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی ان میں سے کوئی مباہلہ کرے۔ تو میں دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو..... پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے، الخ۔“

اب مباہلہ کو معیار صداقت پیش کرنا کس قدر دجل و فریب ہوگا؟

۱۲..... نیز مرزا کہتا ہے کہ مجھے خدا کا الہام ہوا ہے: ”یا نبی اللہ کنت لا اعرفک“

(الاستفتاء ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۳)

اب الہام کے معنی صاف ظاہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے نبی (مرزا) میں تجھے نہیں پہچانتا تھا۔ اس میں کوئی صرف عن الظاہر کی دلیل نہیں۔ لہذا مرزا ایسا نبی ہوا جس کو خدا بھی نہیں جانتا۔

۱۳..... نیز مرزا کو الہام ہوا کہ تو جھوٹا مفتری ہے۔ (دیکھو کشتی نوح ص ۲۸، خزائن ج ۱۹ ص ۵۱) ”لقد

جئت شیئا فریا ماکان ابوک امرأ سوء وماکانت امک بغیا“ لیکن مرزا اس الہام میں تاویل کر کے قالوا کو مقدر زکا لانا چاہتا ہے۔ لیکن اس تقدیر کا کوئی قرینہ و قاعدہ بھی ہونا چاہئے۔

پس یہ خدا کا الہام مرزا کو ہوا تو مفتری ہے: ”ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الآیة“ سے نتیجہ خود واضح ہے۔ خود مرزا کا فتویٰ مفتری کے متعلق یہ موجود ہے۔

(نشان آسمانی ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۳۶۲) ”اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں اور خدا

تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار ہا درجے ہم سے کتے اور سؤ راجھے ہیں۔“ اب نتیجہ ظاہر ہے۔

۱۴..... نیز مرزا کا یہ اقرار ہے کہ ملہمین کے عقائد صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ اگر ان سے کوئی

خطا ہو جائے تو رحمت الہی جلد تر اس کا تدارک کر لیتی ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۴۷، حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۵۳۶) ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے۔ جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے..... اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہیہ جلد تر ان کا تدارک کر لیتی ہے۔“

اور خود مرزا نے (نور الحق ص ۲، خزائن ج ۸ ص ۲۷۲) میں لکھا ہے کہ: ”ان اللہ لا

یترکنی علی خطا طرفة عین و یعصمنی عن کل مین“ لیکن بایں ہمہ مرزا ایک ایسے مسئلہ میں جو اس کا سب سے اولین مسئلہ تھا اور جس غرض کے لئے وہ دنیا میں آیا۔

(ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۵۲، ۱۹۸) و (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵، ۳۳۹ طبع اول و ایام الصلح ص ۳۹، ۴۱ جدید) اور مسئلہ حیات مسیح ہی عیسائیت کا ستون تھا۔ (ص ۳۶، ۴۱ طبع اول آئینہ کمالات اسلام) اور مرزا آیا بھی کسر صلیب کے لئے ہے۔ (ضرورت الامام ص ۲۵، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵) اسی مسئلہ میں بارہ سال تک مبتلاء غلطی رہا۔ تو ایسے کوڑ مغز نبی کو دنیا کس کام میں لائے گی اور ایسے ہی مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی کے قول مذکور فی (حقیقت النبوة ص ۱۲۱) (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) مرزا قادیانی ختم نبوت کے مسئلہ میں ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۰ء تک غلطی پر ہے۔

۱۵..... مرزا قادیانی نے کسی کی صداقت کی علامت جو (ازالہ اوہام ص ۱۰۷۹) میں لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔

۱۹..... ان کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں۔ (حملۃ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۳۳ وربعین ص ۵ نمبر ۲) ”وان الانبیاء لا ینقلون من هذه الدنيا الى دار الآخرة الا بعد تکمیل رسالات قد ارسلو التبلیغها، الخ“ (ازالہ اوہام ص ۱۱۲۶، ۳۰۸) ”لیکن زیرک لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کو بجالانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر وہ خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے۔ جو دوسرے اس کے شریک نہ ہو سکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔“

اسی معیار پر ہم مرزا قادیانی کو دیکھتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے سپرد کردہ کام کو پورا نہیں کیا۔ (دیکھو تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۳) ”مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ طاعت و تقویٰ کا حق بجا نہیں لاسکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھا۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا..... مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔“

تو معلوم ہوا کہ مرزا اپنی خدمت سپرد کردہ کو پورا کر کے نہیں گیا۔ نیز مرزا خود اپنے لئے تحریر کرتا ہے کہ میری صداقت اس سے معلوم کر لو کہ جس کام کے لئے میں آیا ہوں وہ پورا ہوا یا نہ؟ اگر وہ غرض پوری نہ ہو تو خواہ میرے کروڑ نشان و معجزات ہوں کوئی ان پر اعتبار نہیں۔“ (دیکھو اخبار

بدر نمبر ۲۸ ج ۲، ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۴۲ کا لم (زیر عنوان، حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط بنام قاضی نذیر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار تفتل)

مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ بس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے؟ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معبود کو کرنا چاہئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام فقط غلام احمد۔“

اب اسی معیار مقرر کردہ مرزا پہ اس کو ہم جانچتے ہیں کہ کسر صلیب سے مراد کیا۔ اولہ توحید کو واضح کرنے ادلہ تثلیث کو باطل کرنا ہے یا عیسائیوں کی تعداد کو کم کر کے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے اور مراد شق اول ہے تو اس میں مرزا خود جھوٹا ہے۔ کیونکہ ادلہ تثلیث کو قرآن مجید نے پہلے ہی باطل کر کے توحید کی ادلہ کو واضح کر دیا اور بائبل یا عقلی رنگ سے ادلہ تثلیث کو توڑنے کا نہایت بہترین کام مولانا رحمت اللہ مہاجر کئی نے اپنی تصانیف میں کر دیا ہے۔ مرزا کی تردید عیسائیت تو ان کے عشر عشر کے برابر ہی نہیں۔ علاوہ ازیں مرزا خود انہیں کا خوشہ چین ہے اور اگر مراد شق دوم ہو تو مرزا کے اقوال سے ہی عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے نہ کہ کمی۔ (دیکھو حوالہ جات ذیل براہین احمدیہ ص ۵۵ جدید (غرض ضروری بحالت مجبوری، خزائن ج ۱ ص ۶۷) ”کلکتہ میں جو پادری ہیکر صاحب نے اندازہ کر شان شدہ آدمیوں کا بیان کیا ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل افسوس خبر ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان میں کر شان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی۔ اب پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گیا۔

تو براہین کی تصنیف کے وقت کی تعداد تو لحاظ میں رکھئے اور اس کے بعد کی تعداد ملاحظہ ہو۔ (نزول مسیح ص ۲۹، خزائن ج ۱ ص ۴۰۷) ”کیونکہ انیس لاکھ تو مرتد عیسائی پنجاب اور ہندوستان میں ظاہر ہو گیا۔“ (ملفوظات احمدیہ ص ۴۲۵) ”اسی ملک ہندوستان میں ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہوا، عیسائی ہو گیا، الخ۔“ (ریویو آف ریلیجنز نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء) اب خیال فرمایا جائے کہ جوں جوں مرزا نے دنیا میں کام کیا۔ عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اب مردم شماری ۱۹۳۰ء میں تو عیسائیوں کی

تعداد ہندوستان میں..... تک پہنچ گئی ہے۔ یہ کس صلیب ہو یا تقویت صلیب ہوئی؟

۱۵..... نیز مرزا خدا اور خدا کے رسول پر افتراء باندھا کرتا ہے: ”قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افترى على الله“ اور بقول مرزا مفتری علی اللہ سوروں اور کتوں سے بھی بدتر ہے۔ (نشان آسمان ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

اب ذیل میں چند ایک مرزا کے افتراء ذکر کئے جاتے ہیں۔

..... (کشتی نوح ص ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹) ”اور اسی واقعہ کو سورہ مریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے۔ جو سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ حالانکہ سورہ تحریم میں یہ کوئی پیش گوئی نہیں۔ یہ مرزا خود توڑ مروڑ کر اس آیت کو اپنے مطلب کے لئے بنا رہا ہے اور توڑ مروڑ کرنے والے کے حق میں خود مرزا کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

(چشمہ معرفت ص ۱۹۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۴) ”یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کر دینا۔ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو سخت شری اور بد معاش اور غنڈے کہلاتے ہیں۔ اس آیت کو کسی نے پیش گوئی نہیں سمجھا۔ کوئی مفسر و محدث اس طرف نہیں گیا۔ حالانکہ قرآن مجید کے عام محاورات کے خلاف معنی کرنا الحاد و زندقہ ہے۔“

(نزل صح ص ۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۱۸) ”سوقرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔“

نیز اگر یہ پیش گوئی صریح تھی تو پیش گوئی تو ایسی ہونی چاہئے۔ جس کو دوسری دنیا بھی سمجھ سکے نہ وہ کہ اس کو تیرہ سو سال کے بعد آ کر مرزا نے ہی سمجھا ہو۔ ملاحظہ ہو۔

قول مرزا (ریویو آف ریلیجنز نمبر ۱۰ ج ۳، ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء ص ۳۶۲) ”ہم پوچھتے ہیں کہ پیش گوئی کے بیان کرنے سے کوئی غرض بھی ہوتی ہے۔ پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ اس لئے بیان فرماتا ہے کہ انہیں پورا ہوتے دیکھ کر لوگوں کے ایمان میں ترقی ہو۔ لیکن اس قسم کی پیش گوئیاں جو مصنف کتاب پیش کرتے ہیں۔ ایسا فائدہ نہیں دے سکتیں۔ کیونکہ ان کے پورا ہونے کو ان لوگوں نے تو سمجھا ہی نہیں۔ جن کی آنکھوں کے سامنے وہ پوری ہوئیں اور اب ایک ہزار یا تیرہ سو سال بعد ایک

شخص کی سمجھ میں یہ بات آئی جو واقعات سے بھی بالکل بے خبر ہے۔ جو آیت ظالموں کی سزا کے لئے ہے۔ اسے معاویہؓ پر لگا دیا کیونکہ آپ معاویہؓ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ لیکن کیا ان کو یقین ہے کہ حضرت معاویہؓ اس آیت کے واقعی مصداق ہیں، الخ۔“ اسی معیار پر ہم سورہ تحریم کی پیش گوئی کو جانچتے ہیں تو بالکل تحریف قرآن ہے۔

۲..... (ست بجن ص ۱۶۳، خزائن ۱۰ ص ۲۸۷) ”قرآن مجید کے بعض اشارات سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کو خدا بنانے کے موجد پہلے آر یہ ورت کے برہمن ہی ہیں۔ اس مضمون کو کون سی آیت میں نہایت صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ کیا یہ تحریف علی اللہ نہیں۔

۳..... ”قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رد کر دیا تھا اور اصلاح مخلوق میں تمام نبیوں سے یہ ان کا گرا ہوا نمبر تھا۔“
(براہین حصہ پنجم ص ۳۷، ۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۸)

یہ کس آیت سے ثابت ہے کیا یہ خدا پر افتراء نہیں ہے۔

۴..... (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۷۲، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) ”اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے۔ بصراحت و بہ آواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا حدیث نبویہ میں بمعہ پیش گوئی ضرور موجود ہے ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ یہ پیش گوئی کہاں قرآن اور حدیث میں ہے؟ مگر پیش گوئی کا معیار ریویو آف ریلیجنز ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء کا بیان کردہ مضمون یاد رہے۔

اب چند نمونے افتراء علی الرسول کے ملاحظہ ہوں۔

۱..... (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) ”مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ کہاں صحیح مسلم میں آسمان لفظ ہے، بالکل غلط ہے۔

۲..... (حقیقت الوحی ص ۲۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۹) ”اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔“ کون سی احادیث صحیحہ میں چھٹے ہزار میں مسیح کی پیدائش لکھی ہے؟ یہ افتراء علی الرسول ہے۔

۳..... ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ کون سی احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ یہ بھی افتراء علی الرسول ہے۔

۴..... (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) ”خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے، الخ۔ کہاں بخاری میں یہ حدیث ہے؟ یہ بھی افتراء ہے۔

۱۷..... نیز مرزا خود اپنی صداقت کا جو سب سے اعلیٰ درجہ کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ وہ اس کی پیش گوئیوں کی صداقت ہے اور عام مرزائی بھی اس کو پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اسی معیار کو سامنے رکھتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض پیش گوئیاں تو کنجروں کی بھی صادق ہو جاتی ہیں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۳۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۳) اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچا ہو اور پھر بھی شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔

(حقیقت الوحی ص ۲، خزائن ج ۲۲ ص ۵) ”بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں..... انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۲) ”اس تمام تقریر سے ہمارا مدعی یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲) ”ان کو بعض سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے، الخ۔“

اب حوالہ جات پیش ہوتے ہیں۔ جن میں مرزا نے لکھا ہے کہ میری صداقت کی دلیل میری پیش گوئیاں ہیں۔

۱..... ”واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۱۵۱)

۲..... ”باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳، خزائن ج ۵ ص ۶۵۱، سراج منیر ص ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۱۵، تریاق القلوب ص ۳۸۲، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۲)

۳..... ”میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے۔“ (آریہ دھرم ص ۴۲، خزائن ج ۱۰ ص ۴۸)

۴..... ”اگر میرے پر یہ الزام لگایا جائے کہ کوئی پیش گوئی میری پوری نہ ہوئی یا پورا ہونے کی امید جاتی رہی۔ تو اگر میں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیوں سے یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیش گوئیاں پوری ہو گئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور وہ اسی رنگ کی ہیں۔ جیسا کہ نبیوں کی پیش گوئیاں تھیں، تو بلاشبہ میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھہروں گا۔“

(اربعین نمبر ۲ ص ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۳۹)

ذیل میں مرزا کی وہ چند ایک پیش گوئیاں پیش کی جاتی ہیں جو پوری نہیں ہوئیں:

۱..... ”الحمد لله الذي وهب لي على الكبر اربعة من النبيين وانجز وعده من الاحسان وبشرني بخامس في حين من الاحيان وهذه كلها آيات من ربي“

(مواہب الرحمن ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰)

اس کو مولوی نور دین تسلیم کرتا ہے کہ پانچواں بچہ پیدا نہیں ہوا۔

(دیکھو، ریویو آف ریٹلیجز ج ۶ نمبر ۷، ۷ ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۷۶)

۲..... ”وانى رأيت ان هذا الرجل مومن بايمانى قبل موته..... وهذه رؤياى وارجوان يجعلها ربي حقا“

(حجۃ الاسلام ص ۱۵ و قریب منہ سراج منیر ص ۲۹، ۷۸، ۳۰ حاشیہ)

۳..... ”خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ تمام خبیث مرضوں سے تجھے بچاؤں گا۔“

(ضمیمہ تحفہ گوڑو ویہ ص ۸، قریب منہ ضمیمہ تحفہ گوڑو ویہ ص ۱۳۰ حاشیہ، اربعین نمبر ۳ ص ۱۰، اربعین نمبر ۳ ص ۳۷)

حالانکہ مرزا کو ذیل کی بیماریاں تھیں۔

ذیابیطس۔ (حقیقت الوحی ص ۳۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ص ۳۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷،

ضمیمہ اربعین ص ۴، نزول المسح ص ۲۱)

”دماغ کمزوری، دوران سر۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۱۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، حقیقت الوحی ص ۳۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۶)

”کثرت پیشاب سوسو باردن میں۔“

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ ص ۴، نزول مسح ص ۲۳۵)

”درد گردہ“ (جس سے مرگی کا خطرہ ہوتا ہے)

(حقیقت الوحی ص ۳۲۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۸)

درد سر۔ دوران سر، تشنج قلب، دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور..... حالت مردی

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ ص ۴، نزول مسح ص ۲۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

معدوم۔

- ایک دفعہ قونج زحیری سے سخت بیمار ہوا۔ (حقیقت الوحی ص ۲۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶) فاج جس سے نصف حصہ اسفل بے حس ہو گیا۔
- (حقیقت الوحی ص ۲۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۵)
- دائم المرض۔ (برکات الدعاء ص ۳، سراج منیر ص ۱۵، نزول مسیح ص ۱۷۸)
-۴ مولوی ثناء اللہ سے مقابلہ میں مغلوب رہا جس کو آخری فیصلہ کر کے یاد کیا کرتے ہیں۔
-۵ ”مولوی ثناء اللہ قادیان میں پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے نہیں آئے گا۔“
- (ضمیمہ نزول مسیح ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸)
- حالانکہ مولوی ثناء اللہ آیا۔ (موہب الرحمن ص ۱۰۹)
-۶ ڈاکٹر عبد الحکیم کے مقابلہ پر پیش گوئی۔ اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ (ملحقہ تہہ حقیقت الوحی و تبصرہ، مرزا عبد الحکیم کی پیش گوئی کے مطابق مرگیا چشمہ معرفت)
-۷ ”مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل کا جاری ہونا۔“
- (اربعین نمبر ص ۲۸، حاشیہ ص ۱۵، وقفہ گولڈ ویہ ص ۱۰۲ تا ۱۰۳)
-۸ ”سلطان محمد سے مرزا کا پہلے مرنا اس کے کذب کی دلیل ہوگی۔“
- (بقیہ حاشیہ انجام آتھم ص ۳۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲)
-۹ ”محمدی بیگم کے نکاح کا خدا کا وعدہ تھا۔ جس کا نلنا ناممکن ہے۔“
- (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، ۵۴، حاشیہ)
-۱۰ ”عبداللہ آتھم عیسائی کے پندرہ ماہ میں مرنے کی پیش گوئی۔“
- (جنگ مقدس ص ۱۸۹، حاشیہ، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)
-۱۱ ”محمدی بیگم زوجہ منظور لدھیانوی کی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہونا جس کے ۶ نام ہوں گے۔ عالم کباب وغیرہ) (حقیقت الوحی ص ۱۰۰، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۳، ریویو آف ریلیجنز نمبر ۷ ج ۵، ۹)
-۱۲ ”محمدی بیگم کے نکاح میں ۶ پیش گوئیاں ہیں۔“
- (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ۵، شہادۃ القرآن ص ۸۱، خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)
-۱۳ ”سلطان محمد کا اڑھائی برس بعد از نکاح فوت ہو جانا۔“
- (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ۵، ایضاً)
-۱۴ ”انسی اری ان اهل مكة يدخلون افواجاً فی حزب اللہ القادر المختار“
- (نورالحق ص ۱۰، خزائن ج ۸ ص ۱۹۷)

۱۵..... ”عمر مرزا مطابق الہام ۴۷ سال کم از کم نہیں ہوئی، بلکہ اس سے بہت کم رہی۔ حالانکہ الہام کم از کم ۴۷، ۵۰ سال کا تھا۔“

(حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰، استفتاء ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۲)

۱۶..... ”الہی بخش ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہے گا۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۳۹)

حالانکہ وہ آخر تک مرزا کے خلاف رہا۔

۱۷..... ”ہم مکہ میں مریم گے یا مدینہ میں۔“

(ریویو آف ریپنچر و تندرہ)

۱۸..... ”مرزا احمد بیگ کی پیش گوئی بھی سچی نہیں، کیونکہ مرزا کا خود (حقیقت الوحی ص ۲۷۳) میں

الہام ہے، ”اجیب کل دعائک الافی شرکائک“ اس قاعدہ سے احمد بیگ کیونکہ مرزا کے شرکاء میں سے ہے۔ اس لئے اس کے حق میں کوئی دعا وغیرہ قبول نہ ہوگی۔ اگر کہو کہ پیش گوئی دعا نہیں ہوتی۔ تو ہم کہتے ہیں کہ سرسید کے حق میں پیش گوئی ہے۔ جس کو مرزا دعا مستجاب کہتا ہے۔“

(تربیاق القلوب ص ۱۵۲، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۰)

۱۹..... لیکھرام والی پیش گوئی بھی سچی نہیں، کیونکہ مرزا نے لکھا ہے کہ ”اپنے دشمن یا دوست کا

خیال کر کے جب توجہ کی جائے کہ اس کے حق میں برایا اچھا الہام ہو، تو وہ الہام شیطانی ہوتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

لیکھرام کے متعلق اسی نوعیت کا الہام تھا۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۵) لہذا وہ

(لیکھرام پشاور کی نسبت پیش گوئی ص ۲ جدید)

شیطانی ہوا۔

نیز مرزا چونکہ جھوٹ بولا کرتا ہے۔ اس لئے بھی وہ سچا نبی یا انسان یا مسیح یا مجدد نہیں ہو

سکتا۔ ملاحظہ ہوں پہلے اس کے اپنے اقوال کہ جھوٹے کی کیا حالت ہوتی ہے؟

۱..... ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڈویس ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۵۶)

۲..... ”کلف سے جھوٹ بولنا گواہ (پاخانہ) کھانا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳)

۳..... ”ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے، تو اس کی دوسری

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

باتوں میں بھی اعتبار نہیں رہتا۔“

۴..... ”میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۴۲، خزائن ج ۱۰ ص ۴۸)

.....۵ ”جھوٹ اس پاخانہ سے بڑھ کر بدبو رکھتا ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۱ سلسلہ اشاعت لاہوری)

.....۶ ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں، بلکہ نہایت شریر و بدذات

(آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

آدمیوں کا کام ہے۔“

.....۷ ”لعنتی زندگی والے، اول وہ شخص اور اس کی جماعت ہے جو خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے

ہیں اور جھوٹ اور دجالی طریقہ سے دنیا میں فساد اور پھوٹ ڈالتے ہیں۔“

(نزول مسیح ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۶)

ذیل میں اس کے جھوٹ ملاحظہ ہوں

اول تو وہ چند قرآن اور حدیث پر افتراء ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

.....۱ ”میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں

کے طاعون آئی۔“ (حقیقت الوحی ص ۴۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸، و مثلاً، کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ایضاً)

.....۲ مرزانے (حقیقت الوحی ص ۱۸۹ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) میں کہا کہ ”بہشتیوں کے لئے

قرآن مجید میں ”الا ماشاء ربك“ نہیں ہے۔“ حالانکہ اسی صورت میں موجود ہے۔

.....۳ ”لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور

غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں، وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

بحوالہ مکتوبات مجدد الف ثانی، حالانکہ اس میں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث کا لفظ ہے۔

.....۴ ”خاص کر وہ خلیفہ، الخ، یعنی بخاری شریف میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے

گی۔ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی۔“ (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) حالانکہ بخاری میں کہیں

ذکر نہیں۔

.....۵ ”صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

حالانکہ مسلم میں آسمان کا لفظ نہیں۔

.....۶ ”انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے پاس کم از کم ایک ہزار روپیہ رہتا تھا۔“ (ایام

الصالح ص ۱۴۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵، ملفوظات احمدیہ ص ۱۲ سلسلہ اشاعت لاہوری) میں دو ہزار لکھا ہے۔ لیکن

انجیل میں کہیں نہیں۔

۷..... ”اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح نے کامل عمر پائی۔ یعنی ایک سو پچیس سال زندہ رہے۔“ (مسیح ہندوستان میں ص ۵۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۵) غلط تہمت ہے۔

۸..... ”(حقیقت الوحی ص ۱۸۹، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) میں لکھا ہے کہ حدیث آتی ہے ”یأتی علی جہنم زمان لیس فیہا احد و نسیم الصبا تحرك ابوابہا“ غلط ہے، حوالہ دو کہ یہ کس جگہ ہے۔

۹..... (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۱۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) میں ایک فارسی حدیث لکھی ہے۔ ”ایس مشت خاک گر نہ بخشم چہ کنم“

۱۰..... (ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) میں لکھا ہے کہ ”تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا جماعی عقیدہ ہے۔“ کوئی اجماعی عقیدہ نہیں۔

۱۱..... ”حضرت مسیح کے لئے کسی حدیث میں رجوع کا لفظ نہیں آیا۔“ (انجام آتھم ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً و ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۲۲ جدید، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۰) حالانکہ رجوع کا لفظ موجود ہے۔ دیکھو (عقیدۃ الاسلام اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح)

۱۲..... ”سلف کی کلام میں مسیح کے لئے نزول من السماء کا لفظ نہیں آیا۔“ (انجام آتھم ص ۱۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۲۸)

۱۳..... ”حالانکہ کئی سلف کے کلام میں ہے۔ مثلاً فقہ اکبر میں امام ابوحنیفہ کا قول موجود ہے۔ ”علم نحو میں یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ تونی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو۔ ہمیشہ وہاں مارنے اور قبض کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔“ (تحفہ گولڈویہ ص ۴۵، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۲) غلط ہے اور جھوٹ۔

۱۴..... (چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹) میں مرزا نے لکھا کہ ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے گیارہ لڑکے ہوئے اور سب فوت ہو گئے۔“ غلط ہے، جھوٹ ہے۔

۱۵..... (حماتہ البشری ص ۵۶، ۱۹۴ جدید) میں لکھا ہے کہ ”قوم کا اتفاق ہے کہ ”آیۃ یا عیسیٰ انسی متوفیک“ میں چاروں مواعید بالترتیب وقوع میں آئے۔“ حالانکہ ابن عباس کا قول ہے ”تقدیم و تاخیر“

۱۶..... ”دارقطنی کو شائع ہوتے ہوئے گیارہ سو برس ہو چکے ہیں۔“ (ایام اصلاح ص ۴۸، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۰)

بالکل غلط، جھوٹ ہے۔

۱۷..... ”فتاویٰ ابن حجر جو خفیوں کی نہایت معتبر کتاب ہے۔“

(ایام الصلح ص ۸۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۵)

جھوٹ ہے کیونکہ یہ خفیوں کی کتاب نہیں، شافعیہ کی ہے۔

۱۸..... ”یہ حدیث کہ حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ محدثین کے نزدیک اول درجہ کی صحیح مانی

ہوئی ہے۔“ (ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸) بالکل غلط، کس محدث نے اس کو اول درجہ کی صحیح مانا ہے؟

۱۹..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۰ طبع اول ص ۲۸۶، ۳۲۲، ۳۲۵) میں ستمبر کو ۳۱ دن کا لکھا ہے۔

غلط، ستمبر ۳۰ دن کا ہوتا ہے (طبع ثانی میں ۳۰ ستمبر ہے)

۲۰..... (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۸) میں لکھا ہے کہ ”صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں

چوتھا مہینہ ہے۔“ بالکل جھوٹ! اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔

۲۱..... (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) میں لکھا ہے کہ ”میرا مسیح موعود کا کوئی دعویٰ نہیں۔“

حالانکہ یہ غلط کہتا ہے۔ اس سے پہلے (ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) میں لکھ چکا ہے کہ ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلا دیں۔“

(ص ۱۷۹، خزائن ج ۳ ص ۱۸۶) میں بھی اپنے آپ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ لہذا (ص ۱۹۰، خزائن ج ۳

ص ۱۹۲) والا قول یقیناً جھوٹ ہے۔

۲۲..... (حماتہ البشری ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲) میں کہتا ہے کہ ”فلاتظنن یا اخی انی

قلت کلمة فیہ رائحة ادعاء النبوة“ حالانکہ اس کے کئی ایک ایسے کلمات اور دعاوی ہیں۔

حماتہ البشری ص ۱۳۱۱ کی تصنیف ہے اور مرزا خود (اربعین ص ۶، ۷، خزائن ج ۷ ص ۴۳۶) میں لکھتا ہے کہ ”میرے دعویٰ نبوت کو ۲۳ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔“

مرزا کے وہ جھوٹ جو اس نے حلفاً کہہ کر غلط بیانی کی ہے

حالانکہ مرزا خود لکھتا ہے کہ ”جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔“

(نزل مسیح ص ۲۳۷، خزائن ج ۱۸ ص ۶۱۵ پیش گوئی نمبر ۱۲۱ ایم دعوت ص ۸۲، خزائن ج ۱۹ ص ۴۵۳)

۱ تریاق القلوب کے حاشیہ میں اس کی تاویل کی گئی ہے جو بالکل غیر معقول اور غلط

ہے۔ محمد عارف۔

۲ وفات مرزا ۱۳۲۶ھ

”خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔“

(تربیاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴۰)

..... (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۴) ”سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔“ یہ بالکل غلط ہے۔ مرزا کے کئی استاذ ہوئے ہیں۔ مولوی فضل احمد، مولوی فضل الہی، مرزا غلام مرتضیٰ، گل علی شاہ وغیرہ۔ خود معراج دین عمر نے مرزا کی سوانح عمری (ص ۶۳) میں اس کے کئی ایک استاد قرآن مجید وغیرہ کے لکھے ہیں اور مرزا بشیر الدین خلیفہ ثانی نے بھی مرزا کی سوانح عمری (ص ۱۰، ۱۱) میں یونہی لکھا ہے کہ اس نے فلاں فلاں سے پڑھا ہے۔ خود مرزا کے قلم سے ہے۔ (ریویو آف ریلیچر ج ۶ ص ۲۲۰ ماخوذ از کتاب البریہ)

..... ۳، ۲ ”واللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح ابن مریم وانی نازل فی منزله ولكنی واخفیتہ..... وتوقفت فی الاظهار عشر سنین“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۱) اس میں دو جھوٹ قسمیہ ثابت ہوتے ہیں۔

..... ۱ تو یہ کہ میں جانتا تھا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ حالانکہ (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں خود لکھتا ہے کہ: ”مجھے اس امر کی کوئی خبر نہ تھی کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔“

..... ۲ یہ کہ یہاں کہتا ہے کہ ”دس سال تک میں نے بعد از الہام اپنے دعویٰ کو ظاہر نہ کیا اور (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں بارہ سال لکھتا ہے۔ یہ دو جھوٹ ہوئے۔

مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام

مسئلہ نزول و صعود و حیات مسیح علیہ السلام کی پوزیشن مرزا کی نظر میں

عموماً مرزائی جماعت سب سے اول مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام لے آنا چاہتی ہے۔ لیکن دیکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ مرزا کی نظر میں کوئی اصولی مسئلہ نہیں۔ دیکھو

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

”اول تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں

سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

نیز ملاحظہ فرمائیے (اخبار بدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ ص ۷ کالم ۱) ”حیات و وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو۔ جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں، الخ۔“

اب مرزا یا مرزائی جماعت کا یہ کہنا اصل الاصول ہمارے نزاعات کا مسئلہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام ہے یا یہ مرزا کے صدق و کذب کی اصل مدار ہے۔ جیسے مرزا بھی کہتا ہے۔ (انجام آتھم ص ۱۳۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵، ضمیمہ حصہ پنجم ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۱ ص ۳۲۲) بالکل غلط ہوا۔ کیونکہ مرزا کا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا موجود ہوتے ہوئے پھر مرزا کہہ رہا ہے کہ اس مسئلہ کو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ تو پھر مدار دعویٰ مسیحیت حیات و نزول پر کیوں ہوئی؟ مرزا کا دعویٰ مسیحیت (ازالہ ادہام ص ۲۱، خزائن ج ۲۸۸) وغیرہ میں مصرح موجود ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہونے کی مدار حیات و نزول و وفات مسیح علیہ السلام پر نہیں۔ نزول مسیح علیہ السلام و صعود و حیات مسیح علیہ السلام آپس میں متلازم ہیں۔ جیسے مرزا نے (حملۃ البشری ص ۳۲، خزائن ج ۷ ص ۲۱۶) میں کہا: ”وما عرفوا ان النزول فرع الصعود“ اور (ازالہ ادہام ص ۳۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۱) میں کہا کہ ”واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں ان کا آخری زمانہ میں دفن ہونا یہ اس بات کی فرع ہے کہ پہلے ان کا اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ اٹھایا جانا ثابت ہو، الخ۔ پس اب ثابت ہوا کہ نزول و صعود حیات مسیح علیہ السلام سب متلازم ہیں۔ ایک کے ثبوت سے دوسرے کا ثبوت خود ہو جائے گا۔“

لفظ ”توفی“ پر مرزا کے اصول سے نظر

مرزا اور مرزائی یہ کہا کرتے ہیں کہ ”توفی“ کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول بہ ذی روح ہو تو اس کا معنی سوا موات دینے اور قبض روح کے اور کچھ نہیں۔ (ازالہ ص ۹۱۸، ۲۳۶، خزائن ج ۳ ص ۶۰۳، ۲۲۴، وغیرہ) تھخہ گولڈ دیہ ص ۴۵، خزائن ج ۷ ص ۱۶۲) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا باوجود ملہم ہو چکنے کے براہین احمدیہ میں متوفی کا موت دینے کا معنی نہیں کرتا۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۲۰، خزائن ج ۱

ص ۶۲۰) ”انسی متوفیک و رافعک الی.....“ (میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ الخ) و (مکتوبات ص ۶۷، ۶۸) ”پوری نعمت دینا یا مارنا اور دونوں معنوں میں سے کسی ایک کا متعین کرنا صریح شرارت ہے۔ (نور القرآن ص ۴۴، خزائن ج ۹ ص ۴۴) کیا اس وقت نحو لغت، عقل و نقل قرآن و حدیث وغیرہ کچھ بھی زیر نظر نہ تھا کہ توفی کا معنی پوری نعمت دینے کا کر دیا۔

علاوہ ازیں مرزا قرآن مجید میں دو جگہ تسلیم کرتا ہے کہ مراد موت نہیں۔ ”الآیة اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت و آیة هو الذی یتوفاکم باللیل الآیة“ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۳۳۷، خزائن ج ۳ ص ۲۷۲) اور نیند کے محل پر توفی کا لفظ صرف دو جگہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

اس سے پہلا قاعدہ کلیہ تو غلط ہو گیا اور جب دو جگہ مرزا مانتا ہے کہ موت مراد نہیں تو پھر تیسری جگہ بھی مان لے کہ ”یا عیسیٰ انی متوفیک الآیة“ میں بھی وہ موت مراد نہیں۔ بلکہ سلانا یا نعمت پوری دینا ہی مراد ہے اور بطور تسلیم قول مرزا ہم یہ کہتے ہیں کہ جیسے تو خود بعض اوقات آیات میں ایسے معنی کر جاتا ہے جو تیرے نزدیک صرف ایک جگہ ہی وہ معنی مراد ہوتے ہیں اور دوسرے مقامات کثیرہ کے معنی تو اس جگہ ترک کر دیا کرتا ہے۔ دیکھو کہ مرزا نے ”الرسال“ سے مراد ”آیة اذالرسال اقتت“ میں مجازی رسول اور پھر جمع سے مراد مفرد لیا ہے۔

(شہادۃ القرآن ص ۲۴، خزائن ج ۶ ص ۳۱۹)

اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے..... اور ”آیة اذالرسال اقتت“ میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے اور مرزا نے اسی طرح الناس سے مراد ”آیة لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس“ اور آیت ”وکنتم خیر امة اخرجت للناس“ میں دجال معہود لیا ہے۔ (دیکھو تحفہ گولڈویس ص ۳۳) اور ”الساعة“ کا معنی قرآن مجید میں عموماً قیامت ہے۔ لیکن (ضمیمہ نزول مسیح ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹) میں ”وانہ لعلم للساعة“ میں ”ساعة“ سے مراد قیامت نہیں ہے۔

۱۔ (سراج منیر حاشیہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۳) میں بھی متوفی کا معنی مرزا نے موت نہیں کیا۔ دیکھو اس کی عبارت براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی ”یا عیسیٰ انی متوفیک“ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اس وقت خوب معنی کھلے۔ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب کہ یہود ان کے مصلوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود و ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔

حالانکہ قرآن مجید کے باقی مقامات میں الناس سے مراد جہاں معبود یا الرسل سے مراد مفرد رسول مجازی نہیں لیا کرتا۔ تو اگر تیرے خیال میں تو فی کا معنی اور مقامات کثیرہ میں وفات کا ہی ہے تو پھر بھی بعض جگہ میں جو موت مراد نہیں تو اسی دو جگہ پر ”متوفیک“ کو حمل کر لیں گے۔ جیسے تو نے الناس اور الرسل میں کیا ہے اور پھر بفرض محال اگر تیرے خیال میں تو فی کا حقیقی معنی موت ہی ہے تو پھر بھی تیرا خود اقرار ہے کہ ہر لفظ کا معنی حقیقت پر پورا نہیں کیا کرتے اور نہ ہی لغت پر حمل کیا جاتا ہے۔ بلکہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اصطلاح علماء میں اس کے کیا معنی ہیں؟ (دیکھو کمالات اسلام ص ۱۷۴) ما سوا اس کے ہم ان کتب لغت کو جو صمد ہا برس قرآن کریم کے بعد اپنے زمانہ کے محاورات کے موافق تیار ہوئی ہیں۔ قرآن مجید کا حکم نہیں ٹھہرا سکتے۔ (اتمام الحجہ ص ۴، خزائن ج ۸ ص ۲۷۶) ”ولو جاز صرف الفاظ تحکما من المعانی المرادة المتواترة لا رتفع الامان عن اللغة والشرع بالکلیة وفسدت العقائد کلها ونزلت آفات علی الملة والدين“ (برایں احمدیہ ص ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷)

پس اگر ہر لفظ کا لغت ہی سے فیصلہ کرنا چاہئے تو اس حالت میں اسلام بھی الہام کی طرح مولوی صاحب کے نزدیک صلح یا سوچنے کا نام ہوگا اور دوسرے معانی سب ناجائز اور غیر صحیح ٹھہریں گے۔ نعوذ باللہ من ذلہ الفکر..... اور علماء کو اس بات سے چارہ اور گریز گاہ نہیں کہ اس علم کے استفادہ و افادہ کی غرض سے بعض الفاظ کے معانی اپنے اپنے عرف میں اپنے مطلب کے موافق مقرر کر لیں۔

(برایں احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص ۲۲۰، خزائن ج ۱ ص ۲۴۳) کیونکہ لفظ الہام جو اکثر جگہ عام طور پر وحی کے معنوں پر اطلاق پاتا ہے۔ وہ باعتبار لغوی معنی کے اطلاق نہیں پاتا۔ بلکہ اطلاق اس کا باعتبار عرف علماء اسلام ہے۔ پس اسی قاعدہ کے موافق ہم بھی کہتے ہیں کہ بالفرض اگر تو فی کا معنی موت ہی ہے تو دیکھنا کہ علماء اور مفسرین و محدثین نے اس کے معنی متواتر اس جگہ کیا مراد لئے ہیں۔ وہ یا نیند ہے یا پورا کرنے کے ہیں۔ دیکھو کتب تفسیر الاستدلال الصحیح فی حیات مسیح ماسٹر پیر بخش لاہوری مرحوم کی۔

مرزا کا اقرار ہے کہ مروجہ مصطلح الفاظ کے خلاف قرآن مجید کی تفسیر کرنا الحاد ہے۔ (دیکھو ازالہ ص ۴۶۷، ۴۶۸، خزائن ج ۳ ص ۳۵۰) پس جو شخص الحاد کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ قرآن شریف کے معنی اس کے مروجہ اور مصطلح الفاظ سے کرے ورنہ تفسیر بالرائے ہوگی۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے بھی ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے تو فی کے معنی مروجہ و

مصطلحہ ارباب تفسیر و حدیث کے نزدیک کیا ہیں۔ یہی کہ اس سے وفات مسیح نہ ثابت کی جائے۔ یہی صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے معنی کئے ہیں اور ان کا خیال نزول مسیح بحسمہ کا تھا۔ جس کا مرزا خود اقراری ہے کہ یہ وفات مسیح یا نزول مسیح روحانی کا مسئلہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ صرف مجھے ہی معلوم ہوا۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کو بھی اگر معلوم نہ ہو تو کوئی بعید نہیں۔ (دیکھو ازالہ اوہام ص ۱۱۸۲، ۳۶۴) اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم علیہا السلام اور دجال کی حقیقت کاملہ..... اور نہ ولایت الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی ہو..... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

”فتو جہت عنایتہ لتعلیمی و تفہیمی و الہمت و علمت من لدنہ ان النزول فی اصل مفہومہ حق و لکن مافہم المسلمون حقیقتہ لان اللہ تعالیٰ ارادا خفائہ..... فصدف وجوہم عن الحقیقۃ الروحانیۃ الی الخیالات الجسمانیۃ..... وبقی هذا الخبر مكتوما مستورا كالحب فی السنبلۃ قرنا بعد قرن حتی جاء زماننا هذا فكشف اللہ الحقیقۃ علینا..... فاخبرنی ربی ان النزول روحانی لا جسمانی“

تو پھر یقیناً صحابہ کرامؓ اور اس کے بعد کے علماء و سلف نے اور آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح سے مراد جسمانی نزول ہی سمجھا ہوگا اور نزول فرع صعود ہے۔ (حمامۃ البشری ص ۳۲، خزائن ج ۷ ص ۲۱۶) مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ وہ مردہ کی توفی سے مراد موت ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے کسی کی موت ثابت ہو جائے اور اس کو مردہ ثابت کر دیں تو اس پر جو توفی کا لفظ وارد ہوگا اس کا معنی موت ہوگا۔ (دیکھو ضمیمہ حصہ پنجم حاشیہ ص ۲۰۵، خزائن ج ۷ ص ۳۷۷) اسی بناء پر لسان العرب اور تاج العروس میں لکھا ہے۔

”توفی المیت استیفاء مدتہ التی و فیت لہ و عدد ایامہ و شہورہ و اعوامہ فی الدنیا“ یعنی مرنے والے کی توفی سے مراد یہ ہے کہ اس کی طبعی زندگی کے تمام دن اور مہینے اور برس پورے کئے جائیں۔

اب اس قول مرزا سے مطلب صاف ظاہر ہے۔ لہذا جب تک پہلے مسیح کو مردہ ثابت نہ کر لیں، تب تک توفی کے لفظ سے استدلال کرنا بالکل غلط ہوگا اور متوفیک کی آیت وفات مسیح پر دال نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ تو زندہ کی توفی ہے نہ کہ مردہ کی اور تمام امور کے تسلیم کرنے کے بعد ہم مرزا سے کہتے ہیں کہ اگر ابن عباسؓ نے توفی کا معنی موت ہی کیا ہے اور متوفیک بمعنی ممیتک ہے اور وہ روایت صحیح بھی ہو اور آیت میں تقدیم و تاخیر بھی نہ مانی جاوے (حالانکہ یہ سب غیر مسلم امور ہیں) تو

بھی امانت کا معنی مرزا کے نزدیک نیند کا بھی آتا ہے تو ابن عباسؓ بھی امانت سے مراد نیند ہی لیتے ہوں گے۔ کیونکہ بعض علماء کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نیند وارد کر کے ان کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ مرزا کا اقرار کہ امانت بمعنی نیند آتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۴۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲۰، ۶۲۱) میں موجود ہے۔

مرزا نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید کے وہی معانی معتبر ہوں گے جس کی شہادت دوسرے قرآنی مقامات دیتے ہوں اور جس کی تائید احادیث صحیحہ مرفوعہ سے بھی ہو۔ (دیکھو آریہ دھرم ص ۵۸، خزائن ج ۷ ص ۸۰) مگر یاد رہے کہ کسی قرآنی آیت کے معنی ہمارے نزدیک وہی معتبر اور صحیح ہیں جن پر قرآن کے دوسرے مقامات بھی شہادت دیتے ہوں۔ کیونکہ قرآن کی بعض آیات بعض کی تفسیر ہیں..... یہ بھی شرط ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل بھی اس کی مفسر ہو۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب کہ قرآنی آیات سے اور تو اتر احادیث سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہو تو پھر ”توفی“ کے لفظ پر بے جا مرزا کا زور دینا بالکل غلط ہوگا۔ رہی آیات تو کئی آیات حیات مسیح علیہ السلام میں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً ”وانہ لعلم للساعة وآية وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته الآية“ وغیرہ اور احادیث کو اگر دیکھنا ہو تو تصریح بما تو اتر فی نزول المسیح مولفہ مولوی محمد شفیعؒ کو دیکھ لو اور اس میں جو اوصاف آنے والے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں۔ قریباً ایک سو ہوں گے۔ ان سب کے نصوص و ظواہر کو ترک کر کے مرزا کے مجازات و استعارات و کنایات پر چلنا کہاں تک ممکن ہوگا۔ حالانکہ خود مرزا تسلیم کرتا ہے کہ نصوص کو اپنے ظاہر پر رہنے دینا چاہئے۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۵۴۰، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰) کیونکہ یہ مسلم ہے کہ ”النصوص يحمل على ظواهرها، الخ“

قد خلت من قبله الرسل کی آیت

مرزا اور مرزائی لوگ بہت زور سے یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ آیت ”قد خلت من قبله الرسل“ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے سب انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور اس آیت میں الف لام استغراق کے لئے ہے اور لفظ خلت موت پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی جو مرزا نے جنگ مقدس میں کیا ہے۔ اس سے تو وفات انبیاء کا کوئی اشارہ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ دیکھو (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹) ”قد خلت من قبله الرسل.....“ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ اس میں الرسل پر جو الف لام ہے، وہ استغراق کے لئے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو دلیل پیش کرو کہ استغراق

ہی مراد ہے اور پھر استغراق بھی حقیقی ہی ہو کیا ”وقفینا من بعدہ بالرسل“ میں الف لام استغراق ہے؟ اور نیز ”اذا الرسل اقتت“ میں کیا الرسل پر الف لام مرزا کے نزدیک استغراقی ہی ہے؟ حالانکہ شہادت القرآن میں ”اذا الرسل اقتت“ میں مرزا تسلیم کرتا ہے کہ الف لام استغراقی نہیں، عہد خارجی ہے اور نیز یہ کہ مراد اس سے جمع بھی نہیں ہے۔ دیکھو (شہادت القرآن ص ۲۴، خزائن ج ۶ ص ۳۱۹) ”واذا الرسل اقتت“ اور جب رسول وقت مقررہ پر لوٹ جائیں گے۔ یہ اشارہ درحقیقت مسیح موعود کے آنے کی طرف ہے اور اس بات کا بیان مقصود ہے کہ وہ عین وقت پر آئے گا اور یاد رہے کہ کلام اللہ میں رسل کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے اور غیر رسول پر بھی اطلاق پاتا ہے..... اور ”اذا الرسل اقتت“ میں الف لام عہد خارجی پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح مرزا الف لام کو تخصیص کے لئے تعلیم اسلام یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی میں تسلیم کرتا ہے۔ دیکھو کتاب مذکور (ص ۳۲، خزائن ج ۱۰ ص ۳۵۴، ۳۵۵) اور پھر احسان کے بارے میں اور بھی ضروری ہدایتیں قرآن شریف میں ہیں اور سب کو الف لام کے ساتھ جو خاص کرنے کے لئے آتا ہے، استعمال فرما کر موقع محل کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ”یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طيبات الخ“

پس ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ میں الف لام استغراقی نہیں ہے۔ نیز مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ ہر جگہ استغراق حقیقی ہی مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ دیکھنا ہوتا ہے کہ متکلم کی مراد کس قدر استغراق کرتا ہے۔ اس کے موافق استغراق ہوگا۔ دیکھو (ایک عیسائی کے تین سوالوں کو جواب ص ۹) معترض کا یہ گمان کہ اس آیت میں ”لانا فیہ جنس“ معجزات کی نفی پر دلالت کرتا ہے، جس سے کل معجزات کی نفی لازم آتی ہے۔ محض صرف ونحو سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نفی کا اثر اسی حد تک محدود ہوتا ہے جو متکلم کے ارادہ میں متعین ہوتی ہے۔ خواہ وہ ارادہ تصریحاً بیان کیا گیا ہو یا اشارۃً الخ۔

(ص ۱۱) ایسا ”لانا فیہ“ کبھی عربوں کے خواب میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ (ص ۱۲) اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں جو معترض نے بصورت اعتراض پیش کی ہے، صرف تخویف کے نشانوں کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ آیت ”وما نرسل بالآیات الا تخویفاً“ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے کل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھ کر اس آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف کی غرض سے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی، تو یہ معنی ”ببداہت“ باطل ہیں، الخ۔

اس سے بھی اب ثابت ہو گیا کہ ہر جگہ استغراق حقیقی ہی مراد نہیں ہوا کرتا۔ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ بعد فرض الاستغراق یہاں استغراق حقیقی نہیں ہے، کیونکہ دوسری آیات اور احادیث جو مسیح علیہ السلام کی آمد کی ہیں، وہ اس کو تخصّص کر دیتی ہیں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مستقل بحث کی جائے گی کہ ہر جگہ عموم و استغراق حقیقی ہی مراد نہیں ہوا کرتا۔ اس پر قرآن و اقوال مرزا بطور استشہاد پیش کروں گا۔ بفضلہ تعالیٰ انشاء اللہ!

اجماع صحابہ بروفات مسیح

مرزا اور مرزائی لوگ اس پر بہت زور دیا کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت خطبہ دیا تھا تو اس وقت اس بات پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶، استفتاء ص ۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۵، تجلّی گولڈ ویہ ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۹۲)

..... اول تو اس میں جو آیت وہ پیش کرتے ہیں وہ ”قد خلت من قبلہ الرسل الایة“ ہے۔ جس سے وفات انبیاء علیہم السلام ثابت نہیں ہوتی۔ جس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ نیز اگر یہ ثابت کرتی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں۔ تو پھر مرزا جو خود کو نبی ٹھہراتا ہے، وہ بھی اس آیت کے معنی سے اسی وقت جب کہ یہ آیت نازل ہوئی، فوت شدہ ماننا پڑے گا۔ ورنہ استغراق نہیں ہوگا۔

.....۲ ثانیاً مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ بعض صحابہ وفات مسیح کے قائل ہیں نہ کہ تمام صحابہ، دیکھو (ازالہ اوہام ص ۴۶۹، خزائن ج ۳ ص ۳۵۱) اے حضرات مولوی صاحبان جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہؓ اور مفسرین بھی اس کو مارتے ہی چلے آئے ہیں۔ تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں، الخ۔

و (ازالہ اوہام ص ۵۶، خزائن ج ۳ ص ۵۰۸) انہی تفسیروں میں بعض اقوال کے مخالف بعض دوسرے اقوال بھی لکھے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کا یہ مذہب لکھا ہے کہ مسیح بن مریم علیہا السلام جسد غضری کے ساتھ زندہ ہی اٹھایا گیا، تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ بعض کا یہ بھی مذہب ہے کہ مسیح فوت ہو گیا ہے۔ بلکہ ثقافت صحابہؓ کی روایت سے فوت ہو جانے کے قول کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کہ ابن عباسؓ کا یہی مذہب بیان کیا گیا ہے، الخ۔

(ازالہ اوہام ص ۴۵۹، خزائن ج ۳ ص ۳۴۵) اور یہ اعتراض کہ تیرہ سو برس کے بعد یہ بات تمہیں کو معلوم ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت یہ قول نیا تو نہیں پہلے راوی اس کے تو ابن

عباسؓ ہی تھے۔ لیکن اب خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر اس قول کی حقیقت ظاہر کر دی اور دوسرے اقوال کا بطلان ثابت کر دیا، الخ۔ اب اجماع صحابہ کہاں رہا؟

۳..... ثالثاً مرزا یہ کہتا ہے کہ ایک دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا بددیانتی ہے۔ جب تک اجماع کرنے والوں کے بیانات اور شہادت قلمبند نہ ہوں۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵) صحابہؓ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں، بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہؓ کا نام لیجئے۔ جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہوں۔ ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔

اب ہم مرزا سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پاس کتنے صحابہؓ کی شہادت اور بیان ہے جو وفات مسیح کے قائل ہیں۔ کوئی ایک ہی صحابی دو جس نے یہ کہا ہو کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ صرف ایک ابن عباسؓ کے قول ”متوفیک ممتیک“ کو ہی پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح وفات پا گئے ہیں۔ بلکہ یہ کہ وہ وفات پائیں گے۔ اس پر ہم مستقل بحث انشاء اللہ کریں گے اور رہا یہ کہ ابو بکر صدیق کا قول خطبہ میں کہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ پیش کرنا اس پر ہم بحث کر چکے ہیں کہ اس آیت میں کوئی وفات کی دلیل نہیں اور پھر ابو بکرؓ یا دوسرے صحابہؓ نے بھی وفات مسیح کو نہ صراحتاً ذکر کیا نہ اشارۃً اور ہم تو انشاء اللہ چند ایک صحابہؓ کے صریح بیان حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی بیان کر سکتے ہیں۔

۴..... رابعاً مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ حیات مسیح کے قائل تھے۔ لیکن مرزا کا ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ ہے کہ پھر حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمرؓ اس سے رجوع کر گئے۔ ہم مرزا سے رجوع کی نقل دریافت کرتے ہیں کہ کہاں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عمرؓ نے رجوع کیا؟ ابو ہریرہؓ کا حیات مسیح کا قائل ہونا۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶، ۳۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہؓ اس غلط عقیدے میں مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے..... بعض کم تدبر والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہؓ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیش گوئی یہ نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائیں گے۔ جیسا کہ ابتداء میں ابو ہریرہؓ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابو ہریرہؓ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا..... ایسے لئے معنے کرتا تھا، الخ۔

(ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵) بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کوئی حصہ

نہ تھا۔ وہ بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔

اور حضرت عمر بن خطابؓ کا حیات مسیح کا قائل ہونا (وہ حضرت عمرؓ جو بقول مرزا ظل محمّد ﷺ ہیں، (ایام الصلح ص ۳۵، خزائن ج ۱۳ ص ۲۶۵، خطبہ الہامیہ ص ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱) میں ہے اور جس قدر صریح قول حضرت عمرؓ یا حضرت ابو ہریرہؓ کے حیات مسیح میں باعتراف مرزا ہیں۔ ویسا رجوع ان کا یا کسی صحابیؓ کا اقرار وفات مسیح تو مرزا دکھا دے، ورنہ محض دھوکہ دہی کے طور پر دعویٰ اجماع بر وفات کرتا پھرتا ہے۔

۵..... اور پھر خامساً ہم کہتے ہیں کہ اجماع کے توڑنے کے لئے ایک آدمی کا نکل جانا بھی کافی ہوتا ہے۔ دیکھو (اتمام الحجّہ ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۲۹۵) اجماع کے توڑنے کے لئے ایک فرد کا باہر رہنا بھی کافی ہوتا ہے۔ تو بقول مرزا جب بعض صحابہؓ حیات مسیح کے قائل ہیں، تو پھر اجماع کیسا ہوا۔

۶..... سادساً مرزا یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ یہ مسئلہ سب پر مخفی رہا۔ حتیٰ کہ میرا زمانہ آیا تو اس وقت یہ مسئلہ کھلا اور جب کہ تیرے اقرار سے یہ صحابہؓ کو بالانفصیل مسئلہ معلوم ہی نہ تھا اور تیرا ہی اقرار ہے کہ اجماع ایسی چیز پر ہوتا ہے۔ جس کی تفصیلات و جزئیات معلوم ہوں تو پھر اجماع صحابہؓ چہ معنی دارد! مرزا کا اقرار کہ پہلے کسی کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہوا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۲، ۵۵۳، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) میں ہے: ”و علمت من لدنہ ان النزول فی اصل مفہومہ حق ولكن ما فهم المسلمون حقیقتہ لان اللہ تعالیٰ اراد اخفاءہ فغلب قضاءہ ومکرہ ابتلاءہ علی الافہام فصرف وجوہہم عن الحقیقۃ الروحانیۃ الی الخیالات الجسمانیۃ فکانوا ابہا من القانین وبقی هذا الخبر مكتوماً مستوراً کالحب فی السنبلۃ قرنا بعد قرن حتی جاء زماننا واغترب الاسلام..... فکشف اللہ الحقیقۃ علینا، الخ“

(تحفہ بغداد ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۹۸) ”ماکان ایمان الاخیار من الصحابۃ و التابعین بنزول المسیح علیہ السلام الا اجمالیا وکانوا یؤمنون بالنزول اجمالاً“

(حماتہ البشری ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۸) ”واما السلف الصالح فما تکلموا فی هذه المسئلة تفصیلاً بل آمنوا مجملاً بان المسیح عیسیٰ بن مریم قد توفی“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۲، خزائن ج ۳ ص ۳۹۷) ”اگر انکشاف تام ان کو نصیب ہوتا تو وہ بحوالہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ ضرور لکھتے کہ آنے والا مسیح بن مریم علیہا السلام دراصل وہی مسیح بن مریم

رسول اللہ ہے۔ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ جو اسرائیلی نبی تھا، بلکہ انہوں نے اس مقام کی تصریح میں دم نہیں مارا اور اصل حقیقت کو بحوالہ خدا کر کے گزر گئے۔ جیسا کہ صلحاء کی سیرت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا جو خدا تعالیٰ نے وہ اصل حقیقت اپنے ایک بندہ پر کھول دی۔“

اسی طرح (ازالہ اوہام ص ۶۵۰، خزائن ج ۳ ص ۴۵۱) میں بھی ہے اور یہ مرزا کا اقرار کہ بغیر تفصیل و کشف تام کے اجماع نہیں ہو سکتا۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۵۵۱، خزائن ج ۳ ص ۳۹۷) حضرات اجماع کا لفظ پیش گوئیوں کے متعلق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قبل از ظہور ایک نبی کی اجتہادی تاویل میں بھی غلطی ممکن ہے۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اجماع کی بناء یقین اور انکشاف کلی پر ہوا کرتی ہے۔ لیکن سلف و خلف کے ہاتھ میں جن کی طرف اجماع کا دعویٰ منسوب کیا جاتا ہے، نہ یقین کلی تھا نہ انکشاف تام، الخ۔

(ازالہ اوہام ص ۴۲۷، خزائن ج ۳ ص ۳۲۶) ہم لکھ چکے ہیں کہ اجماع کو پیش گوئیوں سے کچھ علاقہ نہیں۔ اجماع ان امور پر ہوتا ہے جن کی حقیقت بخوبی سمجھی گئی اور دیکھی گئی اور دریافت کی گئی اور شارع علیہ السلام نے اس کے تمام جزئیات سمجھا دیئے، سکھلا دیئے، دکھا دیئے، الخ۔

اب حاصل یہ ہوا کہ جب کہ صحابہ گو وفات مسیح یا نزول مسیح کا پورا تفصیلی علم ہی نہ تھا۔ تو وہ اجماع کیسے کر سکتے تھے اور تیرے نزدیک تو آنحضرت ﷺ کو بھی اگر پورا علم نہ ہو تو کوئی تعجب کی چیز نہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) حالانکہ تیرا ہی خود اقرار ہے کہ ملہم سے زیادہ اور کوئی الہام کو نہیں سمجھ سکتا۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۷، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۸) ملہم سے زیادہ کوئی الہام کا معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۵۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵) ”ماکان لامة ان تسبق الانبياء فی فهمها“ تو پھر تجھ پر زیادہ کشف کیوں ہو گیا اور آنحضرت ﷺ پر کشف نہ ہو اور تیرا علم کیوں اعلیٰ ہو گیا اور آنحضرت ﷺ سے اسبق کیوں ہو گیا۔

..... سابعاً مرزا خود اقرار کرتا ہے کہ تیرہ سو سال تک یہی حیات مسیح کا عقیدہ رہا ہے۔ دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۱۲ ج ۱۲ ص ۷۷ کالم نمبر ۳، مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء) دہلی میں سخت مخالفت ہوئی۔ آخر میں نے کہا کہ ۱۳۰۰ برس وہ نسخہ (حیات مسیح) آزما یا۔ اس کا نتیجہ دیکھا کہ کئی مرتد ہو گئے۔ اب یہ نسخہ (وفات مسیح) آزما دیکھو۔ (ملفوظات) معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ خود مرزا کا استخراج کردہ ہے۔

..... ۸ ٹامنا مرزا (ازالہ اوہام ص ۴۶۷، خزائن ج ۳ ص ۳۵۰) میں لکھتا ہے۔ اگر ایک قوم کا ان معنوں ”توفی“ بمعنی موت، پر اجماع نہ ہوتا تو کیوں آنحضرت ﷺ کے زمانے سے آج تک

جو تیرہ سو برس گزر گئے۔ یہ معنی تفسیروں میں درج ہوتے چلے آئے؟ سوان معنوں کا مسلسل طور پر درج ہوتے چلے آنا صریح اس بات پر دلیل ہے کہ صحابہؓ کے وقت سے آج تک ان معنوں پہ اجماع چلا آیا ہے۔

تو بعینہ ہم بھی اسی دلیل سے اجماع بر حیات استدلال کرتے ہیں کہ توفی کا معنی وفات نہ کرنے والے تیرے ہی اقرار سے زیادہ ناقلین ہیں اور واقع میں بھی ایک جماعت عظیمہ ہے۔ لہذا یہ اسی دلیل سے بہت بڑا اجماع ہوا۔

۹..... تاسعاً مرزا (ازالہ اوہام ص ۵۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۷) میں تحریر کرتا ہے: ”ہم کو محض جبر اور تحکم کی راہ سے یہ سنایا جاتا ہے کہ اسی بات (یعنی حیات مسیح) پر تمام امت کا اجماع ہے۔ لیکن جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سلف و خلف کا تو کسی ایک بات پر بھی اتفاق ہی نہیں تو ہم کیونکر قبول کر لیں کہ ہاں اجماع ہی ہے۔“

ہم مرزا سے دریافت کرتے ہیں کہ جب سلف و خلف کا کسی ایک بات پر بھی اتفاق نہیں تو وفات مسیح پر اجماع پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے اور حیات مسیح پر اجماع نقل کرنے والے حافظ الدینا حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ دیکھو (تلخیص الجبر ص ۳۱۹، ۳۲۰) ”اما رفع عیسیٰ علیہ السلام فاتفق اصحاب الاخبار و التفسیر علی انه رفع ببدنہ حیا و انما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع او نام فر رفع، الخ“ اور بھی کئی ناقلین اجماع ہیں کماسیاتی اور مرزا اجماع کے ناقلین کو کس قدر برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ دیکھو (اتمام الحجج ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۲۷۸) ”واما قول بعض الناس من الحمقى ان الاجماع قد انعقد علی رفع عیسیٰ الی السموات العلی بحیاته الجسمانی لا بحیاته الروحانی فاعلم ان هذا القول فاسد، الخ“ حالانکہ حافظ ابن حجر دنیا کا مشہور حافظ و محدث مانا ہوا ہے اور امت مرزائیہ کے اقرار سے یہ مجدد وقت ہے۔ دیکھو (عسل مصنفی ص ۱۶) آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں۔

۱۰..... حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ اور مجدد وقت کا قول معتبر ہوا کرتا ہے۔

۱۰..... عاشر یہ کہ مرزا کے اقوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ مسئلہ وفات مسیح مرزا کے اپنے الہامات سے معلوم ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ قرآن و حدیث کا نہیں، مرزا کے الہام کا مسئلہ ہے۔ اسی لئے اس نے براہین احمدیہ میں حیات مسیح کا اقرار قرآن مجید کی آیت ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ کی تفسیر کرتے ہوئے

لکھا ہے اور پھر اس نے ازالہ میں کہا کہ میرا عقیدہ حیات مسیح کا احادیث نبویہ کے ماتحت تھا۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۱۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۹۶) یہ بیان جو براہین احمدیہ میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرئیہ کے لحاظ سے لازم ہے۔ کیونکہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے، الخ۔

اور نیز (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اس وجود غضری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم علیہا السلام جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

اور انجیل کے حوالہ سے بھی مرزا مانتا ہے۔ دیکھو (مسیح ہندوستان میں ص ۳۶، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸) اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں۔ انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت و جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔

دیکھو (متی باب ۲۴ آیت ۳۰)

حاصل یہ ہوا کہ قرآن و حدیث و بائبل سب مسیح کے حیات و نزول جسمانی و رفع جسمانی کے قائل ہیں۔ لہذا اب کوئی آیت یا حدیث یا بائبل پیش کرنا بے سود ہوگا۔ اب ذیل میں وہ حوالہ جات نقل ہوتے ہیں۔ جن میں مرزا نے اقرار کیا ہے کہ میں نے اپنے الہام کی بناء پر وفات مسیح کا قول کہا ہے۔

(اتمام الحج ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵) ”وكان من مفاتيح تعليمه وعطايا تفهيمه

ان المسيح عيسى بن مريم قدمات بموته الطبيعي“

(حملۃ البشرى ص ۱۳، خزائن ج ۷ ص ۱۹۱) ”ووالله ما قلت قولاً في وفات المسيح

وعدم نزوله وقيامى مقامه الابد الالهام المتواتر المتتابع النازل كالو ابل وبعد مكاشفات صريحة بينة، الخ“

(ازالہ اوہام ص ۳۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۱) میرا بیان مسیح موعود کی نسبت جس کے آسمان سے

اترنے اور دوبارہ دنیا میں آنے کے انتظار کی جاتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے پرکھول دیا ہے، یہ ہے کہ الخ۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۶، ۴۰۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) ”قد اخبرني من سر نزول

المسیح و عمی علیکم وکان هذا فتنة من الله تعالى، الخ“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۴، ۴۰۵، خزائن ج ۵ ص ۱۱۳) ”ان نزول المسیح کان امرأ

غیبیاً فاللہ ابداء غیبہ کیف ماشاء“

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲، ۱۱۳) ”اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب

کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس

بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار

نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا

عقیدہ ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۶۲، ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۰۲) ”پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے

اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا۔ جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں

چھڑایا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۲، خزائن ج ۵ ص ۲۱) ”فبه الشیاطین متلاعبة“ مرزا یہ

تسلیم کرتا ہے کہ نزول مسیح علیہ السلام تو اتر احادیث سے ثابت ہے۔ (ایام الصلح ص ۴۸، خزائن ج ۱۴

ص ۲۷۹) ”کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تو اتر کی حد کو پہنچ گئی ہیں کہ عند العقل ان کا کذب محال ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰، شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) ”یہ پیش

گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جو ایک

منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے اور بالضرورة اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک

مسیح موعود آنے والا ہے۔“

اقوال صحابہؓ بر حیات مسیح علیہ السلام

واقوال اجماعیہ بر حیات مسیح علیہ السلام

..... (تلخیص الخیر ص ۳۱۹، ۳۲۰) ”امارفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار و التفسیر

علی انه رفع ببدنه حیا و انما اختلفوا اهل مات قبل ان یرفع اونام، الخ“

..... (ازکمة اللہ مولوی ادلیس ص ۴۹ تفسیر بحر الحیث ص ۴۷۳، ج ۲) ”قال ابن عطیة و

اجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی

وانه ینزل فی اخر الزمان“

۳..... (تفسیر انہر المادۃ ص ۴۷۳، ج ۲) ”واجتمعت الامة على ان عيسىٰ حىٰ فى السماء و ينزل الى الارض“

۴..... تفسیر جامع البیان بر حاشیہ ابن کثیر جو صاحب البیان کی تفسیر ہے۔ اس کے (ص ۵۲) پر ہے: ”والاجماع على انه حىٰ فى السماء و ينزل و يقتل الدجال و يؤيد الدين (تفسیر و جیز)“

۵..... ابوالحسن اشعری کا قول: ”فى الابانة عن اصول الديانة (ص ۴۶) و اجتمعت على ان الله عزوجل رفع عيسىٰ الى السماء الخ“ یہ سب حوالہ جات کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ سے لئے گئے ہیں۔

۶..... (تفسیر روح المعانی ص ۳۲، ۲۲) ”ولا يقدح فى ذلك ما اجمعت عليه الامة و اشتهرت فيه الاخبار و لعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوى و نطق به الكتاب على قول و وجب الايمان به و اكفر منكره كما لفلاسفة من نزول عيسىٰ عليه السلام آخر الزمان لانه كان نبيا قبل تحلى نبينا ﷺ بالنبوة فى هذه النشأة“ اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ میں مسلمانوں کے اجماعی مسائل کا انکار نہیں کرتا۔ ایسے شخص پر ”لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين“ (انجام آتھم ص ۱۳۴، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۲) ”ولا اخالف قومی فى الاصول الاجتماعية و مثله“

(ومثله فى ايام اصلاح ص ۸۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۳) باقی اقوال صحابہؓ یہ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ (حقیقت الوحی ص ۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶، ضمیرہ حصہ پنجم ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵) اور حضرت عمرؓ کا قول (خطبہ الہامیہ ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۶ ص ۲۲۹) میں ہے۔ (ومثله بدرہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۷۷ کالم نمبر ۲، ۳)

اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت ”متوفيك مميتك“ جو بخاری میں ہے۔ وہ صحیح الاسناد نہیں۔ دیکھو (کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ ص ۳۹) نیز جس میں وہ معنی موت والا کرتے ہیں۔ اس میں وہ تقدیم و تاخیر بھی مانتے ہیں۔ دیکھو (در منثور ص ۳۶، ج ۲) ”عن ابن عباس فى قوله تعالى انى متوفيك و رافعك الى يعنى رافعك ثم متوفيك فى آخر الزمان“

۱۔ تعجب ہے کہ مرزا مسلمانوں کے اجماع کو تو نہیں مانتا، لیکن سکھوں کے اجماع کو (ست پگن ص ۱۶۱، خزائن ج ۱۰ ص ۲۸۵) ویہودیوں کے اجماع کو تسلیم کر لیا کرتا ہے۔ دیکھو

(جنگ مقدس ص ۸۹، خزائن ج ۶ ص ۱۸۰)

اور ایسے ہی تفسیر عباسی میں بھی ہے: ”فیہ تقدیم و تاخیر“ علاوہ ازاں ابن عباسؓ کا مذہب جو کتب احادیث و تفسیر میں ہے۔ وہ صاف رفع جسمانی کا ہے۔ دیکھو

(روح المعانی ص ۱۵۸، ج ۳)

(نزل مسج من السماء بقول ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲، تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸۱، ۲۸۳، حج الکرمة) میں ابن واطیل وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ ”مسج عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا..... پس ابن واطیل کا اصل قول جو سرچشمہ نبوت سے لیا گیا ہے۔“

حیات مسیح علیہ السلام و نزول و صعود پر مرزا اور اس کی جماعت کے خدشات اول تو سب خدشات و اعتراضات کا مجمل جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون

قدرت کی حد و بست کرنا بے ایمانی ہے اور وہ اپنا قانون اپنے خاص بندوں کے لئے بدل دیا کرتا ہے۔ دیکھو (چشمہ معرفت ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۰) ”یہ خیال نہایت بے ادبی اور بے ایمانی ہے کہ

وہ خدا جس کے اسرار و الراء الراء ہیں اور جس کی قدرتیں اس کی ذات کی طرح ناپیدا کنار ہیں۔

اس کے عجائبات قدرت کو کسی حد تک محدود کر دیا جائے۔“ (قریب منہ سرمہ چشم آریہ ص ۴۳، ۴۷، خزائن

ج ۲ ص ۹۳، ۹۴، برکات الدعاء ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲، ازالہ ص ۴۴، کشتی نوح ص ۱۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۰،

براہین ضمیمہ حصہ پنجم ص الف، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱، شہادۃ القرآن ص ۵۰، خزائن ج ۶ ص ۳۴۶، سراج منیر ص ۲۶،

خزائن ج ۱۲ ص ۳۱) ایسے ہی سرمہ چشم آریہ وغیرہ میں قانون قدرت کی بحث موجود ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴) بلکہ اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے

عجائب کام ناپیدا کنار ہیں اور وہ اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون ہی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدلنا

بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے۔ (مثلاً قریب منہ حقیقت الوحی ص ۵۰، ۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۱، ۵۲)

..... کبھی مرزا اور اس کی جماعت یہ خدشہ پیش کیا کرتے ہیں کہ آسمان پر جانا یا وہاں سے

اترنا ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ آسمان پہ بجسم غضری جانا ناممکن

نہیں، بلکہ ممکن ہے۔ دیکھو (چشمہ معرفت ص ۲۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۸، ۲۲۷) ”ہماری طرف سے یہ

جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم غضری آسمان پر

چڑھ جائے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۱۵، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۸) ”اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا

تو فقط یہی نبی (آنحضرت ﷺ) تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم غضری

زندہ آسمان پر موجود ہے۔“ (قریب منہ حاشیہ ایک عیسائی کے ۳ سوالوں کا جواب ص ۱۲) اور نیز جب کہ

مرزا کا خود اقرار ہے کہ میں ایسی نصوص شرعیہ کو بھی تسلیم کرتا ہوں جو ہماری عقل میں نہ آ سکیں۔ تو پھر کیوں حیات و نزول و صعود مسیح پر خدشات وارد ہوں۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵) ”و آمنا بمعانی ارادھا اللہ و الرسول الکریم وان لم نعلمھا ولم یکشف علینا حقیقتھا من اللہ العلیم“ (مثلاً نور الحق ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۷)

(تحفہ بغداد ص ۲۹، خزائن ج ۷ ص ۳۵) اور نیز مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہوتا ہے۔ دیکھو (شہادۃ القرآن ص ۵۳، خزائن ج ۶ ص ۳۴۹) انبیاء کی تعلیم اور حکیموں کی تعلیم میں بصورت فرض کرنے صحت پر دو تعلیم کے مابہ الامتیاز کیا ہے تو بجز اس کے اور کوئی مابہ الامتیاز قرار نہیں دے سکتا کہ انبیاء کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہے۔

اور پھر تعجب یہ کہ بابانا نک کے چولہ کا آسمان پر سے اترنا تو مرزا کے نزدیک تسلیم ہو سکتا ہے اور اس کو آگ نہیں جلاتی۔ لیکن حضرت مسیح کے جانے یا آنے سے کرہ زمہریرہ یا کرہ نار یہ مانع ہے۔ دیکھو (ست بچن ص ۳۷، خزائن ج ۱۰ ص ۱۵۷) بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان پر سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہاء قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔

۲..... مردہ مر کر کیسے زندہ ہو سکتا ہے یہ ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا کے نزدیک بابانا نک کا مر کر جی اٹھنا تو بعید از عقل نہیں اور ناممکن نہیں۔ مگر حضرت مسیح سے ہی کچھ دشمنی ہے کہ ان کا جی اٹھنا ناممکن ہے۔ دیکھو (ست بچن ص ۱۱۲، خزائن ج ۱۰ ص ۲۳۶) ایسے مؤرخوں کو سوچنا چاہئے کہ یہ عجیب قصہ باوا صاحب کی وفات کا اور پھر ان کی نعش گم ہونے کا حضرت مسیح کے قصہ سے بہت ملتا ہے۔ کیونکہ یہی واقعہ وہاں بھی پیش آیا اور حضرت مسیح کی نعش کے چورایا جانے کا اب تک یہودیوں کو شبہ چلا آتا ہے۔ چنانچہ (انجیل متی باب ۲۷ آیت ۶۲)..... غرض جب اسی الزام کے نیچے عیسائی صاحبوں کا عقیدہ یہی ہے تو پھر باوانا نک صاحب کے قصہ پر یہ اعتراض بے جا ہے۔ بالخصوص جب باوا صاحب کے گرنٹھ میں اس قسم کے شعر بھی پائے جاتے ہیں کہ جو لوگ خدا کی محبت سے مرے ہوئے ہوں۔ وہ پھر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ تو ایسے شعر ان کے اس واقعہ کے اور بھی نوید ٹھہرتے ہیں۔

۱۔ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا باجماع صحابہؓ باقرار مرزا (ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷) اور اجماع صحابہؓ بخت شرعیہ ہے۔ (ضمیمہ حصہ پنجم ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۱ ص ۲۱۰)

(ست بچن ص ۱۶۱، خزائن ج ۱۰ ص ۲۸۵) دنیا میں بہتیرے ایسے گزرے ہیں کہ جن کی قوم یا معتقدوں کا یہی اعتقاد تھا کہ ان کی نعش گم ہو کر وہ مع جسم بہشت میں پہنچ گئی ہے۔ تو کیا عیسائی قبول کر لیں گے کہ فی الحقیقت ایسا ہی ہوا ہوگا۔ مثلاً دور نہ جاؤ، بابا نانک صاحب کے واقعات پر ہی نظر ڈالو کہ ۱۷ لاکھ سکھ صاحبوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد مع اپنے جسم کے بہشت میں پہنچ گئے اور نہ صرف اتفاق بلکہ ان کی معتبر کتابوں میں جو اسی زمانہ میں تالیف ہوئیں یہی لکھا ہے..... اگر عیسائی صاحبان کچھ انصاف سے کام لینا چاہیں تو جلد سمجھ سکتے ہیں کہ سکھ صاحبوں کے دلائل بابا نانک صاحب کی نعش گم ہونے اور مع جسم بہشت میں جانے کے بارے میں عیسائیوں کی مرخفات کی نسبت بہت ہی قوی اور قابل توجہ ہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۴۳۳، خزائن ج ۱ ص ۵۱۸، ۵۱۹) انبیاء سے جو عجائبات اس قسم کے ظاہر ہوئے ہیں کہ کسی نے سانپ بنا کر دکھلا دیا اور کسی نے مردہ کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ اس قسم کی دستبازیوں سے منزہ ہیں جو شعبدہ باز لوگ کیا کرتے ہیں، الخ۔

علاوہ ازیں جس مرزا نے خود اقرار کر لیا ہو کہ واقعی مردہ مرنے کے بعد زندہ ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت مسیح کی زندگی بعد از موت پہ کیوں معترض ہے۔ دیکھو (سراج منیر ص ۲۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸) اگر لیکھر ام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی وہ زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۳۶۵، خزائن ج ۳ ص ۲۸۷) خدا تعالیٰ کے کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ کے لئے عزیر کو زندہ کر کے دکھلا دیا۔ علاوہ ازیں ہم اس موت حقیقی یا احیاء حقیقی کے قائل نہیں۔ جس کو مرزا محال سمجھتا ہے۔ بلکہ اس کے تو ہم قیامت کے دن میں بھی قائل نہیں۔ دیکھو

(احیاء حقیقی کا معنی مرزا کا حملۃ البشری ص ۵۱، ۵۲، خزائن ج ۷ ص ۲۴۷، ۲۴۸)

”واعنی من الرجوع الحقیقی رجوع الموتی الی الدنیا بجمیع شہواتها و لوازمها و مع کسب الاعمال من خیر و شر مع استحقاق الاجر علی ما کسبوا و مع ذالک اعنی من الرجوع الحقیقی لحوق الموتی بالذین فارقوہم من الآباء والا بناء والاخوان والازواج و العشیرۃ الذین ہم موجو دون فی الدنیا وکک رجوعہم الی اموالہم الی کانوا اقترفوها و مساکنہم الی کانوا بنوها و زرعہم کانوا رعوها و خزائنہم الی کانوا جمعوها ثم

من شرائط الرجوع الحقیقی ان یعیشوا فی الدنیا کما کانوا یعیشون من قبل ویتزوجوا ان کانوا الی النکاح محتاحین..... واما احیاء الموتی من دون هذه اللوازم التي ذكرناها اواماته الاحیاء لساعة واحدة ثم احیاء هم من غیر توقف کما نجد بیانہ فی قصص القرآن الکریم فهو امر اخر و سر من اسرار اللہ تعالیٰ ولا توجد فیہ آثار الحیات الحقیقی ولا علامات الموت الحقیقی بل هو من آیات اللہ تعالیٰ و اعجازات بعض انبیاءہ نومن به وان لم نعلم حقیقتہ، الخ“

ترجمہ..... اور رجوع حقیقی سے میری مراد یہ ہے کہ مردے اپنی تمام خواہشات و لوازمات سمیت واپس لوٹ آئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اچھے اور برے اعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اپنے کئے پر اجر کے مستحق ہوں۔ اس کے ساتھ رجوع حقیقی سے میری مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ان آباؤ اجداد، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں اور افراد قبیلہ سے آملیں۔ جن سے وہ الگ ہو کر گئے تھے اور جو (اس وقت) دنیا میں موجود ہیں۔ اسی طرح وہ اپنے ان مالوں کی طرف واپس ہوں۔ جو انہوں نے کمائے تھے۔ ان مکانات کی طرف واپس آ جائیں۔ جنہیں انہوں نے تعمیر کیا تھا اور اپنے ان کھیتوں کی طرف پلٹ آئیں جنہیں انہوں نے کاشت کیا تھا۔ ان خزانوں کی طرف لوٹ آئیں جنہیں انہوں نے جمع کیا تھا۔ رجوع حقیقی سے مراد یہ بھی ہے کہ دنیا میں پھر وہ اسی طرح رہیں جس طرح پہلے رہتے تھے اور اگر وہ شادی کے پھر محتاج ہوں تو شادی کریں..... جہاں تک مردوں کے ان لوازمات کے بغیر زندہ کئے جانے کا تعلق ہے، جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ یا زندوں کو ایک گھڑی کے لئے موت دینا اور پھر کسی توقف کے بغیر انہیں دوبارہ زندہ کر دینا..... جیسا کہ قرآن کریم کے قصوں میں ہم اس کا ذکر پاتے ہیں۔ تو یہ ایک دوسری بات ہے اور یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اس صورت میں نہ اس (مردہ) میں حقیقی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں اور نہ اس (زندہ) میں حقیقی موت کی علامات بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوتی ہے اور بعض انبیاء کے معجزے۔ اگرچہ ان کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

۳..... کبھی مرزا اور اس کی جماعت یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ کوئی آدمی سو سال سے زیادہ زندہ رہ کر عمر نہیں پاتا۔

جواب یہ ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی لمبی عمریں ہوئی تھیں۔ حضرت نوح علیہ

السلام کی عمر بیس قرآن پچاس سال کم ایک ہزار یعنی (۹۵۰) سال تھی اور باقر مرزا حضرت لبیدؓ کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ دیکھو (نور الحق ص ۱۲۷، خزائن ج ۸ ص ۱۶۸) ”صاحب القصيدة الرابعة من السبع المعلقة وكان من نبغاء الزمان و في البلاغة امام الاقران وزاد عمر على مائة و خمسين، الخ“

ترجمہ..... سبع معلقات میں سے چوتھے قصیدہ والا (شاعر) ہے اور وہ اپنے زمانہ کے سربر آوردہ لوگوں میں تھا اور بلاغت میں سب کا امام تھا اور اس کی عمر ۱۵۰ سال سے زیادہ ہوئی۔ اور مرزا کے نزدیک ایک شخص کی عمر تین سو سال تھی۔ دیکھو (سرمہ چشم آریہ ص ۵۰، خزائن ج ۲ ص ۹۸) جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے۔

۴..... مرزا اور اس کی جماعت کا شبہ ہے کہ حضرت مسیح کھاتے اور پیتے کیا ہوں گے؟ جواب..... مرزا کا اقرار ہے کہ آدمی کئی لاکھ برس تک سویا رہے تو ہو سکتا ہے۔ دیکھو (ملفوظات احمد ص ۱۰۵، ڈائری مرزا قادیانی ۱۸۹۷ء، ۱۸۹۸ء مرتب منظور الہی) اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ سو برس چھوڑ کر کوئی دو لاکھ برس سویا رہے۔ جیسے یہ شخص دو لاکھ سال تک سویا رہے تو بغیر کھانے پینے کے سویا رہے گا۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو خیال کرے۔ دوسرا یہ کہ مرزا کا اقرار ہے کہ بعض اوقات مومن کا کھانا پانی خدا ہوتا ہے۔ تو اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی خیال کر لو۔ دیکھو (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۵۷، خزائن ج ۲ ص ۲۱۶) اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہوتی ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے۔ جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔

۵..... بعض اوقات کہا کرتے ہیں کہ صعود و نزول مسیح میں درمیان میں کرۂ ناریہ سے مسیح کیسے گزریں گے۔

جواب..... جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا تھا۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۵۰، خزائن ج ۲ ص ۵۲) اور ان سے خدا کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا کا وفادار بندہ تھا، اس لئے ہر ابتلاء کے وقت خدا نے اس کی مدد کی۔ جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا اور ایسے ہی بابا ناک کو خدا نے آگ سے بچالیا تھا۔ (ست پنچن ص ۴۲، خزائن ج ۱ ص ۱۶۲)

اسی کا تو تھا معجزانہ اثر
کہ نانک بچا جس سے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے
اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

اب حضرت مسیح علیہ السلام سے کیوں ضد و کد ہے۔

۶..... مرزا یا مرزائی جماعت کہا کرتے ہیں کہ وفات مسیح پہ اجماع صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین ہے۔ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۱) افسوس کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہو گیا کہ گویا حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے۔

جواب..... اس اجماع کا مفصل جواب پہلے ہو چکا ہے۔ نیز مرزا کا خود اقرار ہے کہ جس بات میں اختلاف اقوال ہو، اس پر دعویٰ اجماع نہیں ہو سکتا۔ (ازالہ ادہام ص ۵۳۸، خزائن ج ۳ ص ۳۸۹) اور سلف و خلف کا کسی بات پر اجماع ہوتا تو تفسیروں کے لکھنے والے متفرق قولوں کو نہ لکھتے۔

(دشملہ ازالہ ص ۷۵۵، خزائن ج ۳ ص ۵۰۷) اور سلف و خلف کا تو کسی ایک بات پر اتفاق

ہی نہیں۔

تو مرزا کا خود اقرار ہے کہ وفات مسیح کے قائل بعض صحابہؓ تھے۔ (ازالہ ادہام ص ۴۶۹، خزائن ج ۳ ص ۳۵۱) ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہؓ اور مفسرین بھی اس کو مارتے ہی چلے آئے ہیں تو اب دعویٰ اجماع کس قدر دھوکہ دہی ہوگی۔

۷..... بسا اوقات مرزا اور اس کی جماعت کہا کرتی ہے کہ حدیث ”یدفن معی فی قبری“ کے مطابق تو مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ کو اکھاڑ کر حضرت مسیح علیہ السلام کو دفن کرنا کس قدر آنحضرت ﷺ کی توہین ہوگی؟

جواب..... اولاً تم نے حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے روضہ میں دفن ہونا مراد ہے۔ کیونکہ اس کو قبر رابع فرمایا گیا ہے۔ نیز اس حدیث کو تو مرزا خود بھی تسلیم کرتا ہے۔ گو اس کی تاویل میں کرتا ہے۔ لہذا اس حدیث کی صحت تو مرزا کے نزدیک بھی مسلم ہوگی۔ دیکھو (کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶) یہی بھید ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔

(حقیقت الوحی ص ۳۱۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۶) اور یہ پیش گوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل ہوگا۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی قبر کھودی جائے گی۔ یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں۔ جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت ﷺ سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائے گا کہ آنحضرت ﷺ کے قرب کا رتبہ اس کو ملے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۹ حاشیہ طبع اول، خزائن ج ۵ ص ۵۷۸، ۵۷۹) ”واما دفن المسيح فی قبر رسول اللہ ﷺ كما جاء فی هذا الحدیث فهذا سر معکوم..... وحقیقته ان الله تعالى قد جعل قبر نبیه مقرونا بالجنة..... وقد جرت عادة الله انه یدنی قبر رسول الله ﷺ من المومن المتوفی کما یدنی الجنة رزقامنہ، الخ“

ترجمہ..... اور جہاں تک ”مسیح“ کے رسول اللہ ﷺ کی قبر میں دفن ہونے کا تعلق ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے..... تو یہ ایک پوشیدہ راز ہے..... اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی قبر کو جنت سے ملا دیا ہے..... اور اللہ کی عادت یہ واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے فضل سے رسول اللہ ﷺ کی قبر کو فوت ہونے والے مومن کے ایسا قریب کر دیتا ہے۔ جس طرح جنت کو قریب کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ کہتے ہیں کہ دفن فی القبر سے مراد دفن فی المقبرہ ہے۔ جیسے مرزا نے ایسی حالت کو دفن فی قبر النبی ﷺ سے ہی تعبیر کیا ہے۔ (دیکھو نزول مسیح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ حسین کو یہ شرف نصیب بھی نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا۔ مگر ابو بکرؓ و عمرؓ جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ان کو یہ رتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔

۸..... بسا اوقات مرزا اور اس کی ذریت یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ حیات و نزول و صعود مسیح علیہ السلام کا مسئلہ عقل کے خلاف ہے۔

جواب..... مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہوا کرتا ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۵۳، خزائن ج ۶ ص ۳۴۹) انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور حکیموں کی تعلیم میں بصورت فرض کرنے صحت ہر دو تعلیم کے مابہ الامتیاز کیا ہے تو بجز اس کے اور کوئی مابہ الامتیاز قرار نہیں دے سکتا کہ انبیاء کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہے۔

اور نیز مرزا خود اقرار کرتا ہے کہ جس مسئلہ کی حقیقت مجھے معلوم نہ ہو۔ میں اس کو بھی تسلیم کرتا ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۵۷) ”و آمنا بمعانی ارادھا اللہ و الرسول الکریم و ان لم نعلمھا ولم یکشف علینا حقیقتھا من اللہ العلیم“

(مثلاً نور الحق ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۷، تحفہ بغداد ص ۲۹، خزائن ج ۷ ص ۳۵)

۹..... بعض اوقات مرزا اور اس کی جماعت یہ خدشہ کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ آویں تو وہ آ کر امت محمدیہ میں داخل ہو کر نبوت کی چٹک کریں گے کہ ایک نبی ہو کر آنحضرت ﷺ کی امت میں شمار ہو۔

جواب..... اولاً یہ کہ مرزا کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور اسی کے خدمت گزار تھے۔ دیکھو (برائین احمدیہ ص ۵۰۰ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۲) مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ علیہ السلام کا تابع اور خادم دین تھا۔

(نور الحق ص ۵۰، ۶۸، جدید، خزائن ج ۸ ص ۶۸) ”ان عیسیٰ الانبیاء اللہ کانبیاء

آخرین و ان هو الا خادم شریعة النبی المعصوم الذی حرم اللہ علیہ المراضع حتی اقبل علی ثدی امہ، الخ“ (مثلاً فی جنگ مقدس ص ۱۵۲، ۱۵۳ جدید)

تو اگر اب آنحضرت ﷺ کی شریعت کا تابع اور خادم ہو گیا، تو پھر کیوں چٹک ہو گئی۔ کیا آنحضرت ﷺ کے خاتم بننے سے وہ انکار کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے انکار نہیں کرتے۔ ثانیاً باعتراف مرزا جب کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے ہی امت محمدیہ میں شمار ہیں تو پھر کیوں وہ استنکاف کریں گے۔ دیکھو (ازالہ ادہام ص ۶۲۳، خزائن ج ۳ ص ۲۳۶) یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح بن مریم اس امت کے شمار میں ہی آ گئے ہیں۔ پھر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے کہ اور لوگ تو ستر برس تک مشکل سے پہنچیں اور ان کا یہ حال ہو کہ دو ہزار کے قریب ان کی زندگی کے برس گزر گئے اور اب تک مرنے نہیں آتے۔

اور اسی (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۲، ۱۳) میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو کچھ بزرگی

ملی، وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد ﷺ کے ملی۔

اور پھر باقرار مرزا صرف حضرت مسیح ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔ دیکھو (ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۳۳، خزائن ج ۲ ص ۳۰۰) یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَتَوْمَننَ بِهِ وَلَنَنْصُرَنَّهُ“ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آ حضرت ﷺ کی امت ہوئے۔

۱۰..... کبھی کبھی مرزا کہا کرتا ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے ماننے سے احادیث و آیات میں تدافع اور تخالف معلوم نہیں ہوتا۔ ثانیاً اگر تجھ کو تخالف معلوم ہوتا ہے تو تو نے خود اقرار کر لیا ہے کہ آیات و احادیث اور پیش گوئیوں کے تناقص کو بحوالہ خدا کرو۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۲۹۷، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) پس جب کہ ہم نے اس ضد کو ہی چھوڑ دیا ہے اور اپنے مولیٰ کی ہدایت کے موافق تمام تشابہات میں جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ رہتا ہے۔ یہی اصول مقرر کر رکھا کہ ان پر اجمالی طور پر ایمان لاویں اور ان کی اصل حقیقت بحوالہ خدا کریں۔ تو پھر اعتراض کے لئے کوئی بنیاد پیدا نہیں ہو سکتی۔ (ازالہ اوہام ص ۲۱۵، خزائن ج ۳ ص ۲۰۷) درحقیقت ان روایات میں کسی قسم کا اختلاف یا تناقص نہیں سمجھنا چاہئے اور اس بات کا علم بحوالہ خدا کرنا چاہئے کہ ان چالیس دن یا چالیس برس سے کیا مراد ہے۔ (مسئلہ ازالہ ص ۲۳۳، خزائن ج ۳ ص ۲۱۷)

اور (ازالہ اوہام ص ۲۹۵، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱) میں ہے قرآن شریف میں ہمیں صاف تاکید فرمائی گئی ہے کہ آیات تشابہات جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ ہے..... بلکہ اس پر ایمان لانا چاہئے اور اس کی اصل حقیقت کو حوالہ خدا کر دینا چاہئے۔

اور (ازالہ اوہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۱) اور کیا یہ تعلیم با واز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیش گوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور ان کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو امت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کر لو۔

اور (ایام الصلح ص ۳۲، خزائن ج ۴ ص ۲۶۱) اور وہ حصہ جو سمجھ میں نہیں آتا اس میں سنت صالحین کے طور پر استعارات اور مجازات قرار دیتا ہے اور اس طرح تناقض کو درمیان سے اٹھا کر صفائی اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آتا ہے، الخ۔

پس ان حوالہ جات کے مطابق مرزا کو اگر تدافع معلوم ہو تو اس کو حوالہ خدا کرے۔
۱۱..... بعض اوقات مرزا اور اس کی جماعت یہ ڈھکوسلہ پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں دوبارہ آئیں گے تو ان کو اپنی امت کے بگڑنے کا علم ہو جائے گا۔ تو پھر قیامت میں ان کا یہ کہنا کہ مجھے کوئی امت کا علم نہیں ٹھوٹے آیت ”کننت انت الرقیب علیہم“ دروغ بے فروغ ہوگا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۱ ملخصاً، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳، مواہب الرحمن ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۹۲)

تو اس کا جواب اولاً تو یہ ہے کہ باقر مرزا یہ سوال قیامت میں حضرت مسیح علیہ السلام سے نہیں ہوگا۔ یہ سوال ان سے اس کے نزدیک ماضی میں ہو چکا ہے۔

دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۰۲، خزائن ج ۳ ص ۴۲۵) اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے۔ جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا قصہ تھا نہ استقبال کا، الخ۔

ثانیاً یہ کہ مرزا اگر اس کو قیامت کے دن کا واقعہ ہی تسلیم کرے جیسا کہ ازالہ اوہام کے خلاف اس نے (حقیقت الوحی ص ۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳، حصہ پنجم ص ۴۰، خزائن ج ۲۱ ص ۵۱، چشمہ معرفت ص ۲۲۰، خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۹) میں تسلیم کیا ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ مرزا کے نزدیک ان کو اپنی امت کی خرابی کا علم ہو چکا ہے۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۸ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۵۵) خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا۔ یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔ تب وہ اپنی قوم کی خرابی کو کمال فساد پر دیکھ کر نزول کے لئے بے قرار ہوا، الخ۔

اب جو اعتراض مرزا مسلمانوں پہ کرتا ہے کہ قیامت کے دن حضرت مسیح کا یہ قول دروغ بے فروغ ہوگا۔ وہی اعتراض خود اس پر وارد ہوگا۔

۱۲..... کبھی کبھی مرزا یہ بھی کہہ دیا کرتا ہے کہ مسیح ناصری اور مسیح موعود کے حلیہ میں احادیث میں اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود وہ مسیح ناصری نہیں۔ بلکہ اس کا مثیل ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۹۰۰، ۹۰۱، خزائن ج ۳ ص ۵۹۲)

اس کا جواب اولاً تو یہ ہے کہ تیرے نزدیک مثیل اور اصیل تو بالکل تمام چیزوں میں ایک ہوتے ہیں۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۶، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”قد استمرت سنتہ انہ یرسل بعض الاولیاء علی قدم بعض الانبیاء فمن بعث علی قدم نبی یرسل فی الملاء الاعلیٰ باسم ذالک النبی الامین وینزل اللہ علیہ سرروحہ و حقیقۃ جوہرہ و صفاء سیرتہ و شان شمائلہ و یوحد جوہرہ بجوہرہ و طبیعتہ بطبیعتہ و اسمہ باسمہ و یجعل اراداتہ فی ارادتہ و تو جہاتہ فی توجہاتہ و اغراضہ فی اغراضہ و یجعلہما کالمراہا المتقابلۃ فی الانارۃ و الاستنارۃ کانہما شی واحد“

ترجمہ..... قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بعض اولیاء کو بعض انبیاء کے بعد بھیجتا ہے۔ پس جو (ولی) کسی نبی کے بعد بھیجا جاتا ہے۔ ملاء اعلیٰ میں اس کا نام اسی نبی کے نام پر رکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس کی روح کا بھید، اس کے جوہر کی حقیقت اور اس کی سیرت کی صفائی اور اس کے شمائل کی شان نازل کرتا ہے اور اس کے جوہر کو اس کے جوہر، اس کی طبیعت کو اس کی طبیعت اور اس کے نام کو اس کے نام کے ساتھ ایک کر دیتا ہے اور اس کے ارادے کو اس کے ارادے، اس کی توجہات کو اس کی توجہات اور اس کی اغراض کو اس کی اغراض میں منعکس کر دیتا ہے اور ان دونوں کو اس طرح کر دیتا ہے۔ جس طرح آمنے سامنے آئینے ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے روشنی لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی۔ گویا وہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

اور ثانیاً یہ کہ درحقیقت حیلوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔ دیکھو کتاب حلیہ مسیح مؤلفہ بابو حبیب اللہ امرتسری۔ ثالثاً یہ کہ تیرا خود اقرار ہے کہ اختلاف کا علم بحوالہ خدا کرو۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۱۱) کہ پیش گوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور ان کی اصل حقیقت بحوالہ خدا کرو۔

۱۳..... بسا اوقات مرزا اور مرزائی اس پر زور دیا کرتی ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ تو فوت ہو جائیں اور حضرت مسیح آسمان پر ہوں تو یہ ہر پہلو سے آنحضرت ﷺ کی توہین ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۷۰ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۰۵)

جواب یہ ہے کہ مرزا خود ہی (تریاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۹) میں کہتا ہے ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے۔ تو کچھ بھی جائے فخر نہیں مصر کی بعض پرانی عمارتیں ہزار ہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ جن میں الو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرا بن بھی پرانے زمانے کی آبادیاں ہیں اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں۔ جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کو شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں۔ جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں اور لا حاصل

ہے۔ وہ بقاء جس میں فیض نہیں۔

و (شخص حق ص ۵۰، خزائن ج ۲ ص ۳۹۲) پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بجز ذاتی کمالات کے جس قدر خارجی بزرگیاں ہیں۔ خواہ وہ کبرن ہو یا کثرت دولت یا حصول حکومت یا شرف قومیت وغیرہ وغیرہ۔ وہ سب ہیچ ہیں اور صرف انہی کے لحاظ سے بزرگی کا دم مارنا گدھوں کا کام ہے نہ کہ انسانوں کا، الخ۔

اب فیصلہ صاف ظاہر ہے کہ (تختہ گولڑویہ ص ۷۰، خزائن ج ۱ ص ۲۰۵) میں جو مرزا نے طویل عمر کو باعث توہین آنحضرت ﷺ و باعث بزرگی حضرت مسیح لکھا ہے، وہ گدھوں کا کام کر رہا ہے۔

مزید برآں یہ کہ جب کہ طول عمر ایک فضیلت جزوی ہی زیادہ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ مطابق (شخص حق ص ۵۰، خزائن ج ۲ ص ۳۹۲) تو پھر مرزا کا خود اقرار ہے کہ غیر نبی کو بھی نبی پر فضیلت جزوی ہو سکتی ہے۔ چہ جائیکہ نبی کو نبی پر فضیلت جزوی ہو۔ دیکھو (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۱) اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(حماتہ البشری ص ۷۸، خزائن ج ۷ ص ۲۹۵) ”وقد اتفق علماء الاسلام انه قد يوجد فضیلة جزئية فی غیر نبی لا توجد فی نبی“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۱۴..... بعض اوقات مرزائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تو زمین پر ہوں اور حضرت مسیح آسمان پر ہوں اس میں تو آنحضرت ﷺ کی توہین ہے۔

جواب یہ ہے کہ کسی کا اونچی جگہ پر ہونا اس کی افضلیت کی دلیل کہاں ہے۔ کیا اس سے ملائکہ اللہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں گے؟ بطور تسلیم یہ تو ایک جزوی فضیلت ہوگی اور باقرار مرزا جزوی فضیلت تو غیر نبی کو بھی نبی پر ہو سکتی ہے۔ تو گویا ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت جزوی ہو تو اس میں کیا استحالہ لازم آ گیا۔

۱۵..... کبھی یہ شبہ پیش کیا کرتے ہیں کہ مسیح اگر آئے گا تو امتی ہو کر آئے گا اور اس میں اس کی ہتک ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہتک نہیں۔ کیونکہ جب مرزا خود کو مسیح علیہ السلام سے اس لئے افضل قرار دیتا ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کا متبع ہے جو آنحضرت ﷺ سے مفضل

ہے۔ تو میرا متبوع آنحضرت ﷺ ہیں۔ وہ افضل ہے تو مسیح محمدی بھی موسوی سے افضل ہوا۔
دیکھو
(دافع البلاء ص ۱۳، ۱۵، وغیرہ، مفہوم، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲، ۲۳۳)

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ وہی مسیح اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع کرے گا تو اس کی
افضلیت ثابت ہوگی نہ مفضولیت نیز آگے وہ موسیٰ کا متبع تھا۔ اب آنحضرت ﷺ کا متبع ہوگا۔
علاوہ ازیں تیرے قول سے مسیح امتی تو پہلے ہی بن چکا ہے۔ دیکھو
(ازالہ اوہام)
بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہیں۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۰)
۱۶..... حضرت مسیح آوے گا تو ختم نبوت کیسے رہا۔ تو اول تو اس کا جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کا
معنی ہے کہ اب نیا نبی کوئی نہیں ہوگا۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت بھی سلب
ہوگئی۔ جیسے کوئی کالج بند ہو جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ پہلے کے پاس شدہ طلباء کا منصب و
علم سلب ہو گیا۔ بلکہ بندش آئندہ کے لئے ہوتی ہے۔

مرزا کا یہ دعویٰ کہ آیت یا عیسیٰ انی متوفیک میں

مواعید اربع بالترتیب واقع ہوئے ہیں

اولاً تو آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ترتیب ثابت ہوتی ہو۔ واو مطلق جمع کے
لئے ہوتی ہے نہ کہ ترتیب کے لئے اور مرزا کا خیال ہے کہ ترتیب مواعید اربعہ میں تقدیم و تاخیر کرنا
تحریف کلام اللہ ہے۔ دیکھو
(حلمۃ البشری ص ۱۷، خزائن ج ۷ ص ۱۹۶)

”والایة بزعمهم كانت فی الاصل علی هذه الصورة یا عیسیٰ انی
رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین
کفروا الی یوم القیامة ثم منزلک من السماء ثم متوفیک فانظر کیف یبدلون
کلام اللہ و یحرفون لکم عن مواضعہا الخ“

اور ایسے ہی (ازالہ اوہام ص ۹۲۳، خزائن ج ۳ ص ۶۰۷، ۶۰۸) میں ہے۔ یہودیوں کی طرز پر
”یحرفون الکلم عن مواضعہ“ کی عادت ہے..... اور کلام الہی کی تحریف و تبدیل پر کمر
باندھ لی ہے۔ وہ نہایت تکلف سے خدا تعالیٰ کے ان چار ترتیب وار فقروں میں سے دو فقروں کی
ترتیب طبعی سے منکر ہو بیٹھے۔

اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا کے اقوال کے مطابق بھی مواعید اربعہ میں
ترتیب باقی نہیں رہتی۔ لہذا وہ بھی محرف قرآن ہوگا۔

..... مرزا ”سراج منیر“ میں کہتا ہے کہ حضرت مسیح کا رفع روحانی تب ہوا۔ جب کہ ان کو یہود کے ہاتھوں سے واقعہ صلیبی میں بچایا گیا۔ دیکھو (سراج منیر ص ۲۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۲ ص ۲۳) ”یا عیسیٰ انی متوفیک“ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اس وقت خوب معنی کھلے ہیں۔ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا۔ جب کہ یہود ان کے مصلوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ (سراج منیر ص ۳۷، ۳۸، خزائن ج ۱۲ ص ۴۴) میں ہے غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو ایسے اضطراب کے زمانہ میں تسلی دی.....

اس میں ایک باریک اشارہ ہے کہ اس عاجز کو بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا..... یعنی ایسے منصوبے جو قتل کے کئے جاویں گے وہ کب اور کس وقت میں ہوں گے اور کن امور کا اس سے پہلے ظاہر ہونا ضروری ہے۔ سوا سی الہام کے بعد میں جو الہام ہے۔ اس میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔
(یہ رافعک الی کی تفسیر ہے)

دنیا میں ایک نذیر آیا..... اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ قتل کی سازشوں کا وقت وہ ہوگا کہ جب ایک چمک دار نشان حملہ کی صورت پر ظاہر ہوگا، اٹخ۔ اب اس سے ظاہر ہو گیا کہ واقعہ صلیبی سے بچانا اسی کا نام رفع روحانی ہے اور تونی کا معنی اگر موت مراد ہے۔ جیسے مرزا کہتا ہے تو پھر تونی کا وعدہ قریباً ۸ سال بعد کو ہوا۔ کیونکہ واقعہ صلیبی حضرت مسیح کو تقریباً ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا۔ (تحفہ گلڑویہ ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۱) واقعہ صلیب اس وقت حضرت مسیح کو پیش آیا تھا جب آپ کی عمر صرف تینتیس برس اور چھ مہینے کی تھی۔ اور وفات آپ کی بقول مرزا ایک سو بیس برس کی عمر میں ہوئی۔ (ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی۔ محدثین نے اس حدیث کو اول درجہ کی صحیح مانا ہے۔

اب یہ ثابت ہوا کہ وفات تو ہوئی ۱۲۰ سال کی عمر میں اور رفع روحانی ہوا، ۳۳ برس کی عمر میں تو رفع روحانی پہلے ہوا اور وفات اس کے بہت مدت بعد قریباً ۸ سال کے بعد تو رفع اور تونی میں بھی ترتیب بدل گئی اور تحریف قرآن ہوئی۔

..... ۲ اور تیسرے وعدہ اور چوتھے وعدہ میں بھی باقرار مرزا ترتیب باقی نہیں۔ کیونکہ اس کی

تفسیر ہے۔ تطہیر کا وعدہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے ہوایا خود مرزا سے معرض ظہور میں آیا۔ لیکن چوتھا وعدہ ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو“ اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ کیونکہ چوتھے وعدہ کا مفہوم ہے کہ تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا اور وہ تو آنحضرت ﷺ سے پہلے قسطنطین اول کے زمانہ سے پورا ہو گیا ہے۔ اب اس کی دلیل کہ تطہیر کا وعدہ آنحضرت ﷺ سے پورا ہوا۔

دیکھو (حماتہ البشریٰ ص ۵۶، خزائن ج ۷ ص ۲۵۸) ”وہکذا وعد مطہرک من الذین

کفرو واقع وتم ببعث النبی ﷺ الخ“

اور اس کا حوالہ تطہیر کا وعدہ مرزا کے آنے سے پورا ہوا۔ (مسح ہندوستان میں ص ۵۲، خزائن ج ۱۵ ص ۵۲) اور مطہرک کی پیش گوئی میں یہ ارشاد ہے کہ ایک زمانہ وہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان الزاموں سے حضرت مسیح کو پاک کرے گا اور یہی وہ زمانہ ہے، الخ۔

اور اس کا حوالہ کہ چوتھا وعدہ سلطنت کا ہے۔ دیکھو (تحفہ گولڈویہ ص ۸۴، خزائن ج ۱۷

ص ۲۳۱) ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ“

یعنی اے عیسیٰ خدا تیرے حقیقی تابعین کو جو مسلمان ہیں اور ادعائی تابعین کو جو عیسائی ہیں۔ ادعائی طور پر قیامت تک ان لوگوں پر غالب رکھے گا جو تیرے دشمن اور منکر اور مکذب ہیں۔ (مثلاً ص ۱۳۷) پس ثابت ہوا کہ چوتھا وعدہ آنحضرت ﷺ سے یا مرزا سے قبل ہو چکا ہے اور تیسرا وعدہ آنحضرت ﷺ یا مرزا کے زمانہ میں پورا ہوا۔ پس ان دو میں بھی ترتیب باقی نہ رہی۔

نیز مرزا خود کہتا ہے کہ اگر وعدہ رفع پورا ہو چکا ہے تو وعدہ وفات بھی بلا توقف پورا ہونا چاہئے۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰، خزائن ج ۵ ص ۴۶) ما سو اس کے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ میں ایسا کرنے کو ہوں، خود یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ (وفات) جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کوئی توقف نہیں نہ یہ کہ رفع کا وعدہ تو اسی وقت پورا ہو جائے۔ لیکن وفات دینے کا وعدہ ابھی تک جو دو ہزار برس گزر گئے ہیں، پورا ہونے میں نہ آوے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب ترتیب ضروری ہے تو رفع مسیح تو واقعہ صلیبی پر ہوا کہ خدا نے لعنتی اور ذلیل موت سے بچالیا تو وعدہ وفات رفع روحانی سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت مسیح واقعہ صلیبی پر تو ضرور فوت ہوئے ہوں گے۔ بلکہ اس سے قبل مرے ہوں گے۔ تو واقعہ صلیبی کے وقت سے پہلے مر گئے ہیں تو صلیب مردے کو دی گئی ہوگی اور پھر صلیب کے وقت

وہ ضرور مرے ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ تو فی کا وعدہ اس سے پہلے پورا ہونا ہے تو اب تو ثابت ہوا کہ حضرت مسیح صلیب کے وقت مردہ تھے اور وہ یقیناً لعنتی اور ذلیل موت سے مرے۔ کیونکہ مرزا خود کہتا ہے کہ اگر حضرت مسیح واقعہ صلیبی پر مرے ہوئے ہوں تو ان کی نبوت جھوٹی ٹھہرے گی اور وہ لعنتی ثابت ہوں گے۔ دیکھو (ایام الصلح ص ۱۱۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۳۸، ۳۳۹) یہودیوں کے مذہب کی رو سے جس شخص کو صلیب کے ذریعے قتل کیا جائے۔ خدا کی لعنت اس پر پڑتی ہے..... خدا نخواستہ اگر واقعہ صلیبی وقوع میں آجاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ایسا داغ ہوتا کہ کسی طرح ان کی نبوت درست نہ ٹھہر سکتی۔

اب نتیجہ یہ ہوا کہ واقعہ صلیبی پر جب کہ رفع روحانی ہوا تو اس سے پہلے وفات ثابت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ ترتیب ضروری ہے تو پھر وہ لعنتی موت سے مرے ہوں گے اور ان کی نبوت میں بھی شک پڑ گیا ہوگا۔

مزیں برآں یہ کہ مرزا کو خود (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲ حاشیہ) میں یہی الہام ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ“ کا ہوا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ تیرے چاروں وعدوں میں بھی ترتیب ضروری ہے یا نہیں اور پھر جب اپنا الہام آیا تو اس میں اب متوفیک کا معنی پوری نعمت دینے والا کیوں کر لیا۔ اس لئے کہ کہیں اپنی موت نہ ثابت ہو جائے۔

تیرے اپنے اس الہام میں بھی یقیناً تو فی اور رفع میں ترتیب باقی نہیں۔ کیونکہ تیرا رفع روحانی تیرے زعم میں لیکھرام کے قتل کے وقت ہوا جب کہ ہنود نے تجھ پر اس کے قتل کا الزام لگایا اور خدا نے تجھ کو اس سے بری کر کے تیرا رفع روحانی کیا۔

دیکھو (سراج منیر ص ۴۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۹ ٹیٹل) کہ یہ تفسیر رافعک الی کی ہے۔ تو تیرا وفات کا وعدہ تو ابھی پورا ہی نہ ہوا تھا اور رفع روحانی کا وعدہ پورا ہو گیا۔ تو تیرے اپنے دونوں وعدوں میں بھی یقیناً ترتیب مفقود ہے۔ کیونکہ رفع تو قتل لیکھرام کے جرم سے برأت کے وقت ہوا اور وفات بہت سال بعد میں جا کر ہوئی۔ پس اس لحاظ سے مرزا بھی قرآن مجید اور اپنے الہامات کا تحریف کرنے والا ثابت ہو گیا۔

خطبہ عشواء

مرزا قادیانی وفات مسیح میں عجیب خطبہ عشواء سے کام لیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ حضرت

مسیح زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ (براہین احمدیہ ص ۴۵۸، ۴۶۵، ۴۹۸، ۵۰۵، جدید، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵) اور کبھی کہتا ہے کہ وہ صلیب پر چڑھ کر مر گئے تھے۔ (ص ۴۱، ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب) اور کبھی کہتا ہے کہ وہ صلیب سے محفوظ رہ کر بعد میں مرے تھے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱) اور ان کی قبر گلیل میں بتاتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۵۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) اور کبھی یروشلم میں بتاتا ہے۔ (اتمام الحجہ ص ۱۹، ۱۸، ۲۵، جدید، خزائن ج ۸ ص ۲۹۹، حاشیہ) اور کبھی سری نگر کشمیر میں بتاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴) اور ان کی عمر بھی کبھی ایک سو بیس بتاتا ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۳۳، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۸) کبھی ایک سو تیس (۱۳۰) کبھی ایک سو پچیس (۱۲۵)۔ دیکھو (مسیح ہندوستان میں ص ۵۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۵، تریاق القلوب ص ۴۰۰، خزائن ج ۱۵ ص ۲۴۲) اور حضرت مسیح..... آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائے۔

”آیة وان من اهل الكتاب الالیومنن به قبل موتہ“ کی تفسیر میں مرزا نے عجیب عجیب مطلب بیان کئے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۴، ۱۴۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۲، براہین حصہ پنجم ضمیرہ ص ۲۳۰، ۲۳۴، جدید، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۹) اور ضمیرہ کا مرجع آنحضرت ﷺ یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانا ہے۔ دیکھو (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۱، ضمیرہ حصہ پنجم ص ۲۳۰، ۱۳۳، ۲۳۴، جدید) اور قبل موتہ کا مرجع حضرت عیسیٰ کو بھی تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۶۹، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰) میں لکھا ہے کہ یہ معنی صحیح اور ضروری التسلیم ہیں۔ اور (ص ۱۰۴۵) میں ہے کہ واللہ یہ صداقت مجھے خدا سے معلوم ہوئی۔

جبکہ یہ آیت آخری زمانہ کے لئے ہے کہ مسیح موعود پر اہل کتاب ایمان لاویں۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۱۰۴، ۱۲۱) اور قبل موتہ کی ضمیرہ کا مرجع ازرائے الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۷۹، ۳۸۵، طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۲۹۸، ۱۰۴۲، ۱۰۴۸، طبع لاہوری)

براہین احمدیہ اور مرزا کا عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام

مرزا کا یہ عقیدہ یعنی حیات مسیح اور صعود مسیح اور نزول مسیح کا تھا۔ کیونکہ یہ تینوں امور آپس میں متلازم ہیں۔ لہذا ایک کے ثبوت سے دوسرے کا ثبوت خود بخود ہو جاوے گا۔ (حملہ البشری ص ۳۲، خزائن ج ۷ ص ۲۱۶) ”اماعر فوا ان النزول فرع الصعود“ ایسے ہی مرزا (ازالہ اوہام ص ۲۶۳، ۲۶۴، خزائن ج ۳ ص ۲۳۲، ۲۳۳) میں کہتا ہے کہ حضرت مسیح کا قبور ﷺ میں دفن ہونا اس امر کی فرع ہے کہ وہ پہلے آسمان سے نازل ہوں۔ لہذا یہ تینوں امور آپس میں اصل و فرع متلازمین کا حکم رکھتے ہیں۔ اس کا ثبوت کہ پہلے مرزا حیات و نزول مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا۔ دیکھو

(برایین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) ”ہو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ اور دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ (ومثلہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال لاوے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور نادرست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاس کے ہے اور مرزا کہتا ہے کہ میں اس عقیدہ پر مدت تک جمارہا۔ دیکھو (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۱۱۳) پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کی رسمی عقیدہ پر جمارہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ (ایام الصلح ص ۴۱، ۴۳، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱ تا ۲۷۲، ۲۷۳) میں نے برایین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے۔

(وحماۃ البشری ص ۱۴، ۱۵، جدید، خزائن ج ۷ ص ۱۱۹) ”بل کنت خلت ان المسیح نازل من السماء کما هو مرکوز فی مدارک القوم و لکنی کنت اقول فی نفسی تعجبا ان اللہ لم سمانی عیسیٰ بن مریم فی الہامہ المتواتر المتتابع“ (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، خزائن ج ۲ ص ۱۵۳) اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے۔

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۶۲، ۱۶۳، خزائن ج ۲ ص ۶۰۲) پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا۔ جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھوڑا یا۔ (حصہ پنجم ص ۹۴، ۹۵، ۸۵، جدید، خزائن ج ۲ ص ۹۵) بلکہ میں تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ برایین

احمدیہ میں مرزا کا حیات مسیح کا عقیدہ تھا اور پھر وہ تھا بھی قرآن مجید کی آیت کی تفسیر کے ماتحت اور (ازالہ اوہام ص ۱۴۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) میں تسلیم کرتا ہے کہ میں نے احادیث نبویہ کے ماتحت حیات مسیح کا عقیدہ لکھا تھا اور (ازالہ اوہام ص ۸۵۹، خزائن ج ۳ ص ۵۷۳) میں تسلیم کرتا ہے کہ بائبل اور احادیث کی رو سے حضرت مسیح کا آسمان پر جانا خیال کیا گیا ہے اور کتاب (مسیح ہندوستان میں ص ۳۶، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸) میں لکھا کہ (انجیل متی باب ۲۴ آیت ۳۰) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوں گے۔ پس قرآن اور حدیث و بائبل و انجیل سے تو حیات مسیح ثابت ہوئی اور وفات مسیح کا دعویٰ مرزا کے اپنے الہام سے ہوا۔

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۰۲) تو پھر قرآن و حدیث و بائبل کو وفات مسیح میں استدلالاً پیش کرنا یقیناً دھوکہ دینا ہوگا۔

براہین احمدیہ کے عقیدے کو پھر مرزا نے ترک کر کے قرآن و حدیث کا خلاف کر کے پھر کہنا شروع کر دیا کہ میں نے جو کچھ براہین میں لکھا تھا وہ ایک رسمی عقیدہ تھا۔ میں دوسرے مسلمانوں کے پیچھے لگ کر وہ کہہ بیٹھا تھا۔ لیکن اس کا عذر مردود ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ جو حکم ہو کر آیا کرتا ہے وہ تمہارے رسمی عقائد کی پابندی نہیں کیا کرتا۔ دیکھو (نزول مسیح ص ۳۴، ۳۵، خزائن ج ۱۸ ص ۴۱۲) ماسوا اس کے جبکہ مسیح موعود کا نام حکم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے بہتر (۷۲) فرقوں میں فیصلہ کرے اور بعض خیالات کا رد کرے اور بعض کی تصدیق کرے۔ یہ کیونکر ہو سکے کہ جو حکم کہلاتا ہے وہ تمہارا سب رطب و یابس کا ذخیرہ مان لے اور پھر اس کے وجود سے فائدہ کیا ہوا اور کس لئے اس کا نام حکم رکھا گیا، الخ۔

(قریب منہ تھنہ گولڑویہ ص ۷۰، ۴۴، قدیم، خزائن ج ۱ ص ۱۵۴، ضمیمہ حصہ پنجم ص ۲۰۴، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۷) اور کبھی یہ کہتا کرتا ہے کہ میں نے براہین میں جو عقیدہ لکھا تھا وہ الہام سے نہیں لکھا تھا۔ دیکھو (ضمیمہ نزول مسیح ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲) اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہوں۔ اس اقرار میں کہا لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تیرے ہی اقرار سے براہین کو تو نے ملہم و مامور ہو کر لکھا ہے اور پھر تو نے براہین کی اس قدر توثیق کی ہے کہ کسی دوسری کتاب کی تصدیق و توثیق نہیں کی اور تیرا خود دعویٰ ہے کہ ملہم کی اجتہادی غلطی بھی وحی کے ماتحت ہوتی ہے اور اس کو وحی کی غلطی سمجھنا چاہئے اور

تیرا خود اقرار ہے کہ ہم الہام والوں کی ہر بات معتبر ہوتی ہے۔ خواہ الہام سے کہیں یا بغیر الہام کے تو پھر یہ معاذیر اور بہانے کیا معنی رکھتے ہیں۔ اب ذیل میں ہم ہر ایک بات کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

..... امر اول کہ براہین کو ملہم ہو کر لکھا اور براہین کی تصنیف کے وقت مرزا ملہم تھا۔ دیکھو (اشتہار ملحقہ سرمہ چشم اریہ، خزائن ج ۲ ص ۳۱۹) کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔ جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے، الخ۔ (مثلاً اشتہار ملحقہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۶۵۷)

اور خود براہین احمدیہ میں سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرزا اس وقت ملہم تھا۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص ۲۲۵ جدید حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۳۹) یہ الہام جب اس خاکسار کو ہوا تو قریب دس یا پندرہ ہندو اور مسلمان لوگوں کے ہوں گے کہ جو قادیان میں اب تک موجود ہیں۔ جن کو اسی وقت اس الہام سے خبر دی گئی۔

و (ص ۵۲۰ جدید حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۶۲۱) اور اس برکت کے بارہ میں ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا۔ جس کو اس جگہ لکھنا مناسب ہے، الخ۔ اور (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۰۹، خزائن ج ۵ ص ۱۰۹) میں ہے کہ مجھ کو یاد ہے کہ ابتداء وقت میں جب میں مامور کیا گیا۔ تو مجھے یہ الہام ہوا کہ جو براہین احمدیہ کے (ص ۲۳۸) میں مندرج ہے۔ اس کے علاوہ براہین میں مرزا نے اپنے بہت سے الہام درج کئے ہیں جو اس وقت اس کے ملہم ہونے کی دلیل ہے اور پھر مختلف کتب میں (مثلاً حقیقت الوحی ص ۲۰۰، خزائن ج ۲ ص ۲۰۰) سراج منیر وغیرہ میں حوالہ دیا کرتا ہے کہ میرا یہ الہام براہین میں مندرج ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو کہ براہین کے وقت مرزا ملہم تھا۔

۲..... اور مردوم کہ مرزا نے براہین احمدیہ کی بڑی تعریف و توثیق کی ہے۔ اس کے حوالہ جات یہ ہیں۔ (براہین احمدیہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۸) اور اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جائے گا اور کسی مغوی یا بہکانے والے کے پیچھے میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ دوسروں کو وعظ و نصیحت اور ہدایت کرنے کے لئے ایک کامل استاذ اور ایک عیار رہبر بن جائیں گے۔

(ص ۱۳۷، خزائن ج ۱ ص ۱۳۰) پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کو پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے..... اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں۔ وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے لی گئی ہیں..... پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کو اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے، الخ۔

(ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵) میں ہے۔ جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہو جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔

براہین کا آخری صفحہ ٹائٹیل تیج بعنوان ہم اور ہماری کتاب، سواب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر اوباطناً حضرت رب العالمین ہے اور مرزا نے دس ہزار انعامی کتاب اسی کو کہا ہے اور کوئی ایسے اوصاف کی جامع کتاب نہیں کہ وہ دس ہزار انعامی بھی ہو اور وہ کتاب اللہ کی تفسیر بھی ہو اور اس پر آنحضرت ﷺ کا ریلو یو بھی اور اس کے طبع کا ظاہری و باطنی مہتمم خدا تعالیٰ ہو۔

۳..... امر سوم کہ ملہم و نبی کی اجتہادی غلطی بھی وحی کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ اس کی غلطی نہیں، بلکہ وحی کی غلطی (گویا عیاذاً باللہ خدا کی غلطی) ہوتی ہے۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱۴، خزائن ج ۵ ص ۱۱۴) اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اجتہادی غلطی بھی وحی کی روشنی سے دور نہیں تھی..... سو ہم اس اجتہادی غلطی کو بھی وحی سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ (ص ۳۵۳، خزائن ج ۵ ص ۱۱۴) چونکہ ہر ایک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے، وحی ہے۔ اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی غلطی، الخ۔

۴..... امر چہارم کہ ملہم کی ہر بات صحیح اور سچ ہوتی ہے۔ خواہ الہام سے ہو یا بغیر الہام کے۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸) علی ہذا القیاس اس کے (ملہم) دل کو قوت فراست عطاء کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علی ہذا القیاس شیطان اس پر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور

باعث نہایت درجہ فانی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو۔ تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے نہیں، بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسانی ہستی اس کی بلکی جل جاتی ہے۔

(حماتہ البشری ٹائٹل پیج ص الف، خزائن ج ۷ ص ۱۶۷، ۱۶۸) ”ان اولیاء اللہ قوم یحبہم و یحبونہ..... و یحفظہم من مقامات مزلة الاقدام“ (ص ب، خزائن ج ۷ ص ۱۷۰) ”فانہم یؤتون علما و فہما من لدن ربہم..... و یعصمہم ید الرب من کل مزلة“

(حماتہ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۳) ”والذین کثر علیہم فیضان العلوم و المعارف من ہذا النبی الرسول الامی فمنہم قوم توجہوا الی کتاب اللہ و التدبر فیہ و استنباط دقائقہ و قوم آخرون کانت ہمتہم اخذ العلوم من اللہ تبارک و تعالیٰ فہم حکماء و المحدثون اهل الحکمة الربانیة، الخ“

(حماتہ البشری ص ۷۱، خزائن ج ۷ ص ۲۸۳، ۲۸۵) ”والذی نفسی بیدہ انہ نظر الی ققبلنی واحسن الی وربانی و اعطانی من لدنہ فہما و عقلا مستقیما و کم من نور قذف فی قلبی فعرفت من القرآن ما لا یعرف غیری“

(حماتہ البشری ص ۷۲، خزائن ج ۷ ص ۲۸۵) ”انا ماکتبنا فی کتاب شیعا یخالف النصوصن القرآنیة و الحدیثیة و ما تفوہنا بہ یوما من الدھر“
(مواہب الرحمن ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۲۱) ”وکلما قلت قلت عن امرہ و ما فعلت شیئا من امری“

(برایین احمدیہ ص ۴۰۸، حاشیہ ۴۳۸ جدید) ”اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہیہ جلد تر ان (ملہمین) کا تدارک کر لیتی ہے۔“

(برایین احمدیہ ص ۳۲۰، خزائن ج ۱ ص ۳۸۰ مخلص) انبیاء و رسل اور ملہمین کے عقائد صاف اور سچے ہونے چاہئیں۔

(نورالحق ج ۲ ص ۴۱، خزائن ج ۸ ص ۲۳۶) ”و یبعث اللہ عبدالاعانتہ فیجدد دین اللہ بعلمہ و صدقہ..... و ما یقول الا ما علمہ لسان الرحمن“

(نورالحق ج ۲ ص ۲۲، خزائن ج ۸ ص ۲۷۲) ”ان اللہ لا یترکنی علی خطاء طرفہ

عین و یعصمنی من کل مین“

(حقیقت الوحی ص ۲۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹۱) ”میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۳، ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵) ”اس کا (ملہم) ہاتھ خدا کا ہاتھ اس کا منہ خدا

کا منہ ہوتا ہے۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳) ”مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔

ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو، کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے۔“

کیا یہ وفات و حیات مسیح کا مسئلہ حکم شرعی نہ تھا؟

(حماتہ البشریٰ ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۱۸۶) ”واللہ یعلم انی ماقلت الا ما قال اللہ

ولم اقل کلمة قط یخالفہ وما سہا قلمی فی عمری“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳ طبع اول، خزائن ج ۵ ص ۹۳) ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے

یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدوسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام

کرتی رہتی ہے۔“

الحاصل اب مرزا کا کوئی عذر باقی نہ رہا کہ میں نے براہین میں غلطی سے جو لکھ دیا،

لکھ دیا اور اگر مرزا یا مرزائی لوگ یہ کہیں کہ یہ بات اور تعلیم مرزا کو بعد میں حاصل ہوئی ہے۔ تو اس

کا جواب یہ ہے کہ مرزا خود لکھتا ہے کہ میں نے براہین کو سالہا سال کے مطالعہ کے بعد لکھا ہے اور

اس کو جو کچھ ملا ہے وہ مادر کے شکم سے ہی ملا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مبداء و ولادت سے ہی

ہے۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص ۲، خزائن ج ۱ ص ۶۲) (عرض ضروری، بحالت مجبوری) اور کچھ ضرور نہ تھا

جو ہم سالہا سال اپنی جان کو محنت شدید میں ڈال کر اور اپنی عمر کا ایک حصہ خرچ کر کے پھر آخر کار

ایسا کام کرتے جو محض تحصیل حاصل تھا۔ (ص ۹۰، ۹۱، خزائن ج ۱ ص ۷۹، ۸۰) میں سچ مچ کہتا ہوں کہ

اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر ایک مذہب کی کتاب دریافت اور

امانت اور تدبر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا۔

بخواندم زہر ملتے دترے

ہم از کودکی سوائے این تا ختم

جوانی ہمہ اندریں با ختم

بدیدم زہر قوم دانش ورے

دریں شغل خود را بیندا ختم

دل از غیر ایں کار پردا ختم

(ص ۹۵ مقدمہ، خزائن ج ۱ ص ۸۵)

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰) ”اب میں بموجب آیت کریمہ ”واما بنعمة ربك فحدث“ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں، بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطاء کی گئی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، طبع اول، خزائن ج ۵ ص ۵۴) ”کان اللہ معی اول امری حین ولدت و حین کنت ضریعا عند ظئری و حین کنت اقراء فی المتعلمین، الخ“ اور پھر مرزا کے علوم کسی بھی نہیں کہ بعد میں حاصل کئے گئے ہوں۔ بلکہ وہی ہیں۔ (نور الحق ص ۲۱۱، جدید) ”وعلمنی من لدنہ وتولدنی وفتح علی ابواب علوم الذین خلوا من قبلی“

(حقیقت الوحی ص ۳۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۱) ”اور دو فرشتوں سے مراد اس کے لئے دو قسم کے نبی سہارے ہیں۔ جن پر ان کی اتمام حجہ موقوف ہے۔“

..... ”ایک وہی علم متعلق عقل اور نقل کے ساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور کتاب کے اس کو عطاء کیا جائے گا۔“ (ومثلہ ایام اصلاح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶)

تو پھر اب کیا عذر کیا جا سکتا ہے کہ میں نے براہین میں غلطی کی تھی اور حیات مسیح کا عقیدہ لکھ دیا تھا اور پھر لطف یہ کہ مرزا کو قرآن مجید کا علم بھی خاص خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ دیکھو (حصہ پنجم ص ۵۲، ۵۱، جدید خزائن ج ۲۱ ص ۶۵، ۶۶) واضح ہو کہ براہین احمدیہ میری تالیف میں سے وہ کتاب ہے جو ۱۸۸۰ء یعنی ۱۲۹۷ھ میں چھپ کر شائع ہوئی تھی..... مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ خفیہ سی غنودگی ہو کر یہ وحی ہوئی یا احمد ”بارک اللہ فیک الرحمن علم القرآن“ جس نے تجھے قرآن سکھایا یعنی اس کے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع دی۔

اب قرآن مجید کے حقیقی معنوں پر بھی خدا سے اطلاع دی گئی تھی۔ پھر براہین میں کیوں حیات مسیح کو لکھا۔ سوائے اس کے کہ مسلمانوں کو اس وقت دھوکہ دینا منظور تھا کہ کوئی میری مخالفت نہ کرے۔ لیکن اپنے دل کی تمنائیں ابھی پوشیدہ رکھی ہوئی تھیں۔

پھر علاوہ ازیں جبکہ تیرے نزدیک تیرا دنیا میں آنا ہی کسر صلیب کے لئے ہے۔ (ضرورت الامام ص ۲۶، ۲۵، جدید، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۶، ۳۹۷) اور عیسائیت کا بڑا ستون حیات مسیح ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۱، طبع اول، خزائن ج ۵ ص ۴۱) تو پھر اپنی علت غائی میں جو تیرے مبعوث ہونے کی باعث تھی۔ کیوں غلطی میں بارہ سال تک بعد ملہم ہونے کے مبتلا رہا۔ (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن

ج ۱۹ ص ۱۱۳) حالانکہ نبی اپنی تعلیم میں (ضمیمہ نزول مسیح ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵، قدیم تترہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳) اور احکام شرعیہ میں کبھی غلطی نہیں کھا سکتا۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ (ضرورۃ الامام ص ۲۲، ۲۵، ۲۶، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۴، ۴۹۵، طحطاص) ”سو وہ حکم میں ہوں میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔“

(مثلاً اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ ص ۴۰، مکتوبات احمدیہ ص ۴۹۵ جدید)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۱، خزائن ج ۵ ص ۵۷۳) عقائد باطلہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنانے کے لئے گویا عیسائی مذہب کا بھی ایک ستون ہے۔

(ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) (تترہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳) مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو، کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے۔ پس اب مرزا کے پاس براہین احمدیہ میں جو حیات مسیح کا قول کر چکا ہے۔ اس سے رہائی کی کوئی صورت نہیں رہی۔

یہ تو مرزا کے لئے پہلا دور تھا اور اسی دور میں مرزا کے نزدیک حیات مسیح یا وفات مسیح کوئی قابل قدر چیز نہ تھی اور اس کی نظر میں یہ ایک فرعی مسئلہ تھا اور نزول مسیح پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی تھی جس کو اسلام کی حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا اور اس سے اسلام کا کچھ نقصان و نفع نہ تھا۔ مگر بعد میں جو اس مسئلہ نے پوزیشن اختیار کی۔ اس کو ہم آگے بیان کریں گے۔ ابھی پہلے دور کی پوزیشن کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں، جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزویا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے، الخ۔

مثلاً (چشمہ معرفت ص ۱۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۸۹) ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف نزاع لفظی ہے، الخ۔ (حقیقت الوحی ص ۳۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۲) اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو۔ مسجد کو بھر شٹ کر دیا ہے۔ پھر فروری مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں، ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا۔

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲ ملحقہ شہادۃ القرآن) ایک شخص ساکن

بئالہ ضلع گورداسپور نے جو اپنے تئیں مولوی ابوسعید محمد حسین کر کے مشہور کرتا ہے۔ اس اختلاف رائے کے سبب سے جو بعض جزئی مسائل میں وہ اس عاجز کے ساتھ رکھتا ہے، الخ۔

اور (ازالہ اوہام ص ۴۶۱، خزائن ج ۳ ص ۳۲۷) میں دوسرے مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ حیات مسیح کے ہی قائل تھے اور پھر میاں عبدالحق اور مولوی محی الدین کو باوجودیکہ وہ مرزا کو کافر و ملحد و (ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۴۳۸) جہنمی کہتے تھے۔ مسلمان (ص ۶۳۷، خزائن ج ۳ ص ۴۳۳، ۴۳۴) ہی خیال کرتا تھا۔ ملاحظہ ہوں حوالہ جات (ص ۴۶۱، خزائن ج ۳ ص ۳۴۶، ۳۴۷) اگر اب بھی ہمارے مخالف الرائے مولوی صاحبان ماننے میں نہیں آتے تو ہم انہیں خطلی ہونے کی وجہ سے مباہلہ کے لئے نہیں بلاتے۔ کیونکہ اگر اختلافات باہمی کی وجہ سے مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہوتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ مسلمانوں پر عذاب نازل ہونا شروع ہو جائے۔

(ازالہ ص ۵۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۲۱) اب کیا یہ انسانیت ہے یا ہمدردی اور ترحم میں داخل ہے کہ طریق تصفیہ یہ ٹھہرایا جائے کہ تمام مسلمان کیا آئمہ اربعہ کے پیرو اور کیا محدثین کے پیرو اور کیا متصوفین ان ادنیٰ ادنیٰ اختلافات کی وجہ سے مباہلہ کے میدان میں آ کر ایک دوسرے پر لعنت کرنا شروع کر دیں۔

(ص ۶۶۰، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶) اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزوی اختلافات کی وجہ سے تعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ (ص ۶۳۷، خزائن ج ۳ ص ۴۳۳، ۴۳۴) میاں عبدالحق نے مباہلہ کی درخواست بھی کی تھی۔ لیکن اب تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے اختلافی مسائل میں جن کی وجہ سے کوئی فریق کافر یا ظالم نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ مباہلہ جائز ہے اور پھر وہ خود رقمطراز ہے کہ مرزا سے پہلے یہ حیات مسیح کا عقیدہ ایک اجتہادی غلطی تھی، جو قابل گرفت نہ تھی۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۳۰، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲) اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اس امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ صرف اجتہادی خطا ہے۔

(مشلہ الاستفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰، لیکچر سیالکوٹ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱۸) بلکہ یہ مسئلہ ایسا تھا کہ جس کا پورا علم صحابہؓ کو اور آنحضرت ﷺ کو بھی نہ تھا۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳، جملۃ البشری ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷) ان تمام حوالہ جات کو پہلے اجماع کو توڑنے کی وجہ سے سادس میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

- اب اس مسئلہ کے دور ثانی کی پوزیشن مرزا کی نظر میں ملاحظہ ہو۔
-۱ کہ یہی مسئلہ ہمارے اصول مناظرات میں سے ہے۔
- (ضمیمہ حصہ پنجم ص ۱۵۲، انجام آتھم ص ۱۳۳، خزائن ج ۱ ص ۱۱۵ ایضاً)
-۲ یہی میرے صدق و کذب کی مدار ہے۔
-۳ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا بہت بڑا شرک ہے۔
-۴ مسئلہ وفات مسیح بالکل غیر مشتبہ مسئلہ تھا۔
-۵ وفات مسیح کا مسئلہ قرآن مجید میں اس قدر وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں۔
-۶ وفات مسیح نصوص قطعہ یقینیہ سے ثابت ہے۔
-۷ حیات مسیح میں آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔
-۸ مسئلہ حیات مسیح سخت جہالت سے بھرا ہوا ہے۔
-۹ حیات مسیح نصوص قرآن کے صریح اور بدیہی مخالف ہے۔
-۱۰ حیات مسیح کا قول قرآن مجید کی تحریف ہے۔ اس پر کوئی آیت حدیث، قول سلف یا امام مجتہد دال نہیں۔ ایسے مسئلہ کے قائلین محرفین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔
-۱۱ وفات مسیح پر صحابہؓ کا سب سے اوّل اجماع تھا۔
-۱۲ حیات مسیح کا عقیدہ قرون ثلاثہ سلف میں نہ تھا۔
-۱۳ حیات مسیح کا عقیدہ کھلے طور پر قرآن کے مخالف ہے۔
-۱۴ حیات مسیح و نزول و صعود کی قرآن و عقل تکذیب کرتا ہے۔
-۱۵ حیات مسیح کا عقیدہ بے ہودہ اور بے اصل اور متناقض روایات سے ہے۔
-۱۶ عقل اور تجربہ اور طبعی اور فلسفہ سے بالکل مخالف ہے۔
-۱۷ حیات مسیح کا نیا اور پرانا فلسفہ محال ثابت کرتا ہے۔
-۱۸ حیات مسیح نہایت لغو اور بے اصل مسئلہ ہے۔
-۱۹ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا الحاد و تحریف قرآن ہے۔
-۲۰ حیات مسیح کا عقیدہ رکھ کر توفی کا معنی موت نہ کرنا سب سے بڑھ کر حماقت ہے۔
-۲۱ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت ﷺ کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ میں ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا، الخ۔ (بدرد ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۷ کالم نمبر ۲، قریب منہ ص ۸ کالم نمبر ۲)

ان تمام دعاوی کے حوالہ جات کو میں ذیل میں بالترتیب انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔
.....۱ ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت عیسیٰ کی وفات پر ہے۔

(ایام الصلح ص ۳۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹)

”فان بحث الوفات والحيات مقدم في هذه المناظرات“

(انجام آقہم ص ۱۳۲، ۱۳۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً، مثلاً آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

.....۲ صرف ماہہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔
(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

.....۳ ”فمن سوء الادب ان يقال ان عيسى مامات ان هو الا شرک عظیم“

ترجمہ یہ کہنا تو سوء ادب ہے کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے۔ یہ تو شرک عظیم ہے۔

(الاستفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

.....۴ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا ہے، الخ۔
(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۶)

.....۵ ”فانظر كيف بين الله تعالى وفات المسيح في كتابه ثم انظر هل

يكون من البيان و الشرح و الايضاح و التصريح اكثر من هذا“

ترجمہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں عیسیٰ کی وفات کو کس طرح واضح بیان کر دیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی بیان، شرح، توضیح یا تصریح ہو سکتی ہے؟

(حملة البشرى ص ۲۲، خزائن ج ۷ ص ۲۰۴)

.....۶ ”اعلم ان وفات عيسى عليه السلام ثابت بالنصوص القطعية

اليقينية“

ترجمہ جان لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی اور یقینی نصوص سے ثابت ہے۔

.....۷ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی

مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جودی گئی ہے۔ اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے

نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔
(حاشیہ گولڈ ویڈ ص ۱۱۲)

.....۸ توفی کے لفظ سے یہ نکالنا کہ گویا خدا تعالیٰ نے نہ صرف مسیح بن مریم کی روح کو اپنی

طرف اٹھا لیا۔ بلکہ اس کے جسم عنصری کو بھی ساتھ ہی اٹھا لیا۔ یہ کیسا جہالت سے بھرا ہوا خیال

ہے۔ جو صریح اور بدیہی طور پر نصوص بینہ قرآن کریم کے مخالف ہے، الخ۔

(ازالہ اوہام ص ۵۴۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۲)

۹..... بحوالہ سابقہ (ازالہ اوہام ص ۱۱۲۲، ۳۰۴) صریح اور بدیہی طور پر نصوص بینہ قرآن کے مخالف ہے۔

۱۰..... ”کیف يجوز لاحد من المسلمين ان يتكلم بمثل هذا ويبدل كلام الله من تلقاء نفسه و يحرفه عن موضعه من غير سند من الله و رسوله اليس لعنة الله على المحرفين ولو كانوا على الحق فلم لا يأتون ببرهان على هذا التحريف من آيت او حديث او قول صحابي اور أى امام مجتهد..... واما السلف الصالح فما تكلمو فى هذه المسئلة تفصيلاً بل آمنو مجملاً بان

المسيح عيسى بن مريم قد توفى، الخ“ (حملة البشرى ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷، ۱۹۸) ترجمہ..... کسی مسلمان کے لئے یہ کس طرح جائز ہے کہ وہ اس طرح کی بات کرے یا اپنی طرف سے اللہ کے کلام میں کوئی تبدیلی کرے اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بغیر کسی سند کے اسے اپنے محل سے پھیر دے۔ کیا ایسے تحریف کرنے والوں پر..... اللہ کی لعنت نہیں ہے اور اگر یہ لوگ حق پر ہیں۔ تو اس تحریف پر کسی آیت، حدیث، قول صحابی یا کسی امام مجتہد کی رائے سے دلیل کیوں نہیں لاتے..... اور جہاں تک سلف صالح کا تعلق ہے تو انہوں نے اس مسئلہ کے بارے میں کوئی تفصیلی کلام نہیں کیا۔ بلکہ وہ اجمالاً اس پر ایمان لائے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں۔

۱۱..... غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر تھا۔ بلکہ تمام انبیاء کی موت پر، الخ۔ (حقیقت الوحی ص ۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷)

۱۲..... افسوس کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہو گیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور اب تک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں۔ ان پر موت نہیں آئی، الخ۔ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۱)

۱۳..... یہ خیال کہ سچ مچ مسیح بن مریم بہشت سے نکل کر دنیا میں آئیں گے۔ تصریحات قرآنیہ سے بالکل مخالف ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

۱۴..... ”و اما صعود عيسى و نزوله فهو مريكبذبه العقل و كتاب الله الفرقان“ (الاستفتاء ص ۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۲، تحفہ گولڑویہ ص ۵۱، خزائن ج ۷ ص ۱۷۳)

۱۵..... یہ عقیدہ کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر چلا گیا۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ صرف بیہودہ اور بے اصل اور متناقض روایات پر اس کی بنیاد معلوم ہوتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۶۸، خزائن ج ۳ ص ۲۳۵)

۱۶..... لیکن ہم ایسی تعلیمات (حیات مسیح) کو جو عقل اور تجربہ اور طبعی اور فلسفہ سے بکلی مخالف تعلیم یافتہ لوگوں میں ہرگز پھیلا نہیں سکتے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۶۸، خزائن ج ۳ ص ۲۳۵)

۱۷..... نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس جسم خاکی کے ساتھ کرہ زمہر یہ تک پہنچ سکے۔

(ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۸..... غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۲، ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۱۹..... اپنے دل سے کوئی معنی مخالف عام محاورہ قرآن گھڑنا (یعنی توفی کا معنی موت نہ کرنا۔ محمد چراغ) اگر الحاد و تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟

(ازالہ اوہام ص ۳۳۵، خزائن ج ۳ ص ۲۷۰، قریب منہ حمامۃ البشری ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۹۷)

۲۰..... اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں کہ توفی کے معنی یہ کئے جائیں کہ خدا تعالیٰ جسم کو اپنے قبضہ میں کر لے۔

(ازالہ اوہام ص ۵۴۲، خزائن ج ۳ ص ۳۹۱)

۲۱..... آ حضرت ﷺ کی توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے۔

(بدر ۲۰ ستمبر ۱۹۰۶ء ص ۲۷، قریب منہ ریویو آف ریلیجز نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۲۲)

اب فیصلہ دنیا کے سامنے ہے کہ ان اکیس نمبر میں جو اشیاء مرزا کی ہم نے نقل کی ہیں۔ کیا مرزا اپنے لئے بھی یہ سب ثابت کرے گا۔ کیونکہ خود بھی بارہ سال تک ملہم ہو چکنے کے باوجود اس غلط عقیدہ میں بزعمہ مبتلا رہا۔ بلکہ اپنی عمر میں باون سال تک اس میں مبتلا رہا۔ کیونکہ چالیس کی عمر میں وہ ملہم ہوا تھا اور بارہ سال بعد بھی یہی عقیدہ رہا۔ تو کیا اب مرزا تسلیم کرتا ہے کہ ۵۲ سال تک میں ان سب باتوں اور القابات کا مستحق ہوں۔

مرزا قادیانی کا خیال ہے کہ مسئلہ حیات و نزول مسیح پہلے کسی کو معلوم نہ تھا

..... آ حضرت ﷺ کو بھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آ حضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی

نمونہ کے موبہو منکشف نہ ہوئی ہو..... تو کچھ تعجب کی بات نہیں، الخ۔

۲..... حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اپنے نزول کا مطلب سمجھ نہ آیا۔ دیکھو (ریویو آف ریلیجنس ج ۳ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۰۴ء، ص ۲۸۱) یہ امر بھی ناممکن نہیں کہ مسیح کو اپنی آمد ثانی کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی ہو اور بجائے روحانی آمد سمجھنے کے اس نے جسمانی آمد اس سے سمجھ لی ہو، الخ۔

۳..... صحابہؓ کو بھی اس مسئلہ کی حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۳۳، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵) ”یا اخوان هذا هو الامر الذی اخفاه اللہ عن اعین القرون الاولى“ (تحفہ بغداد ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۹۰۸) ”ما كان ايمان الاخير من الصحابة و التابعين بنزول المسيح عليه السلام الا اجماليا وكانوا يومنون بالنزول اجمالاً، الخ“

(حماتہ البشری ص ۵۴۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۲) ”واما السلف الصالح فما تكلموا في هذه المسئلة تفصيلاً بل آمنوا اجمالاً بان المسيح عيسى بن مريم توفى، الخ“ (ازالہ اوہام ص ۱۱۲۲، ۳۰۴، ۱۱۶۶، ۳۲۸)

۴..... پہلے کسی کو بھی اس مسئلہ کا علم نہ ہوا۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۲، خزائن ج ۵ ص ۵۵۲، ۵۵۲) ”وعلمت من لدنه ان النزول في اصل مفهومه حق ولكن ما فهم المسلمون حقيقته لان اللہ اراد اخفاءه فغلب قضاؤه ومكره ابتلاء على الافهام فصرف وجوهم عن الحقيقة الروحانية الى الخيالات الجسمانية فكانوا بها من القانعين وبقي هذا الخبر مكتوما مستورا كالحب في السنبله قرنا بعد قرن حتى جاء زماننا هذا..... فكشف اللہ الحقيقة علينا، الخ“

۵..... اس کی حقیقت صرف مرزا کو ہی معلوم ہوئی۔ دیکھو (کمالات اسلام ص ۵۵۳، خزائن ج ۵ ص ۵۵۳) ”فكشف اللہ الحقيقة علينا، الخ“ (ازالہ اوہام ص ۱۱۲۶، ۳۰۸) یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا جو خدا تعالیٰ نے وہ اصل حقیقت اپنے ایک بندہ پر کھول دی، الخ۔

(مثلاً ازالہ اوہام ص ۶۵۰، خزائن ج ۳ ص ۴۵۱، اربعین نمبر ۳، ضمیمہ، ص ۴، خزائن ج ۱ ص ۴۷۰) ۶..... خدا تعالیٰ نے بھی خود نزول مسیح کی حقیقت کو دنیا سے چھپائے رکھا تھا۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۳۹، ۵۵۲، طبع اول واخبار الحکم ص ۶ ج ۱ ص ۳ کالم ۳ بابت ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء) مگر باوجود اس قدر آشکارا ہونے کے خدا تعالیٰ نے اس کو مخفی کر لیا اور آنے والے موعود کے لئے اس کو مخفی رکھا۔

عموماً ہر جگہ استغراق حقیقی مراد نہیں ہوا کرتا تا کہ قد خلت من قبلہ الرسل میں استغراق حقیقی مراد ہو

مرزا عموماً ایسی آیات و احادیث سے استدلال کیا کرتا ہے۔ جن کو خصوصی طور پر حضرت مسیح علیہ السلام سے تعلق نہیں۔ بلکہ وہ عمومی حالات و واقعات ہوا کرتے ہیں اور یہ عموماً قاعدہ مسلمہ ہے کہ عموماً واردہ میں تخصیصات ہوا ہی کرتی ہیں۔ ہم ذیل میں چند ایک آیات عامہ پیش کرتے ہیں۔ جن میں استغراق حقیقی مراد نہیں۔ لیکن وہ عمومی حالات و واقعات کو بیان کرتی ہیں۔ بلکہ مرزا کے بھی خود ایسے اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن کو اس نے بطور استغراق یا بطور کلیہ بیان کیا ہے۔ لیکن وہاں اس کی مراد بھی عموم کلی و استغراق حقیقی نہیں ہے۔

..... ”یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم من تراب الآیة (پ ۱۷ حج، پ ۲۴ مومن)“

.....۲ ”ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ الآیة (پ ۱۸ مومن)“

.....۳ ”ان رسلنا یکتبون ماتمکرون (پ ۱۱ یونس)“

.....۴ ”یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکروا نثی (پ ۲۶ حجات)“

.....۵ ”ویقتلون الانبیاء بغیر حق (پ ۴، آل عمران)“

.....۶ ”یقتلون الذین یا مروں بالقسط من الناس (پ ۳، آل عمران)“

.....۷ ”وکان الانسان عجولاً (پ ۱۵، بنی اسرائیل)“

.....۸ ”ان الذین کفروا سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لایؤمنون (پ ۱، بقرہ)“

.....۹ ”واذا اذقنا الناس رحمة فرحوا بها وان تصبہم سیئة بما قد مت ایدیہم اذا ہم یقنطون (پ ۲۱، روم)“

.....۱۰ ”الم نجعل له عینین ولساناً وشفقتین وهدیناہ النجدین (پ ۳۰، بلد)“

اقوال مرزا

..... ”ان لفظ التوفی فی القرآن فی کل مواضعها ماجاء الاللاماتۃ و

قبض الروح“ (حماتہ البشریٰ ص ۶۳، خزائن ج ۷ ص ۲۶۹) و (ازالہ اوہام ص ۱۰۲۵، ۲۰۷) یہاں کل استغراقی نہیں۔ کیونکہ دو جگہ توفی سے مراد نیند بھی ہے۔ دیکھو

(حماتہ البشریٰ ص ۵۸، خزائن ج ۷ ص ۲۶۱، ازالہ اوہام ص ۳۳۶، خزائن ج ۳ ص ۲۷۱)

.....۲ ”ان الاحادیث کلھا آحاد“ (حماتہ البشریٰ ص ۳۳، خزائن ج ۷ ص ۲۱۷)

یہاں بھی کل استغراقی نہیں بدلیل قولہ فی (حماتہ البشریٰ ص ۲۳، ۹۹ جدید، خزائن ج ۷ ص ۲۰۵) کہ بعض احادیث غیر احاد ہیں۔

.....۳ ”ان هذه الاحادیث کلھا لا تخلو عن المعارضات و التناقضات فاعتزل کلھا“ (حماتہ البشریٰ ص ۹۰، خزائن ج ۷ ص ۳۱۵) یہاں بھی استغراق یقیناً مراد نہیں ہے۔ بدلیل قولہ فی (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۳۸) ”ان فی بعض الاحادیث دخن قليل من التناقض“

اقوال بزرگان دین در ختم نبوت

حوالہ جات از مولوی ابوالوفاء صاحب شاہجہان پوری

مولوی عبدالحی لکھنوی۔ (دافع الوسواس ص ۲۱) فی ابن عباس رضی اللہ عنہما علی لکھنوی تالیف ۱۲ رمضان ۱۲۹۰ھ اور یہ نصوص قطعہ سے مثل نص ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمرو غیر ذالک“ ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

(آخر نمبر ۱۱ ص ۲۱) ”وثبت انه ينزل الى الارض في آخر الزمان ويحكم بشريعته النبي صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفي على انشاء النبوة لكل احد من الناس لا على نفي وجود نبی کان قد نبی قبل ذالک“ (زجر الناس ص ۸۴ تالیف ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ) ”وثبت فی مقره انه خاتم الانبياء على الاطلاق والاستغراق“

(ص ۸۴) ”لكن ختم نبينا صلی اللہ علیہ وسلم حقيقى بالنسبة الى جميع انبياء جميع الطبقات بمعنى انه لم يعط بعده النبوة لاحد في طبقة“
مولانا عبدالرحمن جامی (رسالہ عقائد جامی ص ۱۵)

خاتم الانبياء و الرسل است دیگر است ہم چو جزا و چوں کل است
وازپے اور رسول دیگر نیست بعد ازاں ہیچ کس پیہر نیست

چوں در آخر زماں بقول رسول
پیرو دین و شرع اوباشد
دین ہماں دین شرع اوداند
کنداز آساں مسیح نزول
تابع اصل و فرع اوباشد
ہمہ کس را بدین اوخواند
خواجه معین الدین چشتی (دیوان خواجہ معین الدین چشتی طبع نولکشور لکھنؤ ص ۴۷)

مرز دیدہ و دل ہر زماں درودو مانند
نثار روضہ پر نور صدرو بدر و عالم
چہ مظہر یست کہ مبعوث شد ہراول و آخر
بظاہر است موخر بہاطن است مقدم

مولانا محمد طاہر سندھی صاحب (مجمع البحار ج اول ص ۳۳۰) ”و الخاتم و الخاتم من

اسماء ﷺ ش بالفتح اسم ای آخرہم“

(مجمع البحار ج دوم ص ۴۰۴) ”وفی اسماء ۵ ﷺ العاقب وهو آخر الانبیاء“

(مجمع البحار ج سوم ص ۵۴) ”عنوان جملنی خاتما و خاتما۔“ المبتداء بہدا یتہم و الخاتم لہم

کقول النبی ﷺ کنت اول النبیین فی الخلق و آخرہم فی البعث“

(مجمع البحار ج اول ص ۴۵۲) ”تحت قوله الرویا جزء من اجزاء النبوة لا

خرج فی الاخذ بظاہرہ فان اجزاء النبوة لا یكون نبوة فلا ینا فی حینئذ

ذهب النبوة، الخ“

حضرت مرزا مظہر جان جاناں (مقامات مظہری ص ۸۸) ”هیچ کمال غیر از نبوت بالا

صالت ختم نگر دیدہ و در مبداء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست۔“

(از مقدمہ بہاول پور بیان شمس)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(کنز العمال ص ۸۲۳ ج ۸) ”عن عائشہ عن النبی ﷺ انه قال لا یبقی بعدہ

من النبوة شی الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرویا

الصالحہ یراها المسلم او تری لہ“

بروایت احمد و الخطیب و البیهقی فی شعب الایمان۔

(کنز العمال ص ۸۰۲۳ ج ۸) ”وعن عائشہ عن النبی ﷺ انا خاتم الانبیاء و

مسجدی خاتم مساجد الانبیاء“

بروایات دلیلی۔ بزار۔ ابن نجار

(تکملہ مجمع البحار ص ۸۵) ”قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده.....“

وهذا ناظر الى نزول عيسى

حضرت علیؑ

(کنز العمال از ختم نبوت حصہ دوم ص ۳۳) ”عن علیؑ قال وجعت وجعافاتیت

النبی ﷺ فاقامنی فی مقامه وقام یصلی والقی علی طرف ثوبه ثم قال برئت یا ابن ابی طالب فلا باس علیک ما سألت باللہ لی شیئا الا سألت لك مثله ولا سألت اللہ شیئا الا اعطانیہ غیرانہ قیل لی لانبی بعدی فقلت کانی ما اشتکیت“

امام حسن بن علیؑ

(در منثور ج ۵ ص ۲۰۲، از ختم نبوت حصہ دوم) ”و خاتم النبیین قال ختم اللہ

النبیین بحمد ﷺ وكان آخر من بعث“

ملا علی قاریؒ

(شرح فقہ اکبر لعلی القاریؒ ص ۲۰۲) ”دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر

بالجماع“

(موضوعات لعلی القاریؒ ص ۵۸) ”وانما الکلام علی فرض وقوع التقدّم“

(موضوعات کبیر ص ۵۸ مجبائی) ”ولو عاش وبلغ اربعین وصار نبیا لزم ان لا

یکون نبینا ﷺ خاتم النبیین“

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۵۶۲ ج ۵ مصری) ”فالمعنی انه لا یحدث بعده نبی لانه

خاتم النبیین السابقین و فیہ ایماہ الی انه لو کان بعده نبی لکان علیا وهو لا ینافی ماورد فی حق عمرؓ صریحا لان الحکم فرضی وتقذیری فکانہ قال لو تصور نبی بعدی لکان جماعۃ من اصحابی انبیاء ولكن لا نبی بعدی و هذا معنی قوله ﷺ لو عاش ابراهیم لکان نبیا“

امام غزالیؒ

(تفسیر سراج منیر) ”قال الغزالیؒ فی کتابہ الاقتصاد ان الامۃ فہمت من

هذا اللفظ ومن قرائن احواله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انه افهم عدم نبى بعده ابدأ و عدم رسول بعده ابدأ وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص وقال ان من اوله بتخصيص النبيين باولى العزم من الرسل و نحو هذا فكلامه من انواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب بهذا النص الذى اجمعت الامة على انه غير موول ولا مخصوص

شيخ عبدالقادر جيلاني

(غية الطالبين ص ۱۸۳) ”ويعتقدها لاسلام قاطبة ان محمد بن عبد الله بن عبدالمطلب بن هاشم رسول الله و سيد المرسلين وخاتم النبيين“
 (البراهين ص ۳۵ ج ۲ بحث نمبر ۳۵) ”قد كان الشيخ عبدالقادر الجيلي يقول اوتى الانبياء اسم النبوة و اوتينا للقب له حجر علينا اسم النبي مع ان الحق تعالى يخبرنا فى سرائرنا بما عانى كلامه و كلام رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“
 امام ابو حنيفة ابو يوسف فقهاء حنفيه كاعقيدته
 (عقيدته لمحاوى ص ۱۲) ”كل دعوة بعد نبوة صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بغى وهوى“

محي الدين بن العربي

(فتوحات مكية ص ۳۸ ج ۳ باب ۱۱ سوال ۱۳) ”وادعاء نبوة قد انقطعت بلفظ استغراق“

(فتوحات مكية ص ۱۴۰ ج ۳ باب ۳۰ سوال نمبر ۱۳) ”فالنبوة اختصاص من الله..... وقد اغلق ذلك الباب و ختم برسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والولاية مكتسبة الى يوم القيامة“ ”فصوص الحكم فص حكمة فردية فى كلمة محمدية لانه اكمل موجود فى هذا النوع الانسانى ولهذا بدء به الامر و ختم به فكان نبيا و آدم بين الماء والطين ثم كان بنشأة العنصرية خاتم النبيين“ ”فصوص الحكم فص حكمة قدرية فى كلمة عزيزية از تاويل المحكم فى المتشابه“ (فصوص الحكم ص ۲۲۸ كص ۲) ”واما نبوة التشريع والرسالة فمنقطعه وفى محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد انقطعت فلا نبى بعده مشرعا ولا مشرعا له ولا رسول وهو المشرع“
 ترجمه..... از حكيم محمد حسين رئيس امر وهبه صاحب تفسير غاية البرهان وكواكب دريه وغيره (تاويل محكم

ص ۲۲۸) ”ولیکن نبوت تشریحی و رسالت پس منقطع شد و در حضرت ﷺ منقطع شد و نیست نبی بعد آن حضرت ﷺ شرح کندہ کہ رسول باشد یا برائے او شرح کردہ باشد کہ نبی باشد بر شریعت رسول دیگر ونہ رسول کہ او مشرع باشد۔“

شیخ عبدالوہاب شعرائی

(الیواقیت والخواہر بحث نمبر ۳۵، ج ۲۲ ص ۳۳) ”اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انه

خاتم المرسلین كما انه خاتم النبیین“

(الیواقیت ج ۲ ص ۲۲) ”فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الا

التعریفات“ (انکشاف بر دل) ”وانسد باب الاوامر الالہیة والنواہی فمن ادعاها بعد محمد ﷺ فمدع شریعة اوحی بها الیہ سواء وافق شرعنا او خالف فان کان مکلفا ضربنا عنقه والاضر بنا عنه صفحا“ (الیواقیت ج ۲ ص ۳۳ نبوت کی بحث) ”قال وهذا باب اغلق بعد محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الی یوم القیامة“

شاہ ولی اللہ

ترجمہ قرآن مجید کا تشریحی نوٹ زیر آیت خاتم النبیین۔ یعنی بعد از وہی پیغمبر نبی نباشد

(تقیہات الہیہ تفہیم نمبر ۵۳ ص ۱۳۷ مدینہ پریس) ”وختم بہ النبیین ای لا یوجد

من یامرہ اللہ بالتشریح علی الناس“ (شریعت، بیان کردن، منتہی الادب)

(تقیہات الہیہ تفہیم نمبر ۵۳ ج ۲ ص ۱۳۷) ”وصار خاتم هذه الدورة فلذلك لا

يمكن ان يوجد بعده نبی صلوة اللہ علیہ و سلامہ“

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی

موضح القرآن آیت خاتم النبیین کا تفسیری نوٹ

”اور پیغمبروں پر مہر ہے، اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔“

شیخ عبدالحق دہلوی

(مدارج النبوة ج اول باب نمبر ۵ فضل در خصائص آنحضرت ﷺ مطبع ہامری ص ۱۴۱) وازان

جملہ است کہ وہ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین است و بعد از وہی ہیچ

پیغمبری نخواہد بود قرآن مجید بدان ناطق است و در حدیث آمدہ، الخ۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ

(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم حصہ نمبر ۸، مکتوب نمبر ۱۷) ”اول انبیاء حضرت آدم ہست علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات و آخر ایشاں وخاتم نبوت شاں حضرت محمد رسول اللہ ہست علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات“

جلال الدین رومیؒ

(مثنوی دفتر نمبر ۶ ص ۶۶ مجیدی کانپوری)

بہر ایں خاتم شدواد کہ بخود
چونکہ درصنعت بر در استادوست
مثل اونی بودونی خواہند بود
نے توگوئی ختم صنعت برتواست

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(مناظرہ عجیبہ ص ۱۰) ”سوا اگر اطلاق وعموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلا لالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل ”انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال“ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بند متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جب اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی ان کا منکر بھی کافر ہوگا اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

(الاشاہ والنظار کتاب الردہ ص ۲۹۶) ”اذالم یعرف محمد ﷺ آخر الانبیاء

فلیس بمسلم لانه من ضروریات الدین“

مرزا کی علمی قابلیت

امراؤل: مرزا کا علمیت و عصمت کا دعویٰ

..... (ضرورۃ الامام ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۰) ”امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابلہ پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر

ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے بھی ہیئت کی رو سے بھی طبعی کے رو سے بھی جغرافیہ کے رو سے بھی، الخ۔“

۲..... (ملفوظات احمدیہ ص ۱۶۵ حصہ اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”بڑا معجزہ علمی معجزہ ہوتا ہے۔“

۳..... (نورالحق ص ۷۲ حصہ دوم، خزائن ج ۸ ص ۲۷۲) ”ان اللہ لایترکنی علی خطاء طرفۃ عین ویعصمنی عن کل مین“

۴..... (مواہب الرحمن ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۲۱) ”کَلِمَا قَلْتُ عَنْ أَمْرِهِ وَمَا فَعَلْتُ شَيْئًا عَنْ أَمْرِي“

امردوم: مرزا کے اغلاط علم حساب

۱..... (آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ریاض ہند پریس ۱۸۹۳ء ص ۲۸۶ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶) ”والد اس عورت کا (یعنی محترمہ محمدی بیگم) نکاح سے چوتھے مہینے مطابق پیش گوئی فوت ہو گیا۔ یعنی نکاح ۷/۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا اور وہ ۳۱/ستمبر ۱۸۹۲ء کو بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا۔“

۲..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۱۲ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۳۱۲) ”نکاح کے چھٹے مہینے پیش گوئی کی میعاد میں مر گیا۔“

۳..... (آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ریاض ہند پریس ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”۷/۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا اور ۳۱/ستمبر ۱۸۹۲ء کو یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔“

۴..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”پیش گوئی جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے۔ جو ۳۱/ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی۔“

منظور الہی مرزائی نے یہی غلطی کی۔ دیکھو (البشری ص ۱۱ ج ۲) ”۷/۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا اور ۳۱/ستمبر ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ ہوشیار پور میں فوت ہو گیا۔“

فضل الہی مرزائی نے یہی ٹھوکر کھائی۔ دیکھو (الحکم نمبر ۱۸ ج ۱۰ کا لم ۴ بابت ۲۳ مئی ۱۹۰۶ء) ”مرزا احمد بیگ ۳۱/ستمبر ۱۸۹۲ء کو ٹھیک چوتھے مہینے بعد نکاح کے جو ۷/۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تھا مر گیا۔“

۵..... (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷) ”مگر اس لڑکے نے پیٹ ہی میں دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر اس کے بعد ۱۴/جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتے کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا۔ یعنی چہار شنبہ..... پایا۔“

.....۶ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

علم جغرافیہ

.....۱ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ح ملحقہ خطبہ الہامیہ ص ح، خزائن ج ۱۶ ص ۲۲، ۲۳) ”قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے۔ جولاءِ ہور سے گوشہ و مغرب اور جنوب میں واقع ہے۔“

علم تاریخ

.....۱ (چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹) ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے (یعنی آنحضرت ﷺ) گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

.....۲ (ملفوظات احمدیہ ص ۳۲۶، ۳۲۷ جلد اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی۔“

.....۳ (چشمہ معرفت ص ۲۳۰، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۹، نور القرآن ص ۹ حاشیہ حصہ اول، خزائن ج ۹ ص ۳۲۲، اربعین ص ۴، ۵، ضمیرہ تحفہ گولڑویہ ص ۴) میں پادری فنڈ کو فنڈل کر کے لکھا ہے۔

.....۴ (ازالہ اوہام ص ۹۶، خزائن ج ۳ ص ۱۵۳) ”یاد رکھنا چاہئے کہ امام محمد اسماعیل صاحب (یہ امام بخاریؒ ہیں۔ جن کا نام محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہے)“

(ازالہ اوہام ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۳۹) ”ہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں۔“

.....۵ (ایام الصلح ص ۸۰، خزائن ج ۱۳ ص ۳۱۵) ”فتاویٰ ابن حجرؒ جو حنفیوں کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔“ (حالانکہ ابن حجر شافعی المذہب ہیں)

.....۶ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) ”یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔“

علم الصرف

.....۱ (انجام آتھم ص ۲۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) ”ان لفظ التحت کان فی الاصل طیة ومعناه ماکان تحت القدم وحاذی الفوق جهة ثم بدل الطاء بالتاء والياء بالحاء بکثرة الاستعمال ونظائرہ کثیرة“

.....۲ (ملفوظات احمدیہ ص ۳۳ حصہ دوم سلسلہ اشاعت لاہوری) ”ہدی للمتقین تو اتقاء“ جو افعال کے باب پر ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آتا ہے۔“ (مثلاً ملفوظات احمدیہ ص ۲۵۱ حصہ اول) علم النحو

.....۱ (تحفہ گولڈویہ ص ۴۵، خزائن ج ۱ ص ۱۶۲) ”علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ تونی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو۔ ہمیشہ اس جگہ تونی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔“ علم معانی

.....۱ (تربیاق القلوب حاشیہ ص ۱۴۳، خزائن ج ۱ ص ۲۵۴) ”کیونکہ اس آیت کریمہ میں لف نشر مرتب ہے۔ پہلے وفات کا وعدہ ہے پھر رفع کا پھر تطہیر کا پھر یہ کہ خداوند تعالیٰ ان کے مقبوعین کو ہر ایک پہلو سے غلبہ بخش کر خالقوں کو قیامت تک ذلیل کرتا رہے گا۔“

اس آیت کریمہ میں لف نشر نہیں بلکہ عطف نسق ہے۔ یعنی چند چیزوں کو ایک ہی حکم میں شامل کرنا۔ لف نشر تو دو گروپوں میں ہوتا ہے کہ پہلے ایک گروپ کے افراد کا ذکر ہو۔ پھر ان افراد سے متعلقہ باتوں کا ذکر دوسرے گروپ میں ہو۔ مثلاً موسیٰ عیسیٰ اور محمد اللہ کی طرف سے تورات انجیل اور قرآن لائے۔

علم الفقہ

.....۱ (چشمہ معرفت ص ۲۷۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۸۸) ”جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے، تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خلع ہے۔“

عدالتی طلاق نہیں۔ بلکہ زوجین کی رضامندی سے مہر کی واپسی کے بدلے علیحدگی کا نام خلع ہے۔

.....۲ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۴۳۵، ۴۳۶) ”میری وحی میں امر ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ”قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم“ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ امر بھی ہے اور نہی بھی۔“ اس میں نہی کہاں ہے؟

علم اصول حدیث

.....۱ (ایام الصلح ص ۱۷۰، خزائن ج ۱ ص ۴۱۹) ”محدثین کا یہ اصول مانا ہوا ہے کہ کسی حدیث کی پیش گوئی پوری ہو جائے تو گو وہ حدیث موضوع ہی ہو، پوری ہونے کے بعد وہ صحیح تسلیم ہوگی۔“

صرف قابل اعتماد راویوں کے متصل سلسلہ سے ثابت ہونے والی حدیث ہی کو صحیح کہا جاتا ہے۔ جو پہلے ہی موضوع (من گھڑت) ہو اس کی صحت کا کیا سوال ہے؟
علم الحدیث

..... (انجام آتھم ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱) ”وما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السماء“ کنز العمال میں ابن عباسؓ کی مرفوع روایت میں ہے ”ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء حکماً عدلاً، الخ“

اس حدیث کو مرزا نے (حمامۃ البشری ص ۸۸، ۸۹، خزائن ج ۷ ص ۳۱۲، ۳۱۳) میں دو دفعہ نقل کیا۔ مگر من السماء کا لفظ کاٹ دیا گیا۔

چہ دلا دراست ذردے کہ بکف چراغ دارد
اور از خود مرزا نے (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) میں لکھا ہے: ”صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیحؑ جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ اور (تختہ گولڑیہ ص ۱۱۳، خزائن ج ۷ ص ۲۸۳) ”تختہ الکرامۃ میں ابن واطیل وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا۔ ابن واطیل کا اصل قول جو سرچشمہ نبوت سے لیا گیا ہے۔“

..... ۲ (ملفوظات احمدیہ ص ۱۲۸ حصہ اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”سلمان منا اہل البیت سلیمان یعنی دو صلحسین اور پھر فرمایا علی مشرب الحسن۔“

..... ۳ (ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸) ”عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس ہوئی تھی۔ محدثین نے اس حدیث کو اول درجہ کی صحیح مانا ہے اور کوئی جرح نہیں کیا گیا۔“

..... ۴ (انجام آتھم ص ۱۱۱، ۱۱۵، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱) ”ضمیمہ پنجم براہین احمدیہ ص ۱۲۴، خزائن ج ۲ ص ۲۹۰) میں مرزا نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رجوع کا لفظ احادیث نبویہ میں نہیں آیا۔ جس کا معنی دوبارہ آنے کے ہیں۔ حالانکہ رجوع عیسیٰ کی احادیث ہیں۔ مثلاً حضرت شیخ الحدیث علامہ سید انور شاہ صاحب مرحوم کے عقیدۃ الاسلام میں مروی ہے اور اس کے علاوہ مرزا کا بھی قول ہے (الحکم نمبر ۲، ۲۹، فروری ۱۹۰۸ء ص ۳ کالم نمبر ۱۲) ”جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور پر وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔“ اور (براہین احمدیہ ص ۲۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) میں بھی مرزا آیات قرآنیہ سے حضرت مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا ثابت کرتا ہے۔

علم التفسیر

..... ۱ (تحفہ گولڈ ویس ص ۲۱، خزائن ج ۱۷ ص ۱۲۰، ایام الصلح ص ۶۲، خزائن ج ۱۴ ص ۲۹۶) ”الناس کا لفظ بمعنی دجال معبود بھی آتا ہے..... پھر اور معنی کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے ”لخلق السموت والارض اکبر من خلق الناس“

..... ۲ (ست بچن ص ۱۴۰، خزائن ج ۱۰ ص ۲۶۲) ”لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں۔ کسی کا جنایا ہوا نہیں۔“

علم القرآن

..... ۱ (حقیقت الوحی ص ۱۸۹، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) ”وعید کی پیش گوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اس کی طرف سے جاری ہے۔ یہاں تک کہ جو جنہم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کے لئے ہے۔ وہاں بھی یہ آیت موجود ہے: ”الا ماشاء ربك ان ربك فعال لما یرید“ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے، اس کے کرنے پر وہ قادر ہے۔ لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا، کیونکہ وہ وعدہ ہے وعید نہیں۔“ اور (حاشیہ ص ۱۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) میں ہے ”قرآن شریف میں کفار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جنہم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے: ”خلدین فیہا ابدًا“ اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں ”الا ماشاء ربك“ بھی موجود ہے۔“

..... ۲ (تریاق القلوب ص ۶۶، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۷) ”ان قوموں میں سے ہو جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور نیچی قومیں سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے حجام، موچی، تیلی، ڈوم، الخ۔“ خلاف قرآن مجید ”وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرکم عند اللہ اتقاکم“ علم اللغت

..... ۱ (نسیم دعوت ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۳۸۷) ”عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں۔ یعنی جس میں دو انس ہیں، ایک انس خدا کی اور ایک انس بنی نوع کی۔“

..... ۲ (تعلیم اسلامی یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۲۰، خزائن ج ۱۰ ص ۳۳۸) ”خنزیر کا لفظ خنز اور سے مرکب ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اس کو فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔“

..... ۳ (اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۶۲، خزائن ج ۱۰ ص ۴۰۳) ”برزخ عربی لفظ ہے، جو مرکب ہے

زخ اور بر سے، جس کے یہ معنی ہیں کہ طریق کسب اعمال ختم ہو گیا۔“

۴..... (اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۵۱، خزائن ج ۱۰ ص ۳۸۶) ”زکھیل دو لفظوں سے مرکب ہے۔

یعنی زنا اور جبل سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو اس کے ترکیبی معنی یہ ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔“

۵..... (ملفوظات احمدیہ ص ۲۱۷ حصہ اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”(لفظ شہید کی بحث) شہید.....

یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے..... وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔“

۶..... (ملفوظات احمدیہ ص ۵۷ اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”محبت ایک عربی لفظ ہے اور معنی اس کے پر ہو جانا ہے۔“

۷..... (حاشیہ متعلقہ ص ۱۶۲ است بچن ص ۷، ز، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷) ”یا اسفا علی یوسف پس

اس سے صاف نکلتا ہے کہ یوسف پر اسف یعنی اندوہ کیا گیا اس کا نام یوسف ہوا۔“

۸..... (حاشیہ متعلقہ ص ۱۶۲ است بچن ص ۷، ز، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۷) ”اور ایسا ہی مریم کا نام بھی ایک

واقعہ پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ جب مریم کا لڑکا عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ اپنے اہل و عیال سے دور تھی اور مریم وطن سے دور ہونے کو کہتے ہیں۔“

علم العقائد

۱..... (تریاق القلوب ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۷، ۲۷۸) ”اولیاء اللہ اور رسول اور نبی

جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک

وہ جو دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور نہیں ہوئے۔“ ”وما ارسلنا من رسول الا

لیطاع“ (ازالہ اوہام ص، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

۲..... (سرمد چشم آریہ ص ۱۸۳ تا ۱۸۵، خزائن ج ۲ ص ۲۳۱ تا ۲۳۳) ”دوسرا ٹکڑا اعتراض کا کہ تقریر

مذکورہ بالا سے خدا تعالیٰ کا اپنی مثل بنانے پر قادر ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قدرت

الہی صرف ان چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جو اس کی صفات ازلیہ ابدیہ کے منافی اور مخالف

نہ ہوں۔ بیشک یہ بات تو صحیح اور ہر طرح سے مدلل اور معقول ہے کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ کو کامل

ہو۔ اس چیز کو اگر چاہے تو پیدا بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات ہرگز صحیح اور ضروری نہیں کہ جن باتوں

کے کرنے پر وہ قادر ہو۔ ان سب باتوں کو بلا لحاظ اپنی صفات کمالیہ کے کر کے بھی دکھادے..... ایسا

ہی اس کی قدرت اس طرف رجوع نہیں کرتی کہ وہ اپنے تئیں ہلاک کرے۔ کیونکہ یہ فعل اس کی

صفت حیات ازلی وابدی کے منافی ہے۔ پس اس طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اپنے جیسا خدا بھی

نہیں بناتا۔ کیونکہ اس کی صفت احدیت اور بے مثل و مانند ہونے کی جوازی وابدی طور پر اس میں پائی جاتی ہے۔ اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے۔ پس ذرا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہئے کہ ایک کام کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے۔ لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفات کمالیہ امر منافی صفات کی طرف توجہ نہ کرنا یہ اور بات ہے۔“

۲..... (چشمہ معرفت ص ۱۶۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۸) ”پس خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم ماننا پڑتا ہے۔ نہ شخصی طور پر یعنی مخلوق کی نوع قدیم سے چلی آتی ہے۔ ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا پیدا کرتا چلا آتا ہے۔ سو اس طرح ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہی قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے..... اور خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت شخصی ضروری نہیں“ (خلاف اس کے ملفوظات احمدیہ حصہ اول ص ۱۳۴) ”نوعی قدم کا میں ہرگز ہرگز قائل نہیں ہوں۔“

۳..... (تریاق القلوب ص ۱۳۰، حاشیہ خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲) ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم و محدث ہیں۔ گو وہ کیسے ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“

۵..... (حمامۃ البشری ص ۳۵، خزائن ج ۷ ص ۲۲۱) ”بل حیات کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الاتقرافی القرآن ماقال اللہ تعالیٰ عزوجل فلا تکن فی مریة من لقاءه وانت تعلم ان هذه الآیة نزلت فی موسیٰ فہی دلیل صریح علی حیات موسیٰ علیہ السلام لانه لقی رسول اللہ ﷺ والاموات لایلاقون الاحیاء ولا تجد هذه الآیات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات شتی فتدبر“

۶..... (نور الحق ج ۱ حصہ اول ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۸، ۶۹) ”هذا هو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء ولم یمت و لیس من المیتین و امانزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحمامة و خلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئا فی هذا الباب من غیر خبر وفاته الذی نجدہا فی مقامات کثیرة من الفرقان الحمید۔“

علم اصول اسلام در مساوات

..... (تریاق القلوب ص ۶۶، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۷) ”ان قوموں میں سے جو اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور نیچی قومیں سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے حجام، موچی، تیلی، ڈوم، میراسی، سقاء، قصائی، جو لائے، الخ۔“

علم منطوق

..... (سرمہ چشم آریہ ص ۹۹، خزائن ج ۲ ص ۱۴۷ لاہوری مطبع) ”اسی واسطے ضاعت منطوق میں قضیہ ضروریہ مطلقہ سے قضیہ دائمہ مطلقہ کو اخص مطلق قرار دیا گیا ہے..... پس یہ جو دائمہ مطلقہ ہے قضیہ ضروریہ مطلقہ سے اسی واسطے اخص سمجھا جاتا ہے۔“

.....۲ (جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹، ۹۰) ”قیاسات کے جمیع اقسام میں سے استقراء کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اگر یقینی اور قطعی مرتبہ سے اس کو انداز کر دیا جائے تو دین اور دنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جاتا ہے۔“ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۸۸۸، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲) ”اور کچھ شک نہیں کہ استقراء بھی اولہ یقینیہ میں سے ہے، بلکہ جس قدر حقائق کے ثابت کرنے کے لئے استقراء سے مدد ملی ہے اور کسی طریق سے مدد نہیں ملی۔“

.....۳ (چشمہ معرفت ص ۵۶، خزائن ج ۲۳ ص ۶۲) ”لمی دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل سے مدلول کا پتہ لگالیں جیسے کہ ہم نے ایک جگہ دھواں دیکھا تو اس سے ہم نے آگ کا پتہ لگالیا۔“

علم فلسفہ

..... (سرمہ چشم آریہ ص ۱۲۲، ۱۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۷۰، ۲۷۱) ”یہی نقطہ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات اہل اللہ میں نفسی نقطہ احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ نام رکھتے ہیں اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اول کے نام سے یہی موسوم کیا گیا ہے۔“

.....۲ (تحفہ گوڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱ ص ۱۰۲) ”علاوہ ازیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ علم طبعی کی رو سے جس کے مسائل مشہورہ محسوسہ ہیں۔ ہمیشہ جسم معرض تحلیل و تبدیل میں ہے۔ ہر آن و سیکنڈ ذرات جسم بدلتے رہتے ہیں جو اس وقت ہیں وہ ایک منٹ کے بعد نہیں۔“

علم مناظرہ

..... (مکتوبات احمدیہ ص ۲۲ حصہ دوم) ”مناسب ہے کہ یہ سارا مضمون ایک ہی دفعہ برادر ہند میں درج ہو یعنی تین تحریریں ہماری طرف سے اور تین ہی آپ کی طرف سے ہوں اور ان پر دونوں منصفوں کی مفصل رائے درج ہو۔“

.....۲ (مکتوبات احمدیہ ص ۷۰ حصہ دوم) ”اول تقریر کرنے کا ہمارا حق ہوگا۔ کیونکہ ہم معترض ہیں۔ پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط جو چاہیں گے، جواب دیں گے۔ پھر ان کا جواب الجواب ہماری طرف سے گزارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائے گی۔“

مسلمانوں کی مردم شماری

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۶ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۵۷۱) ”بیس کروڑ مسلمان دنیا میں مان رہے ہیں۔“ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۹ طبع ۱۹۰۸) ”آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمر بستہ کھڑے ہیں۔“ (پیغام الصلح ص ۳۲، خزائن ج ۲۳ ص ۴۶۱) ”بیس کروڑ انسانوں کا محمد درگاہ پر سر جھکا رکھا ہے۔“ (نور القرآن ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۹ ص ۳۳۹) ”اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔“ (تحفہ گولڈ ویہ طبع ۱۹۰۲، ص ۶۷، خزائن ج ۱ ص ۲۰۰) ”نوے کروڑ مسلمان مختلف دیار و بلاد ہیں۔“ (ست بجن طبع ۱۸۹۲ء، ص ۶۷، خزائن ج ۱ ص ۱۹۱) ”انگریزوں نے سرسری مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی۔ مگر جدید تحقیقات کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ دراصل مسلمان روئے زمین پر چورانوے کروڑ ہیں۔“ (ملفوظات احمدیہ حصہ اول ۱۵۹ سلسلہ اشاعت لاہوری) ” اور ۹۹ کروڑ مسلمان اس کے خادم موجود ہیں۔“

جھوٹے آدمی کے متعلق مرزا کا فتویٰ

.....۱ ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۵۶)

.....۲ ”تکلف سے جھوٹ بولنا گواہ کھانا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱ ص ۳۴۳)

.....۳ ”میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۴۲، خزائن ج ۱ ص ۴۸)

.....۴ ”جھوٹ جو اس پاخانہ سے بھی بڑھ کر بد بول رکھتا ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ حصہ اول ص ۱۸۱ سلسلہ اشاعت لاہوری)

.....۵ ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں، بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۱۳)

.....۶ ”اگر کوئی شخص ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲)

عدالت میں مرزا کا جھوٹ

..... (انوار الاسلام ۱۸۹۴ء ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۹۹) ”پیش گوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا۔ ایک گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا۔ خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرکردہ تھا۔“

(انوار الاسلام ص ۷، ۸، خزائن ج ۹ ص ۸) ”یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا، مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے..... ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ دیکھ لیا..... ڈاکٹر مارٹن کلا راک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا۔“

(کتاب البریہ ص ۲۴۴، ۲۴۵، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۹، ۲۸۰) ”ڈاکٹر کلا راک صاحب کی بابت یہ پیش گوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیش گوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہی ہے۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں..... میں نے کوئی پیش گوئی نہ اشارہ اور نہ کنایتاً ڈاکٹر کلا راک صاحب کی بابت کی۔“

(کتاب البریہ ص ۱۷۳، ۱۷۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۶) ”ہم نے کبھی پیش گوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلا راک صاحب مرجائیں گے..... عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیش گوئی نہ تھی۔“ یہ بیان اگست ۱۸۹۷ء کا ہے۔

عمر مسیح علیہ السلام میں مرزا کا خبط

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۵۰۵، خزائن ج ۳ ص ۵۹۳ تا ۶۰۱) میں عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ثابت کیا ہے از روئے آیات قرآنیہ۔

(اتمام الحجس ۱۶ حاشیہ، خزائن ج ۸ ص ۲۹۳) ”طبرانی اور مستدرک میں عائشہ صدیقہؓ سے یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کی بیماری میں فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام ایک سو بیس برس تک جیتا رہا۔“ (۱۸۹۴ء کی تصنیف)

(تحفہ گوڑویہ ص ۱۱۸ جدید، خزائن ج ۱ ص ۲۹۵) ”حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔“ (۱۹۰۲ء کی تصنیف) (مسح ہندوستان میں ص ۵۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۵) ”احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہماری نبی ﷺ نے فرمایا کہ حضرت مسیح کی عمر ایک سو پچیس برس کی ہوئی اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوتیں۔“

..... ”ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی، یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے۔“ (۱۹۰۸ء)

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست ملحقہ تریاق القلوب ص ش، خزائن ج ۱۵ ص ۲۹۹) میں بھی ایک سو پچیس برس ہی لکھی ہے۔ (۱۹۰۲ء)

(ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب ص ۴۲، خزائن ج ۳ ص ۴۷) ”سچ یہی ہے کہ مسیح بغیر اپنی مرضی ناگہانی طور پر پکڑا گیا..... اس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ رہنا اور کچھ اور دن دنیا میں قیام کرنا چاہتا تھا اور اس کی روح نہایت بے قراری سے تڑپ رہی تھی کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے۔ لیکن بلا مرضی اس کے یہ سفر اس کو پیش آ گیا۔“ یہ واقعہ صلیبی ہے۔ جس وقت حضرت مسیح کی عمر ۳۳ برس تھی۔ جیسے (تحفہ گلڑویس ۱۲۷، خزائن ج ۱ ص ۳۱۱) میں ہے۔

(انعام الحجہ ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۲۹۴) ”اور امام مالکؒ نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا اور وہ تینتیس برس کا تھا جب فوت ہوا۔ اب دیکھو امام مالکؒ کس شان اور مرتبہ کے امام اور خیر القرون کے زمانے کا اور کروڑہا آدمی اس کے پیرو ہیں۔ جب ان کا یہی مذہب ہوا تو گویا یہ کہنا چاہئے کہ کروڑہا عالم اور متقی اور اہل ولایت جو سچے پیرو حضرت امام صاحبؒ کے تھے۔ ان کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔“

(تحفہ الندوہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۳، ۱۰۴) ”سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یورشلیم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا۔ جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے..... یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے..... اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً ۳۳ سال..... تھی..... اور اس خط کے متعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صحیح ہے..... اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر اور قوی دلیل ہے۔“

(اخبار الحکم نمبر ۳۵ ج ۹ ص ۵۳، ۵۴، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء) ”اور اس پر سوال کرتے ہیں کہ جبکہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی کا جواب دینا ہمارے ذمہ نہیں۔“ (۱۹۰۵ء)

حیات مسیح علیہ السلام میں مرزا کا خطبہ عشواء

..... (براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) میں اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق مرزا

قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات قرآن مجید کی دو آیتوں سے ثابت کرتا ہے۔ اس قول کے لحاظ سے مرزا از روئے قرآن مجید حیات مسیح کا قائل ٹھہرا۔

۲..... اس قول میں مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کا واقعہ صلیبی میں ہی فوت ہو جانا تسلیم کرتا ہے۔ گویا حضرت مسیح بزعم مرزا سیلیبی واقعہ میں فوت ہو کر راندہ درگاہ الہی ٹھہرے اور ملعون ہوئے۔ عیاذ باللہ۔ قول ملاحظہ ہو:

(ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب ص ۴۲، خزائن ج ۳ ص ۴۷۴) ”بلکہ سچ یہی ہے کہ مسیح بغیر اپنی مرضی کے ناگہانی طور پر پکڑا گیا..... اس سے بوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ مسیح زندہ رہنا اور کچھ اور دن دنیا میں قیام کرنا چاہتا ہے اور اس کی روح نہایت بے قراری سے تڑپ رہی تھی کہ کس طرح اس کی جان بچ جائے۔ لیکن بلا مرضی اس کے یہ سفر اس کو پیش آ گیا۔“

(اتمام الحجہ ص ۱۷، خزائن ج ۸ ص ۲۹۴) ”دیکھو کتاب مجمع بحار الانوار جلد اول ص ۲۸۶ جو اس حکم کے لفظ کی شرح لکھتا ہے۔ ”ینزل (ای ی نزل عیسیٰ) حکما ای حاکما بہذہ الشریعة الانبیاء والا کثران عیسیٰ لم یمت وقال مالک مات وهو ابن ثلاث و ثلاثین سنة“ یعنی حضرت عیسیٰ ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کرے گا۔ نہ نبی ہوگا اور اکثر کا قول یہ ہے کہ عیسیٰ نہیں مرا اور امام مالک نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا اور وہ تینتیس برس کا تھا۔ جب فوت ہوا۔“

تو گویا واقعہ صلیبی میں ہی لعنتی موت سے مر گیا۔ (عیاذ باللہ)

تیسرا قول یہ ہے کہ واقعہ صلیبی پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ وہاں سے کشمیر چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے، وہیں ان کی قبر ہے۔ یہ آج کل مرزا نیوں کا مشہور قول ہے۔ جیسے (حقیقت الوحی ص ۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴) میں ہے۔ ”مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”واوینا ہما الی ربوة ذات قرار و معین“ یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو آرام اور خوش حالی کی جگہ ہے۔“

مرزا کی عربی کی فحش اغلاط

(براہین احمدیہ ص ۱۵۸ تا ۱۶۳، خزائن ج ۱ ص ۱۶۶ تا ۱۷۵) ”گو کسی بشر کا کلام کیسا ہی صاف اور شستہ ہو۔ مگر اس کی نسبت یہ کہنا جائز نہیں ہو سکتا کہ فی الواقع تالیف اس کی انسانی طاقتوں سے باہر ہے..... پس یہ خیال تو سراسر سودا نیوں اور مخبوط الحواسوں کا ہے کہ پہلے ایک چیز کو اپنے منہ سے

قوی بشریہ کی بنائی ہوئی مان لیں اور پھر آپ ہی بڑبڑائیں کہ اب قوی اس چیز کی مثل بنانے سے قاصر اور عاجز ہیں..... علاوہ اس کے آج تک کسی انسان نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے کلمات اور مصنوعات خدا کے کلمات اور مصنوعات کی طرح بے مثل و مانند ہیں۔ اگر کوئی نادان مغرور ایسا دعویٰ کرتا تو ہزاروں اس سے بہتر تالیفیں کرنے والے اور اس کے منہ میں ذلت کی خاک بھرنے والے پیدا ہو جاتے۔“

خلاف اس کے اقوال مرزا

(ضروۃ الامام ص ۲۵، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۶) ”خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔ (۱) میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔“

ایسے ہی (حقیقت الوحی ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵، ایام الصلح ص ۱۵۸، خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۶، الاستفتاء ص ۹ ملحقہ حقیقت الوحی ص، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۹، ایام الصلح ص ۱۷۲، خزائن ج ۱۴ ص ۴۲۱) نیز ایک آدمی کی عربی کے متعلق (ضروۃ الامام ص ۲۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۹) میں لکھتا ہے: ”مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے۔ ان میں بعض جگہ صر فی اور نحوی غلطیاں تھیں۔“

(نزل مسج ص ۵۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴) ”اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں۔ تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“

اب مرزا کی چالیس کے قریب ادبی اغلاط عربی میں ثابت کی جاتی ہیں

..... (حقیقت الوحی ص ۳۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۵) ”کلام افصحت من لدن رب کریم“

۳، ۲..... (سراج منیر ص ۱۱، خزائن ج ۱۲ ص ۱۳) ”فبشرنی ربی بموتہ فی ستۃ سنۃ ان فی ذلک لآیات للطالبین“ (جزء اللہ ص ۳۹) میں بھی ستہ ستہ ہی ہے۔ صحیح لفظ ”ست سنین“ ہے (اس میں دو اغلاط ہوئیں۔)

۵، ۴..... (حماتہ البشری ص ۸۱، خزائن ج ۷ ص ۳۰۰) ”وانی واللہ او من باللہ ورسولہ و او من بانہ خاتم النبیین“ صحیح لفظ ”او من“ ہے۔

۶..... (حماتہ البشری ص ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۲) ”فلاتظنن یا اخی انی قلت کلمۃ فیہ

رائحة ادعاء النبوة“ صحیح لفظ ”فیہا“ ہے۔ کیونکہ کلمہ مؤنث ہے۔

۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵ ایضاً) ”من تفوه بكلمة ليس له اصل صحيح في الشرع“ صحیح لفظ ”لیس لها“ ہے۔ کیونکہ کلمہ مؤنث ہے۔

۸، ۹..... (نور الحق ص ۱۹ حصہ اول حاشیہ، خزائن ج ۸ ص ۲۵) ”وهی مدينة عظيمة على ساحل بحر الروم بينها وبين بيروت ثلثون اكواسا“ اكواس جمع كوس کی بنا نا چاہتا ہے۔ حالانکہ كوس عربی لفظ نہیں ہے کہ اس کی جمع اكواس ہو۔

۱۰..... (نور الحق ص ۲۰، خزائن ج ۸ ص ۲۷) ”ولو كانت فلسة اوربعه“ صحیح ”ربمها“ ہے
۱۱..... (نور الحق ص ۵۶، خزائن ج ۸ ص ۷۷) ”وسالت عنی دليلا عليه“ صحیح ”سالتنی عن دليلا عليه“ ہے۔

۱۲..... (نور الحق ص ۸۴، خزائن ج ۸ ص ۱۱۴) ”فاسألوا عنه سر هذا التخصيص“ صحیح
”فاسألوه عن سر الخ“

۱۳..... (نور الحق ص ۱۲۷، خزائن ج ۸ ص ۱۶۸) ”سبقاء كوالجها“ کالج عربی لفظ نہیں کہ اس کی جمع کوالج ہو۔

۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”وجعلهم منهلا لا يغور ومتاعا لا يبور“ اصل عبارت صحیح یوں ہے ”جعلهم مناہل لاتغور وامتعة لاتبور“
۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”فاعطاهم الله قلبا متقلبا مع الحق ولسانا متحليا بالصدق وجنانا خاليا من الحقد والغل“ صحیح
”قلوبا متقلبة والسنة متحلية وخالية“ ہے۔

۲۴، ۲۵..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”انهم برهان رسالة سيدنا وحجة صدق مولانا“ صحیح ”براہین و حج“ ہے۔

۲۶..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”سالتھما من رب الارض و السماء“ صحیح ”سالت رب الارض والسماء عنھما“ ہے۔

۲۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”ما اسر ننی كسر وری منذك“ صحیح
”ما سترنی“ کیونکہ مسرت خود متعدی ہوتا ہے اور پھر سروری بھی حسن نہیں۔

۲۸..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”وحبه شيئا اسراهل الصلاح“ صحیح
”سراهل الصلاح“ کیونکہ مسرت خود متعدی ہے۔

۲۹..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲، ۲۳، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”رب ارحم علی الذین یلعنون علی..... وارحم علیہم“ صحیح ”ارحم الذین وارحمہم“ کیونکہ رحم کا صلہ علی نہیں آتا اور ”اولئک سیر حمہم اللہ الآیۃ“

۳۲..... (الاستفتاء ص ۷ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۳) ”انا المسمی بغلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ و میرزا غلام مرتضیٰ بن میرزا عطاء محمد بن میرزا گل محمد، الخ“ صحیح غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطاء محمد بن گل محمد، الخ ہے۔

۳۳..... (التبلیغ ص ۵۳۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”فاعلموا یا اخوان ان اسمی غلام احمد و اسم ابی غلام مرتضیٰ و اسم ایبہ عطاء محمد و کان عطا محمد بن گل محمد و گل محمد بن فیض محمد و فیض محمد بن محمد قائم الخ“ صحیح عبارت یوں تھی۔ ”ان اسمی غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطاء محمد بن گل محمد بن فیض محمد الخ“

۳۴..... (مال الفرق فی آدم و المسیح الموعود) یہ مرزا کی ایک کتاب ہے۔ جو خطبہ البہامیہ کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل ہے۔ صحیح نام یوں تھا ”مال الفرق بین آدم و المسیح الموعود“

۳۵..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”اضلوا خلقا کثیرا بتلک الافترا“ صحیح یہ تھا ”بذلک الافتراء“

۳۶..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”واسروانفسہم“ صحیح ”سروا“ ہے۔

۳۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۷، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”کیف ینطفی نور اللہ من فوہ بطالوی“

۳۸، ۳۹، ۴۰..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵ ایضاً) ”وواللہ لو قتلت جمیع صبیانی و اولادی احفادی باعینی و قطعت ایدی و ارجلی“ صحیح ”بعینی ویدی ورجلی بصیغہ ثنئیہ“ ہے۔ کیونکہ ہر انسان میں دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں ہوتی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور لفظ حرام زادہ

گالیاں دینا مرزا کے نزدیک کس قدر بری چیز ہے۔

۴۱..... (ملفوظات احمدیہ ص ۸۵ حصہ دوم سلسلہ اشاعت لاہوری) ”اسی طرح انسان کو چاہئے کہ جب

کوئی شریر گالی دے، تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے، نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔“

۲..... (ازالہ اوہام ص ۸۲۶، خزائن ج ۳ ص ۵۴۷) ”تمہاری فتح مند اور غالب ہونے کی یہ راہ نہیں..... گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔“

۳..... (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ایضاً) ”کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔“

۴..... (ضمیمہ اربعین ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۷۱) ”گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔“

۵..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۲۹ لاہوری) ”اگر کوئی بدظنی کی راہ میں کیسی ہی بدزبانی اور بدگوئی کی مثل کر رہا ہو اور ناخدا ترسی سے ہمیں آزاء دے رہا ہو۔ ہم پھر بھی اس کے حق میں دعا ہی کرتے۔“

۶..... (ضرورة الامام ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸) ”امام میں قوت اخلاق ہو اور وہ پورا نمونہ ”انک لعلی خلق عظیم“ کا ہو۔“

۷..... (اربعین ص ۲۱، خزائن ج ۱ ص ۳۴۳، ۳۴۴) ”میں اخلاقی اور اعتقادی اور ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

اب جو مرزائے صرف حرام زادہ کی گالی مخالفین کو سنائی ہے، وہی ملاحظہ ہو

۱..... (انوار اسلام ص ۲۴، خزائن ج ۹ ص ۲۵) ”اگر کوئی مولویوں میں سے کہے کہ ثابت نہیں تو اگر وہ اس بات میں سچا اور حلال زادہ ہے تو عبد اللہ آتھم کو اس حلف پر آمادہ کرے۔“

۲..... (انوار اسلام ص ۲۴، خزائن ج ۹ ص ۲۶) ”ان کا نام فتح یاب رکھنا یہ حلال زادوں کا نام نہیں۔“

۳..... (انوار اسلام ص ۲۹، خزائن ج ۹ ص ۳۱) ”پیشک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا۔“

۴..... (انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱) ”اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔“

۵..... (انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۲) ”حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ نہ چلے۔“

۶..... (انوار اسلام ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۲) ”نہ ہم کسی کو ولد حرام کہتے اور نہ حرام زادہ نام رکھتے۔“

- ۷..... (انوار اسلام ص ۴۰) ”اگر وہ ولد حرام نہیں ہیں اور حلال زادے ہیں تو..... الخ۔“
- ۸..... (انوار اسلام ص ۳۷، خزائن ج ۹ ص ۳۹) ”کون اس فیصلے کے لئے بلا توقف سعی کرتا ہے اور کون ولد الحرام بننے پر راضی ہوتا ہے۔“
- ۹..... (اخبار بدر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۵۵ کا لم نمبر ۳) ”یونہی تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول انکار اور استہزاء یہ حرامزادی کا کام ہے۔“
- ۱۰..... (نور القرآن حصہ دوم ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۴۲۴) ”یہ نہایت شرارت اور خباثت ہے اور حرامزادی ہے۔“
- ۱۱..... (آریہ دھرم ص ۵۵، خزائن ج ۱۰ ص ۶۳) ”ایسے ایسے حرام زادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں، جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔“
- ۱۲..... (شخصہ حق ص ۳۷، خزائن ج ۲ ص ۳۷۶) ”لیکن اگر وہ حلال زادہ ہے تو اب امتحان کے لئے ہمارے سامنے آ جائے۔“
- ۱۳..... (اخبار الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء ص ۲) ”یونہی تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول انکار و استہزاء، یہ حرامزادی کا کام ہے۔ کوئی حلال زادہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔“
- ۱۴..... (شخصہ حق ص ۴۶، خزائن ج ۲ ص ۳۸۶) ”وہ کنجر جو اولاد زنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولنے سے شرماتے ہیں۔ مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہیں رہی۔“
- ۱۵..... (اشتہار لمحقة شهادة القرآن ص ۳، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰) ”محسن کی بدخواہی کرنا (گورنمنٹ سے جہاد کرنا) ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“
- ۱۶..... (انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲) سعد اللہ نو مسلم لدھیانوی کی بابت لکھتا ہے۔
- آذیتی خبثاً فلسط بصادق
ان لم تمت بالخرزی یا ابن بغاء
ترجمہ..... تو نے مجھے خبث سے ایذا دی ہے۔ پس اے کنجری کے بیٹے، اگر تو رسوائی سے نہ مرے تو میں سچانہ ہوں گا۔“
- ۱۷..... (تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۶) ”سعد اللہ لدھیانوی کی بابت وہی شعر ”یا ابن بغاء کا لفظ۔“
- ۱۸..... (تمتہ حقیقت الوحی ص ۲۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۳) ”سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق یا ابن بغاء (اے بازاری عورت کے بیٹے) کہا ہے۔“

۱۹..... (ازالہ اوہام ص ۷۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۳۹۰) ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے علماء کے حق میں لکھتا ہے ”جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں..... ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا۔“

۲۰..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۲، خزائن ج ۵ ص ۵۵۷ ایضاً) مولوی محمد حسین بٹالوی کی بابت: ”شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو تو اول وہ جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق..... الزام نہیں لگاتا۔“

۲۱..... (نور الحق ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳) ”واعلم ان کل من هو من ولد الحلال و لیس من ذریۃ البغایا و نسل الدجال فی فعل امر امن امرین۔“
ترجمہ..... جو حلال زادہ ہے اور بازاری عورتوں اور دجال کی اولاد نہیں، دونوں کاموں میں سے ایک کام تو ضرور کرے گا۔“

۲۲..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۵۷ ایضاً) ”کل مسلم..... یقبلنی ویصدق دعوتی الاذریۃ البغایا۔“
ترجمہ..... ہر ایک مسلمان مجھے مانتا ہے اور میرے دعوے کو سچا مانتا ہے سو ان لوگوں کے جو کبجروں کی اولاد ہیں۔

مرزا کی جھوٹی قسمیں

۱..... (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۴) ”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی شخص سے قرآن، حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔“
حالانکہ خود اس نے قرآن و حدیث وغیرہ لوگوں سے پڑھی ہے۔ دیکھو (التبلیغ ص ۵۴۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵۷ ایضاً ملحقہ آئینہ کمالات اسلام) ”لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث والا صول و الفقہ الا کطل من الوبل۔“

(کتاب البریہ ص ۱۴۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰) ”میری تعلیم اس طرح یہ ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا۔ ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔“

۲..... (تذکرہ ص ۱۶۱ طبع سوم) ”مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا

نہیں سکتا۔“ (یہ الہام عربی میں ہے جو محمدی بیگم منکوحہ آسمانی کے متعلق ہے۔ اصل الہام عربی میں تھا)

۳..... (آسمانی فیصلہ ص ۳، خزائن ج ۴ ص ۳۱۲) ”میں نے اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر پیغام پہنچایا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے۔ جو نعوذ باللہ عقیدہ اسلام کے مخالف ہو۔“
حالانکہ خود اس نے (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں حیات مسیح کا عقیدہ درج کیا۔ جو مرزائیوں کے اور مرزا کے خیال میں شرک عظیم ہے۔ نیز مرزا محمود نے (حقیقت النبوة) میں لکھا ہے کہ مرزا ۱۹۰۰ء تک تو ختم نبوت کا قائل تھا۔ وہ اس کی عبارتیں منسوخ ہیں تو بزعم محمود اس کا باپ ختم نبوت کا ساہا سال تک مشیع رہا۔ جو مرزائیوں کے نزدیک بالکل اسلام کے خلاف ہے۔

۴..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۵) ”واللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدة اننی جعلت المسیح بن مریم واننی نازل منزلتہ ولكن اخفیتہ..... و توقفت فی الاظهار عشر سنین -“ حالانکہ خود مرزا نے اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول مسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”میں لکھا ہے کہ براہین احمدیہ کی تالیف کے بعد بارہ سال تک مجھے بالکل خبر نہ ہوئی کہ میں مسیح موعود بنایا گیا ہوں۔ بلکہ میں حیات مسیح کا قائل رہا اس سے ثابت ہوا کہ آئینہ کی عبارت جھوٹ ہے۔

۵..... (حماتہ البشریٰ ص ۹، خزائن ج ۷ ص ۱۸۶) ”واللہ یعلم اننی ماقلت الا ما قال اللہ تعالیٰ ولم اقل کلمة قط یخالفها وما سها قلمی فی عمری“ حالانکہ مرزا اور اس کی امت کے خیال میں حیات مسیح کا عقیدہ خلاف نصوص قرآنیہ و حدیثیہ جس کو مرزا نے (براہین احمدیہ ص ۴۶۴، ۴۵۸) میں آیات قرآنیہ سے ثابت کیا اور بقول محمود اس نے ساہا سال تک اپنی کتابوں میں ختم نبوت کے مسئلہ کی اشاعت کی۔ جو بزعم مرزائیت نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے خلاف ہے۔

۶..... (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰) ”ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔“ حالانکہ اس کے خلاف (انجام آتھم ص ۶۵، خزائن ج ۱۱ ص ۶۵) میں لکھا ہے کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث پر ہی ہے۔ لہذا اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول مسیح) کی قسم جھوٹی ثابت ہوئی۔

جواب تاویلات

کہ (حماتہ البشریٰ ص ۱۴ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) ”میں خود مرزا نے لکھا ہے کہ جملہ قسمیہ

میں کوئی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہو کرتی۔“ (شخص حق ص ۴۶، خزائن ج ۲ ص ۳۸۶) ”وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولنے سے شرماتے ہیں۔ مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔“

آنحضرت ﷺ کی توہین مرزا کی زبانی

..... عیسائیوں نے ایک کتاب امہات المؤمنین کے خلاف لکھی تھی تو انجمن حمایت الاسلام لاہور والوں نے اس کتاب کی ضبطی کے لئے ایک میموریل حکومت کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا تو مرزا قادیانی نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ جس کا ذکر (حقیقت الوحی ص ۲۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۸، ایام صلح ص ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۴ ص ۳۱۰) میں مفصل مذکور ہے۔

.....۲ (براہین احمدیہ حصہ پنجم کا ضمیمہ ص ۱۰۶ حاشیہ، ۱۰۵ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۶۹) ”ہمارے نبی ﷺ کی تمام استغفار اسی بناء پر ہے کہ آپ ﷺ بہت ڈرتے تھے کہ جو خدمت مجھے سپرد کی گئی ہے۔ یعنی تبلیغ کی خدمت اور خدا کی راہ میں جانفشانی کی خدمت اس کو جیسا اس کا حق تھا، میں ادا نہیں کر سکا۔“

حالانکہ نبی کی صداقت کی دلیل بقول مرزا یہ ہے کہ وہ اپنے مشن کو کامیابی سے سرانجام دے۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۴۳۸، خزائن ج ۳ ص ۳۳۸) ”ان (انبیاء) کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے۔ جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۸) ”ما مور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بجالانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر وہ اس خدمت کو ایسی طرز پر پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے۔“

نتیجہ یہ ٹھہرا کہ بقول مرزا آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی معاذ اللہ مخدوش ہو گئی۔ کیونکہ جو صداقت کا معیار بزعم مرزا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ میں نہیں پایا جاتا۔ جیسا کہ اس نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا۔

.....۳ آنحضرت ﷺ مدۃ العمر غلطی میں مبتلا رہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۰۰، ۴۰۱، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) ”جب آنحضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے۔ تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔“

ایسے ہی (ازالہ ص ۴۰۱، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) میں بھی یہی مرزا نے لکھا ہے ”جس سے ثابت ہوا کہ اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہیں تھی۔“

حالانکہ مرزا خود لکھتا ہے کہ انبیاء کو غلطی پر باقی نہیں رکھا جاتا۔ (ضمیمہ نزول مسیح ص ۲۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲، ۱۳۳) ”کیونکہ انبیاء غلطی پہ قائم نہیں رکھے جاتے۔“

(ضمیمہ حصہ پنجم براہین احمدیہ ص ۱۱۵، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۰) ”مگر وہ (انبیاء) ہمیشہ اس غلطی پر قائم نہیں رکھے جاسکتے۔“ (مسئلہ ضمیمہ پنجم براہین احمدیہ ۸۹، خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۰) ”اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت خداوندی جلد ان کا تدارک کر لیتی ہے۔“

نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا مدۃ العمر رہنا بقول مرزا ان کی نبوت کو مخدوش کرتا ہے (عیاذ باللہ) کیونکہ نبی کی غلطی تو باقی نہیں رکھی جاتی۔“

.....۴ (ضمیمہ نزول مسیح (۱) عجاز احمدی) ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

لہ نصف القمر المنیر وان لی
غسا القمر ان المشرقان انتکر

.....۵ (ازالہ اوہام ص ۸۴۲، خزائن ج ۳ ص ۵۵۷) ”آنحضرت ﷺ جو اخبار حکایات بیان کردہ تصدیق کرتے تھے۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو..... چنانچہ کئی دفعہ یہ اتفاق ہوا ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی مجزب کی خبر کو صحیح سمجھا اور بعد ازاں وہ خبر غلط نکلی۔“

تو گویا آنحضرت ﷺ کی تصدیق کا اعتبار نہیں حالانکہ خود مرزا لکھتا ہے کہ انبیاء کی شان یہ ہوتی ہے: ”وما یناطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸)

”بیاعت فتانی اللہ ہونے کے اس کی زبان (یعنی ملہم کی زبان۔ ناقل) ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے..... اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام نہ بھی ہو۔ تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ وہ اس کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

.....۶ آنحضرت ﷺ کے معجزات بقول مرزا تین ہزار تھے۔ (تحفہ گولڈ ویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

”مثلاً کوئی شریہ انفس ان تین ہزار معجزات کا بھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔“ (مثلاً ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب ص ۱۹، خزائن ج ۴ ص ۴۳۵) ”مگر اپنے معجزات و نشانات کی تعداد دس لاکھ سے زائد جو بالکل کھلے کھلے اور اعلیٰ درجہ کے خارق عادت ہیں، بتلاتا ہے۔“

(حصہ پنجم براہین ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲) ”ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں۔ جو دس لاکھ سے زائد ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں..... اور بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے، دس لاکھ سے زائد ہوں گے۔“

..... ۷ آ نحضرت ﷺ کا علم بھی مرزا سے (عیاذ باللہ) کم تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۷۳) ”اگر آ نحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ و مشکف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج و ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دلبہ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر کی گئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

گویا مرزا اپنے آپ کو اب ان سب امور کا حقیقی عالم اور واقف سمجھتا ہے اور آپ ﷺ کے متعلق یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو ان اشیاء کے حقائق نہ معلوم ہوئے ہوں۔ نعوذ باللہ!

..... ۸ (تحفہ گولڑیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۵) ”خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔“ مگر اپنی جائے قبر کے متعلق مرزا یہ لکھتا ہے:

(رسالہ الوصیہ ص ۱۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۶) ”اور مجھے ایک جگہ دکھائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا تھا۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔“

آنحضرت ﷺ کی جگہ اور مرزا کی جگہ کا موازنہ کرو عباذ باللہ!

..... ۹ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶) ”ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہا نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“

(ص ۱۸۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۲) ”بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بنسبت ان سالوں (جب آنحضرت بذات شریفہ دنیا میں رونق افروز تھے۔ ناقل) کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔“

(ص ۱۸۴، خزائن ۱۶ ص ۲۷۵) ”اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ (یعنی مرزا کا زمانہ) میں بدر ہو جائے۔ ہلال اور بدر کی نسبت مرزا کی زبانی ذیل میں درج ہے (ملفوظات احمدیہ ص ۷۱ حصہ اول سلسلہ اشاعت لاہوری) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کے وجود باوجود سے انبیاء علیہم السلام کو ایسی نسبت ہے جیسی کہ ہلال کو بدر سے ہوتی ہے۔ ہلال کا وجود ایک تاریکی میں ہوتا ہے۔“

(ص ۱۹۲ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۷) ”اس زمانہ میں اسلام بدر کامل کی طرح ہو جائے گا۔“

(ص ۱۹۳ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸) ”اور ظاہر ہے کہ فتح ممین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔“ (ص ۱۹۸ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۲۹۴) ”اسلام ہلال کی مانند مسجد حرام سے ظاہر ہوا (آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں) پھر مسجد اقصیٰ تک پہنچا۔ (قادیان میں) بدر کامل ہو گیا۔“

۱۰..... مرزا کو اللہ تعالیٰ نے قمر الانبیاء کہا (عیاذ باللہ) (انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱۱..... ”اعطانی مالم يعط احدا من العالمين“

(انجام آتھم ص ۷۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

”گویا تمام دنیا میں کسی فرد بشر کو وہ کچھ نصیب نہ ہو جو مرزا کو عطاء ہوا۔ عیاذ باللہ!“

۱۲..... مرزا اول المؤمنین ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”اور اسی کتاب کے (ص ۱۶۲) میں اول المؤمنین کا معنی مرزا نے یہ لکھا ہے: ”میں اول المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتداء اور اس کی اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل نہیں۔ جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو۔“

۱۳..... مرزا کے لئے الہام ہے: ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲، الاستفتاء ص ۸۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹، اربعین نمبر ۳ ص ۳۷، خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۸)

۱۴..... آنحضرت ﷺ مثیل مسیح ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً) اور مثیل موسیٰ ہیں اور بقول مرزا مثیل اپنے اصل سے مفضل ہوتا ہے۔ دیکھو (نور الحق ص ۹۷۹، خزائن ج ۸ ص ۱۰۵، ۱۰۶) ”ومن العلوم ان الفضل للمتقدم لالذی جاء بعده کا امتضاہین۔“

۱۵..... (ما الفرق فی آدم وادح الموعود ص ۸، خزائن ج ۱۶ ص ۳۲۲، ملحقہ خطبہ الہامیہ)

”فان اظہار الدین علی ادیان اخری لایتحقق الا بالبینة الكبرى و الحجج القاطعة العظمی و كثرة اهل الصلاح والتقوی..... وكان الله قد قدر ان دینہ لا یتظهر بظہور تام علی الادیان كلها ولا یرزق اکثر القلوب دلائل الحق ولا یعطى تقوی الباطن لا کثرها الا فی زمان المسیح الموعود والمهدی المعهود واما الازمنة التي هی قبله فلا تعم فیها التقوی ولا الدراية بل یكثر الفسق والغواية..... فان هذا البعث بعث ماراه الا ولون ولا المرسلون السابقون ولا النبیون اجمعون..... وكان ذلك تقدیراً من الله الودود بما سبق منه ان الغلبة التامة والصلاح الاکبر الاعم یختص بزمان المسیح الموعود ولذلك استمهل الشیطان الی هذا الزمان المسعود۔“

۱۶..... (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۰، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۸) ”آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ بلکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا ”انی خشیت علی نفسی“ یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔“

(نزول مسیح ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۲) ”اس جگہ یہ نکتہ خوب توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں۔ جو ہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں یا شیطان کی آمیزش سے اور گمراہ ہے وہ شخص جو ان پر بھروسہ کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ شخص جو اس خطرناک ابتلاء میں ماخوذ ہے۔ شیطان اس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو ہلاک کر دے۔“

مرزا قادیانی کی صحیح انسانیت پر بحث

مرزا صحیح انسان نہیں جو جوہ ذیل

..... مرزا کا اقرار ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

۲..... (ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲) ”کسی سچیا اور عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں

ہاں ملادیتا ہو۔ اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔“

(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳) ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں

نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریقہ سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“

(انجام آتھم ص ۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۳) ”تلك كلم متهافته متناقضة لا ينطق

بها الا الذي ضلت حواسه و غرب عقله و قياسه و ترك طريق المهتدين۔“

اور مرزا کا اقرار ہے کہ میرے کلام میں تناقض ہے۔ لہذا پہلے تمام القاب کا خود

مستحق ٹھہرا۔ (اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴) ”(میں نے) ان دو متناقض باتوں کو براہین

میں جمع کر دیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳) ”رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا

اور کلام میں تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے

براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ

آنے والا مسیح میں ہوں۔ اس تناقض کا سبب بھی یہی تھا۔“

(ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۱، ۲۷۲) ”اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ

میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔ جس کو بعض مولوی صاحبان بطور

اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں میں مانتا ہوں وہ میری غلطی ہے.....

باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پاسکا..... میرا اپنا عقیدہ جو میں

نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں، صریح تفسیر پڑا

ہوا ہے۔“

..... ۳ (تحفہ گولڈویہ کا ضمیمہ ص ۱۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم

نہیں۔“

(انجام آتھم کا ضمیمہ ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳) ”تکلف سے جھوٹ بولنا گواہ کھانا ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۱۳) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام

نہیں، بلکہ نہایت شریرو اور بدذات آدمی کا کام ہے۔“

مرزا نے سینکڑوں جھوٹ بکے۔ سر عدالت کے جھوٹ ہی سن لو۔

..... ”یہ کتاب ۱۸۹۴ء کی تالیف شدہ ہے۔ (ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۲) ”پیش گوئی میں فریق

مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا۔ ایک گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق

رکھتا ہے۔ خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرکردہ تھا۔“

(ص ۷۷، ۸، خزائن ج ۹ ص ۸) ”یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا۔ مگر اس کے باقی رفیق بھی جو رفیق بحث کے لفظ میں داخل تھے..... ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ چکھ لیا..... ڈاکٹر مارٹن کلارک اور ویسے ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا۔“

اور (کتاب البریہ میں جو ۱۸۹۷ء میں بیان عدالت میں دیا۔ بالکل اس کی ضد ہے اور ہے بھی وہ بیان بعد تالیف انوار الاسلام کے کتاب البریہ ص ۷۳، ۷۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۶) ”ہم نے کبھی پیش گوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مرجائیں گے..... عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیش گوئی نہ تھی۔“

(کتاب البریہ ص ۲۳، ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۹، ۲۸۰) ”ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیش گوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیش گوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں..... میں نے کوئی پیش گوئی نہ اشارہ کیا نہ کنایہ، ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت کی۔“

.....۲ دوسرا جھوٹ عدالت میں یہ ہوا کہ ۱۸۹۷ء میں (انجام آتھم کے ضمیمہ) میں لکھا کہ میرے مریدوں کی تعداد آٹھ ہزار سے زائد ہے اور جب اکلم ٹیکس کا مقدمہ ۱۸۹۸ء میں دائر ہوا تو اس وقت اپنے مریدوں کی تعداد صرف ۳۱۸ تسلیم کی۔ گویا ایک سال بعد تمام کے تمام مریدوں میں طاعون ہی نازل ہوگئی۔ ملاحظہ ہوں حوالہ جات۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۰) ”مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین یا چار سو آدمی ہوں گے۔ اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جانفشاں ہیں۔“

(ضرورۃ الامام ص ۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۴) ”مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا..... اور اس امر کی ہمیشہ کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جائے..... اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔“

(ضرورۃ الاسلام ص ۴۲، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۳) ”اس جگہ محنت اور تفتیش منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پر گنہ بٹالہ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے صاف اور احقاق حق مقصود رکھ کر واقعات صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالا دست کو دکھا دیا۔“

یہ بیان جو داخل عدالت ہوا۔ وہ ایک تحصیلدار کا بیان تھا جس کی تصدیق ص ۷۲ میں

خود مرزانی بھی کردی۔

۳..... (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) ”خاص کروہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آوے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اور سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور کس مرتبہ کی ہے۔ جو اس کتاب میں درج ہے جو صحیح الکتب بعد اللہ ہے۔“
یہ بھی صاف جھوٹ ہے۔ کہیں بخاری شریف میں یہ روایت نہیں۔

۴..... (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) ”مجدد صاحب سرہندی نے اپنی مکتوبات میں لکھا ہے..... جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں، وہ نبی کہلاتا ہے۔“

یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ مجدد صاحب نے کہیں نبی نہیں لکھا۔ بلکہ ”محدث“ لکھا ہے۔ جس کو مرزانی آج سے قبل (براہین احمدیہ ص ۵۴۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۵۲، تفسیر بغداد ص ۲۱، خزائن ج ۷ ص ۲۸، ازالہ اوہام ص ۹۱۰، خزائن ج ۳ ص ۶۰۰) میں نقل کیا ہے اور وہاں صاف لفظ ”محدث“ ہے۔

۵..... (آریہ دھرم ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۶۲) ”وہ شخص بدذات اور حرامزادہ ہے۔ جو مقدس اور راست بازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے۔“ (مثلاً قریب منہ پیغام صلح ص ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۲، ۴۵۳، ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۹)
مرزانی خود راست بازوں پر بے ثبوت تہمتیں لگائیں۔

حضرت مریم علیہا السلام پر (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) ”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ یہ سب مجبوریاں تھیں، جو پیش آ گئیں۔“

(زندہ نبی ص ۳۰، ۳۱) ”ایک اور خطرناک معاملہ ہے جس کا جواب عیسائیوں کے پاس ہرگز نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تار کر رہے گی نکاح نہ کرے گی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ میں ہیکل کی خدمت کروں گی۔ باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت آپڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا..... دوم جب عیسائیوں کے نزدیک کثرت ازواج زنا کاری ہے تو وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں..... سوم جب کہ حمل ہو چکا تھا، تو پھر حمل میں نکاح کیوں کیا گیا..... اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مریم کو ہیکل میں پیٹ ہو گیا تھا..... چار پانچ مہینے کے بعد جب پیٹ بڑھا اور پردہ نہ رہ سکا تو پھر رہا نہ گیا، تو

ہیکل کے بزرگوں کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ مریم حاملہ ہے اور انہیں فکر پیدا ہوئی اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شریف خاندان کی کوئی لڑکی حاملہ ہو جائے تو جھٹ پٹ اس کا نکاح کر دیتے ہیں تاکہ ناک نہ کٹ جائے۔“

حضرت مسیح علیہ السلام پر بے ثبوت تہمت لگائی۔

(کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱) ”عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔

شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(ضمیمہ انجام آختم ص ۷، ۸، دافع البلاء ٹائٹل والا صفحہ حاشیہ کے بعد، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰) ”یحییٰ

نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

مرزا نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے حق

میں زبان درازی کی ہے۔ دیکھو (اعجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۹)

”میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسینؑ کی نسبت لکھا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت

بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست

بازوں پر زبان درازی کرتا ہے۔“

حضرت داؤد علیہ السلام پر تہمت لگائی۔

(ست بچن ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۲) ”اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ

سے دادی بھی تھی۔ بنت سبع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی جس نے داؤد علیہ

السلام کے ساتھ زنا کیا تھا۔ دیکھو (صمویل ۲، ۱۱)۔ (یہ حوالہ بھی غلط ہے۔ صمویل ۲ باب ۱۱ آیت ۲)

میں یہ واقعہ نہیں۔ بلکہ آیت (۵، ۴) میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ و الیسع علیہ السلام

و عیسیٰ علیہ السلام پر مسمریزم کی تہمت لگائی۔ خود مسمریزم کو بری چیز بھی سمجھتا ہے۔ (ازالہ اوہام

ص ۳۰۹، ۳۱۰ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷، ۲۵۸) ”اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے

کہ حضرت مسیح بن مریم علیہا السلام باذن و حکم الہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے

تھے..... اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی

رکھتا تھا کہ ان العجوبہ نمایوں میں حضرت ابن مریم علیہا السلام سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ ص ۴۸، ۵۰، ۷۱، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳، ۵۰۴) ”پھر وہ ایک اور وہم پیش کرتے کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے۔ جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا دیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے ”واذقتلتم نفسا فاذا راتم فیہا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون“

اس کا جواب یہ ہے کہ..... یہ طریق علم عمل الترب مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔ جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہو کر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔“

اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو بے وقعت کیا جا رہا ہے۔ (ازالہ ادہام ص ۵۳، ۷۱، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶) ”اور یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔“

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ کو بے حقیقت ثابت کرنے کی کوشش ہے اور آنحضرت ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ مدۃ العمر غلطی میں مبتلا رہے۔

(ازالہ ادہام ص ۴۰۰، ۴۰۱، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷) ”جب آنحضرت ﷺ کی بیبیوں نے آپ کے روبرو ہاتھ مارنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔“

نیز آنحضرت ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ کی پہلی وحی ہی شیطانی تھی۔ اگر کوئی جواب دے کہ مرزا کی ان باتوں کی بنیاد بائبل مقدس پر ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مرزا کے نزدیک اناجیل کا ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں۔ یہی تو دلیل ہے کہ یہ سب باتیں بے ثبوت تہمتیں ہیں۔ دیکھو

(تربیاق القلوب ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴۲) ”یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلانی جاتی ہیں کہ ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔“

نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا نے کیونکر مقدسین پر بے ثبوت اتہامات لگائے ہیں۔ اس لئے وہ (آریہ دھرم ص ۵۵) کے تمام القاب کا مستحق ٹھہرا۔

..... (ملفوظات احمدیہ حصہ دوم ص ۸۵ سلسلہ اشاعت لاہوری) ”اسی طرح انسان کو چاہئے کہ جب

کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔“

مرزا کی گالیوں کی فہرست اس قدر مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

لہذا اگرچہ بالفرض مرزا نے جواباً ہی گالیاں دی ہوں تو بھی اس پر کت پن کی مثال صادق آئے گی۔

۶..... اخفاء کرنا لئیوں کا کام ہے۔

(الاستفتاء ص ۳۶، ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۶۵) ”الاخفاء معصیۃ عندی

ومن سیر اللثام۔“

مرزا کا خود اعتراف ہے کہ میں نے اخفاء کیا۔ جس میں قسم سے تاکید ہے۔

(التبلیغ ص ۵۵۱، ملحقہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) ”وواللہ قد كنت اعلم

من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح بن مریم وانی نازل منزلتہ ولكنی اخفیتہ..... وتوقفت فی الاظهار عشر سنین۔“

جواب

اگر کوئی اس میں تاویل کرے تو اس کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ (حملۃ البشری ص ۱۲ حاشیہ،

خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) میں مرزا نے لکھا ہے کہ جملہ قسمیہ میں تاویل واستثناء نہیں ہو سکتا۔ دیکھو

(حملۃ البشری ص ۱۲ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) ”والقسم یدل علی ان الخبر

محمول علی الظاهر لا تاویل فیہ ولا استثناء و الا فای فائدہ کانت فی ذکر القسم“

۷..... (براہین احمدیہ پنجم کا ضمیمہ ص ۱۲۶، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۲) ”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔“

مرزا خود اس دفعہ کا مجرم ہے کہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے ہوگا اور

اس الہام کو موکد بالقسم ذکر کیا۔ دیکھو (آسمانی فیصلہ ص ۳، خزائن ج ۴ ص ۳۵۰) ”یسألونک احق

هو قل ای و ربی انه لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کھا لا مبدل لکلماتی۔“

اسی طرح براہین احمدیہ کے متعلق لکھتا ہے کہ میں نے ملہم و ما مور ہو کر اس کتاب کو لکھا۔

دیکھو (سرمد چشم آریہ ص ۴، خزائن ج ۲ ص ۳۱۹) اور اسی براہین احمدیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کو دو جگہ

آیات قرآنی سے ثابت کیا ہے۔ (براہین ص ۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) جس مسئلہ کو مرزائی کہا کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ غلط ہے۔ جس کو مرزا نے ملہم و مامور ہو کر براہین احمدیہ میں لکھا۔
مرزا کے باقی الہامات کو بھی اسی قبیلہ سے سمجھتے ہیں۔ لہذا مرزا بقول خود بذات کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوا۔

۸..... مرزا کہتا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو توڑ مروڑ کر اپنی مطلب براری کرنے والا یا جھوٹ بولنے والا سور بندر اور شریر گنڈہ ہے۔ (نشان آسمانی ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)
”اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار درجہ ہم سے کتے اور سورا چھے ہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۹۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۴) ”یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اور اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کر دینا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے۔ جو سخت شریر اور بد معاش اور گنڈے کہلاتے ہیں۔“

مرزا نے یہ سب کچھ کیا جھوٹ بولا جیسے ہم نمبر ۳ میں بیان کر آئے ہیں اور آیات میں بھی اپنے مطلب نکالنے کے لئے توڑ مروڑ کی دیکھو کہ مرزائیوں کے نزدیک حیات مسیح بالکل غلط ہے۔ لیکن مرزا نے اس کو (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) میں آیات قرآنیہ سے ثابت کیا۔ نیز مرزا اپنی تصانیف میں قرآنی آیات اور احادیث سے ختم نبوت کو ثابت کیا۔ جس کے متعلق مرزا کا بیٹا بشیر محمود حقیقت النبوة میں لکھتا ہے کہ میرے ابا نے یہ غلطی کی اور ان تمام عبارتوں کو جو مرزا قادیانی نے ختم نبوت کے لئے لکھی ہیں اور ۱۹۰۰ء سے پہلے کی ہیں، منسوخ سمجھو۔

(حقیقت النبوة ص ۱۲۱) ”معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ (مرزا) پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ”ایک غلطی کا ازالہ“ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے..... (یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔“

نیز مرزا نے کشتی نوح میں توڑ مروڑ کر اپنا مطلب نکالا۔ دیکھو (کشتی ص ۴۵، ۴۶، خزائن ج ۱ ص ۱۹) اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد

اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔“

کس قدر قرآن مجید میں تحریف کی جا رہی ہے۔ سورہ تحریم میں اس مضمون کا ذکر ہی نہیں۔ وہ تو گذشتہ مریم و ابن مریم کا ذکر ہے۔ اس امت کا اس میں نام و نشان نہیں اور قرآن مجید کی غلط تفسیریں کر کے اپنی مطلب براری مرزائی کی۔ مثلاً (تخفہ گولڈویہ ص ۲۱، خزائن ج ۱ ص ۱۲۰) ”کنتم خیر امة اخرجت للناس“ قرآن شریف میں الناس کا لفظ بمعنی دجال معبود بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنی کرنے معصیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنی دجال بھی لکھا ہے اور وہ یہ ہے ”لخلق السموات و الارض اکبر من خلق الناس“ (در اصل لفظ رجال ہوگا جس کو خوش فہم نے دجال خیال کر لیا)

(نسیم دعوت ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۴۱۸) میں ”رب العالمین، الرحمن، الرحیم مالک یوم الدین“ کی تفسیر آکاش، سورج، قمر، زمین کیا ہے۔ یا ظہر الفساد فی البر و البحر کی تفسیر (پیغام الصلح ص ۳۳، ۳۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۲، ۲۶۳، زندہ نبی ص ۱۲) میں دو تفسیریں کیں۔ جو آپس میں متضاد ہیں اور یہی دونوں تحریف قرآن کی مثال نہیں اور بھی بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں۔

۹..... کسی کے بزرگ پیشوا کے حق میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنا پر لے درجے کا شریر النفس بنتا ہے۔ جیسے (براہین احمدیہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱ ص ۹۰، ۹۱) میں ہے:

”اور اس میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسر شان لازم آئے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایۃً اختیار کرنا خطبہ عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پر لے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔“

مرزائی سب فرقوں کے بزرگوں کی شان میں ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی شان میں ہتک آمیز عبارات پیش ہو چکی ہیں۔

نیز مرزائی صحابہ کرام کی بھی توہین کی ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم کا ضمیمہ ۱۲۰، خزائن ج ۲ ص ۲۸۵) ”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔ وہ بھی اس عقیدے سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔“

(عجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶، ۱۲۷) ”بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت

عمدہ نہیں تھی..... جیسا کہ ابو ہریرہ جو غمی تھا اور درانت اچھی طرح نہیں رکھتا تھا۔“

(مثلاً حقیقت الوحی ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶)

۱۰..... ”مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک

شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۸) مرزا نے خدا پر جھوٹ بولا

(آسمانی فیصلہ ص ۳ ٹائٹل پیج، خزائن ج ۴ ص ۳۴۲) ”ویساً لونک احق هو قل ای وریبہ انہ

لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کھا لامبدل لکلماتی۔“

اگر یہ سچا الہام ہے تو پھر الہام جو موکد بالقسم ہے۔ پورا کیوں نہ ہو اور محمدی بیگم سے

نکاح کیوں نہ ہو۔ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ بقاعدہ کلیہ

(حلمۃ البشری ص ۱۴ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

مرزا قادیانی کی تبدیلی عقائد وغیرہ سب کی علت غائیہ پولیٹیکل غرض کی وجہ

سے انگریزی حکومت کی چا پلوسی تھی

۱..... آمد مسیح کے انکار میں بھی انگریز کی پولیٹیکل غرض ملحوظ خاطر تھی۔ دیکھو (کشف الغطاء

ص ۲۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۱۰) ”اگرچہ عیسائی عقیدوں کے لحاظ سے حضرت مسیح کا دوبارہ آنا پولیٹیکل

مصالح سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مگر جس طور سے حال کے اسلامی مولویوں نے حضرت عیسیٰ کا

آسمان سے اترنا اور مہدی کے ساتھ اتفاق کر کے جہادی لڑائی کرنا غلط طور پر اپنے اعتقاد میں

داخل کر لیا ہے۔ یہ عقیدہ نہ صرف جھوٹ ہے۔ بلکہ خطرناک بھی ہے اور جو کچھ حال میں حضرت

عیسیٰ کے ہندوستان میں آنے اور کشمیر میں وفات پانے کا مجھے ثبوت ملا ہے۔ وہ ان خطرناک

خیالات کو دانش مندوں کے دلوں سے بکھی مٹا دیتا ہے۔“

۲..... اہل اسلام کو گالیاں دینے اور حرمت جہاد میں بھی پولیٹیکل غرض کا فرما تھی۔

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۴، ۳، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰، ۳۸۱ ملحقہ شہادۃ القرآن)

”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد

رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا سوال ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض

اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کرنا کیسا ہے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کو بدخواہی کرنا ایک حرامی

اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو

حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا

ہو..... سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے..... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا

اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“

۳..... علماء اسلام کو گالیاں دینا گورنمنٹ کی سیاسی پالیسی پر مبنی تھا۔

(ازالہ اوہام ص ۲۳، ۲۴، ۷۲۳، ۷۲۴، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۴۹۰) ”جب ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو

دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے عام طور پر مہریں لگا

دی تھیں کہ انگریزوں کو قتل کر دینا چاہئے۔ تو ہم بحرِ ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ کیسے مولوی

تھے؟ کیسے ان کے فتوے تھے؟ جن میں نہ رحم تھا، نہ عقل تھی، نہ اخلاق، نہ انصاف۔ ان لوگوں نے

چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد

رکھا۔“

۴..... اپنی پیش گوئیوں کے اظہار و انشاء میں بھی انگریز کے ایماء پر کام کرتا تھا۔

(اربعین ص ۱۷۷، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۳۴۳) ”پس ہر ایک پیش گوئی سے اجتناب رہے گا جو

امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے خلاف ہو۔“

۵..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین میں بھی انگریز کی پالیسی ہی مطمح نظر تھی۔

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست ص ۱، ج، خزائن ج ۱ ص ۲۸۹، ۲۹۱، ملحقہ

تزیان القلوب)

”اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست

سالہ میری خدمت ہے۔ جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا.....

ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات

بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں اور

میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی

اور حد اعتدال سے بڑھ گئی..... تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں

پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت

اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک

نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبا دینے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان

تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سرِ لبع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور

ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو..... سو مجھے پادریوں کے مقابل میں جو کچھ وقوع میں آیا ہے۔ یہی

ہے حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام

مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اولیٰ درجہ پر بنا دیا ہے..... تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“

۶..... جہاد کے حرام کرنے میں بھی یہی سیاسی غرض مخفی تھی۔ (اشتہار المنار ص ۲، ملحقہ خطبہ الہامیہ) ”اس جگہ بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔“

۷..... مرزا کو اگر جہاد کی اجازت ہوتی تو پہلے مسلمانوں کا ہی صفایا کرتا۔

(اخبار الحکم نمبر ۱۲، ج ۱۲، ۱۳، ۱۴ فروری ۱۹۰۸ء ص ۷۷ کالم نمبر عنوان (ملفوظات احمدیہ) از بدر) ”اول خویشاں بعد درویشاں کے مطابق ہمارا فرض ہے کہ پہلے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ جب مسلمانوں میں ہی ہزاروں گند ہوں تو دوسروں کو کیا کہا جاسکتا ہے؟ جہاد جہاد پکارتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر ہمیں جہاد کا حکم ہوتا تو سب سے پہلے انہی سے جہاد کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ عادت اللہ ہے کہ جس قوم کے اندر کتاب اللہ ہو، پہلے اسے درست کیا جاتا ہے پھر دوسری قوموں کی طرف توجہ ہوتی ہے۔“

مرزا کے الہامات میں اغلاط ہیں

۱..... (ضرورۃ الامام ص ۱۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۹) ”سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت رکھتا ہے..... اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔“

۲..... مرزا کو اپنی فصاحت کے متعلق الہام ہوا ہے کلام ”افصح من لدن رب کریم“ (حقیقت الوحی ص ۳۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۵) (پہلا الہام ہی غلط ہے)

۳..... (ضرورۃ الامام ص ۲۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۹) میں ایک آدمی کے الہامات کے متعلق لکھتا ہے: ”مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے تو ان میں بعض جگہ صرنی اور نحوی غلطیاں تھیں۔“

۴..... (نزول مسیح ص ۵۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴) ”اعجاز نمائی کو انشا پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“

۵..... (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۴۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۲، ۱۴۳، والبشری ص ۵۲۳) ”رحمانی الہام اور

وحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ رہے..... شیطان گنگا ہے۔ اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک بد بودار پیرا یہ میں فقرہ در فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے..... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے۔ گویا جلدی تھک جاتا ہے..... شیطان سے الہام پانے والے یہ قوت نہیں پاتے۔ وہ بز دل ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان بز دل ہے..... یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیسے کہ قرآن شریف میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی خبر غیب تو ہو سکتی ہے۔ مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آیا۔ ہم اس کو ہلاک کر دیں گے اور فلاں شخص جس نے صدق دکھلایا ہم اس کو ایسی ایسی عزت دیں گے اور ہم اپنے نبی کی تائید کے لئے فلاں فلاں نشان دکھائیں گے۔“

مندرجہ بالا معیار پر مرزا کے الہامات ہم دیکھتے ہیں۔

دوسرا حصہ

- ۱..... (حقیقت الوحی ص ۳۶۲ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۵، والبشری ص ۲۰۵۹) ”کلام افسحت من لدن رب کریم“
- ۲..... (سراج منیر ص ۷۴، خزائن ج ۱۲ ص ۸۳، براہین احمدیہ ص ۲۸۷، خزائن ج ۱ ص ۵۷۹، البشری ص ۲۰۶۶) ”السماء والارض معك كما هو معي“
- ۳..... (الحکم نمبر ۳۳ ج ۱ ص ۱۰، تذکرہ ص ۶۰۶، طبع سوم) ”قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك“ اس کا معنی خود مرزا کرتا ہے۔ ”تیرے رب نے فرمایا ہے کہ وہ تیرے لئے آسمان سے وہ چیز اتارنے والا ہے جو تجھے خوش کرے گی۔“
- ۴..... (البشری ص ۲۳، ج ۱، تذکرہ ص ۴۰، طبع سوم) ”فبما رحمة من الله لنت عليهم“ (صحیح لہم) ہے۔
- ۵..... (البشری ص ۲۲، ج ۱، تذکرہ ص ۷۰، طبع سوم) ”يا مريم اسكن انت و زوجك الجنة“
- ۶..... (البشری ص ۲۸، ج ۱، تذکرہ ص ۹۳، طبع سوم) ”عسى ربكم ان يرحم عليكم و ان عدتم عدنا“ (صحیح رحمکم) ہے۔
- ۷..... (البشری ص ۱۰۳۱) ”تلطف بالناس وترحم عليهم انت فيهم بمنزلة

موسیٰ“ ”قال فی المنجد ص ۲۵۵، ترجم علیہ قال رحمہ اللہ“

۸..... (البشری ص ۳۲، تذکرہ ص ۸۴ طبع سوم) ”ویحبون ان تدهنون قل یا

ایہا الکافرون“

۹..... (البشری ص ۳۸، تذکرہ ص ۹۵ طبع سوم) ”جمال هو الذی امشاء کم فی کل

حال“ انشاکم کا معنی مرزا نے ”تعمیہ“ کیا ہے۔

۱۰..... (البشری ص ۴۴، تذکرہ ص ۱۰۴ طبع سوم) ”قوت الرحمان بعبید اللہ الصمد“

۱۱..... (البشری ص ۴۷، تذکرہ ص ۲۴ طبع سوم) ”والسما والطارق“ (جواب قسم ندارد)

۱۲..... (البشری ص ۴۹، تذکرہ ص ۶۲ طبع سوم) ”کذب علیکم الخبیث کذب علیکم

الخنزیر“

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے تو خطاب بصیغہ مفرد کرے۔ لیکن مرزا کو تعظیماً بصیغہ جمع

(المنجد تکذب علیہ زعم انه کاذب)

۱۳..... (البشری ص ۵۰، تذکرہ ص ۱۱۳ طبع سوم) ”وان یمسک بضر فلا کاشف له

الاهو وان یردک بخیر فلا راد لفضله“

۱۴..... (البشری ص ۵۶، تذکرہ ص ۴۳ طبع سوم) ”الا الذین امنو

وعملوا الصالحات“ (مشقی منہ ندارد)

۱۵..... (البشری ص ۵۶، تذکرہ ص ۴۳ طبع سوم) ”تہیدستا عشرت را“ (مبتداء خبر کا پتہ

نہیں)

۱۶..... (البشری ص ۵۶، تذکرہ ص ۳۲ طبع سوم) ”اللهم صل علی محمد وآل محمد“ (بلا

اعادہ جار)

۱۷..... (البشری ص ۶۷، تذکرہ ص ۱۴۴ طبع سوم) ”نازل من السماء“

۱۸..... (البشری ص ۶۹، تذکرہ ص ۱۸۵ طبع سوم) ”یاتی علیک زمان مختلف بازواج

مختلف“

۱۹..... (البشری ص ۱۹، تذکرہ ص ۷۶ طبع سوم) ”اخرج منه الیزیدیون“ (قادیان

مونث ہے منہا چاہئے۔ ”المنجد اخرج الشی ابرزہ“

۲۰..... (البشری ص ۲۶، تذکرہ ص ۲۱۲ طبع سوم) ”نبدلنک من بعد خوفک امنا“ (نون

ثقیلہ کا موقع کیا ہے؟)

- ۲۱..... (البشری ص ۲۸، آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”امرک یتاتی“ تیرا کام ظاہر ہوگا۔ ”المنجد تاتی الامر تھیاً وتسہل“
- ۲۲..... (البشری ص ۵۳، تذکرہ ص ۳۲۷، طبع سوم) ”برق طفلی بشیر (ترجمہ: میرے لڑکے بشیر کی آنکھیں اچھی ہو گئیں)“ ”المنجد برقه زینہ برق عینیہ و بعینیہ وسعہا واحد النظر“
- ۲۳..... (البشری ص ۵۵، تذکرہ ص ۲۳۴، طبع سوم) ”سیب دی الامر ونسفن نسفا“ (ثقیلہ کا کیا مقام ہے)
- ۲۴..... (البشری ص ۶۵، تذکرہ ص ۳۹۹، طبع سوم) ”یریدون ان یرواطمٹک“
- ۲۵..... (البشری ص ۶۹، تذکرہ ص ۴۱۲، طبع سوم) ”هذا علاج الوقت والنربسی“
- ۲۶..... (البشری ص ۶۹، تذکرہ ص ۴۱۳، طبع سوم) ”رشن الخبر ناخوانده مهمان کی خبر“ ”المنجد رشن رشنا تطفل الرش والرشن الفرضة ای الثلمة التی ینحد و منها الماء“
- ۲۷..... (البشری ص ۷۱، تذکرہ ص ۴۲۰، طبع سوم) ”انت معی وانی معک انی بایعتک بایعنی ربی“ (میرے رب تو میری بیعت قبول کر۔) ”وبایعه عقد البیع وعاہده المنجد“
- ۲۸..... (البشری ص ۷۲، تذکرہ ص ۴۲۷، طبع سوم، تذکرہ ص ۴۲۸، طبع سوم) ”انی احافظ کل من فی الداد الاالذین علوا باستکبار“ (البشری ص ۷۳) ”الالذین علوا من استکبار“
- ۲۹..... (البشری ص ۷۵، تذکرہ ص ۴۲۷، طبع سوم) ”خسف القمر والشمس فی رمضان فباى الآء ربکما تکذبان“ (صحیح ترتیب شمس وقمر بتقدیم شمس ہوتی ہے۔)
- ۳۰..... (البشری ص ۷۸، تذکرہ ص ۴۵۴، طبع سوم) ”افانین آیات“
- ۳۱..... (البشری ص ۷۸، تذکرہ ص ۴۵۵، طبع سوم) ”غاسق اللہ“ (ترجمہ: خدا کے نزدیک غاسق)
- ۳۲..... (البشری ص ۹۱، تذکرہ ص ۵۱۴، طبع سوم) ”معنی دیگر نہ پسندیم ما“ اسکے معنی ہمیں دوسرے معنی پسند نہیں۔ یہی لفظ (حقیقت الوقی ص ۳۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۴) میں ہے۔ وہاں ترجمہ کیا ”یہ معنی قائم نہیں رہیں گے۔“

- ۳۳ (البشری ص ۲۰۹۸، تذکرہ ص ۵۵۲، طبع سوم) ”صلوۃ العرش الی الفرش“ یعنی ”رحمت الہی جو تجھ پر ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عرش سے لے کر فرش تک ہے۔“
- ۳۴ (البشری ص ۱۰۴۰، ص ۲۰۱۰۲، تذکرہ ص ۹۶، طبع سوم) ”تموت واناراض منك“
- ۳۵ (البشری ص ۱۰۴۰، ص ۲۰۱۰۲، تذکرہ ص ۵۹۵، طبع سوم) ”دوحة اسماعیل فاخفها حتی یخرج“ (اس کی ترکیب کیا ہے اور نیز دوحہ کو پہلے مونث کیا پھر مذکر؟)
- ۳۶ (البشری ص ۱۲۰، تذکرہ ص ۶۷۹، طبع سوم) ”امانرینک بعض الذی نعدہم نزید عمرک“ (اما کے بعد اونہیں آیا)
- ۳۷ (البشری ص ۲۰۲، مکتوبات احمدیہ ص ۶۹، ۱۰۶۹، تذکرہ ص ۱۱۷، طبع سوم) ”ہی پلئس ان دی ضلع پشاور۔“
- ۳۸ (البشری ص ۲۰۲، مکتوبات احمدیہ ص ۱۱۰، ۱۱۱، تذکرہ ص ۵۸، ۵۷، طبع سوم) ”اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء“
- ۳۹ (اخبار الحکم نمبر ۱۱ ج ۱ ص ۱۰۱، تذکرہ ص ۶۰۶) ”رب اخر وقت هذا“ (زلزلہ کی طرف اشارہ مذکر ہذا)
- ۴۰ (سراج منیر ص ۱۱، خزائن ج ۱۲ ص ۱۳، حجۃ اللہ ص ۳۹، ۷۹، جدید) ”ستۃ سنۃ“ (صحیح ست سنین ہے)
- ۴۱ (الاستفتاء ص ۵۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۸) ”فالان مسکنکم فلاة عوراء، ودشت لیس هناك الماء“

مرزا قادیانی کی اصلاحی خدمات

- پنجاب میں جہاں مرزا مدعی اصلاح ہو کر نمودار ہوا۔ اس میں بہت سی غیر شرعی رسوم موجود تھیں۔ جن کو مرزا رد تو کیا کرتا، خود ان میں مبتلا نظر آتا ہے۔ دیکھو:
- پنجاب میں عام رواج تھا کہ لوگ اپنی لڑکیوں کا مہر بطور فخر بہت زیادہ مقرر کیا کرتے تھے۔ مرزا نے اس میں کیا اصلاح کی؟ ذیل میں درج ہے۔
- (سیرۃ المہدی ص ۲۰۵۳) ”ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار مقرر کیا..... ہماری ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ۱۵۰۰۰ مقرر کیا گیا۔“
- عام مذہبی پیشواؤں ہی رنگ میں اپنی رنگ رلیاں منانے کے لئے نامحرم عورتوں سے میل

جول رکھتے تھے۔ مرزا نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا نامحرموں سے شہتوت وغیرہ کھائے۔ ان کو باغ میں لے گیا۔ (سیرۃ المہدی ص ۲۱۱۷) آج صبح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین کے ساتھ سیر کے لئے اپنے باغ کو تشریف لے گئے۔ تمہاری بیوی بھی ساتھ چلی گئی اور میری بیوی اور بعض مستورات بھی ساتھ تھیں۔ باغ میں جا کر حضرت مسیح موعود نے کچھ شہتوت منگوائے۔ جس پر بعض عورتیں حضرت کے لئے شہتوت لانے کے واسطے گئیں اور تمہاری بیوی بھی گئی۔ مگر اور عورتیں تو یونہی درخت پر سے شہتوت جھاڑ کر لے آئیں۔ مگر تمہاری بیوی باغ کے ایک طرف جا کر اور (ص ۱۱۸) خود شہتوت کے درخت پر چڑھ کر اچھے اچھے شہتوت اپنے ہاتھ سے توڑ کر لائی، الخ (اس کے بعد اس عورت کو بچہ کی خوشخبری دی) دیکھو (ص ۱۶۰، ۷۰) پر بھی ثبوت ملاحظہ ہو۔

۳..... پنجابی بدمعاش و دیگر شراب کے عادی تھے۔ اس میں مرزا نے کیا اصلاح کی؟ اس کا جواب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے مقدمہ میں جو سیشن حج جی۔ ڈی کہو سلسلہ کا فیصلہ لکھا ہوا ہے۔ اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

(مقدمہ بخاری ص ۱۳، فیصلہ ۶ جون ۱۹۳۵ء) ”معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا۔ جس کا نام پلومر کی شراب تھا اور ایک موقع پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ وہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر اسے بھیج دے۔ دوسرے چند ایک خطوط میں یا قوتی کا ذکر ہے۔ موجودہ مرزا (مرزا بشیر الدین محمود) نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر کی شراب ایک دفعہ بطور دوائی استعمال کی تھی۔“

۴..... مسئلہ وراثت میں عام لوگ علماء و صوفی وغیرہ بھی غیر شرعی رواج کے پابند تھے۔ مرزا نے بھی اس کی رواجی پیروی کی اور قرآن مجید کی مقرر کردہ وراثت پر عمل نہ کیا۔ جیسے کہ (سیرۃ المہدی ص ۲۲، ۱۳۷ حصہ اول) میں بھی ایک متنبی کا ذکر ہے۔ نقل بیان بشیر احمد مشمولہ مسل عدالت دیوانی اجلاس مرزا عبدالرب صاحب سینئر سب حج گورداسپور نمبر مقدمہ نمبر ۳۸ تاریخ مرجوعہ ۲ جون ۱۹۳۱ء تاریخ فیصلہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء نام موضع قادیان تحصیل پٹالہ۔ مرزا اعظم بیگ ولد مرزا اکرم بیگ قوم مغل چوغطہ ساکن قادیان مغلان بنام مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ قوم مغل چوغطہ ساکن قادیان بیان بشیر احمد پسر غلام احمد۔ مرزا غلام حسین ہمارے رشتہ داروں سے تھے۔ وہ مفقود الخبر ۱۸۷۰ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان ہو گئے۔

ان کا رہائش کا پتہ نہ رہا۔ اس کی جائیداد ان کی بیوہ مسماۃ امام بی بی کے نام چڑھی۔ امام بی بی کے بھائیوں نے چاہا کہ وہ جائیداد ان کے پسروں کے نام منتقل ہو جائے۔ یہ واقعہ

(ص ۲۳۰ آئینہ کمالات اسلام جو ۱۸۹۳ء میں چھپی ہے) اس کے مصنف میرے والد بزرگوار ہیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے۔ جب ہمارا خاندان شریعت کا پابند حقوق وراثت میں نہیں تھا اور ہبہ کی جوازیت میرے والد صاحب کی رضامندی پر پابند تھی۔ کیونکہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔

مکرر جرح واقعہ یہ ہے کہ مرزا سلطان احمد کو میرے تایا نے متنبی نہیں بنایا تھا۔ مگر تایا کی وفات کے بعد ہماری تائی صاحبہ نے والد صاحب کو کہا کہ جو ان کی جائیداد تایا کی ہے۔ ان کا انتقال سلطان احمد کے نام کرادیں۔ کیونکہ وارث مابعد ہوگا۔ اس وقت میرے والد صاحب کے دو لڑکے تھے۔ مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد۔ مرزا فضل احمد جب فوت ہو گئے اور والد صاحب زندہ تھے۔ مرزا سلطان احمد کی والدہ پہلے مرچکی تھیں۔ ہمارے والد نے ہماری والدہ کو کہا کہ سلطان احمد نے پہلے سے ۱/۲ حصہ پالیا ہے۔ اب جائیداد اس کے بچوں کو ملے گی۔ اس کے پیشتر کئی سال پیشتر (ص ۱۱۸، ۱۳۷) میں ذکر سیرۃ المہدی میں ہوا ہے اور (ص ۲۲، ۱۶) میں بھی ذکر متنبی کا ہے۔ اس کے لئے (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰) بھی دیکھ لینا چاہئے۔ (نیز قادیان کی واجب الارض میں مرزا کارواج کی پابندی کا بیان موجود ہے)

۵..... پنجابی لوگ اعلانیہ رمضان کے دنوں میں کھانا پینا کرتے اور بے تحاشہ رمضان کی بے حرمتی کرتے۔ مرزا بھی اس میں کچھ کم نہ تھا۔ دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۴ ج ۱۰ کا لم ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰) ابھی کسی حال کے اخبار وکیل امرتسر میں یہ خبر پڑھی کہ مرزا صاحب نے بزمانہ قیام امرتسر باوجود رمضان کے اثناء لیکچر میں چائے نوشی شروع کی اور جب اعتراض کیا گیا تو آپ لوگوں کی طرف سے یہ عذر پیش ہوا کہ..... یہ خیال نہ کیجئے گا کہ میں مجادلہ کرنا چاہتا ہوں۔ حاشا وکلا..... یہی سبب ہے کہ میرے بہت سے دوست مجھ کو مرزائی احمدی، قادیانی وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔“

۶..... پنجابی حکومت پرست علماء انگریز کو قرآن مجید کی آیت ”واولئ الامر منکم“ کا مصداق بناتے۔ مرزا بھی اس چالپوسی میں کسی سے پیچھے نہ رہا۔ بلکہ یہ لوگ تو زبانی کہتے مرزا نے اپنی تحریروں میں لکھ دیا۔ دیکھو (ضرورۃ الامام ص ۲۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۳) ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولئ الامر منکم“

اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہم میں سے ہے۔ اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

..... پنچابی لوگ عام طور پر رواج کی پابندی کرتے۔ قرآن و حدیث کی چنداں پرواہ نہ کرتے۔ مرزا بھی اسی مرض کا شکار ہوا۔ مثلاً حیات مسیح کے مسئلہ میں خود لکھتا ہے کہ میں تم لوگوں کے رواج کے مطابق حیات مسیح کا سالہا سال تک قائل رہا اور ختم نبوت کے مسئلہ میں مرزا کا بیٹا محمود لکھتا ہے کہ میرا ابا جو ختم نبوت کا قائل رہا تو وہ لوگوں کے رواج کے مطابق اس کا پابند رہا۔ دیکھو (اعجاز احمدی ص ۶) ”کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس امر کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک خدا نے مجھے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔“

(مثلاً ایام اصلاح ص ۴۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، حقیقت الوحی ص ۱۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

(حقیقت النبوة مولفہ مرزا محمود ص ۱۲۲، ۱۲۳) ”نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے ہیں۔ یہ ہے کہ نبی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی ہو اور کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی۔“

.....۸ پنچاب کے لوگ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی عورتوں کو طلاقیں دلوا دیتے۔ مرزا نے بھی اپنی بہو کو اس لئے طلاق دلوائی کہ وہ مرزا کے لئے محمدی بیگم کے عقد کرانے کی کوشش نہیں کرتی۔ دیکھو (سیرۃ المہدی ص ۲۸، ۲۹، روایت نمبر ۳۷) ”بیان کیا مجھے والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا۔ ان سب لوگوں نے میری مخالفت کی ہے۔“

اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے بہت احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر فضل احمد نے لکھا کہ میرا

تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔“

.....۹ غیر محرم عورتوں کا بوسہ لینا۔ دیکھو رسالہ

(عشق مجازی قادیانی کی بوسہ بازی مولفہ حافظ محمد دین کلانوری ص ۵۴)

منہ پر برقعہ پایا اس نے اپنا حسن چھپایا
تسلیم سھے اٹھ جاؤ ایتھوں رہن دیواستائیں
عاشق تے معشوقہ دوویں جس دم ہوئے اکلے
کر کے وعظ نصیحت اس نوں اندردام پھسایا
مرزے تائیں اوہ رخ اس دا جس دم نظریں آیا
نال شتابی اس دے تائیں سینے اٹھ لگایا
مرزا صاحب دو جیاں تائیں ایہ فرمان سنایا
سنیا حکم گیاں اٹھ سھے رہ گئی اوہ اتھائیں
عاشق دا دل اڑدا جاندا صبر قرار نہ پلے
آخر گھنڈ اٹھایا اس نے صاف حسن چکایا
ہو قربان گیا یکبارگی سب کچھ دلوں بھلایا
اوپر اس رخسارے اس دے ڈاڈا چک لگایا
یہ مرزا کا واقعہ اس کی ایک مریدہ سے ہے جو اسی دن جمع خاوند اس سے تائب ہو گئی۔

.....۱۰ سود کو بھی مرزا نے حلال کر دیا۔ دیکھو (سیرۃ المہدی ص ۱۱۲، ۱۱۳، ج ۲) ”سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک احسن انتظام ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کاروپہ آوے۔ آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں۔ بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں اور جب سود دینا پڑے۔ اسی روپیہ میں سے دے دیں اور اگر آپ کے خیال میں کچھ زیادہ روپیہ ہو جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں صرف ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو۔ بلکہ صرف اس سے اشاعت دینی ہو۔“

.....۱۱ زنا کی کمائی کا روپیہ منگا کر استعمال کرنا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنی (اشاعت السنۃ ج ۵) میں مرزا پر وکیلانہ بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ جن کا جواب مرزا نے آئینہ کمالات اسلام میں دیا ہے۔ مولوی صاحب کے اعتراض کو مرزا نے یوں ٹالا کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے مال کا خود مالک بن جاتا ہے اور پھر خود دیا اپنے مرسل نبی کے ذریعے اس کے مال کو ہلاک کروا دیتا ہے۔ جس میں مرزا نے اس امر کا انکار نہیں کیا کہ میں نے روپیہ زنا کا منگایا نہیں۔ بلکہ اس کی تاویل کے درپے ہوا اور غلط طریقے سے اس کے جواز کی صورت نکالی اور دیگر انبیاء پر بھی حملے کر دیئے۔ ملاحظہ ہوں مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی عبارت، مع عبارات مرزا (آئینہ کمالات اسلام، اشاعت السنۃ جلد نمبر ۵ ص ۲۵) ”سوال ہشتم ایسا شخص اگر اکثر جھوٹ بھی بولتا ہو لوگوں کے مال

نا جائز ذریعہ سے لیتا ہو۔ ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام میں لاتا ہو۔ ظلم، ایذا رسانی، بے رحمی، بد خلقی و بد گوئی پر مصر ہو تو پھر بھی وہ اگر اس کی کوئی پیش گوئی سچی نکل آوے۔ اس سچی پیش گوئی میں ملہم، محدث، مجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے؟“

(اشاعت السنۃ ج ۱۵ ص ۳۷) ”سوال چہل و چہارم میاں اللہ دیا ساکن انبالہ سے آپ نے اپنے سابق ملازم فتح خان کی معرفت دو سو روپیہ یا کم و بیش منگایا اور وہ کیسا روپیہ تھا اور وہ کس کام میں آپ نے صرف کیا؟“

اس کا جواب مرزا نے آئینہ کمالات اسلام میں دیا۔ جس میں زنا کار روپیہ آنے کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس کے جواز کی ایک غلط توجیہ کی۔ دیکھو (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۷۸، ۴۷۹ لاہوری) ”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرمناک کام ہیں۔“

کتاب مذکور (آئینہ ص ۶۰۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) میں ہے: ”اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کا ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصلی مالک کی طرف عود کرتی ہے۔ پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا توسط رسل ان نافرمانوں کے مالوں کو تلف کر دے..... اور یا کسی رسول کے واسطے سے یہ سچا قہری نازل فرما دے۔“ اس کو مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی (اشاعت السنۃ ج ۱۵ ص ۱۹۴، ۱۹۵) میں ذکر کیا ہے۔

”اس تشریح سے قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ اللہ دیا نائی تا سب طوائف کا مال قادیانی نے لیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کا تھا جو بظاہر نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا۔ مگر درحقیقت اس میں دقیق سر (وبہید) تھا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عطر مذکور کو استعمال کرنے میں سر تھا۔“

۱۲..... مرزا کے مکان پر اس کے خاص مرید نے شراب پی۔ لیکن مرزا کو خود جرأت نہ ہوئی کہ اس کو روکتا۔ اسی لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کر سکا۔ دیکھو (اشاعت السنۃ ج ۱۵ ص ۳۷) ”کیا آپ کے ایک خاص مرید اور بڑے معاون نے خاص آپ کے مکان پر شراب نہیں پی؟ اور آپ نے اس پر مطلع ہو کر اس عذر سے کہ وہ مہمان ہے۔ اسی لئے اس کی دل آزرگی نہیں کی جاسکتی، ترک خفگی و نہی عن المنکر نہیں کی؟“

(۱۳) مرزا نا محرم عورتوں سے چا پی کراتا تھا

(الحکم نمبر ۱۳ ج ۱۱، ۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۱۳ کالم نمبر ۲۱) ”سوال حضرت اقدس غیر عورتوں سے

ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب..... وہ نبی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں۔ بلکہ موجب رحمت و برکات ہے اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنیٰ ہیں۔“

اخبار الفضل میں ایک مرزائی لکھتا ہے کہ مسیح موعود گا ہے گا ہے زنا کر لیا کرتے ”بحسب القطب قدی زنی“ مگر میاں محمود، الخ۔

(تمتہ سیرۃ المہدی ص ۲۱۳ حصہ سوم، روایت نمبر ۷۸۶) ”ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں میں اور اہلیہ بابوشاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنا اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی پھو منشانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابوشاہ دین ہوتی تھیں۔“

(ص ۲۷۲، ۲۷۳ حصہ سوم، روایت نمبر ۹۱۰) ”ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھے پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دودفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کا موقع ملا۔ پھر بھی اسی حالت میں نہ نیند نہ غنودگی نہ تکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا..... حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ آپ کئی دفعہ اپنا تمبرک مجھے دیا کرتے تھے۔“

(ص ۲۱۰ سوم، روایت نمبر ۷۸۰) ”حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بانو تھی۔ وہ ایک رات کو جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبارہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں، پانگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ بھانوی آج تو بڑی سردی ہے۔ بھانوی کہنے لگی: ”ہاں جی تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایس۔“

(الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ج ۱۵ شماره نمبر ۷۷ ص ۷۷ کالم ۲) ”حضور کو مرحومہ (عائشہ) کی

خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی..... (کالم نمبر ۳) ”مرحومہ پندرہ برس کی تھی جب قادیان آئی۔“ (کالم نمبر ۱) ”لیکن اگر اس جگہ اس کا نکاح ہو تو یہ فائدہ ہے کہ یہ شرط کی جائے گی کہ غلام محمد (زوج عائشہ) اسی جگہ رہے۔ اس طرح ایسا آدمی کسی وقت کام آسکتا ہے۔ آئندہ جو آپ کی مرضی ہو۔ مرزا غلام احمد بقلم خود۔“

(۱۴) مرزا قادیان کا شرک کی اشاعت کرنا

”انت منی بمنزلة ولدی“ (حقیقت الوجی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

”انت منی بمنزلة اولادی“ (تتمہ حقیقت الوجی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

”اسمع ولدی“ (البشری ص ۴۹)

”کان اللہ نزل من السماء“ (حقیقت الوجی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹)

مرزا کی گالیاں

پہلا حصہ۔ گالی دینے کے متعلق مرزا کا خیال

..... ۱ (ملفوظات احمدیہ ص ۲۰۸۵) ”انسانوں کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے، تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔“

..... ۲ (ملفوظات احمدیہ ص ۲۰۲۶) ”مخالفین کی دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہئے، بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہئے۔“

..... ۳ (ریویو آف ریلیجنز ج ۳ نمبر ۱۰ ابابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ ص ۳۲۸ تا ۳۵۳ زیر عنوان ”مصلح کا پہلا فرض کیا ہونا چاہئے“) میں مرزا نے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مصلح پہلے خود اپنی اصلاح کرے اور بدزبانی سے بچا کرے۔

..... ۴ (ازالہ اوہام ص ۸۲۶، خزائن ج ۳ ص ۵۴۷) ”تمہاری فتح مند اور غالب ہونے کی یہ راہ نہیں..... گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں، تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔“

..... ۵ (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱، ملفوظات احمدیہ ص ۲۰۷) ”اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہے۔“

..... ۶ (ضمیمہ ربیعین ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰) ”گالی دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔“

..... ۷ (شخصہ حق ص ۳۰، خزائن ج ۲ ص ۳۶۸) میں مرزا نے سوامی دیانند کے متعلق یہ لکھا ہے کہ

اس کو گالیوں اور بدزبانی کی عادت تھی۔ ملاحظہ ہو مرزا کی عبارت ”اول تو وہ پاک زبان ایسے تھے کہ ادنیٰ رنج سے اپنے مخالفین کو کتا، بلا اور سور کہہ دیا کرتے تھے۔“ (جیسے مرزا کی حالت ہے) ۸..... نیز مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ وہ اپنے مخالفین کو گالیاں دیتے تھے اور اس لئے آپ کے اخلاق اچھے نہ تھے۔ ملاحظہ ہو (ازالہ اوہام ص ۱۰، ۱۱، خزائن ج ۳ ص ۱۰۷، ۱۰۸، حاشیہ، زندہ نبی ص ۲۳۲۳) میں بھی ایسے ہی قریباً قریباً لکھا ہے۔

۹..... مرزا اپنے متعلق لکھتا ہے کہ میں کسی کو برا نہیں کہا کرتا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۵، خزائن ج ۵ ص ۵۵ ایضاً) ”گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو۔“ (آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ۲، خزائن ج ۵ ص ۶۳۶) ”اگر کوئی بدظنی کی راہ سے کیسی ہی بدگوئی و بدزبانی کی مشق کر رہا ہے اور نا خدا ترسی سے ہمیں آزار دے رہا ہے۔ ہم پھر بھی اس کے حق میں دعا ہی کرتے ہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲، خزائن ج ۵ ص ۵۵ ایضاً) ”رب ارحم علی الذین یلعنون علی۔“

۱۰..... (ضرورة الامام ص ۸، خزائن ج ۸ ص ۷۸) ”امام میں قوت اخلاق ہو اور وہ پورا نمونہ انک لعلى خلق عظیم کا ہو۔“ (اربعین نمبر ص ۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۳) ”میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔“

۱۱..... (اربعین نمبر ص ۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۴) ”میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان۔“

۱۲..... (حماتہ البشری ص ۱۰۵، ۳۲۹ جدید) ”فلا السبّ یوذینى ولا المدح یبطر۔“

دوسرا حصہ، مرزا کی گالیاں

مرزا کی گالیاں اس قدر کثیر اور واضح ہیں کہ ان کے ثبوت کے لئے حوالہ جات پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر مشتے نمونہ از خوارے پیش کر دیتا ہوں۔ تمام گالیاں مرزا دے دلا کر پھر دعویٰ کرتا ہے کہ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۱۹، خزائن ج ۵ ص ۵۵ ایضاً) ”وما قلنا فیکم الا شیئاً قليلاً وسدلنا علی کثیر من مخازیکم“

۱..... مرزا نے جو اپنے مخالفین کو حرامزادہ گالیاں دی ہیں۔ ان کو اسی کتاب کے (ص ۸۸۶ تا ۸۸۷) میں دیکھ لو۔

۲..... (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵ ایضاً) ”اے فرقہ بدذات مولویاں۔“

- ۳..... (برایین حصہ پنجم کا ضمیمہ ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۵) ”بار بار ایک کتے کی طرح عمو کر تا ہے۔“
- ۴..... (نورالحق ج ۲ ص ۵۸، خزائن ج ۸ ص ۲۵۶) ”فلیس لمنکر عذر صحیح سوی التسویل زورا کالحرامی۔“
- ۵..... (نورالحق ج ۲ ص ۲۷، خزائن ج ۸ ص ۲۱۹) ”گونواکذئاب“ تم بھیڑیے ہو جاؤ۔
- ۶..... (نورالحق ج ۱ ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳) ”واعلم ان کل من هو من ولد الحلال و لیس من ذریۃ البغایا و نسل الدجال فیفعل امرآ الخ“
- ۷..... (نورالحق ج ۲ ص ۶۰، خزائن ج ۸ ص ۲۵۸) ”و للشیطان صاروا کالغلام“
- ۸..... (حماتہ البشریٰ ص ۸۶، خزائن ج ۷ ص ۳۰۸) ”واجتمعوا فیہم“ (علماء اسلام) عادات ”السباع والکلاب والخنزیر“
- ۹..... (خطبہ الہامیہ ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۶ ص ۲۳۸) ”بعض لوگ کتوں کی طرح ہو گئے ہیں اور بعض بھیڑیوں کی طرح اور سوروں کی طرح اور بعض سانپ کی طرح۔“
- ۱۰..... (حماتہ البشریٰ ص ۱۰۵، خزائن ج ۷ ص ۳۳۱) ”اتنسی نجاسات رضیت باکلھا۔“
- ۱۱..... (حماتہ البشریٰ ص ۱۰۶، خزائن ج ۷ ص ۳۳۱) ”تسمین جھلایا ابن آدم ثعلبا“
- ۱۲..... (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸، ۳۴۲) ”پلید دل، سیاہ دل۔“
- ۱۳..... (اربعین نمبر ۴ ص ۲۲، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۷، حاشیہ) ”کتاب عصاء موسیٰ کو ایسا بھر دیا ہے۔ جیسا کہ ایک نالی اور بدر و گندی کیچڑ سے بھر جاتی ہیں یا جیسا کہ سنڈ اس پاخانہ سے۔“
- ۱۴..... (مواہب الرحمن ص ۲۲، خزائن ج ۱۹ ص ۲۴۰) ”وصار اکثر ہم کالکلاب۔“
- ۱۵..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۲، خزائن ج ۵ ص ۲۹۲) ”جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو، اول تو وہ الخ۔“
- ۱۶..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱، ۳۰۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”شیطننت کی بو سے بھرا ہوا ہے..... نجاست خور انسان۔“
- ۱۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”آپ اپنے سفلہ پن سے باز نہیں آتے۔“
- ۱۸..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”اے شیخ نامہ سیاہ..... اے بد قسمت انسان۔“

- ۱۹..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۷، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”آپ کے ہم خصلت ابو جہل و ابولہب۔“
- ۲۰..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۹، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”نعوذ باللہ من هذه الجهالة والحق و ترك الحياء والسخافة والضلالة۔“
- ۲۱..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۰، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”مولوی محمد حسین صاحب کے متعلق لکھا اور خبث نفس سے۔“
- ۲۲..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”اول درجہ کے کاذب اور دجال اور رئیس المتکبرین ہیں۔“
- ۲۳..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰۷، ۶۰۸) ”اب اے ظالم مولوی..... اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو..... اس قدر دلیری اور بددیانتی۔“
- ۲۴..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۱۴، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”وانی واللہ اتیقن فيکم انکم الثعالب۔“
- ۲۵..... (آئینہ کمالات اسلام ص، و قیامت کی نشانی، خزائن ج ۵ ص ۶۱۰) ”صرف مولوی کی شرارت ہے یا بے وقوفی۔“
- ۲۶..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”کل مسلم..... یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا۔“
- ۲۷..... (براہین حصہ پنجم ص ۱۰۸، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۸) ”بن کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی۔ کوئی ہے رو باہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار۔“
- ۲۸..... (ضمیمہ انجام آٹھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷) ”ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“
- ۲۹..... (ضمیمہ انجام آٹھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۴) ”میں مولوی عبدالحق غزنوی کو ”پلید“ لکھا ہے۔“
- ۳۰..... (خطبہ الہامیہ ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۶ ص ۱۷۳، ۱۷۴) ”مسلمانوں کے حق میں لکھا ہے ”صولہم کالکلاب، و یمزقوا اذیالہ کالکلاب۔“
- ۳۱..... (شخص حق ص ۷۹، خزائن ج ۲ ص ۴۳۳) ”تکذیب براہین احمدیہ کا مؤلف چوہڑوں اور سانیوں سے بھی گندہ زبانی میں بڑھ کر ہے۔“

- ۳۲..... (شخصہ حق ص ۴۶، خزائن ج ۲ ص ۳۸۶) ”اب دیکھنا چاہئے کہ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولتے شرماتے ہیں۔ مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔“
- ۳۳..... (شخصہ حق ص ۴۶، خزائن ج ۲ ص ۳۸۶) ”یہ جھوٹ کی نجاست کس نے کھائی ہے۔“
- ۳۴..... (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۸) ”اے کم بخت متعصبو۔“
- ۳۵..... (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۸) ”کم بخت سعد اللہ نو مسلم و محمد علی واعظ۔“
- ۳۶..... (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۸) ”اے بے حیاء قوم۔“
- ۳۷..... (سراج منیر ص ۷، خزائن ج ۱۲ ص ۹) ”سعد اللہ نو مسلم کی بدذاتی ہے۔“
- ۳۸..... (سراج منیر ص ۷، ۸، خزائن ج ۱۲ ص ۱۰) ”اس سے زیادہ بدذاتی کیا ہوگی؟“
- ۳۹..... (سراج منیر ص ۴۶، خزائن ج ۱۲ ص ۵۴) ”بہت سے پلید طبع مولوی۔“
- ۴۰..... (سراج منیر ص، مکتوب مرزا بنام پیر غلام فرید صاحب ص ۵، خزائن ج ۱۲ ص ۹۳)
- ہر کہ مرآی پذیر دفرشتہ است نہ انسان
و ہر کہ سرے سپید ابلیس است نہ آدمی
- مرزا کے چھوٹے چھوٹے الہامات حصہ اول
- ۱..... (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۴۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۲، ۱۴۳، البشرئ ص ۴) ”شیطان گنگا ہے اور اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک بدبودار پیرا یہ میں فقرہ در فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے..... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے۔ گویا جلدی تھک جاتا ہے الخ۔“
- (اسی معیار پر مرزا کے مندرجہ ذیل الہام دیکھو) حصہ ثانی
- (البشرئ ص ۱۱۱) ”بالفعل نہیں۔“ (البشرئ ص ۱۴۲) ”ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے۔“
- (البشرئ ص ۱۵۱، مکتوبات احمدیہ ص ۱۰۶۸) ”پریشن۔ عمر برا طوس۔ باپلا طوس۔“
- (البشرئ ص ۱۵۳) ”بکروہیب۔“ (البشرئ ص ۱۵۴) ”محمود۔“ (البشرئ ص ۱۵۵) ”دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔“ (البشرئ ص ۱۵۵) ”یہودا اسکر یوٹی۔“ (البشرئ ص ۱۵۶) ”بلیتہ مالیہ۔“
- (البشرئ ص ۱۵۶) ”تہیدستان عشرت را۔“ (البشرئ ص ۲۰۲، مکتوبات احمدیہ ص ۱۱۰) ”سچا ارادت مند اصلہا ثابت و فرعبانی السماء۔“ (البشرئ ص ۲۰۷) ”نازل من السماء منزل من السماء۔“
- (البشرئ ص ۲۰۱) ”کلب یموت علی کلب۔“ (البشرئ ص ۲۰۶) ”تم پاس ہو گئے ہو۔“ (البشرئ ص ۲۰۵) ”غثم۔ غثم۔ غثم۔ دفع الیہ من مالہ دفعته۔“

(البشری ص ۲۵۱) ”السهیل البدری۔“ (البشری ص ۲۵۳) ”سیغفر۔“ (البشری ص ۲۵۶) ”بے ہوشی پھر غشی پھر موت۔“ (البشری ص ۲۶۵) ”بعد۔ ۱۱۔ انشاء اللہ۔“ (البشری ص ۲۶۵) ”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ ان کو اطلاع دی جائے۔ نظیف مٹی کے ہیں و سوسہ نہیں رہے گا۔ مگر مٹی رہے گی۔ سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی ہے۔ سب لوگ ننگے ہو جائیں گے۔ انا للہ ذوالمنن انی مع الرسول اقوم۔“ (البشری ص ۲۶۶) ”والموت اذا عسعس۔“ (البشری ص ۲۶۸) ”سلطان القلم۔“ (البشری ص ۲۶۹، ج ۲) ”سال دیگر را کہ می داند حساب۔ تا کجارت آ نکہ بامابود پار۔“ (البشری ص ۲۶۹) ”محمد“ (البشری ج ۲ ص ۷۰) اس کتے کا آخری دم ہے۔ (البشری ج ۲ ص ۷۱) ”افسوس صد افسوس، نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔“ (البشری ص ۲۷۵) ”تسبیح، تسبیح، تسبیح۔“ (البشری ص ۲۷۷) ”بقیۃ الطاعون۔“

(البشری ص ۲۷۷) ”عود صحت۔“ (البشری ص ۲۷۸) ”اصبر سفرغ یا مرزا۔“ (البشری ص ۲۷۸) ”لا یموت احد من رجالکم۔“ (البشری ص ۲۷۹) ”اے ازلی ابدی خدا! پیڑیوں کو پکڑ کے آ۔“ (البشری ص ۲۸۰) ”جس کا تھا اس کے پاس آ گیا۔“ (البشری ص ۲۸۰) ”طاعون کا دروازہ کھولا گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۲) ”آثار صحت۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۲) ”مجموعہ فتوحات۔“

(البشری ج ۲ ص ۸۲) ”بلانا نزل یا حادث یا.....“ (البشری ج ۲ ص ۸۲) ”فیہر مین۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۲) ”نزول در قادیان انی انا الرحمن حل غضبه علی الارض۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۷) ”تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۸) ”بستر عیش۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۸) ”رسول اللہ پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں۔“ (البشری ج ۲ ص ۸۹) ”ضرور کامیابی۔“

(البشری ج ۲ ص ۹۰) ”زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔“

(البشری ج ۲ ص ۹۱) ”طاعون تو گئی مگر بخار رہ گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۱) ”دخت کرام۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۱) ”ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۱) ”شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۳) ”ہماری قسمت آتیوار۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۳) ”ایک چونکا دینے والی خبر۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۴) ”خاکسار پیپر منٹ۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۴) ”موتا موتی لگ رہی ہے۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۵) ”میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ (یعنی مرزا قادیانی جہنم میں گر گیا۔ ناقل۔)“ (البشری ج ۲ ص ۹۴) ”شکار مرگ۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۷) ”زمین تہہ و بالا کر دی۔“

(البشری ج ۲ ص ۹۷) ”لنگرا اٹھا دو۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۹) ”مضر صحت۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۹)

ص ۹۹) ”محمد مفلح۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۰) ”بامراد۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۰) ”رد بلا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۰) ”کفن میں لپیٹا گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۰) ”دو شہتیر ٹوٹ گئے۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۲) ”آب زندگی۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۱) ”رہا گو سفندان عالی جناب۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۳) ”زندگیوں کا خاتمہ۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۳) ”کبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۵) ”تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۶) ”ورڈ ایند ٹوگرلس۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۶) ”۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا۔“

(البشری ج ۲ ص ۱۰۷) ”ایک دانہ کس کس نے کھانا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۷) ”سلام۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۷) ”کرنسی نوٹ۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۷) ”عورت کی چال۔ ایلی ایلی لماسبتقانی بریت۔ واذکفت بنی اسرائیل۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۷) ”بشیر الدولہ۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۸) ”میری بیوی یکا یک مرگئی۔ (مرزا کی بیوی مرگئی)“ (البشری ج ۲ ص ۱۰۸) ”خدا نے تیری ساری باتیں پوری کر دیں۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۱۰) ”رب سلطنی علی النار“ (یعنی مرزا کو جہنم کا داروغہ بنا۔) (البشری ج ۲ ص ۱۱۲) ”آسمان سے دودھ اترے، محفوظ رکھو۔“

(البشری ج ۲ ص ۱۱۳) ”کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۱۳) ”کشتیاں چلتی ہیں تاہوں کشتیاں۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۱۹) ”خیر۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۱۷) ”ایک دم رخصت ہوا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۱۹) ”موت تیراں ماہ حال کو۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۱) ”کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔“ (یعنی مرزا کا بیڑا غرق ہو گیا۔ ناقل) (البشری ج ۲ ص ۱۲۲) ”ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہے گا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۳۵) ”لائف آف پین۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۶) ”لاہور میں ایک بے شرم ہے۔“ (شاید وہ محمد علی مرزائی ہوگا۔ ناقل) (البشری ج ۲ ص ۱۲۹) ”راز کھل گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۹) ”بلائے دمشق سرک سری۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۲۹) ”احمد غزنوی۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۰) ”یہ دو گھر ہی مر گئے۔“

(البشری ج ۲ ص ۱۳۰) ”پوری ہو گئی۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۰) ”قریب عصر۔ یا تیک تحائف کثیرہ۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۱) ”بدی کا بدلہ بدی ہے۔ اس کو پلیگ ہو گئی۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۲) ”غلام احمد کی جے۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۲) ”ایسوسی ایشن۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۳) ”قبول ہو گئی ۹ دن میں بخار ٹوٹ گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۳) ”خدا خوش ہوا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۳) ”خدا خوش ہو گیا۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۷) ”بلاء ناگہانی۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۳۸، ۱۳۷) ”ستائیس کو ایک واقعہ۔“

(البشری ج ۲ ص ۱۳۸) ”واللہ، واللہ سدھا ہو یا اولاً۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۴۰) ”ماتم کدہ۔“
 (البشری ج ۲ ص ۱۴۰) ”کبھی معدے کے خلل سے ورم ہو جاتی ہے۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۴۰) ”بیمار
 بہت ہی چپخیں مارتا ہے۔“ (البشری ج ۲ ص ۱۴۱) ”سرنگ۔“

مرزا کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے یا نہ
 مرزا پر اس دعوے کے متعلق پانچ دو گزرے ہیں۔

.....۱ (براین احمدیہ ص ۵۵۷ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) ”پھر اس کے بعد الہام ہوا کہ یا
 عیسیٰ انی متوفیک اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔“
 اس سے معلوم ہوا کہ براہین کی تصنیف کے وقت مرزا مسیح موعود تھا۔

.....۲ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک، جو ایک زمانہ دراز
 ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار
 دیا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا براہین کے بعد بارہ برس تک اس مسیحیت کا ہرگز مدعی نہ تھا۔“
۳ (فتح اسلام حاشیہ ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱) ”اس فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ
 عاجز بھیجا گیا۔ تاکہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو
 قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اتر اہوں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ فتح اسلام میں مرزا مدعی مسیحیت ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۳۹، خزائن
 ج ۳ ص ۱۷۱) ”ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا
 ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ
 ہوئے ہیں۔“

یہ بھی واضح ہے۔

.....۴ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) ”اے برادران دین و علماء شرع متین آپ
 صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا
 ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔“

اس سے ثابت ہوا کہ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) تک مرزا کا دعویٰ مثیل
 موعود کا تھا۔ مسیح موعود کا دعویٰ نہ تھا اور ازالہ اوہام، فتح اسلام و توضیح مرام کے بعد کی تصنیف ہے۔

.....۵ (ازالہ اوہام ص ۴۱۴ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵) ”واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل

اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری طور پر قرار پاچکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلا دیں۔“

یہ عجیب ہے کہ (ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) سے پہلے کا ہے گویا ازالہ اوہام میں ہی (ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) میں اپنی مسیحیت کا اقرار ہے اور (ص ۱۹۰) میں پھر انکار اور (ص ۴۱۴، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵) میں پھر اقرار ہے۔ عجیب خط الحواسی ہے۔

مرزا میں مسیح موعود کی علامات موجود نہیں

مرزا نے خود جو علامات حضرت مسیح موعود کے لئے تجویز کی ہیں۔ ان سے مرزا خود عاری ہے۔

..... (ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج ۱۶ ص ۴۱۶، ۴۱۷) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر و دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا..... آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لا کر حج کرے گا۔ سو دجال کو ایمان اور حج کے خیال پیدا ہوں گے۔ وہی دن ہمارے حج کے بھی ہوں گے۔“

مرزا تسلیم کرتا ہے کہ از روئے حدیث صحیح مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے۔ لیکن مرزا نے مرتے دم تک بالکل حج نہ کیا۔ اس لئے اس میں یہ علامت نہ پائی گئی۔

..... (شہادۃ القرآن ص ۱۶، خزائن ج ۶ ص ۳۱۱) ”فنفتح فی الصور فجمعناہم جمعا..... تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے..... اور ایسے زمانہ میں صور پھونک کر تمام فرقوں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا..... اور ایک آسمانی مصلح آئے گا۔ درحقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود ہوگا۔“

اس میں مرزا نے تسلیم کیا کہ مسیح موعود کی علامت از روئے قرآن یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ یہ علامت مرزا میں موجود نہیں۔

(اعجاز نسخ ص ۸۳، خزائن ج ۱۸ ص ۸۵) ”وقد اتى زمان تهلك فيه الاباطيل ولا يبقى الزور والظلام وتفنى الملل كلها الا الاسلام۔“

(چشمہ معرفت ص ۶۷، حاشیہ، خزائن ج ۲۳ ص ۷۵) ”ونفتح فی الصور فجمعناہم جمعا“ یعنی ہم آخری زمانہ میں ہر قوم کو آزادی دیں گے تاکہ اپنے مذہب کی خوبی دوسری قوم

کے سامنے پیش کرے..... ایک مدت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر قرآن میں ایک آواز پھونک دی جائے گی۔ تب ہم تمام قوموں کو ایک قوم بنا دیں گے اور ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔“ ان تینوں عبارتوں سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود کی علامت اہلاک اہلسل مرزا میں مفقود ہے۔

۳..... مرزا نے لکھا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ امن و صلح کا زمانہ ہوگا۔ مگر مرزا میں یہ عنقاء ہے۔
 ”ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود ص د“ (ملحقہ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۲۲)
 ”ویضع اللہ الحرب وتقع الامنة علی الارض وتنزل السکينة والصلح فی جذور القلوب۔“

۴..... مرزا نے لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ میں ریل جاری ہو جائے گی۔ مگر مرزا کی پیش گوئی کا یہ اثر ہوا کہ ریل کی تیاری شروع ہو کر رہ گئی۔

(اربعین نمبر ۲ ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۴) ”ابھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کے لئے ایک بھاری نشان ظاہر ہوا ہے..... حدیث ”یتروک القلاص فلا یسعی علیہا“ اس کی گواہ ہے۔ پس یہ کس قدر بھاری پیش گوئی ہے جو مسیح کے زمانہ کے لئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے بطور علامت تھی۔ ریل کی تیاری سے پوری ہو گئی۔“ (مثلاً تحفہ گولڈویہ کا ضمیمہ ص ۱۲، تحفہ گولڈویہ ص ۱۰۱ خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۲، تحفہ گولڈویہ ص ۱۳۵، خزائن ج ۱۷ ص ۳۲۷) ”مرزا کی پیش گوئی کے وقت پہلے ہندوستان سے ریل کے لئے چندہ جمع ہو رہا تھا اور اس کی تیاری تھی۔ مگر مرزا کی پیش گوئی کا اثر یہ ہوا کہ وہ وہیں رک گئی اور آج تک تیار نہ ہو سکی۔ چندہ کی فراہمی کا ذکر خود مرزا نے کیا ہے۔ دیکھو (الحکم نمبر ۷ ج ۱۲ ص ۲۰۲ نمبر ۳، ۲۶، جنوری ۱۹۰۸ء)

۵..... مسیح موعود کسی کا شاگرد نہ ہوگا۔ بخلاف حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے کہ وہ انسانوں کے شاگرد ہوں گے۔

(ایام الصلح ص ۱۲۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲) ”ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاذ سے تمام تورات پڑھی تھی..... سو آنے والے کا نام مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں وہ کسی کا شاگرد نہ ہوگا..... سو میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو۔“

حالانکہ مرزا کے بہت سے استاد ہیں۔ دیکھو عبارات ذیل:

(کتاب البریہ ص ۱۴۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰، ریویو آف ریلیجز) ”میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں۔“

(التلخیص ص ۵۴۵ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷) ”لم يتفق لي التوغل في

علم الحديث والاصول والفقہ الا کطل من الوبل۔“

نیز مرزا کا استاذ گل علی شیعہ بھی تھا۔ (دافع البلاء ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۳) اور اس کا استاذ طب اس کا باپ غلام مرتضیٰ بھی تھا۔ (حقیقت الوحی) اور اسی طرح سوانح عمری مرزا قادیانی مولفہ معراج دین مرزائی، میں بھی اس کے استاذ تسلیم شدہ ہیں۔ گویا اس کے استاذ گل علی شیعہ، غلام مرتضیٰ، فضل الہی، فضل احمد ہیں۔

۶..... مرزا کا دعویٰ ہے کہ مسیح موعود کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ (اخبار بدر

نمبر ۲۹ ج ۲ ص ۲۴، ۲۵، ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء) ”باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ

بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کام کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہی ہے کہ

میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی

جلالت و عظمت اور شان کو دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت

غائی مجھ سے ظاہر نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو

کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی معبود کو کرنا

چاہئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں۔ اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

غلبہ عیسائیت اور غلبہ اسلام کا مفہوم بھی سن لو۔ (اخبار بدر نمبر ۱۵ ج ۲ ص ۸، کالم نمبر ۲، ۲۰

ستمبر ۱۹۰۶ء) ”میں یقیناً کہہ سکتا ہوں اور یہ بات بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو

چکے ہیں اور ایک لاکھ سے بھی ان کی تعداد زیادہ ہوگئی۔“

(اخبار بدر مذکور ص ۹ کالم ۱) ”اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا اور ہر طبقہ کے مسلمان

اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے مطابق

غالب کرے۔“

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عیسائیت کا غلبہ یہ ہے کہ لوگ عیسائی ہو رہے

ہیں۔ اب اس کے خلاف اسلام کا غلبہ یہ ہوگا کہ عیسائی مسلمان ہو جائیں۔ لیکن مرزا کی زندگی کے

ایام میں عیسائیت کی تعداد دن بدن اضافہ میں رہی تھی۔ دیکھو ذیل کی عبارت:

(برایین احمدیہ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۶۸، ۶۹) ”ابھی کلکتہ میں جو پادری ہیکر صاحب نے اندازہ کر شان شدہ آدمیوں کا بیان کیا ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل افسوس بات ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں جو پچاس سال پہلے تمام ہندوستان میں کر شان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی۔ اس پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گیا ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ ص ۲۲ ج ۱) ”دیکھو اس قدر جو لوگ عیسائی ہو گئے ہیں۔ جن کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچی ہے۔ میں نے ایک بپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ ہم بیس لاکھ عیسائی کر چکے ہیں۔“ (مثلاً ملفوظات احمدیہ ص ۲۶۵ ج ۱، ریویو آف ریلیجز بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۲۲۵) ”۲۹ لاکھ لوگ عیسائی ہو کر مرتد ہو گئے ہیں۔“

کفر مرزا قادیانی

مرزا قادیانی خود اپنی تحریروں سے بھی کافر ٹھہرتا ہے اور اس کے علاوہ جن سے ہم اس کو کافر کہتے ہیں۔ وہ اور بھی ہیں۔

..... (برایین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۱، خزائن ج ۲ ص ۹۱) ”جن لغزشوں کا انبیاء علیہم السلام کی نسبت خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا اگر تحقیر کی راہ سے انکار کیا جائے تو یہ موجب کفر و سلب ایمان ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۲ ج ۱) ”میرا یہی مذہب ہے انبیاء علیہم السلام کی مدح کے خلاف زبان چلانا میرے نزدیک کفر ہے۔“

مرزا قادیانی اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و الیسع و ابراہیم علیہم السلام و آنحضرت ﷺ پر اتہامات لگائے ہیں اور تمام انبیاء کی توہین کی ہے۔ دیکھو کتاب ہذا۔

..... ۲ مرزا اس لئے بھی کافر ہے کہ اس نے اشاعت شرک کی ہے۔ (برایین احمدیہ ص ۲۳۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱، خزائن ج ۱ ص ۲۷۱) ”جس حالت میں اکثر جاہلوں نے گذشتہ اولیاء و صالحین پر صدہا اس قسم کی ہتہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے آپ کو یہ فرمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ اور ہم سے مرادیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو۔ تو اس صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو اپنے پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں۔ تب تک وعظ اس کا اور پند اس کا مصلح جدید کا بہت ہی کم موثر ہوگا۔“

یعنی جو شرکیہ عقائد جاہلوں نے اپنے پیروں کے لئے ذہن نشین کر رکھے ہیں۔ ان کو خدا کی طرف سے مرزا کے لئے ثابت کیا جانا چاہئے۔ ورنہ اس کے وعظ کا اثر نہیں ہوتا۔

مرزا نے خود لکھا ہے کہ مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پھر مرزا خود مدعی نبوت ہے جیسا کہ ہم ثابت کریں گے۔ (حماتہ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) ”ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔“ (آسمانی فیصلہ ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۷۳) ”ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں اور میں مدعی نبوت کا نہیں۔ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

اب مرزا کے ادعاء نبوت کے ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

(براین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸) ”میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔“ (ایام الصلح ص ۸۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۳۲۱) ”اصل بات یہ ہے کہ مسیحیت یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت النبوة ص ۲۲ ضمیمہ نمبر ۳) ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں..... ہم نبی ہیں اور حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انخفاء نہ کرنا چاہئے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵) ”انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔“

یہ مرزا کو الہام ہوا ہے۔ اس میں وہی رسالت مذکور ہے جو محمدی رسالت و نبوت ہے۔ مثلاً (انجام آتھم ص ۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) ”اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) ”اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“

تمام عبارات سے مرزا کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔

۴..... مرزا قادیانی خدا تعالیٰ اور انسانوں کو متحد مانتا ہے۔ اس لئے بھی وہ کافر ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۶۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰، حاشیہ) ”جس پر خدا تعالیٰ کا فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دوئی اس سے جاتا رہتا ہے۔“

۵..... مرزا عیسائیوں کی طرح خدا تعالیٰ کو باپ مانتا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۱، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۵۲) ”انت منی بمنزلۃ اولادی..... اور خدا تیرا متولی اور تیرا پروردندہ ہے۔ اس لئے خاص طور پر پدیری مشابہت درمیان ہے۔“

۶..... بقول مرزا حیات مسیح کا قائل مشرک عظیم ہے اور خود مرزا بھی حیات مسیح کا قائل ساہبا سال تھا۔ (الاستفتاء ص ۳۹، محققہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰) ”فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان هو الاشرک عظیم۔“

مرزا قادیانی اسی عقیدہ پر ساہبا سال تک جمارہا۔ حالانکہ وہ ملہم و مامور ہو چکا تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمارہا۔“

۷..... کسی شخص کے لئے خداوندی صفات مثلاً حاضر و ناظر جاننا یا علم غیب ثابت کرنا، یا الوہیت وغیرہ ماننا خواہ یہ امور بظہار الہی و اذن خداوندی سے ہی ہوں، موجب کفر ہوگی۔

(ازالہ اوہام ص ۲۹۷، ۲۹۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۱، ۲۵۲) ”یہ معنی کرنا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا۔ صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسروں کو دے سکتا ہے تو اس سے اس کی خدائی باطل ہوتی ہے اور موجد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالق طیور تھے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن و ارادہ سے ان کو دے رکھی تھی..... یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بدتر.....“

(ازالہ ص ۲۹۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) ”کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کسی بشر کو اپنے اذن و ارادہ سے خالقیت کی صفت عطا کر سکتا ہے۔ تو پھر وہ اسی طرح کسی کو اذن اور ارادہ سے اپنی طرح عالم الغیب بھی بنا سکتا ہے اور اس کو ایسی قوت بھی بخش سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔“ (ملفوظات احمدیہ ص ۳۱۱ ج ۱) ”ایسا تجویز یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر و ناظر ہے..... صریح کلمہ کفر ہے۔“

مرزا خدا کو حاضر و ناظر مانتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۱۸۶ الاہوری) ”بعض اکابر نے اپنے وجود کو ایک وقت اور ایک آن میں مختلف ملکوں اور مکانوں میں دکھلایا ہے باذن اللہ۔“

۸..... کسی کے لئے صفات خداوندی الوہیت وغیرہ تسلیم کرنا سخت الحاد و کفر ہے۔ بموجب حوالہ (ازالہ اوہام مذکورہ ص ۲۹۶، خزائن ج ۳ ص ۲۶۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے لئے صفات الوہیت تسلیم کی ہیں۔ دیکھو (سرمہ چشم آریہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۲ ص ۲۳۵) ”رفع بعضہم درجات اس جگہ صاحب درجات رفیعہ سے ہمارے نبی کریم ﷺ مراد ہیں۔ جن کو ظلی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات جو کمالات الوہیت کے افعال و آثار ہیں، بخشے گئے ہیں۔“

(مذکورہ ص ۱۸۸ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۳۶) ”مخلوقات میں سے صرف ایک ہی شخص مرتبہ کاملہ خلافت تامہ حقہ کا جو ظل مرتبہ الوہیت ہے، حامل ہو سکتا ہے۔“ (ص ۱۹۹ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۳۷) ”اس جگہ واضح رہے کہ اس انتہائی کمال کے وجود باوجود کہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مظہر اتم الوہیت قرار دیا گیا ہے۔ (ص ۲۰۲ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۵۲) ”یہ وجود باوجود (آنحضرت ﷺ)۔ (ناقل) جو خیر مجسم ہے۔ مقررین کی تین قسموں میں سے اعلیٰ و اکمل ہے جو الوہیت کا مظہر اتم کہلاتا ہے۔“ (ص ۲۱۳ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۶۲، ۲۶۱) ”اس قسم ثالث میں تمام صفات الہیہ صاحب قرب کے وجود میں بہ تمام تر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں۔“

(ص ۲۲۲، خزائن ج ۲ ص ۲۷۲) ”ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے۔ جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الہیہ یعنی حیوۃ، علم، ارادہ، قدرت، سمع و بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر اس میں انعکاس پذیر ہیں۔“ (ص ۲۲۵ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۷۳) ”اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سے آنحضرت ﷺ کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ دی گئی ہے۔ جو ابن کے لئے بجائے اب ہے۔“ (ص ۲۲۶، خزائن ج ۲ ص ۲۷۴) ”اور جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہی آیت ہے.....“ (ص ۲۲۸، خزائن ج ۲ ص ۲۷۶ حاشیہ) ”قل یا عباد الذین اسرفوا علی انفسکم لاتقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً“ یعنی ان کو کہہ دے کہ اے میرے بندو! الخ۔

(ص ۲۳۵ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۲۸۳) ”خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت ﷺ ہیں۔ کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت ہیں اور درجہ سوم قرب پر ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸

ص ۲۱۴) ”بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو..... وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ظلی خدا پوری تصویر خدا کی ہوگی۔ عیاذ باللہ!

..... ۹ کسی میں باذن اللہ علم غیب ماننا بھی شرک والحاد ہے۔ بحوالہ (ازالہ اوہام ص ۲۲۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) محمولہ بالا مرزا نے غیر خدا کے لئے علم غیب کامل تسلیم کیا ہے۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص ۳۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۹، ۳۵۰) ”لا ینظر علی غیبہ احد الا من ارتضى من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے قبضہ میں ہے۔ یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت، کیا باعتبار کمیت غیب کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں۔“

(ضرورة الامام ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳) ”امام الزمان کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب کا رتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑی کو قبضہ میں کرتا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۶۷، خزائن ج ۲۱ ص ۸۶) ”خدا تعالیٰ اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن پر غیب کامل کے امور ظاہر نہیں کئے جاتے۔ بلکہ محض ان بندوں پر جو اصطفاء اور احباء کا درجہ رکھتے ہیں، ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ”لا ینظر علی غیبہ احد الا من ارتضى من رسول“ یعنی اللہ تعالیٰ غیب پر کسی کو غالب نہیں ہونے دیتا۔ مگر ان لوگوں کو جو رسول اور اس کی درگاہ کے پسندیدہ ہیں۔“

(ایام الصلح ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۳ ص ۴۱۹ حاشیہ) ”قرآن شریف میں ہے ”لا ینظر علی غیبہ احد الا من ارتضى من رسول“ یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ عطاء نہیں ہوتا۔ رسول سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں۔“

..... ۱۰ مرزا قادیانی قدم عالم کا قائل ہے جو فلسفہ یونان کا نظریہ ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۱۶۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۸) ”پس خدا تعالیٰ کی صفات قدیمہ کے لحاظ سے مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم ماننا پڑتا ہے۔ نہ شخصی طور پر یعنی مخلوق کی نوع قدیم سے چلی آتی ہے۔ ایک نوع کے بعد دوسری نوع خدا تعالیٰ پیدا کرتا چلا آیا ہے۔ سواسی طرح ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہی قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے..... خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے

لئے قدامت نوعی ضروری ہے۔ مگر قدامت شخصی ضروری نہیں۔“

(ص ۲۶۳، ۲۶۰، ۲۴۴، ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۲، ۲۷۲)

۱۱..... مومن کی صحیح شان یہ ہے کہ بلا استصواب و مطالعہ کتاب اللہ کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ دیکھو (ملفوظات احمدیہ ص ۳۴۹ ج ۱) ”لیکن وہ انسان جو اللہ کا ولی کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ وہ ہوتا ہے جس کی وہ حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الہی نہیں ہوتی وہ اپنی ہر بات و ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔“

لیکن مرزا نے حیات مسیح کا اعتقاد (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں رکھتے ہوئے کتاب اللہ سے کیوں نہ استصواب کیا اور کیوں رسمی عقیدہ پر بارہ برس تک جمارہا (عجاز احمدی ص ۷) حالانکہ تیرے قول سے قرآن مجید کی تیس آیات خصوصی طور پر وفات مسیح پر دال ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ ص ۲۳۸ ج ۱) ”تیس آیات مخصوصاً مسیح علیہ السلام کی وفات پر گواہ ہیں۔“ نیز مرزا بشیر محمود کے خیال میں جب اس کا باپ غلام احمد قادیانی ختم نبوت کو قرآن سے ثابت کرتا رہا تھا تو کیوں نہ کتاب اللہ سے استصواب کر لیا؟

۱۲..... مرزا کہتا ہے ”دابة الارض“ کا معنی طاعون کے جراثیم کے علاوہ اور کچھ کرنا الحاد اور دجل ہے۔ (نزول مسیح ص ۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۱۸) مرزا خود اس جرم کا مرتکب ہے۔ وہ اس کا معنی علماء اور متکلمین قرار دیتا ہے۔ دیکھو (شہادۃ القرآن ص ۲۵، خزائن ج ۶ ص ۳۲۱) ”گیارہویں علامت دابة الارض کا ظہور میں آنا یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہو جانا جن میں آسمانی نور ذرہ بھی نہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹، ۳۷۰) ”دابة الارض“ سے مراد کوئی لایعقل جانور نہیں۔ بلکہ بقول حضرت علیؓ آدمی کا نام ہی دابة الارض ہے۔ اس جگہ دابة الارض سے مراد ایک ایسا طائفہ انسانوں کا مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے..... وہ گروہ متکلمین کا ہو گا۔ (مثلاً حملۃ البشری ص ۸۶، خزائن ج ۷ ص ۳۰۸)

۱۳..... مومن کی فطرت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی تعظیم مرکوز ہے۔ لیکن مرزا نے آپ کی توہین کی ہے۔ اس لئے مرزا مومن نہ رہا، بلکہ کافر ہو گیا۔ (ضمیمہ نمبر ۳ ص ۷، ملحقہ تریاق القلوب، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱) ”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی کریم ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسے نبی کریم ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔“

اس کا ثبوت کہ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کے حق میں سخت بدزبانی کی ہے۔ دیکھو کتاب ہدایہ (ص ۲۴۱) تحت مضمون مرزا نے حضرت مسیح کو گالیاں دیں اور اس کے جوابات کی تردید۔

(۱۴) کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر نہ ماننا قرآن مجید کی تکذیب کرنا ہے (تکذیب قرآن مجید سے آدمی کافر ہو جاتا ہے)

(عجاز احمدی ص ۱۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷) ”آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ واقع صلیب کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں کو ہم نے ایک ٹیلہ پر جگہ دی۔ جس میں صاف پانی بہتا تھا..... یعنی خطہ کشمیر۔“

مرزا نے آپ کی قبر کو کبھی گلیل میں تسلیم کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

اور کبھی یروشلم میں ان کو دفن کرایا۔ دیکھو (کتاب ہدایہ ص ۴۷۲، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

(۱۵) مسیح موعود کا منکر کافر ہے

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) ”کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے..... اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹) ”جو پیغمبر ﷺ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ

مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ انجام ایک ہی ہے۔“

مرزا نے اپنی مسیحیت کا انکار سا لہا سال تک کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی وحی اس کو

مسیح موعود ٹھہرا رہی تھی۔ دیکھو (عجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

عجاز احمدی کی عبارت ملاحظہ ہو: ”براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ تاہم یہ الہام جو براہین میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔ خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ ہمیں براہین میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی میں نے بوجہ

اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بتاتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بتاتی تھی۔ کیونکر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔ پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار ہا۔“

اس میں صاف ظاہر ہے کہ مرزا کو خدا کی بالکل واضح اور کھلی کھلی ہر ممکن طریق سے اس کو مسیح موعود بتاتی رہی۔ لیکن مرزا اس کا بارہ سال تک منکر رہا۔ پس وہ بموجب (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) کافر ہوا۔

نیز مرزا نے اپنی مسیحیت کا انکار ازالہ اوہام میں بھی کیا ہے۔ حالانکہ اسی ازالہ اوہام میں پہلے صفحات میں اپنی مسیحیت کا اقرار کر چکا تھا۔ لہذا وہ پکا مرتد ہوا۔ ملاحظہ ہوں ازالہ اوہام کی عبارات۔

(ازالہ اوہام ص ۱۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) ”ہم نے جو رسالہ فتح اسلام تو توضیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) ”ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلا دیں۔“

ان دونوں عبارتوں میں مرزا اپنی مسیحیت کا اقرار ہی ہے اور اس کے بعد کے صفحات میں اس سے انکاری ہے۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) ”اے برادران دین و علماء شرع متین آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔“

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا خود کو مثیل موعود مانتا ہے نہ کہ مسیح موعود اور باقرار مرزا ہزاروں مثیل آسکتے ہیں۔

۱۶..... یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ کوئی شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ لیکن

جب خود نبی ہی اپنی نبوت سے انکار کرے تو وہ پرلے درجہ کا کافر ہوگا۔ اسی کو محمد علی لاہوری مرزائی نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

(مسح موعود و ختم نبوت ص ۱۲، ۱۳ حاشیہ) ”میاں محمود احمد صاحب حضرت صاحب کو ایک خطرناک فتویٰ کے ماتحت لاتے ہیں..... وہ یہ کہ نبی کی نبوت سے انکار کفر ہے۔ پس اگر حضرت صاحب کو خدا نبی کہتا تھا اور آپ نبی الواقع نبی ہی تھے۔ مگر بایں ہمہ زور سے نبوت کا انکار کرتے، بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ تو کیا آپ کفر کے فتویٰ کے ماتحت نہیں آئے؟ یقیناً اگر نبی اپنی نبوت سے انکار کرے تو وہ سب سے بڑھ کر کافر ہے۔ کیونکہ دوسروں کو کہنے والا تو انسان ہے۔ مگر اسے خود خدا کہتا ہے۔“ اور مرزا قادیانی نے اپنی نبوت سے انکار کر دیا۔

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶) ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے الہام کے موافق کیا گیا ہے۔“

(جنگ مقدس ص ۶۷، خزائن ج ۶ ص ۱۵۶) ”میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے۔“

مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کو گالیاں دیں

اور اس کے جواب کی تردید، پہلا حصہ

اول تو ہم ثابت کریں گے کہ واقعی مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں بدزبانی کی ہے۔

(براہین احمدیہ ص ۳۶۸، خزائن ج ۱ ص ۴۴۰ حاشیہ) ”بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بد رو ہے، پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہوا..... (ص ۳۶۹، خزائن ج ۱ ص ۴۴۱ حاشیہ)..... مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کی مبرز ہے، تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹) ”ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ”آپ کا کنجروں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہے کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۱ حاشیہ) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(اخبار بدر ۷ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۰) ”بچی جو نشہ نہیں پیتے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھی۔ مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی؟“ اور مرزا شراب کو ام الخبائث کہتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ ص ۳۴۴ ج ۱)

(نور القرآن ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۹ ص ۴۲۸) ”مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل بیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی اور اگر یسوع کا دل بد خیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ

ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں۔ مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے۔ تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے..... بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے..... (ص ۴۷، خزائن ج ۹ ص ۴۳۹)..... مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے۔ گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے۔ کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوش نما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے..... اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔“

(دافع البلاء ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۸ حاشیہ) ”مگر یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں یا سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

دوسرا حصہ

یہ کہ مرزا اور مرزائی لوگ ان گالیوں کے جواب یہ دیا کرتے تھے کہ یہ الزاماً گالیاں دی گئی ہیں۔ یعنی بطور تسلیم یا کبھی یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ جواباً گالیاں دی گئی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دیں تو ہم نے جواباً یہ دشنام طرازی کی ہے۔

اور کبھی یہ عذر پیش کیا کرتے ہیں کہ یہ مسیح علیہ السلام کو گالیاں نہیں۔ بلکہ ایک فرضی یسوع کو گالیاں دی گئی ہیں۔ جس کا دعویٰ الوہیت کا تھا۔ (نور القرآن نمبر ۲، خزائن ج ۹ ص ۳۷۵) تاہم بیچ سے ثابت کروں گا کہ یہ سب جوابات عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں۔ بوجہ ذیل:

..... بقول مرزا قادیانی یسوع اور مسیح دو نہیں، ایک ہی ہیں۔ بمطابق اقوال ذیل:

(دعوت حق ص ۸، ملحقہ تترہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۶۲۰) ”قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں۔ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)“

”مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“

(ایام الصلح ص ۱۱۶، خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۳، تحفہ قیصریہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴) ۲..... مرزا کہتا ہے کہ کسی قوم کے پیشوا کو گالیاں نہ دو۔ کیونکہ قرآنی تعلیم ”ولا تسبوا

الذین يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم“ کے خلاف ہے۔

(اخبار الحکم نمبر ۱۸ ج ۸ ص ۲۴ کالم نمبر ۱، ۲۱، ۲۲ مئی ۱۹۰۲ء) ”میں اپنی جماعت کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ جو کچھ اشتہار کے لکھنے والوں اور ان کی جماعت نے محض دل دکھانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم ﷺ کی نسبت مال خور اور ٹھگ اور کاذب اور نمک حرام کے الفاظ کو استعمال میں لائے ہیں اور مجھے لوگوں کا دغا بازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سورا اور کتے اور مردار خود اور گدھے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور بلچھان کا نام رکھا ہے۔ ان تمام دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کریں..... اگر تم ان گالیوں اور بدزبانوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا..... تمہیں چاہئے کہ آریوں کے رشیدیوں اور بزرگوں کی نسبت ہر گز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا کہ وہ بھی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیاں نہ دیں۔“

بالکل یہی عبارت (نسیم دعوت ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۲) میں بھی ہے۔ (قریب منہ براہین احمدیہ ص ۱۰۲، ۱۰۳، خزائن ج ۱ ص ۹۲، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲) ۳..... عیسائی لوگ آخراً حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ وہ خواہ اس کو یسوع کے نام سے پکاریں۔ خواہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے نام سے بہر حال شخصیت تو واحد ہے۔ مثلاً اگر کوئی لاہوری مرزائی اس غلام احمد قادیانی کو گالیاں دے جو مدعی نبوت ہوا ہے یا قادیانی مرزائی اس غلام احمد کو گالیاں دے جو قادیانی منکر دعویٰ نبوت ہے یا مسلمان اس مرزا کو گالیاں دیں جس نے مسلمانوں کے عیسائیوں کے بزرگوں کو برا بھلا کہا ہے جو خود کو رور گوپال وغیرہ سمجھتا ہے تو کیا وہ اس صورت میں حق بجانب ہوں گے؟ اور کہا جائے گا کہ یہ فرض نام تھا۔

۴..... اگر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جوابی گالیاں ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں نے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دی تھیں۔ تو اس کے جواب میں ہم لوگوں نے حضرت مسیح کو گالیاں دیں۔ (ضمیمہ نمبر ۳ تریاق القلوب) تو مرزا اس کو بھی رد کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جواباً بھی گالیاں نہ دو جیسے نمبر ۲ میں اخبار الحکم اور (نسیم دعوت ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۲) کا حوالہ نقل کیا جا چکا ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۰۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۳) ”بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔“

(چشمہ معرفت کا ضمیمہ ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۹) ”کسی جماعت کے دل میں یہ بھی خیال

آوے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کے بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں۔ پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعلیم سے باہر چلے جاتے ہیں اور بسا اوقات ان کی بدتہذیبی کا موجب وہی لوگ ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالتے ہیں..... بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“ (ضمیمہ نمبر ۳ ص ۷، ملحقہ تریاق القلوب، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱) ”مسلمانوں سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسے کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔“

۵..... مرزا کا خود اقرار موجود ہے کہ واقعی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سخت گوئی سے کام لیا ہے۔ مگر گورنمنٹ کی پالیسی کی حمایت کرتے ہوئے دیکھو (ضمیمہ نمبر ۳ ص ۷، ملحقہ تریاق القلوب، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱) ”سو مجھے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا ہے، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتم ص ۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲) ”بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی، انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔“

(عجاز احمدی ص ۳۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹) ”میں نیاس قصیدہ میں جو امام حسینؑ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔“

۶..... ”حضرت مسیح علیہ السلام کو عیسائی خواہ خدا سمجھیں یا نبی، بہر حال وہ ان کے مقتداء اور پیشوا ہیں اور کسی کے پیشوا کو گالیاں دینا قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔“ حسب عبارت (نسیم دعوت ص ۲، اخبار اکیم نمبر ۱۸ ج ۸ ص ۴، کالم نمبر ۱، تبلیغ رسالت ص ۱۰۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۲، چشمہ معرفت کا ضمیمہ ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۹) ”نیز اس پر آخر عیسائیوں کو غصہ آیا اور انہوں نے اس غصہ کے جواب میں آنحضرت ﷺ پر طعن و تشنیع کی اور برے الفاظ استعمال کئے تو ان برے الفاظ کے استعمال و طعن و تشنیع کا ذمہ دار کون ہے؟ اور درحقیقت یہ گالیاں کس نے نکلوائیں؟ اس کا ذمہ دار خود مرزا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگر کسی کے بزرگ کو کوئی گالی دے اور وہ اس کے جواب میں اس

کے بزرگ پر زبان درازی کرے تو اس کا ذمہ دار وہ پہلا شخص ہوگا۔“ ملاحظہ ہو (ضمیمہ ص ۱۸ چشمہ معرفت کی عبارت کا فقرہ) ”اور بسا اوقات ان کی بدتہذیبی کا موجب وہی لوگ ہو جاتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کو گالیاں نکالتے ہیں۔“

(پیغام صلح ص ۲۷، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۵) ”ایسی مہذب قوم کی کتاب اور رشیوں کو برے الفاظ سے یاد کر کے آنحضرت ﷺ کو گالیاں دلوائیں۔ ایسی گالیاں تو درحقیقت انہی لوگوں کی طرف منسوب کی جائیں گی۔ جو اس حرکت کے مرتکب ہوں گے۔“

(قریب منہ پیغام صلح ص ۲۱، ۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۵۲) ”

تو گویا سب گالیاں آنحضرت ﷺ کو مرزائے ہی دلوائیں۔ (عیاذ باللہ!)

..... اگر مرزایہ کہے کہ میں نے ایسے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس نے خدا کا دعویٰ کیا تھا۔ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ تو خود کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں ان الفاظ سے زیادہ توقیر کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن سے عیسائی لوگ حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کیا کرتے ہیں۔ دیکھو

(چشمہ مسیحی ص ۵۷، خزائن ج ۲۰ ص ۱۳۷۵ از احکم نمبر ۱۱۰ ص ۸، ۳۱، مارچ ۱۹۰۶ء) ”اصل

بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سے محبت ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے۔ بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ ان سے ایسے کلمات ان کی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ ان کے ان کلموں سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میری نسبت مسیح سے بھی زیادہ وہ کلمات فرمائے گئے ہیں۔“

تو اب ہم بھی کیا مرزا کو گالیاں دیں۔ جس نے خدائی دعویٰ کیا ہے اور کیا اس پر مرزائی امت آگ بگولہ تو نہیں ہوگی؟

..... نیز مرزائے خود لکھا ہے کہ جس شخص کا وجود ہی نہ ہو اور وہ محض فرضی شخص ہو تو اس شخص پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو (نور القرآن نمبر ۲ ص ۵، خزائن ج ۹ ص ۳۹۸) ”ہمیں تو اب تک یہی پتہ نہیں لگا کہ ویدوں کے رشی کچھ وجود بھی رکھتے تھے یا نہیں اور کہاں تھے کس شہر میں رہتے تھے اور ان کی زندگی سوانح کیا تھی اور ان کی لائف کا سلسلہ کس طور کا تھا پھر ہم کیونکر ان کی نکتہ چینی کر سکتے ہیں ہمیں اب تک ان کے وجود میں ہی شک ہے۔ تو یقیناً مرزا کی نکتہ چینی اسی مسیح علیہ السلام پر ہوگی۔ جو واقع میں موجود تھے۔ کیونکہ فرضی شخصیت پر کسی کے نکتہ چینی کرنے کا مطلب ہی کیا ہے؟

نیز مرزائے لکھا ہے کہ خبیث یہودیوں نے حضرت مسیح کی پیش گوئیوں اور ان کے چال چلن پر اعتراضات کئے ہیں۔ تو گویا اگر مرزائے بھی آپ کی پیش گوئیوں پر اور آپ کے اخلاق پر

اعتراضات کئے تو وہ بھی خبیث یہودیوں کا ہی قبیح ہوا۔

(حقیقت الوحی کا ترجمہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۵۳۷) ”کئی خبیث انفس لوگوں نے ان برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے۔ ناپاک تہمتیں لگائی ہیں..... یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ میں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جس میں نہ صرف ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ناجائز طور پر ہے۔ بلکہ آپ کے چال چلن پر بھی نہایت گندے اعتراضات کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں۔ بہت برے پیرایہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بس جب کہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا۔“

(ترجمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۶) ”یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ایک پیش گوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔“ یہی اتہامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مرزا نے قائم کئے ہیں۔ جیسے کہ ہم شروع مضمون میں پہلے حصہ مضمون میں مرزائی عبارتیں (دافع البلاء تنبیہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۸) کے بعد (کشتی نوح ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱، ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹ تا ۲۹۲) سے پیش کر چکے ہیں اور مرزا نے آپ کی پیش گوئیوں پر بھی اعتراضات کئے ہیں۔ دیکھو!

(اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱) ”ہائے کس کے سامنے یہ فریاد کی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔“

تو ثابت ہوا کہ مرزا بھی یہودی خبیث انفس ہی ہے بلکہ یہودیوں سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ یہودی تو حضرت عیسیٰ کو نبی نہیں سمجھتے اور یہ زبانی طور پر نبی تسلیم کر کے پھر ان پر اتہامات لگاتا ہے

۱۰..... نیز جو اعتراضات مرزا نے (نوالقرآن نمبر ۲ ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۹ ص ۴۴۸، ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۳۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹ تا ۲۹۲) میں بقول خود فرضی یسوع پر کئے ہیں۔ وہی اعتراضات اس نے (کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱، دافع البلاء تنبیہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۸) کے بعد میں شراب خوری اور بد اخلاقی حضرت مسیح علیہ السلام پر وارد کئے ہیں اور پھر ان اعتراضات کو دافع البلاء میں از روئے قرآن مجید صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ عذر کہ اس یسوع مسیح کا ذکر

قرآن مجید میں نہیں۔ یہ بھی غلط ٹھہرا کیونکہ اس مسیح کو اس نے قرآن مجید والا مسیح تسلیم کر کے پھر لکھا کہ ان کو قرآن مجید نے حضور نہیں فرمایا۔

.....۱۱ فرضی یسوع کا جواب دینا اس لئے بھی عذر لنگ ہے کہ اس نے اپنی بعض کتابوں میں تو حضرت مسیح علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ سے حضور کو تعبیر کیا ہے نہ کہ یسوع کے نام سے مثلاً (کشتی نوح ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱، دافع البلاء تنبیہ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۱۸، حاشیہ، ازالہ اوہام ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۱۰۷، حاشیہ) ”اس جگہ حضرت مسیح کی تہذیب اور اخلاقی حالت پر ایک سخت اعتراض وارد ہوتا ہے۔“

(زندہ نبی ص ۷) ”اور ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناکام رہے۔“ (ص ۲۳) ”اور اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس قسم کا موقع ملا ہے مسیح کو نہیں ملا۔ یہ ان کی بد قسمتی ہے۔“ (ص ۲۳) ”مسیح کے اخلاق کا نمونہ اسی قسم کا ہے..... لیکن جب یہ موقع ہی ان کو نہیں ملا، تو پھر انہیں اخلاق کا نمونہ ٹھہرانا صریح بے حیائی ہے۔“

(ص ۲۶) ”طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی تعلیم دینے والے معلم کی عملی حالت میں اس خلق کا ہمیں کوئی پتہ نہیں لگتا۔ دوسروں کو کہتا ہے کہ گالی نہ دو مگر یہودیوں کے مقدس فریسیوں اور فقیہوں کو حرام کار اور سانپ کے بچے آپ ہی کہتا ہے۔ یہودیوں میں بالمقابل اخلاق پائے جاتے ہیں۔ وہ اسے نیک استاد کہہ کر پکارتے ہیں اور یہ ان کو حرام کار کہتے ہیں۔“

نوٹ..... بالکل یہی نمونہ اخلاقی خود مرزا میں ہے کہ لوگوں کو گالیوں سے منع کرتا ہے اور خود اس قدر گالیوں کے انبار لگاتا ہے کہ مولویوں کو چھوڑتا ہے نہ سلف کونہ انبیاء کونہ حضرت مسیح علیہ السلام کو۔ دیکھو

مرزا کی نظر میں دوسرے مسلمان کافر ہیں یا مومن

مرزا کے نزدیک دوسرے مسلمان داخل اسلام ہیں

(ایام اصلاح ص ۸۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۲۴) ”یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوص قرآن اور حدیثیہ متذکرہ بالا کے اور اجماع آئمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔“

(آسمانی فیصلہ ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳) ”ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت و الجماعت مانتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز

پڑھتا ہوں اور میں مدعی نبوت کا نہیں۔ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۸۰، خزائن ج ۲۳ ص ۱۸۹) ”ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف نزاع لفظی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۶) ”پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں۔ ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا۔“ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۵، ملحقہ شہادت القرآن، خزائن ج ۶ ص ۳۸۲) ”میں نے سنا ہے کہ ایک شخص ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور نے جو اپنے تئیں مولوی ابو سعید محمد حسین کر کے مشہور کرتا ہے۔ اس اختلاف رائے کے سبب سے جو بعض جزوی مسائل ہیں۔ وہ اس عاجز کے ساتھ رکھتا ہے..... گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے لکھتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۳۷، خزائن ج ۳ ص ۴۴۳، ۴۴۴) ”میاں عبدالحق نے مباہلہ کی بھی درخواست کی تھی۔ لیکن اب تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے اختلافی مسائل ہیں۔ جن کی وجہ سے کوئی فریق کافر یا غلام نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ مباہلہ جائز ہے..... کیونکہ میں اپنے مخالفوں کو کاذب تو نہیں سمجھتا، بلکہ موول خطلی سمجھتا ہوں“

مولوی عبدالحق صاحب حالانکہ مرزا کو کافر جہنمی بھی کہہ چکے تھے۔ لیکن پھر بھی مرزا ان کو کافر نہیں سمجھتا (اس سے لاہوری مرزائیوں کو شرمندہ ہونا چاہئے جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم ملکر مرزا کو کافر سمجھتے ہیں) دیکھو مرزا کی عبارت:

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳۸، ۴۳۹) ”میاں عبدالحق صاحب غزنوی اور مولوی محی الدین لکھو کے والے اس عاجز کے حق میں لکھتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ چنانچہ عبدالحق صاحب کے الہام میں صریح سیصلی ناراذات لہب موجود ہے اور مولوی محی الدین صاحب کو یہ الہام ہوا ہے کہ یہ شخص ایسا ملحد اور کافر ہے۔“

(تربیاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲) ”ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔“

مرزا کے نزدیک دوسرے اہل اسلام دائرہ اسلام سے خارج ہیں (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص.....) ”کفر دو قسم ہے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا..... اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ (مثلہ حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷، فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۱) ”جبکہ خدا تعالیٰ نے

مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹) ”جو پیغمبر خدا ﷺ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ انجام ایک ہی ہے..... (ص ۲۸۰)..... میرا انکار میرا انکار نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار ہے۔“

مرزا قادیانی کے غلط حوالہ جات اور تحریفات

حصہ اول جھوٹے پرفتویٰ مرزا

..... (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) ”اگر کوئی شخص ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔“

..... ۲ (آریہ دھرم ص ۴۲، خزائن ج ۱۰ ص ۲۸) ”میرے نزدیک جھوٹا ثابت ہونے کی ذلت ہزاروں موتوں سے بدتر ہے۔“

..... ۳ (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں، بلکہ نہایت شریرا اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔“

..... ۴ (تحفہ گولڑوی کا ضمیمہ حاشیہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

..... ۵ (انجام آتھم کا ضمیمہ ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳) ”تکلف سے جھوٹ بولنا گواہ کھانا ہے۔“

..... ۶ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۰) ”میں ایسی زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔“

..... ۷ (ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۱) ”جھوٹ جو اس پاخانہ سے بھی بڑھ کر بد بول رکھتا ہے۔“

حصہ دوم

اب مرزا کے افتراء آت اور تحریفات ملاحظہ ہوں۔

..... (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) ”مجدد صاحب سر ہندی نے اپنی مکتوبات میں لکھا ہے..... جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں، وہ نبی کہلاتا ہے۔“

یہ بالکل جھوٹ ہے اور عمد غلط بیانی کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں ”نبی“ کا لفظ نہیں، بلکہ

انہوں نے تو لکھا ہے کہ وہ ”محدث“ کہلاتا ہے۔ حالانکہ خود مرزا نے اسی حوالہ کو تین جگہ اس سے پہلے درج کیا اور وہاں محدث ہی لکھا ہے۔ دیکھو (براہین احمدیہ ص ۵۴۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۵۲) ”امام ربانی صاحبؒ اپنی مکتوبات کی جلد ثانی میں مکتوب پنجاہ ویکم میں ہے۔ اس میں صاف لکھتا ہے کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔“

(مثلاً ازالہ اوہام ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۶۰۰، تحفہ بغداد ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۸) ”پس

معلوم ہوا کہ مرزا نے بتکلف عمداً جھوٹ سے کام لیا ہے۔“

۲..... (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) ”صحیح مسلم میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ یہ بھی بالکل کذب ہے۔ مسلم میں تو آسمان کا لفظ ہی نہیں اور اگر ہے تو پھر مرزا اور اس کی امت کے انکار کا کیا معنی کہ کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ نہیں آیا۔

۳..... (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) ”مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (کس قدر صاف اور غلط بیانی ہے، بخاری میں یہ کہیں نہیں)

۴..... (انجام آہتم ص ۱۱۱، ۱۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵، براہین حصہ پنجم ص ۱۲۴، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۰) ”کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے احادیث میں رجوع کا لفظ نہیں آیا۔“

یہ کس قدر غلط بیانی ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رجوع کا لفظ آیا ہے۔ جس کو حضرت علامہ سید انور شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب (عقیدہ الاسلام ص ۶۸) میں ثابت کیا ہے۔ بلکہ خود مرزا نے تسلیم کیا ہے۔ دیکھو (الحکم، ۲، فروری ۱۹۰۸ء نمبر ج ۱۲۰ کالم ص ۲) ”جیسا کہ حدیثوں میں صحیح طور پر وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا، تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔“

۵..... (انجام آہتم ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) ”ما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السماء۔“ حالانکہ احادیث صحیحہ میں ”من السماء“ کا لفظ موجود ہے۔ جیسے کہ ابن عباسؓ کی روایت میں کنز العمال میں ہے اور اس حدیث کو مرزا نے (حماۃ البشری ص ۸۸ تا ۸۹، خزائن ج ۷ ص ۴۱۳،

(۴۱۳) میں دو دفعہ ذکر کیا۔ لیکن اپنی عادت کے موافق اس میں تحریف کر کے ”من السماء“ کا لفظ دونوں جگہ سے کاٹ دیا۔

نیز مرزا نے صحیح مسلم میں خود آسمان کا لفظ تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ اسی مضمون میں کتاب ہذا میں ازالہ اوہام کی عبادت درج ہو چکی ہے۔ علاوہ ازاں مرزا نے ”ابن واطیل“ کی روایت سے بھی آسمان کا لفظ مانا ہے۔ دیکھو

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۳، خزائن ج ۷ ص ۲۸۱)

۶..... (حقیقت الوحی ص ۱۸۹ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) ”بعض کتب میں زبان پارسی میں یہ حدیث لکھی ہے ”این مشت خاک را گرنہ بخشم چه کنم۔“ یہ بالکل جھوٹ ہے، کیا فارسی میں بھی کوئی حدیثیں ہیں۔

۷..... (حقیقت الوحی ص ۱۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۶) میں قرآن مجید کی آیت کا صریح انکار کر دیا۔ ”خدا کی رحمت ہے کہ وعید کی پیش گوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اس کی طرف سے جاری ہے۔ یہاں تک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کے لئے ہے۔ وہاں بھی یہ آیت موجود ہے۔“ ”الا ماشاء ربك ان ربك فعال لما يريد۔“ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ لیکن اگر تیرا رب چاہے۔ کیونکہ وہ جو کچھ چاہتا ہے۔ اس کے کرنے پر قادر ہے۔ لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ وعدہ ہے، وعید نہیں۔“

حاشیہ میں یہ لکھا کہ ”قرآن مجید میں کفار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے ”خال الدین فیہا ابدآ“ اور پھر باوجود اس کے قرآن مجید میں دوزخیوں کے حق میں ”الا ماشاء ربك“ بھی موجود ہے۔“

اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آیت میں جملہ استثنائیہ ”الا ماشاء ربك“ دوزخیوں کے حق میں ہے۔ مگر بہشتیوں کے حق میں نہیں۔ کیونکہ وعدہ اور وعید میں فرق ہے۔ یہ کس قدر جرأت سے کذب بیانی کی جاتی ہے۔ کیونکہ پارہ نمبر ۱۲ میں بہشتیوں اور دوزخیوں دونوں کے حق میں ”الا ماشاء ربك“ وہیں موجود ہے۔ گویا جو آیت سامنے پڑی ہے۔ اس کا بھی انکار کر دیا۔ اب اس کذاب پر کوئی کیا اعتبار کرے۔

مرزا کی نظر میں انبیاء کرام علیہم السلام زبانی طور پر مرزا انبیاء علیہم السلام کا مداح بننا چاہتا ہے۔ جیسے وہ کہتا ہے (براہین احمدیہ

ص ۱۶، خزائن ج ۷ ص ۲۳)

ماہمہ پیغمبر انرا چاکریم
ہچو خاک اوقادہ بردرے
لیکن در پردہ وہ انبیاء کی سخت توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔

پہلا حصہ

..... (برائین احمدیہ ص ۱۵، خزائن ج ۱ ص ۲۳)

طعنہ برپا کان بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجری

.....۲ (برائین احمدیہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱ ص ۹۰) ”بخدمت صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور غایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسر شان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایۃً اختیار کرنا جبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریرانفس خیال کرتے ہیں۔“

.....۳ (آریہ دھرم ص ۵۵، خزائن ج ۱ ص ۶۲) ”ایسا ہی وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بذات نہیں جو مقدس اور راست بازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے..... ہم سوچتے ہیں کہ کیوں خدا تعالیٰ کے

مقدس پیارے بندوں پر ایسے حرام زادے جو سفلہ طبع دشمن ہیں، جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔“

.....۴ (برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۱، خزائن ج ۲ ص ۹۱) ”جن لغزشوں کا انبیاء علیہم السلام کی نسبت خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا اگر تحقیر کی راہ سے ان کا ذکر کیا جائے تو یہ موجب کفر اور سلب ایمان ہے۔ کیونکہ وہ مقبول ہیں۔“

دوسرا حصہ کہ مرزا نے کیا انبیاء کو سمجھا؟

.....۱ انبیاء کی وحی والہام میں شیطانی دخل ہوا کرتا ہے اور یہ قرآن و بائبل سے ثابت ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹) ”جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ و استخبار وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برایا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے..... جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطانی ممکن

ہے اور پہلی کتابیں تورات اور انجیل اس دخل کی مصدق ہیں۔“

(مشکلہ ضرورۃ الامام ص ۱۷، ۱۸، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۷ تا ۳۸۹)

(ضرورۃ الامام ص ۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۸) ”پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے۔ وہ

انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا۔“

(۲) انبیاء کا نعوذ باللہ غاصب ہونا اور جھوٹ بولنا اور فاحشات سے میل جول

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۷، خزائن ج ۵ ص ۵۹۷) ”یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ

بصورت اقوال یا افعال انبیاء علیہم السلام سے ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں

سخت بیہودہ اور شرمناک کام ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور

پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر چلے جانا

اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا، استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔“

(مشکلہ تریاق القلوب ص ۱۲۳، ۱۲۷، خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸)

..... ۳ ”انبیاء اور رسول حرام زادے (عیاذ باللہ!) ہو سکتے ہیں۔“

(تریاق القلوب ص ۶۵، ۶۶، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۶، ۲۷۷)

اولیاء اللہ اور رسول اور نبی جن پر خدا کا رحم اور فضل ہوتا ہے اور خدا ان کو اپنی طرف کھینچتا

ہے۔ وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

..... ایک وہ جو دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور نہیں ہوتے..... ان کے لئے یہ ضروری

نہیں ہوتا کہ وہ کسی ایسے عالی خاندان سے اور عالی قوم سے ہوں۔ جو علم نسب اور شرافت اور نجابت

اور امارت اور ریاست کا خاندان ہو۔ بلکہ آیت کریمہ ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ صرف

ان کی تقویٰ دیکھی جاتی ہے۔ گو وہ دراصل چوہڑوں میں سے ہوں یا چماروں میں سے۔ یا مثلاً

کوئی ان میں سے ذات کا کنجر ہو۔ جس نے اپنے پیشہ سے توبہ کر لی ہو یا ان قوموں میں سے ہو جو

اسلام میں دوسری قوموں کی خادم اور نیچی قومیں سمجھی جاتی ہیں۔ جیسے حجام، موچی، تیلی، ڈوم، سقے،

قصائی، جولاہے، کنجڑے تنبولی، دھوبی، مچھیرے، بھڑ بھونجے، نانابائی وغیرہ یا مثلاً ایسا شخص کہ جو

اس کی ولادت میں ہی شک ہو کہ آیا حلال کا ہے یا حرام کا ہے..... (ص ۶۷، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۹، ۲۸۰)..... لیکن ایک دوسری قسم کے ولی ہیں۔ جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی

طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا لے کر آتے ہیں..... مثلاً ایک شخص قوم کا چوبڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے خدمت کرتا ہے اور دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں میں گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت یہ خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔“

(۴) انبیاء کا نعوذ باللہ زانی ہونا

(ست بچن ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۲) ”اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو رشتہ سے دادی بھی تھی۔ بنت سبع کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔ دیکھو (سمویل ۱۱-۲)

..... انبیاء کی پیش گوئیاں ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۶۵) ”وعید کی پیش گوئیاں ٹل سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۶) ”یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیش گوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۱) ”کیسے نادان لوگ ہیں۔ جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدل نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہتا ہے اور ٹالتا رہے گا۔“

(۶) انبیاء علیہم السلام پر ناکامی اور شرمندہ ہونے کی تہمت لگانا

(حقیقت الوحی ص ۱۵۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۷) ”وہی موسیٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹، خزائن ج ۲۱ ص ۱۹) ”موسیٰ بھی بدگمانیوں سے شرمندہ ہو گیا۔ قرآن میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا۔“ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے (ازالہ اوہام ص ۳۸۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۰) ”اور ایک ناکام نبی کی نسبت اس نے فرمایا ”ورفعناہ مکانا علیا۔“

(۷) انبیاء علیہم السلام کی بد اخلاقی نعوذ باللہ

دافع البلاء کی عبارت دیکھو۔ کتاب ہذا میں حضرت مسیح کو بد اخلاق ثابت کیا۔

.....۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کو برے لفظوں سے یاد کیا۔

(تریاق القلوب ص ۱۲۳ تا ۱۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۴۲۰، ۴۲۳)

جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات کوتاہ بین اور شریر شخص حضرت خضر علیہ

السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے کاموں پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ حضرت

خضر علیہ السلام پر باز پرس کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے

متعلق گفتگو کرنے والے ملائکہ اللہ تھے۔ تو اس کی گذشتہ گالی کوتاہ بین شریر شخص کا اب مورد کون

ٹھہرے گا۔ (عیاذ باللہ!)

.....۹ تمام انبیاء کرام کو شیطان سے مغلوب کہتا ہے (عیاذ باللہ!) اور خود کو غالب۔

(ما الفرق فی آدم و المسیح الموعود ص ۳۱۶ حاشیہ، ملحقہ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۱۲)

”ان اللہ خلق آدم و جعله سید او حاکما و امیرا علی کل ذی روح

من الانس و الجنان و الجنان و رد الحكومة الی هذا الثعبان و مس آدم ذلة و خزی فی هذه

الحرب و الهوان و ان الحرب سجال و للا تقیاء آمال عند الرحمان فخلق

المسیح الموعود لیجعل الهذیمة علی الشیطان فی آخر الزمان۔“

(ص ۳۱۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۰۷) ”وكان اللہ قد قدر من الازل ان تقع

الحرب الشدید مرتین بین الشیطان و الانسان مرة فی اول الزمان و مرة فی

آخر الزمان..... و اخرج آدم من الجنة و نال ابلیس مراد اشاء و كان من

الغالبین و لما جاء و عد الآخرة اراد اللہ ان یرد الكرة علی ابلیس و فوجه و

یقتل هذا الدجال بحربة منه فخلق المسیح الموعود الذی هو آدم و قد اشار

اللہ الی هذا الفتح العظیم و قتل الدجال القدیوم الذی هو الشیطان فی قوله

قال انک من المنظرین یعنی لا يقع امر استیصالک التام..... الا فی آخر الزمان

و قت المسیح الامام۔“

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ یہ شیطان پہلے کسی نبی کے وقت مغلوب نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ

آپ ﷺ کے وقت بھی مغلوب نہیں۔ بلکہ یہ شرف صرف مرزا کے لئے مقدر تھا۔ (عیاذ باللہ)
مرزا خود کو خاتم النبیین ہونے کا دعویدار ہے

اہل اسلام کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی نبوت کو بند کرنے والا ہے۔ یعنی اب
آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہو اور مرزائیوں
کے نزدیک خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ مہر لگا لگا کر نبی بنانے والا یعنی نبی گر۔ دونوں معنوں سے
مرزا خود کو خاتم النبیین سمجھتا ہے۔

اہل اسلام کے معنی سے تو مرزا ہی آخری نبی ٹھہرے گا اور اس کے آنے سے انبیاء کی
تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ لیکن مرزائیوں کے معنی سے بھی مرزا ہی خاتم النبیین یعنی نبی گر ہے۔ جس
کی چند وجوہ ہیں۔

..... کیونکہ مرزا آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہتا ہے اور خود کو آپ کی نبوت کا ہو بہو بروز
یعنی عکس تام سمجھتا ہے۔ دیکھو (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۱۶۶) ”من فرق بینی و بین
المصطفیٰ فما عرفنی و مارای۔“

(اخبار الحکم نمبر ۵ ج ۱۰ ص ۸۰ کالم ۲۰۱) ”جب میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور
بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو
پھر کون سا الگ انسان ہو۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (کالم نمبر ۳) ”پس جیسا
کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی
لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنی اصل
کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اس لئے ضروری
ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود
بروزی اپنی اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۴) میں
بعینہ یہی عبارت ہے۔

..... ۲ (اربعین ص ۵، نمبر، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۶) ”اور میں صرف یہی نہیں دعویٰ کرتا کہ خدا تعالیٰ
کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ
بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی
کرے گا۔ وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔“ یعنی مرزا کے تبعین بھی نبوت حاصل کر لیں
گے۔ چنانچہ کئی ایک نے دعویٰ کیا۔

۳..... (تحفہ گولڈویہ ص ۸۲، خزائن ج ۱۷ ص ۲۲۷، ۲۲۸) میں مرزا اپنی امت کے متعلق لکھتا ہے اور آیت و آخرین منہم پر گفتگو کرتا ہوا کہتا ہے کہ ”ثلة من الاولین وثلة من الآخین“، یعنی ابراہارواخیر کے بڑے گروہ جن کے ساتھ بد مذہب کی آمیزش نہیں۔ وہ دو ہی ہیں ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہؓ کی جماعت جو زیر تربیت آنحضرت ﷺ ہے۔ دوسرے پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانیت ﷺ کے جیسا کہ آیت و آخرین منہم سے سمجھا جاتا ہے۔ صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں اور خدا تعالیٰ کا ان پر انعام یہ ہے..... اپنے ہاتھ سے ان کو پاک گروہ بنایا ہے۔ ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے خاص جذبہ سے اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔ نبیوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ..... وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے..... وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں اور جو لوگ ان میں سے..... وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں۔“

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا کی امت میں بھی چار قسم کے لوگ ہوں گے۔ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین پس مرزا نبی گر ہوا۔

۴..... دوسرا معنی ہم لوگ خاتم النبیین کا کرتے ہیں۔ یعنی وہ نبی جو آخری نبی ہو اور اس کے بعد کوئی نبی نہ آوے۔ اس لحاظ سے بھی مرزا خود کو آخری نبی سمجھتا ہے۔ دیکھو (ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“

مرزا اور پردہ تشریحی نبوت کا دعویدار ہے

۱..... ایک تو اس لئے کہ وہ اپنی نبوت کو آنحضرت ﷺ کی بعینہ نبوت سمجھتا ہے۔ جیسے کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ و اخبار الحکم و نزول مسیح تو آپ کی نبوت کیونکہ تشریحی نبوت ہے۔ اس لئے مرزا کی نبوت بھی عیاذ باللہ! تشریحی ہوئی۔

۲..... (اربعین نمبر ۴ ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶) ”اور اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے..... ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی

امت کے لئے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ یعنی میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی..... اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں۔ تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ان هذا الفی الصحف الا ولیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ“ یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔“

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا خود کو صاحب شریعت سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ شریعت جدیدہ ہونی ضروری نہیں۔ کیونکہ جدیدہ شریعت تو آنحضرت ﷺ کی بھی نہیں۔

۳..... مرزا کہتا ہے کہ میرا منکر کافر ہے اور کافر وہی ہوتا ہے جو صاحب شریعت جدیدہ نبی کا انکار کرے، نہ کہ ہر ایک نبی کا منکر۔

مقدمہ اولیٰ کا اثبات

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹) جو پیغمبر خدا ﷺ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے۔ انجام ایک ہی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) ”کفر دو قسم پر ہے۔ (اڈل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“ (مشلہ ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۱) ”جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔“

مقدمہ ثانیہ کا اثبات

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲ حاشیہ) ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسواء جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسے ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلوت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“ نتیجہ ظاہر ہے۔

۳..... مرزا نے جہاد منسوخ کیا۔ لہذا صاحب الشریعت نبی ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ”الجهاد ماض الی یوم القیامة“ یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۰، خزائن ج ۱۷ ص ۸۲) ”فلا جل ذلك بدل الله حكمه في

هذا الاوان ومنع ان يحارب للدين۔“ (اشہار چندہ منارۃ المسیح ص ۱۶ ملحقہ الہامیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷) ”آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۳) ”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ

آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی..... پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا..... پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“

۵..... مرزا نے کئی ایک اور تراجم و تاسیخ کر کے نئی شریعت نکالی کہ مرزا سے پہلے حیات مسیح کا عقیدہ صرف اجتہادی غلطی تھی۔ لیکن اب وہ شرک عظیم ہو گیا۔

مقدمہ اولیٰ

(حقیقت الوحی ص ۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲) ”مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت

میں سے کسی نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آجائیں گے، تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے۔“

مقدمہ ثانیہ

(الاستفتاء ص ۳۹ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۰) ”فمن سوء الادب ان يقال

ان عیسیٰ مامات ان هو الا شرک عظیم۔“

۶..... مرزا نے اجرت زنا کو جائز قرار دیا۔ جس کے متعلق آنحضرت ﷺ کا حکم تھا۔ ”ان من السحت مهر البغی“ دیکھو کتاب ہذا.....

۷..... (کشتی نوح ص ۶۸، خزائن ج ۱۹ ص ۷۴) ”پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے؟ جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ یہاں تک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ

قبول نہیں کریں گے اور آیت ”حتیٰ يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون“ کو بھی منسوخ کر دیں گے۔ یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کر دیں گے۔ جو آنحضرت ﷺ کے وقت میں بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اس قدر انقلاب سے بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔“

اس سے مرزا ثابت کرتا ہے کہ اگر حضرت مسیح اور مہدی علیہما السلام آ کر جزیہ قبول نہ کریں گے اور بیض الجزیہ کی حدیث پر عمل کریں گے تو یہ آیت منسوخ ہو جائے گی۔ گویا ترمیم و تنسیخ ہوگی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا نے نہ تو انگریزوں سے جہاد کیا اور نہ جزیہ وصول کیا تو اس کے عمل نے زیادہ ترمیم و تنسیخ کر دی۔ لہذا اس نے شریعت جدیدہ قائم کی۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مسائل ہیں جو مرزا نے نئے نئے نکالے ہیں۔ مثلاً سود کو حلال کر دیا جس کا حکم تھا:

”واحل الله البيع وحرم الربوا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام ٹھہرایا۔ دیکھو

لاہوری پارٹی کے لئے

لاہوری مرزا کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اس نے اپنے منکرین کو کافر کہا ہے۔ اس لئے ان دونوں باتوں کی تردید ضروری ہوئی۔

۱..... یہ کہ مرزا نے دعویٰ نبوت کیا۔

۲..... یہ کہ اس نے اپنے منکرین کو کافر کہا۔

ادلہ دعویٰ نبوت

۱..... مرزا نے اپنے آپ کو انبیاء سے افضل قرار دیا ہے اور کسی غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ ہاں بزعمر مرزا فضیلت جزوی ہو سکتی ہے۔ جیسے (حماة البشرى ص ۷۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۴) میں لکھا ہے: ”فکم من کمال یوجد فی الانبیاء بالاصالة ویحصل لنا افضل منه و اولی بالطریق الظلی“

(ص ۷۸، خزائن ج ۷ ص ۲۹۵) ”وقد اتفق علماء الاسلام انه قد یوجد فی

غیر نبی مالا یوجد فی نبی“

لیکن مرزا نے اپنے لئے کلی فضیلت ثابت کی ہے۔ دیکھو (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) ”اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا تھا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴) ”میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح بن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں۔ جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے..... پس خدا دکھاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح بن مریم سے بڑھ کر ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹) ”پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔“

۲..... صرف مرزا اپنے آپ کو نبی ہی نہیں مانتا بلکہ نبی صاحب الشریعہ بھی مانتا ہے۔ دیکھو عبارت (اربعین نمبر ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۴۳۵) ”یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔“

۳..... (نور الحق ص ۴۷، خزائن ج ۸ ص ۲۴۳) ”واللہ انی مرسل و مقرب“ اس میں اپنی رسالت کو مؤکد بالقسم کیا ہے اور (حماۃ البشری ص ۱۴، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) میں لکھا ہے کہ جملہ قسمیہ میں کوئی گنجائش تاویل نہیں۔ اس لئے مرسل کا حقیقی معنی ہی مراد ہوگا۔ (انجام آقلم ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) ”میں بھی دعویٰ رسالت ہے۔“

۴..... (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۳، حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸) ”میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔“

۵..... (ضمیمہ نمبر ۳، ملحقہ حقیقت النبوة ص ۲۷۲) ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں..... ہم نبی ہیں کسی امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انخفاء نہ کرنا چاہئے۔“

نیز مرزا نے (تربیاق القلوب ص ۱۳۰، حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲) میں لکھا ہے کہ صاحب الشریعہ نبی کا منکر ہی کافر ہوتا ہے۔ دیکھو عبارت ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔“

اور مرزا خود اپنے منکرین کو کافر کہتا ہے۔ لہذا وہ نبی ہی نہیں بلکہ تشریحی نبی بھی

ہوا۔ دیکھو عبارات اکفار منکرین۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۹) ”جو پیغمبر خدا ﷺ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔

مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے، انجام ایک ہی ہے۔“

(فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۱) ”جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵) ”کفر دو قسم کا ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا..... اگر غور کیا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔“

(مشکلہ حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

.....۷ نیز وہ اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ یہ حرام ہے۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷) ”پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور کذب یا مرتد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو..... تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

.....۸ نیز مرزا حقیقت الوحی میں اقرار کرتا ہے کہ پہلے تو میں جب کوئی امر میری وحی میں میری افضلیت کا مسیح پر ظاہر ہوتا تھا تو اس کو جزوی افضلیت سمجھتا تھا۔ مگر بعد میں میں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تو بعد میں افضلیت کلی کا قائل ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ رد کر دیا۔

دیکھو (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) ”اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے خدا کا بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری افضلیت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزوی افضلیت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو اللہ تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔“

افضلیت مرزا از جمیع الانبیاء

(انجام آہتم ص ۷۷، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵) میں مرزا کا قول ہے: ”واعطانی مالم يعط احدًا من العالمین۔“ مگرہ خبر نفی میں مفید استغراق ہے۔

(انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱، حقیقت الوحی ص ۱۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۹) میں مرزا کا الہام ہے ”باقی قرآن انبیاء۔“ یعنی مرزا تمام انبیاء کا چاند ٹھہرا۔

(الاستفتاء ص ۸۳ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹، حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) ”آسمان سے کئی تخت اترے۔ مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) میں الہام ہے ”سبک اللہ“ یعنی خدا تعالیٰ مرزا کی تشبیحیں پڑھتا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۷) ”بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۱۰، خزائن ج ۵ ص ۶۰) میں مرزا کو الہام ہوا ہے ”اول المؤمنین“ اور اس کا معنی (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۲، خزائن ج ۵ ص ۱۱۱) میں یہ کیا ہے: ”میں اول المسلمین ہوں۔ یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے آخر تک میرے جیسا کوئی اور انسان نہیں ہوا ہے۔ ایسا اعلیٰ درجہ کا فانی اللہ ہے۔“

(اربعین نمبر ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۳۵۳) میں مرزا کا الہام ہے: ”انی فضلک علی العالمین۔“ گویا سب سے افضل مرزا ہوا۔

۹..... (پیکچر سیا لکٹ ص ۵۰، خزائن ج ۲۰ ص ۲۴۱) ”میرے دعویٰ کی نسبت اگر شبہ ہو، اور حق جوئی بھی ہو۔ تو اس کا دور کرنا بہت سہل ہے۔ کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔“ معلوم ہوا کہ مرزا نبی ہے تبھی تو خود کو معیار نبوت پر لاتا ہے۔

۱۰..... پہلے (ازالہ اوہام ص ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۶۰ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۵۶، ۴۵۷) میں مباہلہ کرنے سے انکار کرتا رہا اور کہتا کہ میرے مخالف دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ حالانکہ مولوی عبدالحق اس کو پہلے جہنمی اور کافر بھی کہہ چکا تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۱۵) مگر پھر بھی مباہلہ نہ کرنا اور حالانکہ اس وقت (ازالہ ص ۱۳۹، ۱۸۵، ۴۱۳، ۶۶۵ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱، ۱۸۹، ۳۱۵) میں دعویٰ مسیحیت بھی موجود تھا۔ مگر اس وقت مباہلات سے انکار کرنا پھر اس کے بعد مباہلات کا پھانک کھول دینا اس امر کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ اب وہ مسیحیت سے گزر کر نبوت تک پہنچ گیا ہے اور اپنے مخالفین کو اب کافر سمجھتا ہے۔

ملاحظہ ہوں عبارات (ازالہ اوہام و انکار از مباہلات ص ۶۳۷، خزائن ج ۳ ص ۴۴۴، ۴۴۳)

”ناظرین پر واضح رہے کہ میاں عبدالحق نے مباہلہ کی بھی درخواست کی تھی لیکن اب تک میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسے اختلافی مسائل میں جن کی وجہ سے کوئی فریق کافر یا ظالم نہیں ٹھہر سکتا، کیونکر مباہلہ جائز ہے..... اب اگر میاں عبدالحق اپنے فہم کی وجہ سے مجھے کاذب خیال کرتے ہیں لیکن میں انہیں کاذب نہیں کہتا۔ بلکہ مخطی جانتا ہوں اور مخطی مسلمان پر لعنت جائز نہیں..... اگر میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہوں تو یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ میں اپنے مخالفین کو کاذب نہیں سمجھتا، بلکہ ماؤل مخطی سمجھتا ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۶۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) ”اگر اب بھی تمہیں شک ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اختلافات کی وجہ سے لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔“

مولوی عبدالحق صاحب و مولوی محی الدین صاحب کا مرزا کو کافر کہنا مذکور صفحات سے پہلے کے صفحات میں ہے۔ دیکھو (ازالہ اوہام ص ۶۲۷، ۶۲۸ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸) ”میاں عبدالحق صاحب غزنوی اور مولوی محی الدین صاحب لکھو کے والے اس عاجز کے حق میں لکھتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ چنانچہ عبدالحق صاحب کے الہام میں تو صریح سبیلی انارذات لہب موجود ہے اور محی الدین صاحب کو یہ الہام ہوا ہے کہ یہ شخص ملحد اور کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔“

مباہلہ کے انکار سے قبل اسی ازالہ میں دعویٰ مسیحیت کی عبارات ملاحظہ ہوں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۳۹، ۱۴۰ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) ”ہم نے جو رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام میں اس اپنے کشفی اور الہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت برا فروختہ ہوئے ہیں۔“ (ازالہ ص ۱۸۵ طبع اول، خزائن ج ۲ ص ۱۸۹) ”اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلا دیں۔“

(ازالہ ص ۲۱۳) ”پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا نبیجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۶۵ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹) ”مسیح موعود ہونے کا ثبوت“ یہ عنوان جلی حروف میں ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ اب مرزا کا عقیدہ وہ نہیں رہا کہ وہ صرف مسیح موعود ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ نبی ہے اور اس کے مخالفین کافر ہیں اور لعنۃ اللہ کے مستحق ہیں۔

..... ۱۱ نیز مرزا کو جو لوگ قبول کر کے پھر اس سے کذب و دجل کی وجہ سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ ان کو مرزا نے مرتد کہہ کر پکارا ہے۔ (مرتد وہی ہوتا ہے جو کسی نبی کو مان کر پھر اس سے برگشتہ ہو جائے)

(حقیقت الوحی ص ۶۹، خزائن ج ۲۲ ص ۷۲) ”عبدالکلیم خان نامی ایک شخص جو اسٹنٹ سرجن بنالہ ہے۔ جو بیعت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے۔“

۱۲..... مرزا کہتا ہے کہ میری نبوت وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲، اخبار الحکم نمبر ۱۵ ج ۱۰ ص ۸ کالم ۲۱) ”بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔“ (اخبار مذکور کالم نمبر ۳) ”پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔“

جب آنحضرت ﷺ کی کامل نبوت مرزا میں (عیاذ باللہ) منعکس ہوئی تو وہ نبی ہوا۔

مرزا میں تبدیلی ہوئی یا مسلمانوں میں

پہلے پہل مرزا میں اور مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ اس جگہ اب ہم نے دیکھا ہے کہ مرزا میں تبدیلی ہوئی یا مسلمانوں کے سابقہ عقائد میں تغیر آ گیا۔ اگر مسلمانوں کے عقائد متبدل ہو گئے تو واقعی مسلمان قابل گرفت ہیں اور اگر مرزا کے عقائد میں بعد میں تبدیلی ہو گئی تو یقیناً پھر مرزا مجرم ہے۔ ذیل میں یہ ثابت ہوگا کہ مرزا میں ہی تبدیلی عقائد ہوئی۔

مسلمانوں اور مرزا میں بڑا اختلاف مسائل ذیل میں ہے اور شروع شروع میں جبکہ مرزا ملہم و مامور ہو چکا تھا۔ اس کے عقائد مسلمانوں والے ہی تھے۔ اس کے ملہم و مامور ہونے کے وقت یہ عقائد تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مرزا براہین احمدیہ کے وقت ملہم و مامور تھا۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۳، اشتہار محکم اختیار و اشار، خزائن ج ۲ ص ۳۱۹) ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔ جس کے ساتھ دس ہزار روپے کا اشتہار ہے۔“

نیز حقیقت الوحی میں مرزا نے لکھا ہے کہ میں براہین احمدیہ سے بھی قبل آٹھ سال ملہم ہو چکا تھا اور (براہین احمدیہ ص ۲۸۱، خزائن ج ۱ ص ۳۲۵، ۳۲۶) سے ثابت ہے کہ مرزا براہین احمدیہ کے زمانہ میں ملہم تھا اور اس کو علم القرآن بھی تھا۔“ (ص ۱۹۳، خزائن ج ۲ ص ۲۱۰)

بڑے بڑے اختلافی مسائل یہ ہیں

-۱ اہل اسلام حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ان کو آسمان پر مانتے ہیں۔
-۲ دوم اہل اسلام نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم مانتے ہیں۔
-۳ سوم اہل اسلام یا عیسیٰ انی متوفیک میں متوفی کا معنی مرنے کا نہیں کرتے۔
-۴ چہارم یہ کہ اہل اسلام مرزا کو مسیح موعود نہیں سمجھتے۔
-۵ پنجم یہ کہ اہل اسلام کے نزدیک حضرت مسیح علیہ السلام سیاست ظاہری کے ساتھ آئے گا۔
-۶ ششم یہ کہ اہل اسلام خارج از اسلام نہیں موجودہ وقت کے مسلمان مسلمان ہیں۔
-۷ ہفتم یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و تکریم مسلمانوں کے دل میں ہے۔
-۸ ہشتم یہ کہ اہل سنت والجماعت اپنے عقائد رکھتے ہیں۔ جن کو اسلامی عقائد سمجھتے ہیں۔
-۹ نہم دعویٰ نبوت۔

مرزا کے بھی پہلے یہی عقائد تھے۔ بعد میں اس میں تبدیلی ہوئی۔ دیکھو حوالہ جات

ذیل:

-۱ حیات مسیح علیہ السلام (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) ”یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور افراط میں پھیل جائے گا۔“
- (ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲) ”یہ آیت اس مقام پر حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے..... وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

.....۲ ختم نبوت کا اقرار

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبری

اول احمد آخر شاں احمد است
اے خنک آنکس کہ بیند آخری

(برایں احمدیہ ص ۱۹، خزائن ج ۱ ص ۲۰)

نیز مرزا کا مشہور شعر جو بدراخبار ۱۹۰۶ء کے پرچوں میں بھی ہے اور وہ شعر (سراج منیر ص ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۹۵) میں بھی لکھا ہوا ہے:

ہست اوخیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت رابروشد اختتام

۳..... متوفی کا معنی مرزا نے بھی موت نہیں کیا تھا۔ (برایں احمدیہ ص ۲۸۰) ”انسی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو..... میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“ (مثلاً مکتوبات احمدیہ ص ۶۷، ۶۸، ج ۱، تریاق القلوب ص ۴۲ احاشیہ) ”یہ وعدہ جو اس آیت شریفہ میں مندرج ہے۔ یہ حضرت مسیح کی موت طبعی کا وعدہ ہے اور اس میں حضرت مسیح کو بشارت دی گئی ہے..... ایک لمبی عمر جو انسان کے لئے قانون قدرت میں داخل ہے اس کا وعدہ دیا۔“

لمبی عمر ایک لاکھ سال ملفوظات احمدیہ

(سراج منیر ص ۲۱ احاشیہ) ”برایں احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک..... جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا۔ جبکہ یہود ان کے مصلوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود و ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موت سے بچا لوں گا۔“

۴..... مرزا مسیح موعود نہیں، ایک تو اس کے لئے کہ (برایں احمدیہ ص ۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۱) ”میں خود حضرت مسیح علیہ السلام کو دوبارہ آنا تسلیم کیا ہے۔ لہذا وہی مسیح موعود ہوئے۔ دوم مرزا کا اقرار ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ طبع اول، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

۵..... حضرت عیسیٰ مسیح موعود علیہ السلام جب آئیں گے تو ان کے پاس ظاہری حکومت و سیاست بھی ہوگی۔ جیسے حوالہ نمبر ۱ میں (برایں احمدیہ ص ۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۳) سے

ثابت کیا جا چکا ہے۔ بعد میں مرزا نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس طرح آنا جس طرح اہل اسلام مانتے ہیں۔ انگریزی پولیٹیکل غرض کے خلاف ہے۔ دیکھو

(کشف الغطاء ص ۲۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۱۰)

۶..... اہل اسلام کے نزدیک انبیاء کرام کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔ مومن نبی کو کافر جانتے ہیں۔ پہلے مرزا بھی خود کو انبیاء کا چاکر اور خاک در انبیاء خیال کرتا تھا۔

جن میں انبیاء کرام خصوصاً حضور ﷺ فداہ ابی و امی پر مرزا کے ناجائز بہتانات ثابت

کئے گئے ہیں۔

۷..... شروع شروع میں مرزا دوسرے اہل اسلام کو صحیح مسلمان ہی سمجھتا تھا اور ان کو کافر نہیں کہتا تھا۔ اس بات کی تفصیل دونوں پہلوؤں سے کتاب ہذا..... میں دیکھو۔

۸..... شروع شروع میں مرزا نے صاف لکھا تھا کہ میرے عقائد وہی ہیں جو دوسرے اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ میں ان کا مخالف نہیں۔ دیکھو.....

(آسمانی فیصلہ ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳) ”ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت

والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں اور میں مدعی نبوت کا نہیں۔ ایسے مدعی کو دائرۃ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

۹..... پہلے مرزا مدعی نبوت کو کافر خیال کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو (آسمانی فیصلہ ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)

بعد میں مدعی نبوت بن گیا۔ اس کے لئے دیکھو (براین احمدیہ ص ۵۳، حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۶۸، اعجاز احمدی ص ۷، حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴، انجام آتھم ص ۵۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵، حقیقت الوحی

ص ۱۳۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳، دافع البلاء ص ۱۳، ضمیمہ نمبر ۳ حقیقت النبوة ص ۲۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۴، حاشیہ) وغیرہ وغیرہ۔

قتل مرتد

(تحفۃ الندوہ، مولفہ احمد قادیانی ص ۷، حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۱) ”اسلام کی سلطنت میں نبوت

دینے میں یہ کافی نہیں کہ ایسا شخص جو مدعی نبوت تھا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نہ اس کا جنازہ پڑھا گیا۔ بلکہ کافی ثبوت کیلئے یہ ثابت کرنا بھی ہوگا کہ وہ قتل کیا گیا کیونکہ وہ مرتد تھا۔

الحمد لله رب العالمين
سید آتشوری اشقی بنون، سیرت کے بعد کوئی دینی نہیں۔

قادیانی تحریک

اسلام کے خلاف ایک سازش



حضرت مولانا قاری حضرت گل بنوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

ان خلفائے راشدین، سلاطین اسلام، مجاہدین ملت، شمع رسالت کے پروانوں کے نام جنہوں نے خاتم الانبیاء سید الانام محمد ﷺ کے بعد اپنے مختلف ادوار میں مدعیان نبوت، خدرا ان ملت، باغیان اسلام اور مرتدین کے ایمان رباقتہ کو بسیف اسلام ختم کیا۔

مقدمہ

”الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده“

دستور یہ چلا آ رہا ہے کہ جب بھی کبھی کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو یکا یک اپنا اصلی چہرہ دکھانے کی بجائے خوشنما اور دلفریب راہ اختیار کر کے سادہ لوح عوام الناس کو ضلالت و گمراہی میں مبتلا کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اگر آغاز ہی میں اصلی روپ ظاہر کر دیا جائے تو کوئی بھی انسان اس کے فریب میں نہ آسکے۔ بغض صحابہ کی وباء سے متاثر کرنے کی غرض سے حب اہل بیت کا نعرہ بلند کیا گیا اور سنت رسول سے منحرف کرنے کے لئے اہل قرآن کا علم کھڑا کیا گیا۔ اسی طرح مرزائیت کا فتنہ جب برپا کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا تو اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتداء میں آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے کئے۔ تاکہ مسلمانوں کو باور کرایا جاسکے کہ مرزا قادیانی اسلام کے جانثار سپاہی اور مخلص ورکر ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی تہ میں برٹش (برطانیہ) کی غلامی کا فرما تھی۔

برادران ملت، واسلامیان پاکستان، یہ حقیقت کبریٰ جزو ایمان بنا لیں کہ عظمت اسلام اور سطوت خداداد پاکستان کا تحفظ دوام اور بقاء استحکام لاریب، وحدت، مرکزیت اور اتحاد جمعیت پر ہی مبنی اور موقوف ہے۔ پس جو فرقہ اس ملی بنیان مرصوص کے خلاف شکاف انداز قدم اٹھائے گا۔ یقیناً وہ خدرا ملک و ملت اور باغی اسلام ہے۔ خواہ مغربی امپیریل ازم یعنی برطانوی سامراج کی معنوی اولاد اور خود کا شتہ نبوت ہی کیوں نہ ہو۔ بقول نباض مشرق نقاش پاکستان:

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت

وحدت ہو فنا جس سے ہ الہام بھی الحاد

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ انگریز ملعون نے اسلام مقدس سے صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کے لئے علاوہ دیگر اسلام کش حربوں کے اپنی مخصوص اغراض و مصالح کی بناء پر سرزمین پنجاب سے نبوت باطلہ کو بھی کھڑا کیا۔ تاکہ اس انشقاق و تفریق سے ملت اسلامیہ کی اساس و بنیاد، نظم و اتحاد پاش پاش ہو کر رہ جائے۔ بقول ترجمانی حقیقت:

تفریق ملل حکمت افرنگ کا مقصود

اسلام کا مقصود فقط ملت آدم

تاریخ اسلام کی ارتداد سوز روشنی میں یقین کامل تھا کہ قیام پاکستان کے بعد برطانیہ کا یہ مبعوث کردہ قادیانی فتنہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن کس قدر دل خراش ہے یہ حقیقت..... کہ آج جب مسلمانان پاکستان ملکی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور ان کی تمام تر توجہات کا مرکز دفاع پاکستان کی جانب منعطف ہے۔ قادیانی امت نہایت شاطرانہ طریق پر اپنی مخصوص تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہے اور امت محمدیہ کو نبوت حقہ سے منحرف بنا کر نبوت باطلہ کی طرف دعوت دے رہی ہے۔ دراصل قادیانی مرتد غلط فہمی اور فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ چونکہ ہماری چشم پوشی یا خاموشی محض نزاکت حالات کے ماتحت تھی، ورنہ قادیانی امت کی اس طائفہ بندی، خلافت سازی اور منصوبہ بازی کے پردہ میں جو تخریب وطن، اسلام کش اور باغیانہ کاروائیاں ہیں۔ ہم ان سے ناواقف نہیں ہیں۔

حضرات! یہ کوئی افسانہ سرائی نہیں، بلکہ آئینہ حقیقت ہے کہ قادیانی تحریک سو فیصد پر خطر سیاسی تحریک ہے۔ اجرائے نبوت، وفات مسیح، صداقت مرزا وغیرہ پر اہل اسلام سے چھیڑ چھاڑ اور مناظر ہبازی محض ایک ڈھونگ اور قادیانی امت کی دجالیت ہے۔ مقصود دراصل دجالہ سابقہ کی طرح لباس مذہب میں سیاسی تفوق اور ریاست سازی کی ہوس جوش زن ہے۔ یہ الحاد آمیز مسائل محض اس لئے گھڑے گئے تاکہ اہل اسلام حصول مقصد تک ان دجل نما مسائل میں الجھے رہیں۔ بقول شخصے۔

دل چاہتا ہے چھیڑ کے ہوں ان سے ہم کلام

کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب میں

ارباب حکومت بگوش ہوش سن لیں کہ قادیانی امت کے ان باغیانہ عزائم کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے قلوب میں غیر معمولی تشویش و اضطراب ہے لہذا حکومت اسلامیہ پاکستان کا ملی

فرض ہے کہ وہ اس ارتدادی فتنہ کے قیامت بننے سے پیشتر ہی اس کا سدباب کرے۔ ورنہ چشم پوشی کی صورت میں اس کے اثرات و نتائج ملک و ملت کے لئے یقیناً خطرناک ثابت ہوں گے۔ آہ! کس قدر تعجب انگیز اور صداقت سوز ہے یہ المناک حادثہ کہ آج سلطنت اسلامیہ میں باغیان ختم نبوت اور غداران ملک و ملت بڑے بڑے جلیل اور ممتاز کلیدی عہدہ جات پر نہ صرف براجمان ہیں۔ بلکہ سرکاری اثر و رعب کی آڑ میں نبوت باطلہ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ ارتداد بھی ساتھ کر رہے ہیں۔ افسوس.....

”زاعغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کا نشیمن“ حالانکہ ملت بیضا کی تاریخ مقدس اس امر پر شاہد ہے کہ کسی مملکت اسلامیہ میں کوئی مدعی کذاب اپنی نبوت کا ذبہ کو فروغ نہیں دے سکا۔ مگر آج.....

ایں رسم و راہ تازہ حرمانے عہد الست

عقنا بہ روزگا کسے نامہ برنہ بود

خداوندان حکومت یہ امر واقع ہے کہ قادیانی امت کی..... روز روشن میں ایمان ربا اور اسلام کش تحزب می سرگرمیاں اور آقائے دو جہاں علیہ السلام کی نبوت صادقہ کے مقابلہ میں نبوت باطلہ کی شورش و یورش دیکھ کر ملت اسلامیہ کا پیمانہ صبر اور ساغر ضبط ایک موج سمندر کی طرح چھلک رہا ہے اور ملت نہایت بے تابانی سے اپنی اسلامی حکومت کی طرف دیکھ رہی ہے۔ چونکہ مسلمان خاتم الانبیاء کی نبوت اور رسالت کی توہین و تنقیص بسر موبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مسلمان کا یہ ایمان ہے:

جب تک نہ کٹ مروں میں شہ بیثرب کی عزت پر

خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

لیکن آئین و قانون کی لچک اور نرم روی ملاحظہ ہو کہ ملت اسلامیہ جب محض ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر جذبہ عقیدت کے ماتحت قادیانی مرتدین کے جارحانہ اقدام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ یا ان باغیان نبوت کی ریشہ دوانیوں کی روک تھام کے لئے کوئی مدافعانہ قدم اٹھاتی ہے۔ تو عذرات لنگ کی آڑ لے کر ملت پر ستم آفرین اور سنگین سختیاں روارکھی جاتی ہیں اور نبوت باطلہ جو دراصل فتنہ و فساد اور غدر و بغاوت کا منبع و سرچشمہ ہے۔ اس کی صحیفہ آسمانی کی طرح پاسبانی و حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں خون انصاف:

میری نگاہ شوق پر اس درجہ سختیاں

ان کی نگاہ شوخ پر کچھ بھی سزا نہیں

پس سابقہ سلاطین اسلام کی طرح تحفظ ختم نبوت اور بقائے پاکستان کے لئے قادیانی فتنے کا بھی کلی استیصال کرنا اور مرکزی کابینہ اور حکومت کی مشینری سے ان غداران ازل کا اخراج از بس لازمی اور ضروری ہے اور اپنی غفلت شعار حکومت کو ہمارا یہی آخری مخلصانہ مشورہ ہے۔ ورنہ بصورت چشم پوشی:

نئے گل کھلیں گے تیری انجمن میں

اگر رنگ یاران محفل یہی ہے

اے اراکین حکومت! آپ نور فراست اور چشم بصیرت سے تاریخ اسلامیہ کا مطالعہ فرمائیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی دجال تک جس قدر بھی مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر جھوٹی نبوت اور رسالت مسیحیت و مہدویت وغیرہ مدعیان کذاب و دجال، ضال و مضل فتنان و مفسد اور زندیق و مرتد پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے مسلمانان عالم کو کس قدر ملکی و ملی نقصان پہنچا ہے۔ دور نہ جائیے فتنہ بہایت کو یہی دیکھ لیجئے۔ جس نے آج سے قریباً ایک صدی قبل سرزمین ایران میں دعویٰ رسالت و مسیحیت اور مہدیت کی آڑ میں خوف ناک طریق پر ایک عظیم برپا کیا تھا۔ جس کا بالآخر ایران کی اسلامی حکومت نے بزور شمشیر قلع قمع کیا اور باقی ماندہ اس فرقہ کے افراد بشکل روپوشی غیر ممالک میں بھاگ گئے۔ دراصل اختتام نبوت حقہ کے بعد اس قسم کے تمام نبوت خیز اور تقدس آمیز تحریکوں کا مقصد حیات اپنا سیاسی تفوق و عروج اور عالم اسلام کی قومی و ملی شان و شوکت کا تنزل و خروج ہوتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ بروقت ان تحریکات باطلہ کا انسداد نہ کیا جائے تو بعد میں بغاوت نما اور قیامت نما نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ مفکر اسلام علامہ اقبالؒ تاریخ اسلام کا ایک ورق پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کہ جب ہم اس زمانے کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہم کو یہ کم و بیش ایک سیاسی بے چینی کا زمانہ نظر آتا ہے۔ آٹھویں صدی کے نصف آخر میں اس سیاسی انقلاب کے باوجود جس نے سلطنت امیہ (۴۹ء) کو الٹ دیا تھا اور بھی واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جیسے زنادقہ ایرانی طہدین کی بغاوت وغیرہ خراسان کا نقاب پوش پیغمبران لوگوں نے عوام کی زود اعتقادی سے فائدہ اٹھا کر اپنے سیاسی منصوبوں کو مذہبی تصورات کے بھیس میں پیش کیا۔“ (فلسفہ عجم ص ۱۳۷)

اور اب جس طرح قادیانی امت کر رہی ہے۔ پھر کس قدر مقام عبرت ہے کہ ہمارے اراکین حکومت کی قادیانی تحریک سے غیر مدبرانہ چشم پوشی دیکھ کر امت مرزائیہ اور اس کے زر خرید

ضمیر فروش ایجنٹ عوام کو فریب دینے کے لئے منافقانہ نقاب میں طول طویل اتحاد نما مضامین مکالات لکھ رہے ہیں کہ صاحب از روئے سیاست اس دور جمہوریت میں فراخ دلی اتحاد اور رواداری کی ضرورت ہے لہذا فرقہ احمدیہ بھی اعضاء ملت کا اخیر ایک مخصوص عضو ہے۔

مراد یہ ہے کہ تبلیغ ارتداد کی مدافعت نہ کرو اور نبوت باطلہ پر ایمان لے آؤ۔ حالانکہ رواداری اسلام کا صحیح مفہوم صرف یہ ہے کہ حدود شرعیہ معینہ کے اندر غیر مسلموں اور ذمی کافروں کے ساتھ رواداری رکھو اور ان کے جائز حقوق کی حفاظت و نگہداشت کرو۔ لیکن مرتدین اور مدعیان نبوت باطلہ کے متعلق قانون اسلام میں مطلقاً کوئی رواداری اور رعایت نہیں ہے اور نہ ہی میلہ کذاب سے لے کر بہاء اللہ ایرانی تک تاریخ اسلام میں ایسی خانہ ساز رواداری کی کوئی نظیر ملتی ہے۔ میں قادیانی امت یا منافقین ملت یا مرتدین سے نہیں۔ بلکہ مدبرین حکومت اور مخلصین مملکت سے ایک تلخ نوا، لیکن مبنی برحقیقت سوال کرتا ہوں کہ کیا عدل و انصاف اور رواداری اسی چیز کا نام ہے کہ بغیر اثبات جرم اور قومی خدمت گاروں اور شمع آزادی و حریت کے پروانوں کو نہایت ظالمانہ طریقہ پر قید و بند میں محبوس رکھا جائے اور تقریر، تحریر کی آزادی چھین لی جائے اور عداران ملک و ملت اور باغیان ختم نبوت کو آزاد چھوڑا جائے۔ افسوس!

برادران اسلام! اگر اس فتنہ کو ابھی سے نہ روکا گیا۔ جیسا کہ حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا: ”کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک نے مسلمانوں کے ملی استحکام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور آئندہ پہنچائے گی۔ اگر اس کا استیصال نہ کیا گیا۔“ (ملفوظات اقبال ص ۲۹۷) تو کچھ بعید نہیں کہ آئندہ حکومت ان کے ہاتھ میں ہو۔ اس لئے ابھی سے ہم سب مسلمانوں کو اس فتنہ کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے تاکہ ان کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر ہونے سے روکا جائے اور ان کے گرو نے مقدسین اسلام کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں۔ ان کا مزہ چکھائیں۔ ملاحظہ ہوں ان کے گرو کی گستاخیاں جو کہ پیغمبروں تک کو نہیں چھوڑا۔

تو ہیں انبیاء علیہم السلام

..... ”خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار بنی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن..... پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔“

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

نوٹ..... مفہوم عبارت بالکل واضح ہے کہ میری نبوت سے ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں اور میری نبوت کا منکر شیطان ہے۔ اب ملت اسلامیہ مع ارباب حکومت جواب دیں کہ آپ مرزا قادیانی کی نبوت باطلہ کے مصدق ہیں یا مکذب، بصورت مکذب کون ہو؟

۲..... ”میری وحی مثل قرآن ہے۔ جو وحی و نبوت کا جام ہر نبی کو ملا۔ وہ جام مجھے بھی ملا ہے۔ بخدا میں اپنی وحی کو مثل قرآن منرہ اور کلام مجید سمجھتا ہوں۔ اگرچہ لاکھوں انبیاء ہوئے ہیں۔ لیکن میں عرفان میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ جو یقین عیسیٰ کو انجیل پر، موسیٰ کو تورات پر، آنحضرت کو قرآن پر تھا۔ وہی یقین مجھے اپنی وحی پر ہے۔ جو کوئی اس کو جھوٹ کہے۔ وہ لعین ہے۔“
(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۷۷۷ ترجمہ)

سچا خدا

۳..... ”سچا خدا وہی خدا ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

ہمارا دعویٰ

۴..... ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“

(اخبار بدرج ۷ نمبر ۹ ص ۲، ۵، ۲ مارچ ۱۹۰۸ء قادیان، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

تحت گاہ رسول

۵..... ”خدا تعالیٰ..... قادیان کو طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس

کے رسول کا تحت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

نوٹ..... اب دیکھو کہ ان مندرجہ بالا حوالہ جات خمسہ میں کس طرح مرزا قادیانی نے توہین انبیاء

وحی شیطان کو مثل قرآن، دعویٰ نبوت اور رسالت پر دجل آئینہ متحدی، سرزمین الحاد نیز قادیان کو

تحت گاہ رسول قرار دیا۔ پھر خدا کے سچا ہونے کا معیار بھی کیا خوب پیش کیا ہے۔ شرم و حیاء قصہ

پارینہ بنے ہیں۔ اشرار و باطل نے عجیب جال بنے ہیں۔ اب آپ کو اسی کذاب، دجال کی ایک

عبارت پیش کر رہا ہوں۔ جس میں انہوں نے جدا انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توہین کی ہے،

ملاحظہ ہو:

”خدا نے میرا نام ابراہیم رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے“ سلام علی ابراہیم

صافیناہ ونجیناہ من الغم، واتخذون من مقام ابراہیم مصلی“ یعنی سلام ہے

ابراہیم پر یعنی اس عاجز پر، ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دے دی اور تم جو پیروی کرتے ہو۔ تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ۔ یعنی کامل پیروی کرو۔ تاکہ نجات پاؤ۔“

یہ قرآن مجید کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا۔ تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ..... یہ آیت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ (آخر زمانہ میں کسی ایسے جعلی ابراہیم پیدا ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ کذاب دجال قادیان کا یہ سراسر افتراء علی القرآن ہے) اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا۔ جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڈویہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۷ ص ۶۹، ۶۸) نوٹ..... یاد رہے کہ یہ چند آیات جو قرآن شریف کے مختلف مقامات پر واقع ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان حنیف میں نازل ہوئی ہیں۔ مگر قادیانی محرف کی گستاخانہ جسارت دیکھئے جو یہودیانہ سنت کے ماتحت لفظی اور معنوی تحریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان آیات کا نزول مجھ پر ہوا ہے اور میں ابراہیم ہوں۔ افسوس کہ تمام عمر تو نمرودان برطانیہ کی مدح سرائی، اطاعت شعاری، کاسہ لیسلی اور کفش برداری میں تمام ہوئی اور اس پر تضحی یہ ہے کہ میں ابراہیم ہوں۔ اب وہی فرقہ نجات پائے گا۔ جو میرا پیرو ہوگا۔

ببادۂ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے
نباض فطرت و ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ نے لاریب اسی قسم کے صداقت پوش و
ایمان فروش خناس کی ترجمانی کرتے ہوئے بطور حکایت یہ فرمایا تھا:

پسر راگفت پیرے خرّہ بازے
ترا ایں نکتہ باید حرز جاں کرد
بہ نمرودان ایں دور آشنا باش
ز فیض شاں براہیمی تو اں کرد

۱۔ یعنی اس خانہ ساز قادیانی ابراہیم کے عقائد باطلہ اختیار کر لو اور مرتد ہو جاؤ۔
نعوذ باللہ! (گل)

یعنی مردودان خداوندی اور غداران ازلی اگر فرعونان وقت اور نمرودان دور حاضرہ کے ساتھ راہ و رسم اور خصوصی تعلقات قائم رکھیں اور ان کے تابع فرمان اور مطیع حکم ہو جائیں۔ تو ان کو بیشک ایسا شراب نما اور نارافزہ مقام ابراہیمی حاصل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ دشمن حریت ابلسی تسلط و اقتدار یعنی فرنگی کی لادینی سیاست اور نمرودی حکومت میں آسمان لندن سے قادیانی غدار کو حاصل ہوا ہے۔ پناہ خدا!

حضرات! یہ ہے وہ دین و مذہب اور مقدس دھرم جس کا قادیانی امت آج سرزمین پاکستان اور بیرونی ممالک میں پرچار کر رہی ہے کہ قادیانی خانہ ساز ابراہیم پر ایمان لاؤ اور اس میں تخلصی و نجات ہے اور یہی مکتی کا دیوتا ہے۔

سیدالمتقین امام الانبیاء الاولین والآخرین ﷺ کی توہین
ہے جن کو محمد کی مساوات کا دعویٰ
مشواہ جہنم کی وعید ان کو سنادو

برادران اسلام! اب آپ کے سامنے گستاخ ازلی مرزا قادیانی اور اس کی بے ادب مرتد امت کے عقائد باطلہ کا وہ دل خراش و جگر پاش باب پیش کیا جاتا ہے جو کہ سیدالکونین محبوب رب المشرقیں، قائد المرسلین، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین و تنقیص اور گستاخیوں سے بھرا ہوا ہے۔

ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ کی شہادت

شان نبوت میں قادیانی امت کی گستاخیوں کے متعلق حقیقت نما شہادت حضرت علامہ کا تحریری بیان فرمایا کہ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت، بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ ”درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔“

(حرف اقبال ص ۱۳۲)

۱۔ ملاحظہ فرمائیں قادیانی کذاب کی کتاب ”ازالہ اوہام“ وغیرہ جس میں اس نے اپنے آپ کو برطانیہ کا سچا شکر گزار خود ثابت کیا ہے۔

مندرجہ بالا بیان میں قادیانی امت کے متعلق، عاشق رسول علامہ اقبالؒ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ بالکل حقیقت اور مبنی بر صداقت ہے۔ حضرات! اب ذیل میں صرف چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

منصب محمدیت پر غاصبانہ حملہ..... میں محمد رسول اللہ ہوں

..... ”حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں..... چنانچہ میری نسبت یہ وحی اللہ ہے“ محمد رسول اللہ“ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷، ۲۰۶)

..... ۲ ”میں محمد مجتبیٰ ہوں۔“

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

”اور احمد مختار ہوں۔“

(نزول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

نوٹ..... آپ نے دیکھا کہ قادیانی فتنان کس جرأت و جسارت اور بے باکی سے اعلان بغاوت کر رہا ہے کہ محمد رسول اللہ، محمد مجتبیٰ اور احمد مختار میں ہوں۔ نعوذ باللہ منہا۔ حالانکہ یہ محمد رسول اللہ کی آیت صرف حضرت محمد عربیؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (الفح: ۲۹)

یہ تو تھا مرزا قادیانی کا باغیانہ دعویٰ کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اب ذیل میں قادیانی امت کا ایمان ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ قادیانی امت حضور علیہ السلام کو قطعاً محمد رسول اللہ نہیں مانتی۔ بلکہ مرزا قادیانی کو مانتی ہے۔

مدح حضرت مسیح موعود..... محمد مصطفیٰ تو ہے

.....

مسیح مجتبیٰ تو ہے محمد مصطفیٰ تو ہے

بیاں ہو شان تیری کیا حبیب کبریا تو ہے

کلیم اللہ بننے کا شرف حاصل ہوا تجھ کو

خدا بولے نہ کیوں تجھ سے کہ محبوب خدا تو ہے

اندھیرا چھا رہا تھا سب اجالا کر دیا جس نے

وہی بدر الدجی تو ہے وہی شمس الضحیٰ تو ہے

(گلدستہ عرفان ص ۱ مطبوعہ قادیان دسمبر ۱۹۳۴ء، مؤلفہ مرزا بشیر احمد، پسر مرزا قادیانی)

خود محمد رسول اللہ ہی ہیں

.....۲ ”ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر نبی کے بعد مرزا قادیانی بھی ایسے نبی ہیں کہ ان کا ماننا ضروری ہے تو پھر مرزا قادیانی کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا پھر ضرورت پیش آتی۔“

(کلمہ الفصل ص ۱۵۸، ۱۵۷ مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی)

کلمہ طیبہ میں قادیانی محمد

.....۳ ”مسیح موعود (مرزا) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول (مرزا) کی زیادتی ہو گئی ہے لہذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔“

(کلمہ الفصل ص ۱۵۸، مؤلفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

نوٹ..... آپ نے دیکھا کہ کن غیر مبہم اور الم نشرح الفاظ میں قادیانی امت کا صاف صاف اقرار و اعتراف اور دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے جدید کلمہ کے لئے الفاظ جدید کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اگر مرزا جی خود محمد رسول اللہ نہ ہوتے تو پھر کلمہ کے لئے الفاظ جدید کا سوال پیدا ہو سکتا تھا۔ پس قادیانی امت کے عقائد باطلہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو اس کے تصور و خیال اور ذہن میں محمد سے مراد یقیناً قادیانی محمد یعنی مرزا آنجنمانی ہی ہوتا ہے اور لیکن جب امت محمدیہ کلمہ طیبہ پڑھتی ہے۔ تو اس کے تصور ایمان اور یقین و جدانی میں لاریب اسم محمد سے مراد صرف اور صرف بلا شرکت غیرے خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی ﷺ کی ذات مقدسہ مقصود ہوتی ہے۔ اس لئے کہ کلمہ طیبہ میں اسم محمد سے مراد صرف محمد عربی ہی کی ذات مخصوص مراد ہے اور آیت محمد رسول اللہ میں خداوند عالم کی بھی یہی مراد ہے۔ پس قادیانی کذاب اور اس کی مرتد امت کا یہ دعویٰ سراسر لچر اور باطل ہے۔ اور:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی وعدہ نہیں۔ ابن کذاب کا اللہ تعالیٰ پر یہ سراسر افتراء ہے۔

(گل)

باطل دونی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

واضح ہو کہ قانون خداوندی اور آئین نبوی کے ماتحت جمیع اہل اسلام کا بالاتفاق یہی عقیدہ اور ایمان ہے کہ جس طرح خداوند قدوس عزاسمہ، وجل مجدہ، اپنی الوہیت اور ربوبیت اور معبودیت میں وحدہ لاشریک ہے۔ اسی طرح محمد مکی و مدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نبوت اور رسالت و محمدیت میں تاقیامت وحدہ لاشریک ہیں۔ پس جس طرح شرک فی التوحید ناقابل معافی جرم ہے۔ اسی طرح شرکت فی النبوت بھی ناقابل معافی جرم ہے۔ کما قال رسول اللہ ﷺ:

”یا ایہا الناس ان ربکم واحد ونبیکم واحد لانبی بعدی“
(کنز العمال) اے میری امت کے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ اسی طرح تمہارا نبی ﷺ بھی ایک ہی ہے۔ میرے بعد کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن قادیانی عقیدہ ملاحظہ ہو۔

وہ آفتاب چمکتا تھا جو مدینے میں
ہے جلوہ ریز وہ اب قادیان کے سینے میں

(اخبار فاروق قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۵، ۲۱ اپریل ۱۹۴۰ء)

خدا نے اسے محمد رسول اللہ فرمایا ہے

..... ”ہمارا عقیدہ ہے کہ دوبارہ حضرت محمد رسول اللہ ہی آئے ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ پہلے نبی تھے۔ تو اس بعثت میں بھی نبی ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ کے انکار سے پہلے انسان کافر ہو جاتا تھا۔ تو اب بھی آپ کے انکار سے انسان ضرور بالضرور کافر ہو جائے گا۔ ہم (احمدیوں) نے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا۔ بلکہ اس لئے کہ خدا نے اسے محمد رسول اللہ فرمایا ہے۔ ہم پر اللہ کا بڑا فضل ہے کیونکہ ہم اگر ساری جائدادیں سارے اموال اور جائیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث، قطب، ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گزرے ہیں۔ ان کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا اور اس مرتبہ کو نہیں پاسکتے جو صحابہ عظام نے پایا۔ کیونکہ انہوں نے محمد رسول اللہ کا چہرہ دیکھا۔ مگر اللہ نے ہمیں محمد رسول اللہ کا چہرہ

۱۔ فی الواقع مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے، خداوند تعالیٰ اہل اسلام کو اس مقدس مبارک عقیدہ پر قائم و ثابت قدم رکھے اور دور حاضرہ کے بنا سستی پیغمبروں اور الحاد پسند صحابیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔“

(تقریر مفتی اعظم قادیانی جماعت مولوی سرور شاہ مندرجہ الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء ص ۷)

اصول احمدیت

۶..... ”خداے تعالیٰ اپنی پاک وحی میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو محمد رسول اللہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو عین محمد ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور یہی وہ بات ہے جو احمدیت کی اصل اصول کہی جاسکتی ہے۔“ (افضل ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء ص ۷)

مرزا قادیانی کا انکار کفر ہے

۷..... ”اگر نبی کا انکار کفر ہے۔ تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نبی کریم ﷺ کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“ (کلمۃ الفضل ص ۸۳)

قادیان میں محمد

۸..... ”قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا ہے۔“ (کلمۃ الفضل ص ۲۰)

سید الانبیاء سے ہر شخص بڑھ سکتا ہے

۹..... ابن کذاب مرزا محمود کا باغیانہ اعلان..... ”اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد ﷺ سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ تو میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے۔“

(خطبہ مرزا محمود مندرجہ الفضل ۱۶ جون ۱۹۳۲ء ص ۸)

ایک کو بڑھانے میں کوئی خوبی نہیں

۱۰..... ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔“

۱۔ دیکھو اس باغی رسالت مرزا محمود کے قول باطل میں فی البداہیت استمرار موجود ہے۔ یعنی شروع ہی سے میرا یہی شیطانی عقیدہ ہے اور میں یہ برملا کہتا رہتا ہوں۔

حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں اور پھر اس میں کوئی خوبی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔“

(بیان مرزا محمود مندرجہ الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۵)

نوٹ..... عبارت اردو میں ہے اور مفہوم بالکل واضح ہے۔

مرزا محمود کا یہ تحدیٰ نہ دعویٰ قابل غور ہے کہ یہ بالکل صحیح بات ہے یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص فخر الانبیاء سے بڑھ سکتا ہے اور یہ کوئی خوبی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ اس کذاب ابن کذاب اور بد باطن و روسیاء کی ایک سے مراد فی الحقیقت سراج الانبیاء، سید العارفین، سید ولد آدم، قائد المرسلین محمد عربی ﷺ ہی ہیں۔ جس کی مدح و ثناء کا خود خالق اکبر مداح و ثناء خوان ہے۔ مثلاً دیکھو سورۃ البقرہ تفسیر شرح شفا جلد اول۔ سورۃ حجرات۔ سورۃ بلد۔ سورۃ زخرف۔ سورۃ حجر۔ جس سے شان محمدیت کا مقام ارفع ثابت ہوتا ہے۔ سچ ہے:

شہ لولاک کے قدموں کو چوما اس بلندی نے

نہیں ہے عقل کل کو بھی مجال پرزنی جس جا

لہذا قرآن اور حدیث مقدس کی روشنی میں تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ و ایمان ہے کہ

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں، نہ دکان آئینہ ساز میں

اور قادیانی گستاخ و مردود کا یہ جملہ کہ دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے، سے مراد مرزا

آنجمانی خانہ ساز محمد قادیانی مراد ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کا اپنا بھی یہی دعویٰ تھا۔ جیسا کہ سابقہ پیش کردہ خرافات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب قادیانی خناس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بدزبانی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں اس خناس بدقماش زمانہ نے یہودیانہ سنت کو ادا کیا ہے۔

تو ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مسیح بدزبان تھے

..... ”حضرت مسیح کی سخت زبانی تمام نبیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ انہوں نے زبان کی ایسی تلوار چلائی کہ کسی نبی کے کلام میں ایسے سخت اور آزار دہ الفاظ نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵، خزائن ج ۳ ص ۱۱۰)

.....۲ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں۔“ (چشمہ سحیحی ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے

.....۳ ”عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (کشتی نوح ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

.....۴ ”میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔“

(ریویو جلد اول نمبر ۳ ص ۱۲۴، مارچ ۱۹۰۲ء قادیان)

مسیح علیہ السلام کا خاندان

.....۵ ”یسوع کے ہاتھ میں سواکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

حضرت مسیح کی پیشین گوئیاں

.....۶ ”ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

خدا کو ایسے قصے مانع تھے

.....۷ ”مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“ (دافع البلاء ص.....، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

پہلے مسیح سے بڑھ کر

.....۸ ”آج تم میں ایک ہے، جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے..... عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن

مریم کو خدا بنایا..... اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

یاد رہے کہ عیسیٰ ابن مریم، مسیح، یسوع ایک ہی فرد کے نام ہیں۔ جیسے کہ مرزا قادیانی کو خود بھی اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو ”مسیح ابن مریم کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“

(توضیح مرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

اس کا ذکر ہی چھوڑ دو

.....۹

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

”یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح بن مریم

سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔“ (دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

نوٹ..... فحاش زمانہ مرزا قادیانی نے جس یہودیانہ سیرت و کردار کا ثبوت دیتے ہوئے نبی اللہ

”وجیہا فی الدنیا والآخرۃ“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دل خراش اور سو قیانہ حملے کئے

ہیں۔ ان کا مندرجہ بالا عبارات میں قدرے نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ کس

ابلیسانہ جسارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ سخت زبان، بد لسان و دشنام طراز شراب

نوش، فریبی، بے کار، زنا زادہ، دروغ گو اور عیاش و بدچلن قرار دیا ہے..... صد حیف!

یاد رہے کہ یہ فحش مغالطات اور سراپا توہین آمیز عبارات ایسی ہیں کہ جن کی کوئی دجل و

فریب سے باطل سے باطل تاویل و توجیہ بھی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ان میں قادیانی کذاب نے خود

اپنا مذہب و عقیدہ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا

نہیں اور نیز یہ کہ اس وجہ سے خدا نے مسیح کا نام حضور نہیں رکھا۔ کیونکہ خدا کو ایسے قصے اس نام کے

رکھنے سے مانع تھے۔ یعنی بقول مرزا قادیانی حضرت مسیح عند اللہ بھی نعوذ باللہ ایسے ہی تھے۔ جیسا

کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

حالانکہ خداوند قدوس نے قرآن مقدس میں جا بجا حضرت مسیح علیہ السلام کی تقدیس اور تطہیر اور علو شان کو بیان فرمایا ہے اور آپ کے بے شمار معجزات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جن کے اندر نامسعود اور قادیانی مردود کے جملہ لچر اور انسانیت سوز اعتراضات و الزامات کا کافی و شافی اور مسکت جواب موجود ہے۔ باقی رہا نام حضور تو کیا نعوذ باللہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی بقول شامی ایسے ہی تھے کہ جن کا نام خدا نے حضور نہیں رکھا۔ شرم، شرم، شرم۔

اصل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ توہین و تنقیص کا تمام دجالی ڈرامہ محض اس لئے تیار کیا گیا تا کہ میری خانہ ساز دکان مسیحیت چمک اٹھے۔

خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ حفاظت قرآن کے متعلق اگر وعدہ خداوندی نہ ہوتا۔ تو قادیانی محرف و مرتد، کلام پاک سے حضرت مسیح علیہ السلام کا نام تک بھی نکال دینے کی ناپاک کوشش کرتا۔ یہاں تک تو کہہ دیا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ غور فرماویں۔ اب جبکہ خداوند کریم اور رسول ﷺ حضرت مسیح کا نہ صرف ذکر ہی کرتے ہیں۔ بلکہ مسیح علیہ السلام کے محاسن و اوصاف طیبہ میں بیان فرماتے ہیں تو اہل ایمان ان کا ذکر کیوں چھوڑ دیں۔ ایسی بغاوت و حکم عدولی تو مرتدین و شیاطین ہی کا کام ہے۔ مرزا قادیانی نے ابلیس لعین کی تقلید و اتباع میں اسی لئے تو کہا کہ ”انا خیر منہ“ یعنی میں اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں: نعم ماقال!

گفت شیطان من ز آدم بہترم

تاقیامت گشت ملعون لاجرم

افسوس کہ آج ہر فاسق و فاجر اور غدار ملت کی معصیت آلود زندگی کے لئے قانون تحفظ ہے۔ مگر مقدسین و مطہرین کی حیات معصومہ کے تحفظ کے لئے کوئی آئین و قانون نہیں ہے۔

خدا غیرت ایمانی عطا کرے

اب ذرا قادیانی مسیح کی اخلاقی حالت ملاحظہ فرماویں تاکہ معلوم ہو جائے کہ دوسروں کو برا کہنے والا خود کتنا پارسا ہے۔

قادیانی مسیح کی اخلاقی حالت

اوروں پہ معترض تھے لیکن جو آنکھ کھولی

اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب پایا

حضرات! مرزا قادیانی نے تہذیب و شرافت اور ضابطہ اخلاق سے باہر ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات و صفات کے متعلق جو گہر فشانی کی ہے۔ سطور بالا میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ درحقیقت یہودیت کی وکالت کرتے ہوئے کلمۃ اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ پر حقیر و ذلیل اور رریک حملے کئے ہیں۔ چونکہ قادیانی تحریک باطنی طور پر دراصل بقول واقف فتن ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ ”یہودیت کا ہی بہروپ ہے۔“ (دیکھو حرف اقبال ص ۲۲) مگر ہم مرزا قادیانی کے متعلق مخالفین کے اقوال و بیانات پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ مسیح کذاب کی اپنی خودنوشت تہذیب کا نمونہ پیش کریں گے:

تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

لہذا ذیل میں قادیانی مسیحیت و نبوت کا بطور آئینہ اخلاق ملاحظہ ہو۔

میں کیڑا ہونہ آدمی

..... ”جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۵۹، جزائن ج ۲۲ ص ۴۹۳)

بشر کی جائے نفرت

.....۲

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ ص ۹۷، جزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

میں نامرد ہوں

.....۳ ”ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ (یعنی انتشار) بکلی جاتا رہتا ہے۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔“

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۲۱۴)

۱۔ کھڑے ہو کر ہی کر لیتے کہ آپ کے برطانوی آقاؤں کا یہی طریقہ ہے۔

۲۔ کیا نبی نامرد ہوتا ہے۔ مگر کذاب ہر میدان میں ہی..... نامرد ثابت ہوتا ہے۔

.....۴ ”مرزا قادیانی کو احتلام بھی ہوتا تھا۔“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۷۵۷، روایت نمبر ۸۴۳)

.....۵ ”حالانکہ احتلام منافی نبوت ہے۔“

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۳۳، روایت نمبر ۱۵۰، خصائص کبریٰ ج اول ص ۷۰)

غیر محرم عورتوں سے اختلاط قادیانی امت کا فتویٰ

.....۶ ”چونکہ حضرت قادیانی نبی ہیں۔ اس لئے ان کو (موسم سرما کی اندھیری راتوں میں) غیر محرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبوانا اور ان سے اختلاط و مس کرنا منع نہیں ہے۔ بلکہ کارثواب اور موجب رحمت و برکات ہے۔“ (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۶ قادیان، دیکھو سیرۃ المہدی حصہ سوم، روایت نمبر ۸۰ ص ۷۲۲، الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

قادیانی نبوت و خلافت اور امت ایک مقام پر
(رقص و عریانی اور تھیسٹ)

.....۷ ”مرزا قادیانی آپ کی امت رات کو تھیسٹ دیکھا کرتے تھے۔ خلیفہ محمود اور چودھری سر ظفر اللہ پیرس جا کر بالکل ننگی عورتوں کا ناچ دیکھتے رہے۔ مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے تھیسٹ وغیرہ ہم نے خود دیکھا ہے اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔“

(ذکر حبیب ص ۱۸، الفضل قادیان ج ۳۱ نمبر ۹ ص ۵، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵)

شراب نوشی

.....۸ ”مرزا قادیانی کا اپنے خاص صحابی مسمی یار محمد کے ہاتھ اپنے لئے لاہور سے شراب منگوانا اور مرزا جی کی شراب نوشی کے متعلق عدالت میں مرزا محمود کا اعتراف.....“

(دیکھو خطوط امام بنام غلام ص ۱۵ اور مسٹر کھوسلا کا فیصلہ یعنی مقدمہ بخاری)

زنا کی سزا

.....۹ ”قادیانی شریعت میں زنا کاری کی سنگین سزا صرف دس جوتے ہیں اور وہ بھی زانیہ ہی اپنے زانی کو مارے۔“

(قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۹۹ فصل پندرہویں)

! چہ خوش یہ زنا کی سزا ہے یا کفش محبوب کی دلفریب حرکات، شریعت قادیان کی حقیقت

معموم شد!

قادیانی پیغمبر کا فتویٰ

۱۰..... ”عدالتی مقدمات و بیانات میں اپنے فائدہ اور رہائی کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔“

(ذکر حبیب ص ۴۷ مرتبہ مفتی محمد صادق قادیان)

نوٹ..... واضح رہے کہ یہ پیش کردہ دو حوالہ جات ہم نے صرف قادیانی امت کی مصدقہ کتب و تحریرات سے ہی پیش کئے۔ اگر ضرورت پیش آئی تو پھر ہم مرزا قادیانی اور مرزا محمود دوسرے بڑے قادیانیوں کی اخلاقی حالت، پرائیویٹ زندگی اور چال چلن کے متعلق ان کے سابقہ مریدین و معتقدین وغیرہ کے مبنی بر حقائق بیانات بھی منظر عام پر لائیں گے۔ (انشاء اللہ)

قادیانی مسیح کی تہذیب و شرافت

ذیل میں ہم قادیانی مسیح کی قدرے تہذیب و شرافت کا مختصر نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ذرا

اس الہامی کلام اور گفتار شیریں کو ملاحظہ فرمائیں اور داد دیں۔

بدکار عورتوں کی اولاد

۱..... ”کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے۔ مگر کنجریوں

اور بدکار عورتوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵)

نوٹ..... لفظ بغایا بغاء بغیاء کے معنی مرزا قادیانی نے اپنی کتب (انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱

ص ۲۸۲، نور الحق حصہ اول ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳، فریاد درد ص ۷۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۵۱، خطبہ الہامیہ

ص ۱۷، خزائن ج ۱۶ ص ۴۹) میں نسل بدکاران، زناکار، خراب عورتوں کی نسل، زن بدکار، زنان

بازاری کے ہی کئے ہیں یاد رہے۔

میرا مخالف

۲..... ”جو شخص میرا مخالف ہے، وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔“ (نزول المسیح ص ۴،

خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲، تذکرہ ص ۳۳۶ طبع سوم، تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵، ضمیر

تحفہ گولڈویہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰۰)

۱۔ حالانکہ جھوٹ بولنا اور گواہ کھانا ایک برابر ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

جنگلوں کے خنزیر

۳..... ”بلاشک ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بھی بڑھ گئیں۔“
(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

حرام زادہ کی نشانیاں

۴..... ”جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے۔“
(انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

رحم پر مہر

۵..... ”خدا نے مولوی سعد اللہ لدھیانوی کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر اولاد نہ ہوگی۔“
(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۲)

نوٹ..... ”جس طرح تمہاری ماں کے رحم پر مہر لگی تھی۔“

(دیکھو اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۶، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرات! یہ ہے قادیانی نبوت و خلافت کی تہذیب و شرافت، تقدس و پارسائی، خوش کلامی و شیریں بیانی اور اخلاقی حالت کا مختصر مرقع۔ بقول حضرت علامہ اقبال ”درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔“ آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ قادیانی فحاشی بدزبانی و بدلسانی اور بد تہذیبی میں نہ صرف سبب اعظم اور مجدد سبب و شتم ہی تھا۔ بلکہ

۶..... ”فن فحاشی کا زبردست ماہر و موجود بھی تھا۔ سچ ہے:

اے قادیاں اے قادیاں اے دشمن اسلامیاں

اے اے فتنہ آخر زماں

پیسہ تیرا ایمان ہے، گالی تیری پہچان ہے

جنس نفاق و کفر سے چکی تیری دکان ہے

(از حضرت مولانا ظفر علی خان)

ملت اسلامیہ سے ایک اہم سوال

اے کہ شناسی خفی را از جلی ہشیار باش

اے گرفتار ابو بکر علی ہشیار باش

(اقبال)

بردراں ملت! ان مختصر اوراق میں قادیانی امت کے عقائد باطلہ کا مختصر نقشہ آپ نے یقیناً ملاحظہ کر لیا ہوگا۔ ہر چند مندرجہ بالا صفحات میں اس ”حزب مرتدہ“ کے زندیقانہ خیالات اور ملحدانہ نظریات کی صرف ایک جھلک ہی پیش کی گئی ہے۔ ورنہ اس امت کذاب نے اصول دین، انبیاء صادقین، کلام رب العظیمین، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، جمہور اہل اسلام اور شعرا اللہ یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات مقدسہ کی جو توہین و تنقیص اور تضحیک و تذلیل کی ہے۔ احاطہ تحریر اور بیان گفت و شنید سے باہر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امت محمدیہ اور مرزائیہ میں اختلاف کی نعوذ باللہ وہی نوعیت ہے جو فرق اسلامیہ یعنی سنی، شیعہ، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی وغیرہ میں اختلاف کی نوعیت ہے؟ کیا قادیانی امت اور ملت اسلامیہ کے مابین انتخاب خلافت خلیفہ بلا فصل تفضیل علیٰ یا تقلید، عدم تقلید اور فقہی فروعات و جزئیات یا بعض رسومات کی لفظی نزاع کے مسائل کا کوئی اختلاف ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں۔

بلکہ ملت اسلامیہ اور ملت مرزائیہ کے درمیان..... حق و باطل، صدق و کذب، اسلام و ارتداد، ایمان و زندقہ، توحید و شرک، نبوت حقہ و نبوت باطلہ کا اصولی و بنیادی اختلاف ہے جو اہل اسلام اور اہل ارتداد کے مابین بعد المشرقین اور سد سکندری کی مانند حائل۔ چنانچہ یہ وہ حقیقت کبریٰ ہے کہ جس کو خود ملت ارتداد کے بانی مرزا قادیانی اور اس کی تمام مرتد امت نے تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بکلی ترک

..... بیان مرزا قادیانی ”تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۷۷)

کل مسلمان کافر

..... بیان مرزا محمود ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

نماز جائز نہیں

..... ”غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے، اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز

نہیں، جائز نہیں، جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص ۸۹، مصنف ابن کذاب مرزا بشیر الدین محمود)

نماز جنازہ مت پڑھو

۴..... ”غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔“ (انوار خلافت ص ۹۳)

مقام حج اور اصل غرض

۵..... ”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے توجیح مفید ہے۔ مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی۔ وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے۔“ (برکات خافت ص ۵، از مرزا محمود)

ایک احمدی اور دس ہزار مسلمان

۶..... ”ایک احمدی لڑکی کا مرتد (یعنی مسلمان) ہو جانا دس ہزار غیر احمدی لڑکیوں کے احمدی ہونے سے برا ہے۔“ (بیان مرزا محمود الفضل ۱۹/۱۹ اپریل ۱۹۴۹ء)

ہر بات میں اختلاف

۷..... ”حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ان مسلمانوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے اور ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ (بیان مرزا محمود الفضل ۲۱/۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

ہر رسول کا منکر کافر ہے

۸..... ”حضرت مسیح موعود نے اس معروف اسلامی اصول کے ماتحت کہ ہر رسول کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جس شخص پر میرے دعویٰ کے متعلق اتمام حجت نہیں ہوا۔ ایسے شخص کو بھی ہم کافر قرار دیں گے۔“

(کتاب مسئلہ جنازہ کی حقیقت ص ۲۲۰، مؤلفہ بشیر احمد بن کذاب)

۱۔ اللہ تعالیٰ شاہ فیصل کو ہدایت دیں کہ وہ اپنے پیشرو کے مطابق قادیانیوں کا داخلہ حریم شریفین میں بند کر دیں۔ کیونکہ قادیانی حج کے لئے نہیں۔ بلکہ جاسوسی کے لئے جاتے ہیں۔

نبوت مرزا کا منکر پکا کافر ہے

۹..... ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا۔ یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا۔ وہ پکا کافر ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، مؤلف ابن کذاب قادیانی)

حضرات! اہل اسلام کے متعلق مرزا قادیانی اور اس کے خانہ ساز امت کے خیالات و نظریات اور فتاویٰ آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ یہ صرف چند حوالہ جات بطور نمونہ از خرمن باطل پیش کئے گئے ہیں۔ آپ انہیں سمجھ لیں کہ امت محمدیہ اور امت مرزائیہ میں کیا اختلاف ہے اور اس بعد المشرقین اختلاف کی اصل نوعیت کیا ہے۔

قادیانی امت کے انہی عقائد باطلہ کی وجہ سے حکومت مصر کے شہرہ آفاق دنیائے عرب کے واجب الاحترام شیخ الاسلام مفتی اعظم السید محمد حسنین مخلوف زاد مجدہم نے فراست خداداد کے ماتحت فتویٰ صادر فرمایا تھا کہ قادیانی امت لا ریب کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور نیز یہ کہ مبلغ مرزائیت سر ظفر اللہ خان قادیانی کا مملکت اسلامیہ کے عہدہ وزارت پر متمکن رہنا ملک و ملت کے لئے سخت ترین مضر اور نقصان دہ ہے۔

دیکھو دنیائے عرب اور پاکستان کے اسلامی اخبارات۔ دیگر عرض ہے کہ سیدی حضرت مفتی مصر زاد شرفہم کے فتویٰ ہی پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ بلا اختلاف تمام دنیائے اسلام اور ممالک اسلامیہ، قادیانی امت کو کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے بکلی خارج سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے قول و فعل سے ثابت ہے اور یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ جس کو خود مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا وہ بیان مصدقہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

تمام ممالک اسلامیہ کا اجتماعی فیصلہ

۱۰..... ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ (برطانیہ) کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں کہ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے..... اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ میری اس تعلیم کو..... خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ سال سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے

۱۔ افسوس کہ آج بھی پاکستان میں بڑے بڑے عہدوں پر قادیانی ہیں۔

ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں!۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔

ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے جن لیا ہے تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ..... ہو کر ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شری لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ عبداللطیف جو ریاست کا بل کے ایک نامور رئیس تھے..... وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے۔

امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرادیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو..... سو یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے..... یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ۔ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لوجو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔

اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کرے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے۔ مگر تم نہیں ہو۔ تمام! ایک طرف یہ کہ انگریز دجال ہیں اور دوسری طرف یہ کہ ان کی مکمل اطاعت کی جائے۔ کیا قتل دجال اسی کا نام ہے؟ (گل)

۲۔ لاریب ممالک اسلامیہ خصوصاً مرکز اسلام میں مدعیان نبوت باطلہ نہیں رہ سکتے۔
۳۔ الحمد للہ کہ برطانوی سامراج کی لعنت تو ختم ہوئی۔ مگر اس کا خود کاشتہ پودا ابھی باقی ہے۔ جو عنقریب نابود ہوگا۔ انشاء اللہ!

پنجاب اور ہندوستان کے فتویٰ بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو..... سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک برکت ہے..... اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں۔ ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے..... ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں اور یاد رکھو کہ اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے۔ میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔ جس دین کی تعلیم عمدہ ہے..... ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے؟“

(بیان مرزا قادیانی ۷ مئی ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۲۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۲ تا ۵۸۴)

مسلمان مدت سے

..... ۱۱ ”اگر گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی۔ تو مسلمان مدت سے مجھے کلڑے کلڑے کر کے معدوم کر دیتے۔“ (ایام الصلح ص ۲۶، خزائن ج ۱۳ ص ۲۵۵، حملۃ البشری ص ۴۱، خزائن ج ۷ ص ۲۳۱، نور الحق حصہ اول ص ۴، خزائن ج ۸ ص ۶)

نوٹ..... مرزا قادیانی کا مندرجہ بالا مصدقہ بیان کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے اس بیان میں جہاں اپنی خانہ ساز مرتد امت کو اطاعت برطانیہ اور تینخ جہاد کی بشارت و تلقین کی ہے۔ وہاں امت مرزائیہ اور قادیانی تحریک سے متعلق تمام ممالک اسلامیہ اور عالم اسلام کے ارتداد سوز نظریہ کو بھی پیش کیا ہے۔

چنانچہ قادیانی کذاب نے بالکل غیر مبہم اور واضح الفاظ میں اس حقیقت باطن شکن کو تسلیم کیا ہے کہ بلا اختلاف بالاتفاق اور بالاجماع جملہ مسلمانان عالم مرزائیوں کو مرتد اور واجب القتل سمجھتے ہیں اور نیز یہ کہ قادیانی امت اپنے اس واضح ارتداد کی وجہ سے کسی بھی اسلامی حکومت کے زیر سایہ اور پناہ میں نہیں رہ سکتی۔ جیسا کہ بیان مذکور میں برسبیل اظہار حقیقت مرزا قادیانی نے اپنی امت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں یعنی مسلمانوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے کلڑے کلڑے کئے جاؤ گے..... ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو۔ جو تمہیں اپنی پناہ میں

لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پھین رہی ہے..... تمام پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۳، ۵۸۴)

پس یہ ہے قادیانی مرتدین کے متعلق تمام اسلامی دنیا کی رائے اب اس کے بعد کسی مرزائی نواز، مفاد پرست، فریب خوردہ، کورچشم، ناعاقبت اندیش شخص کا محض اپنے دنیوی اغراض و مفادات اور ناپائیدار اقتدار کے پیش نظر یہ کہنا کہ قادیانی امت کے خلاف موجودہ ہنگامہ آرائی اور شورش صرف مخصوص جماعت یا چند افراد ملت کی برپا کردہ ہے۔ سراسر خلاف حقیقت ہے۔ جس کی ملت اسلامیہ کے سامنے کوئی قدر و قیمت اور وقعت نہیں ہے۔ چونکہ قادیانی تحریک سرکوبی و بیخ کنی پر تمام ملت اسلامیہ کا کلی اتفاق و اجماع ہو چکا ہے اور مسلمانان پاکستان کا موجودہ ایام میں یہی پرزور متفقہ مطالبہ ہے۔ پس اب اس فتنہ العالمین کے استیصال سے محض موہوم خطرات کے پیش نظر مساحت و چشم پوشی اور تساہل و سہل انگاری کرنا ایک لمحہ کے لئے بھی جرم عظیم ہے:

رفتم کہ خار از پاکشم مھمل نہاں شد از نظر
یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد

برادران اسلام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح مرزا قادیانی اور اس کی امت نے ہمیں کافر، جہنمی، جنگلوں کے خنزیر، ہماری عورتوں کو کیتوں سے بدتر کہا ہے اور کس طرح اس امت مرتد نے توہین انبیاء علیہم السلام اور خاص کر رسول اللہ عربی ﷺ کی توہین کی ہے۔ حالانکہ یہ ایک سیاسی تحریک ہے۔ جو کہ مذہب کی آڑ لے کر مسلمانوں کی وحدت ملی کو نقصان پہنچانے میں دن رات مصروف ہے۔ جیسا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۱ دسمبر ۱۹۵۱ء سالانہ کانفرنس (ربوہ) میں کہا تھا کہ ”وہ وقت آنے والا ہے کہ جب یہ لوگ (مسلمان) مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔“ اور (الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء) کو مرزا بشیر الدین نے دوسرا اعلان کیا تھا کہ:

”۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے۔ جب تک احمدیت کا رعب دشمن اس حد تک محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔“ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرزا بشیر الدین محمود پاکستان میں مرزائیوں کا سیاسی اقتدار چاہتے ہیں لہذا ان کا یہ کہنا ایک دھوکہ ہے کہ احمدیت سیاسی نظر یہ نہیں۔ کیا جو لوگ محض اپنے مذہب کی اشاعت ہی کرنا چاہیں، اور سیاسی اقتدار کے خواہاں نہ ہوں۔ وہ اس قسم کی باتیں کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اب جبکہ آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ مرزائی مسلمانوں کو ختم کرنے اور ان سے اقتدار

چھین لینے کے درپے ہیں۔ تو آپ حضرات کا فرض ہے کہ آپ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور ان کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ! اللہ اور رسول عربی ﷺ ہمارے ساتھ ہیں۔

تبلیغی نشریات اور مالی مشکلات ایک مخلصانہ اپیل

برادران ملت! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی، بغیر باہمی معاونت اور ظاہری وسائل و اسباب کے نہیں چل سکتا۔ حتیٰ کہ ایک مقام پر مجسمہ توکل نبوت صادقہ کو بھی بطور قومی خطاب یہ کہنا پڑا:

”من انصاری الی اللہ“ پھر مجھ ایسا انسان جو فی الحقیقت علمی اور عملی اور ظاہری اور باطنی خامیوں کا ایک مجسمہ ہے۔ اس وادی پر خار میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لاریب مجھے اپنی تمام تر کمزوری و بے بضاعتی کا کلی اقرار و اعتراف ہے۔

برادران محترم! میرا پختہ ارادہ تھا کہ میں کتاب ہذا میں ملت اسلامیہ کے سامنے باغیان نبوت، دشمنان رسالت، غداران ملک و ملت، مردودان ازلی، جو ایسے برطانیہ یعنی مرتدین قادیان کی ملکی و ملی نمایاں غداریوں کا ایک مکمل و جامع مرقع پیش کروں اور قادیانی تحریک کے متعلق حیرت انگیز اور عبرت آموز حقائق اور جدید انکشافات منظر عام پر لاؤں۔ مگر افسوس کہ انقلاب ایام کی بدولت مالی مشکلات کی وجہ سے میں اس باب میں بالکل مجبور و بے بس ہو کر رہ گیا۔

اگر بزرگان دین، مخلصین ملت اور تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھنے والے حضرات اس مرحلہ میں میرے ساتھ مالی تعاون کریں تو یقیناً تبلیغ کا کام جاری رکھ سکوں گا۔ علاوہ ازیں تعاون خصوصی کی ایک یہ بھی نتیجہ خیز صورت ہے کہ اس طبع شدہ کتابچہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ تعاون و اشاعت ہم خرما و ہم ثواب۔

قادیانی امت کے نفاق آمیز، زہر آلود، ارتداد نما اور ایمان ربا لٹریچر کے اثرات بد کو زائل کرنے کے لئے اس کتاب کی بکثرت اشاعت ہونی چاہئے۔ اس باب میں احباب ملت سے میری مخلصانہ اپیل ہے خصوصاً اہل استطاعت حضرات اس کتاب کو خرید کر عوام، مسلمان اور قادیانی امت میں مفت تقسیم فرمائیں۔

چونکہ موجودہ پرخطر ایام میں قادیانی تحریک کی تردید و مدافعت کے لئے ایسے اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت یقیناً ایک تبلیغی جہاد ہے۔ خداوند عالم جذبہ تبلیغ کی توفیق عطا کرے۔ آمین! قاری حضرت گل عفی عنہ، خطیب جامع مسجد حق نواز خان بنوں شہر

الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي يعرب
سبياً آنسوا منسباً شتوناً، وسيرةً بعدة قول نبي نبيون.

تحفة نعماني لفرقة القادرياني



حضرت مولانا عبدالرحمن فيصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

چونکہ مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم بانی دارالعلوم دیوبند کے پیروکار اور خدام ہی آج سے ہی نہیں، بلکہ جب سے مرزائیت کا پودا پیدا ہوا اسی وقت سے مرزائیت کی بیخ کنی اور قلع قمع کے لئے سرگرم عمل رہے، اور میدان مقابلہ میں مردانہ وار اترے، اور خوب مقابلہ کیا، اور کیوں نہ ہو جب کہ مرزائیت شجرہ خبیثہ برطانیہ کی ہی ایک شاخ ہے۔ تو لامحالہ جو شیر نیستاں شاہنشاہیت برطانیہ کے مقابلہ میں میدان جہاد میں ہمیشہ برسریکا رہے۔ انہوں نے ہی سگان برطانیہ سے بھی مقابلہ کرنا تھا لہذا مرزائی لوگوں کو امام جماعت اہل السنّت والجماعت قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کے ساتھ ایک خاص قسم کی عداوت و دشمنی پیدا ہو گئی اور حضرت مولانا مرحوم کی بلند پایہ تصنیف تحذیر الناس جس میں ختم نبوت کو پورے دلائل قاطعہ سے ثابت کیا گیا تھا۔ اس کی بعض عبارتوں کی قطع و برید کر کے اس بات کے ثابت کرنے کی ناکام سعی کی کہ حضرت مولانا قاسم کی عبارت سے نبوت کا اجراء ثابت ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ)

یہ ایک بہتان عظیم حضرت کی عبارت پر لگایا۔ جیسا کہ اس فرقہ ضالہ کا وطیرہ ہے کہ حدیث نبوی و اقوال بزرگان دین کو قطع و برید کر کے اپنا خبیث مطلب ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اب چونکہ تحریک ختم نبوت زوروں پر ہے تو انہوں نے اس عبارت کو اچھالنا شروع کیا۔

خصوصاً فضائے لائل پور میں تو خوب ہی اچھالا۔ بنا بریں عبارت کا صحیح مطلب آسان عبارت میں مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی تصانیف میں متفرق موجود تھا۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس کو یکجا کر کے شائع کیا جائے تاکہ عوام اس فرقہ ضالہ خبیثہ کے مغالطہ سے بچیں اور اس کا نام بھی مولانا ہی کی طرف منسوب کیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • نَحْمَدُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالصَّلٰوةَ عَلٰی نَبِیِّهِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ ”لایفقہ الرجل کل الفقہہ حتیٰ یجعل للقران وجوها“ ﴿آدی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں جب تک کہ قرآن پاک کے لئے متعدد توجیہات نہ نکالے۔﴾ و نیز ”فی الاتقان ان المراد ان یری اللفظ الواحد یحتمل معانی متعدده فیحملہ علیہا اذا كانت متضاده ولا یقتصر بہ علی معنی واحد“ ﴿ایک لفظ کو متعدد معانی کا متحمل دیکھے اور پھر وہ سب معانی اس سے مراد لے اور کسی ایک ہی معنی پر حصر نہ کرے بشرطیکہ وہ معانی آپس میں متضاد نہ ہوں۔﴾

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ رفع خلجان کے لئے ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دوں۔ جن کو توڑ جوڑ کر مخالفین نے ایک کفریہ مضمون بنایا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے اختصار کے ساتھ لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق مولانا نانوتویؒ کا مسلک واضح کر دیا جائے۔

بطور تمہید میں یہ بتلادینا چاہتا ہوں کہ رسول خدا ﷺ کے لئے نفس الامر میں دو قسم کی خاتمیت ثابت ہے۔ ایک زمانی جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ دوسری خاتمیت ذاتی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بالعرض جس طرح کہ آفتاب روشنی کے ساتھ باذن خدا بلا کسی دوسرے واسطے کے موصوف ہے اور دوسرے ستارے اس کے واسطے سے روشن ہیں۔ ایسے ہی حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو براہ راست نبوت عطاء فرمائی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور سر ایا نور کے واسطے سے اور ایسی خاتمیت کا نام ہماری اصطلاح میں خاتمیت ذاتیہ ہے۔ بہر حال مولانا نانوتویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن عزیز میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے۔ ذاتی بھی اور زمانی بھی اور عوام اس سے محض ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں۔ یعنی صرف زمانی۔

پس تفسیر خاتم النبیین کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسمؒ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی

قدر ہے جس کا حاصل بس یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔

خاتمیت زمانی کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ سب سے اخیر زمانہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی بھی مبعوث نہیں ہوگا اور خاتمیت ذاتی کے معنی یہ ہیں کہ نبوت و رسالت کے تمام کمالات و مراتب حضور بابرکات ﷺ پر ختم ہیں اور نبوت چونکہ کمالات علمیہ میں سے ہے۔ اس لئے خاتم النبیین کے یہ معنی ہوں گے کہ جو علم کسی بشر کے لئے ممکن ہے۔ وہ آپ پر ختم ہو گیا۔

تو حضور پر نور ﷺ دونوں اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ زمانے کے اعتبار سے بھی آپ خاتم ہیں اور مراتب نبوت و کمالات رسالت کے اعتبار سے بھی آپ خاتم ہیں۔ حضور ﷺ کی خاتمیت فقط زمانی نہیں۔ بلکہ زمانی اور ذاتی دونوں قسم کی خاتمیت حضور ﷺ کو حاصل ہے۔ اس لئے کمال مدح جب ہی ہوگی کہ جب دونوں قسم کی خاتمیت آپ پر ثابت ہو۔ بس یہ ہے حاصل حضرت مولانا کی اس بلند پایہ تحقیق کا۔

اب مخالفین کی طرف سے تحذیر الناس کی تین عبارتوں پر جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات نمبر وار سوال اور جواب کی شکل میں ناظرین کرام کی خدمت میں عرض کئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱..... تمہارے مولوی قاسم صاحب نانوتوی (تحذیر الناس ص ۳) پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو خاتم بایں معنی لینا کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء علیہم السلام کے بعد ہے۔ یہ عوام کا خیال ہے تو عوام سے مراد نا سمجھ لوگ ہوئے۔ اس لئے اس عبارت کا صاف و صریح مطلب ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی سمجھنا کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہ نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔

جواب..... تحذیر الناس محولہ بالا ملاحظہ ہو:

بعد حمد و صلوة قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم ہونے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں

معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ پھر مقام مدح میں ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ اتھی

مولانا مرحوم کی غرض حصر کو عوام کا خیال قرار دینا ہے۔ یعنی عوام کا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقط بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور انبیاء اور راسخین فی العلم معنی خاتم النبیین کو خاتمیت زمانی میں ہی منحصر نہیں سمجھتے بلکہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ ﷺ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کی فضیلت دو بالا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو تحذیر الناس صفحہ ۳ مولانا تحریر فرماتے ہیں: ”بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دو بالا ہو جاتی ہے۔ اتھی“

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خاتمیت زمانی کو بھی خاتمیت ذاتی ضمن میں ثابت فرماتے ہیں اور درحقیقت خاتمیت زمانی کی خاتمیت ذاتی کو قرار دے کر خاتمیت زمانی کو مدلل اور مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور عوام سے انبیاء اور راسخین فی العلم دونوں گروہوں کے بغیر ایک تیسرے گروہ کو مراد لیتے ہیں۔

چنانچہ مکتوبات حصہ اول کے مکتوب نمبر ۲ ص ۴۲ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

”جز انبیاء کرام علیہم السلام یار اسخان فی العلم ہمہ عوام اند“
یعنی باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سب عوام ہیں۔

ان دونوں عبارتوں میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف خاتمیت مراد لینا آیت تفسیر میں عام علماء کی رائے ہے۔ نہ کہ نا سمجھوں کی اور خاتمیت ذاتی زمانی دونوں مراد لینا راسخین فی العلم کی رائے ہے۔ جس سے مقام مدح کے مناسب نبوی ﷺ دو چند ثابت ہوتی ہے۔ سوال نمبر ۲..... مولوی محمد قاسم نانوتوی (تحذیر الناس ص ۱۳) پر لکھتے ہیں، اگر حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی کوئی نبی آجائے تو ختم نبوت میں کوئی خلل لازم نہیں آتا اور حضور ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

اس عبارت کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

بھی کوئی نبی مبعوث ہو جاتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ مسئلہ ختم نبوت کا صاف اور صریح انکار ہے۔

جواب..... (تحدیر الناس ص ۱۳) کی عبارت ملاحظہ ہو: ”عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔ جیسے انبیاء گذشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ ﷺ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ ﷺ) کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور، اسی طرح اگر فرض کیجئے کہ آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو۔ تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ ہی پر ختم ہوگا اتھی۔“

سو اس عبارت میں ناظرین غور کریں۔ ان پر یہ بات صاف واضح ہو جائے گی کہ اس صفحہ کی عبارت میں خاتمیت زمانی کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے اور پیشک زمانہ نبوی میں کسی نبی کے ہونے سے اس میں کوئی خلل نہیں آتا۔ کیونکہ یہاں خاتمیت زمانی کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔ بلکہ علت اور دلیل کا ذکر ہے۔ جس کو خاتمیت یا ذاتی کہیے سو مولانا نے اس آیت کی تفسیر کی ہے:

”واذا خذ الله ميثاق النبيين لما اتيتمكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه“ ﴿۱۰۸﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ میں تم کو کتاب و دانش عطا کروں گا پھر تمہارے پاس ایک عظیم الشان پیغمبر آئے گا۔ جو تمہارے پاس والے علوم کی تصدیق کرے گا۔ تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کے حامی و مددگار بنو گے۔ ﴿۱۰۸﴾

تو اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی آجائے تو وہ آپ ﷺ ہی کا حامی اور مددگار ہوگا۔ یہ آپ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا جو نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اس کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نبی آپ کے زمانہ ہی میں آئیں۔ لیکن وہ آپ ﷺ کے محتاج اور تابع اور امتی ہو کر آئیں گے۔ اسی کی تائید حدیث ترمذی میں ہے:

”لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی“ ﴿اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ پھر بھی میری تابع داری کرتے۔﴾

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے (بلا تشبیہ) کہ جیسے کہ ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے ہوتے ہوئے دوسرا ڈپٹی کمشنر بچہ ڈپٹی کمشنری تو نہیں آ سکتا۔ لیکن اس عہدہ سے معزول ہو کر اس ضلع کا شہری باشندہ بن سکتا ہے۔ اس سے وہاں کے موجودہ مقررہ ڈپٹی کمشنر کے اختیارات و حکومت میں کوئی خلل نہیں آ سکتا۔ بلکہ اس کے اختیارات بدستور باقی رہیں گے۔ یوں ہی بلا تشبیہ سمجھئے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں اگر کوئی دوسرا نبی آ جائے۔ تو آپ ﷺ کے منصب خاتمیت اور شان نبوت میں کوئی خلل نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہ آپ ہی کا تابع ہوگا۔ یہ خلاصہ ہے مولانا کی عبارت کا۔

سوال نمبر ۳..... مولوی محمد قاسم صاحب (تحذیر الناس ص ۲۴) پر لکھتے ہیں اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ یہ عبارت بباغ دہل پکار کر ختم نبوت کا انکار کر رہی ہے اور مولوی محمد قاسم نے ختم نبوت کی عمارت کو اپنی اس عبارت سے بالکل مسمار کر دیا ہے۔

جواب..... اصلی عبارت (تحذیر الناس ص ۲۴) ملاحظہ ہو:

”ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لی جائے۔ جیسے اس ہجرت ان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوارسول اللہ ﷺ کے کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ ﷺ کی افضلیت ثابت نہیں ہوگی۔ افراد مقدرہ پر آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ انتہی

تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ ایک تو حضرت مولانا صاحب نے خاتمیت ذاتی کا ذکر فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ اگر حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ جائے تو خاتمیت ذاتی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہاں بھی خاتمیت زمانی کا ذکر تک نہیں۔ جس کی تفسیر جواب نمبر ۲ میں گزر چکی ہے۔ نیز مولانا نے لفظ ”اگر“ اور ”بالفرض“ فرما کر حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا محال قرار دیا

ہے۔ یہ لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے۔ کسی طرح ممکن نہیں۔ لیکن اگر بالفرض محال تھوڑی دیر کے لئے اس محال کو بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی حضور ﷺ کی خاتمیت ذاتی اور آپ ﷺ کی افضلیت اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

یہ ایسا ہے جیسے حضور ﷺ کا یہ فرمانا ”لوکان بعدی نبیا لکان عمر“ ﴿یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا﴾ تو ظاہر ہے کہ حضور کریم ﷺ کا مقصد یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے۔ بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بالفرض محال اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ اس ارشاد سے حضور ﷺ کی خاتمیت اور حضرت عمرؓ کی فضیلت ثابت کرنا مقصود ہے۔

یہ ایسا سمجھو جیسے کوئی کہے کہ اگر ایک چاند نہیں۔ بلکہ ہزار چاند ہوں تب بھی ان سب کا نور آفتاب ہی سے مستفاد ہوگا۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حقیقتاً ہزاروں چاند ہیں۔ بلکہ مقصود آفتاب کی فضیلت ثابت کرنا ہے کہ آفتاب تمام انوار اور شعاعوں کا ایسا خاتم اور منتہی ہے کہ اگر بالفرض ہزار چاند بھی ہوں تو ان کا نور بھی اسی آفتاب سے حاصل ہوگا۔ اس ”بالفرض ہزار چاند“ کا جملہ کہنے سے آفتاب کی فضیلت دو بالا ہو جائے گی کہ آفتاب فقط اس موجودہ قمر سے افضل نہیں۔ بلکہ اگر جنس قمر کے اور بھی ہزاروں افراد فرض کر لئے جائیں تب بھی آفتاب ان سب سے افضل اور بہتر ہوگا۔

اسی طرح مولانا کا مقصود یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی فضیلت اور برتری تمام افراد نبوت پر ثابت اور مستحکم ہے۔ خواہ وہ افراد ذہنی ہوں یا خارجی محقق ہوں یا مقدر ممکن ہوں یا محال فرضی ہوں یا فی نفس الامر اور یہ کہ حضور پر نور ﷺ سلسلہ نبوت کے علی الاطلاق خاتم ہیں۔ زماناً بھی اور ذاتاً بھی۔ مولانا نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا شرعاً جائز ہے۔ بلکہ مولانا یہی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا وجود شرعاً تسلیم کرنا صریح کفر ہے۔ چنانچہ اس مضمون کے لئے مولانا کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي يعرب
سنة من سنة النبي محمد، وسيرة من سيرة رسول الله محمد.

ختم نبوت پر ایک نظر



جناب پروفیسر ایم۔ جے آغا خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لفظ نبی کی تشریح

نزول قرآن سے پہلے فلسطین کے شہر یروشلم میں ہیکل سلیمانی میں یہودیوں کے مندرجہ ذیل خاص منصب دار ہوتے تھے۔

۱..... کاہن: وہ شخص جو ماضی کی خفیہ باتوں کے متعلق بتاتا یا کائنات میں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں دیتا اور معرفت اسرار کا مدعی ہوتا تھا۔ نیز پجاریوں کی طرح جانوروں کو قربان گاہ میں پیش کرتا تھا۔

ب..... لیکن عربوں کے ہاں کاہن اسے کہتے تھے جو..... کنکریاں پھینک کر غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا۔

۲..... عراف: وہ شخص جو مستقبل کی خبریں دیتا تھا۔

۳..... نبی: وہ شخص جو ہیکل سلیمانی میں بیٹھ کر پیش گوئیاں کیا کرتا یا غیب کی باتوں سے لوگوں کو باخبر کرتا تھا۔ چنانچہ تورات میں نبی کا یہی تصور دیا گیا ہے۔ جو نباء مادہ سے ہے۔

ب..... نباء کے معنی ہیں خبر دینا اور نبی کے معنی ہیں امور غیب کی خبر دینے والا۔ (پیشین گو) یا خدا کے متعلق خبر دینے والا۔

ج..... لیکن اگر اس لفظ کو دوسرے مادہ نبو سے لیا جائے۔ جو نباء سے مشتق ہے۔ تو اس کے معنی بلند ہونا اور نبی کے معنی ہیں۔ بلند مقام پر کھڑا ہونے والا۔

قرآن کریم نے نبوت کا یہی تصور پیش کیا ہے کہ نبی ایک ایسے بلند مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں سے اسے محسوس اور غیر محسوس دنیا کا مشاہدہ کر دیا جاتا ہے۔ یعنی وہ ایک طرف تو بذریعہ وحی کائنات کے بنیادی حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے اور دوسری طرف ان حقائق کو دنیائے محسوسات تک پہنچاتا اور انہیں انسان کی تمدنی زندگی پر منطبق کرتا ہے لہذا قرآن آنے کے بعد یہودی تصورات کے برعکس نبی کا لفظ صاحب وحی کے لئے مختص ہو گیا۔ جو پہلے نہیں تھا۔

مقام نبوت

خدا کا نبی وحی الہی کے ذریعے علم کے جس بلند مقام پر کھڑے ہو کر حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہی مقام نبوت ہے اور جب وہ اس علم وحی کو لے کر انسانوں کی دنیا کی طرف آتا ہے تاکہ ان حقائق کو لوگوں تک پہنچائے اور عملاً متشکل کر کے دکھائے۔ تو وحی کا یہ دوسروں تک پہنچانا منصب رسالت کہلاتا ہے۔

ب..... اللہ نے تمام انبیاء کو بلا استثناء کتاب دی تھی (۲/۲۱۳، ۲/۱۳۶) اور تمام رسولوں کو کتاب دی تھی۔ (۲۵/۵۷) گویا نبوت اور رسالت ایک ہی حقیقت کے دورخ ہیں۔ اس لئے انبیاء کرام کو کہیں نبی کہا گیا ہے۔ (۱۹:۶۵، ۱۹:۳۰) اور کہیں رسول (۲۸:۲۹) اور کہیں رسولاً نبیاً (۱۹:۵۴) یعنی ایک پیغمبر (رسول) جسے نبوت عطا کی گئی تھی۔

خاصہ نبوت

..... نبوت ایک وہی چیز ہے اور یہ کسی انسان کے ذاتی کمالات کا نتیجہ نہیں ہوتی۔

الف..... ”واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (البقرة: ۱۰۵)“

ب..... ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام: ۱۲۴)“

ج..... ”ولا یظہر علی غیب احد الا من ارتضیٰ من رسول (الجن: ۲۶، ۲۷)“

.....۲ وہی وہ چیز ہے جس کی تمنا نہ ہو، نہ کوشش ہو اور نہ امید کی جائے۔

الف..... ”وما کنتم ترجوان یلقى الیک الكتاب (العنکبوت: ۸۶)“

ب..... ”اللہ یجتی الیہ من یشاء ویهدی الیہ منیب (شوری: ۱۳)“

ج..... ”ووجدک ضالاً فهدی (الضحیٰ: ۷)“

..... ”وان کنتم من قبلہ لمن الغافلین (الیوسف: ۳)“

.....۳ نبوت کبھی ظلی نہیں ہوتی۔ بلکہ نبوت کا ظل سب دنیا پر ہوتا ہے۔

۴..... انسانیت کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانے کے لئے نبوت تو خود ابھر کر انسانوں کے سامنے آتی ہے اور ان کی غلط روشن زندگی کے خلاف اعلان حق کرتی ہے۔ لیکن ایک قائم نبوت کے تحت بروزی نبوت کا تصور ہی باطل ہے۔ کیونکہ یہ تو قائم نبوت کی نفی کرتی ہے لہذا اظہی یا بروزی نبوت کی اصطلاح حال کے کسی خود غرض اور گمراہ انسان کی ایجاد تو ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت نوح سے لے کر حضرت محمد ﷺ کے بھی ۱۳۰۰ سال بعد تک اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ختم نبوت

(سورہ احزاب: ۳۳، ۴۰) میں حق تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ختم نبوت کا اعلان کیا: ”ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)“ کیونکہ اس دور میں دین الہی بذریعہ قرآن مکمل ہو چکا تھا۔ ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۳)“ تکمیل ہمیشہ نامکمل شے کی ہوتی ہے اور تکمیل کے بعد ترقی رک جاتی ہے۔

۲..... ”وہوالذی انزل علیکم الكتاب مفصلا وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا، لا مبدل لکلماتہ وهو السميع العليم (الانعام: ۱۱۴، ۱۱۵)“ یعنی اللہ وہی عظیم الشان ذات ہے۔ جس نے تمہاری طرف ایک مفصل کتاب نازل فرمائی ہے اور اس میں اللہ کا کلام (نوع انسانی کے لئے ضابطہ حیات) صدق و عدل کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ اس کے احکام کو اب کوئی بدل نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ انسانی ضروریات کے لئے ہر دور کے عین مطابق ہیں اور ان کا نازل کرنے والا اللہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۳..... پہلے صحیفے اور کتب پیشوایان مذاہب کی خود غرضیوں اور انسانیت کی وجہ سے گم یا خورد برد ہو گئے۔ یا ان میں تحریف یا ترمیم و تسیخ ہو گئی اور انسانیت معیار حق سے محروم ہو گئی۔ اس لئے قرآن کو جمع کرنے۔ اس کو پڑھنے (۷۵: ۱۷) اور اس کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود خدا نے لے رکھی ہے۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر: ۹)“

ب..... قرآن اس مضبوط اور بند قلعے کی مانند ہے۔ جس میں سے نہ کوئی چیز باہر نکل سکتی ہے اور نہ باہر سے اندر داخل ہو سکتی ہے۔

ج..... قرآن مجید میں ”یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبک“ کا تو عام ذکر ہے۔ لیکن ”بما انزل من بعدک“ کہیں ایک جگہ بھی مذکور نہیں۔ (۲:۴، ۳:۸۳، ۳:۱۸۲، ۳:۱۸۳،

۳:۶۰، ۴:۱۶۲، ۶:۴۲، ۶:۴۰، ۷:۶۱، ۱۶:۶۳، ۱۷:۱۷، ۲۱:۲۵، ۲۳:۲۸، ۲۵:۲۰، ۳۱:۵، ۳۵:۴، ۳۶:۶۵، ۴۱:۴۲، ۴۳:۴۷، ۴۴:۴۸، ۴۵:۴۹، ۴۶:۴۷، ۴۷:۴۸، ۴۸:۴۹، ۴۹:۴۹، ۵۰:۴۹، ۵۱:۴۹، ۵۲:۴۹، ۵۳:۴۹، ۵۴:۴۹، ۵۵:۴۹، ۵۶:۴۹، ۵۷:۴۹، ۵۸:۴۹، ۵۹:۴۹، ۶۰:۴۹، ۶۱:۴۹، ۶۲:۴۹، ۶۳:۴۹، ۶۴:۴۹، ۶۵:۴۹، ۶۶:۴۹، ۶۷:۴۹، ۶۸:۴۹، ۶۹:۴۹، ۷۰:۴۹، ۷۱:۴۹، ۷۲:۴۹، ۷۳:۴۹، ۷۴:۴۹، ۷۵:۴۹، ۷۶:۴۹، ۷۷:۴۹، ۷۸:۴۹، ۷۹:۴۹، ۸۰:۴۹، ۸۱:۴۹، ۸۲:۴۹، ۸۳:۴۹، ۸۴:۴۹، ۸۵:۴۹، ۸۶:۴۹، ۸۷:۴۹، ۸۸:۴۹، ۸۹:۴۹، ۹۰:۴۹، ۹۱:۴۹، ۹۲:۴۹، ۹۳:۴۹، ۹۴:۴۹، ۹۵:۴۹، ۹۶:۴۹، ۹۷:۴۹، ۹۸:۴۹، ۹۹:۴۹، ۱۰۰:۴۹)۔

۴..... سابق انبیاء کرام اپنی اپنی قوم کی طرف آئے۔ (۷:۱، ۱۰:۱، ۱۱:۱، ۱۲:۱، ۱۳:۱، ۱۴:۱، ۱۵:۱، ۱۶:۱، ۱۷:۱، ۱۸:۱، ۱۹:۱، ۲۰:۱، ۲۱:۱، ۲۲:۱، ۲۳:۱، ۲۴:۱، ۲۵:۱، ۲۶:۱، ۲۷:۱، ۲۸:۱، ۲۹:۱، ۳۰:۱، ۳۱:۱، ۳۲:۱، ۳۳:۱، ۳۴:۱، ۳۵:۱، ۳۶:۱، ۳۷:۱، ۳۸:۱، ۳۹:۱، ۴۰:۱، ۴۱:۱، ۴۲:۱، ۴۳:۱، ۴۴:۱، ۴۵:۱، ۴۶:۱، ۴۷:۱، ۴۸:۱، ۴۹:۱، ۵۰:۱، ۵۱:۱، ۵۲:۱، ۵۳:۱، ۵۴:۱، ۵۵:۱، ۵۶:۱، ۵۷:۱، ۵۸:۱، ۵۹:۱، ۶۰:۱، ۶۱:۱، ۶۲:۱، ۶۳:۱، ۶۴:۱، ۶۵:۱، ۶۶:۱، ۶۷:۱، ۶۸:۱، ۶۹:۱، ۷۰:۱، ۷۱:۱، ۷۲:۱، ۷۳:۱، ۷۴:۱، ۷۵:۱، ۷۶:۱، ۷۷:۱، ۷۸:۱، ۷۹:۱، ۸۰:۱، ۸۱:۱، ۸۲:۱، ۸۳:۱، ۸۴:۱، ۸۵:۱، ۸۶:۱، ۸۷:۱، ۸۸:۱، ۸۹:۱، ۹۰:۱، ۹۱:۱، ۹۲:۱، ۹۳:۱، ۹۴:۱، ۹۵:۱، ۹۶:۱، ۹۷:۱، ۹۸:۱، ۹۹:۱، ۱۰۰:۱)۔

(۳:۱۴، ۱۵۸:۷، ۱۷۰:۴، ۷۹:۴)

یہاں الناس سے مراد ہر وہ انسان ہے جس تک قرآن پہنچے۔ خواہ وہ کسی دور کا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محمد ﷺ کو مع دین حق قرآن بھیجنے کی غرض یہ تھی کہ گذشتہ انبیاء کے قائم کردہ ادیان کو مٹا کر خود غرض اور نفس پرست مذہبی پیشواؤں اور مشائخ نے جو اس دنیا میں خود ساختہ اور باطل مذاہب دین کے نام پر جاری کر رکھے تھے۔ دین اسلام کو مسلمانوں کے ایک اجتماعی نظام کے ذریعے بتدریج ان سب پر غالب کرے۔ خواہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ (توبہ: ۳۳۹، صف: ۶۰، ۶۱) کیونکہ انہوں نے مفاد خویش کی خاطر دین فروشی کی دکانیں سجا رکھی تھیں۔

۵..... سابق انبیاء کی کتب مثلاً تورات، انجیل میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ ان کے بعد احمد نام کا ایک عظیم الشان رسول آنے والا ہے۔ (۷:۱، ۱۵:۱، ۱۷:۱، ۱۸:۱، ۱۹:۱، ۲۰:۱، ۲۱:۱، ۲۲:۱، ۲۳:۱، ۲۴:۱، ۲۵:۱، ۲۶:۱، ۲۷:۱، ۲۸:۱، ۲۹:۱، ۳۰:۱، ۳۱:۱، ۳۲:۱، ۳۳:۱، ۳۴:۱، ۳۵:۱، ۳۶:۱، ۳۷:۱، ۳۸:۱، ۳۹:۱، ۴۰:۱، ۴۱:۱، ۴۲:۱، ۴۳:۱، ۴۴:۱، ۴۵:۱، ۴۶:۱، ۴۷:۱، ۴۸:۱، ۴۹:۱، ۵۰:۱، ۵۱:۱، ۵۲:۱، ۵۳:۱، ۵۴:۱، ۵۵:۱، ۵۶:۱، ۵۷:۱، ۵۸:۱، ۵۹:۱، ۶۰:۱، ۶۱:۱، ۶۲:۱، ۶۳:۱، ۶۴:۱، ۶۵:۱، ۶۶:۱، ۶۷:۱، ۶۸:۱، ۶۹:۱، ۷۰:۱، ۷۱:۱، ۷۲:۱، ۷۳:۱، ۷۴:۱، ۷۵:۱، ۷۶:۱، ۷۷:۱، ۷۸:۱، ۷۹:۱، ۸۰:۱، ۸۱:۱، ۸۲:۱، ۸۳:۱، ۸۴:۱، ۸۵:۱، ۸۶:۱، ۸۷:۱، ۸۸:۱، ۸۹:۱، ۹۰:۱، ۹۱:۱، ۹۲:۱، ۹۳:۱، ۹۴:۱، ۹۵:۱، ۹۶:۱، ۹۷:۱، ۹۸:۱، ۹۹:۱، ۱۰۰:۱)۔

۶..... کوئی نبی انسانوں کے لئے مقصود بالذات نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح گھوڑا خریدنے کے لئے روپیہ ذریعہ بنتا ہے اور کوٹھے پر چڑھنے کے لئے سیڑھی اور دریا پار کرنے کے لئے کشتی ذریعہ بنتی ہے۔ اسی طرح نبی کے لئے صاحب وحی ہونا ضروری شرط ہے۔ جس طرح یہ ناممکن ہے کہ سورج نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ دنیا میں ایک نبی انسانوں کی فلاح و اصلاح کے لئے آئے اور اس کے ساتھ وحی الہی اور جبرائیل نہ ہو۔

..... ۷۔ جس طرح اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے رب العالمین ہے۔ اسی طرح قرآن مجید قیامت تک کے لئے ذکر للعالمین ہے۔
(۲:۷، ۸۷:۳۸، ۹۲:۶)

اسی طرح بیت اللہ قیامت تک کے لئے ہدیٰ للعالمین ہے۔ (آل عمران: ۹۶)
ب..... جس طرح توحید باری تعالیٰ ہے: ”لا الہ الا اللہ (الانبیاء: ۱۰۷)“

اسی طرح قرآن کی حقانیت کے لئے ہے کہ: ”لاریب فیہ (البقرہ: ۲)“
اسی طرح نبوت کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: ”لانیبی بعدی“

وحی اور الہام کا فرق

لغوی طور پر وحی کے معنی وہ لطیف اشارہ ہے۔ جس سے قلب نبی پر کوئی بات ڈالی جاتی ہے۔ (۹۷:۲)

اس وحی کا ذریعہ جبرائیل امین ہے جو قوانین خداوندی اور احکام الہی کو خدا کے خاص مرد بندے (نبی) پر اتارتا ہے۔ جو پہلے خود اس وحی پر ایمان لاتا ہے اور پھر لوگوں کو پہنچاتا ہے۔
(۷:۲۱، ۱۰۹:۱۲، ۲۳:۱۶، ۴۵:۲۱)

وحی کی دو قسمیں ہیں

..... ۱۔ جانوروں، پرندوں اور تمام قسم کے حیوانوں کی جبلت میں بذریعہ وحی سب کچھ رکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ زندگی بھر اپنی فطرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ ان کا کوئی استاد، ہادی یا رہبر نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ صاحب اختیار و ارادہ نہیں۔

ب..... ۲۔ جس وحی کا تعلق خدائی قوانین اور احکام الہی سے ہے۔ وہ بذریعہ جبرائیل مرد نبی کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ عورت پر براہ راست وحی نہیں ہوتی اور مرد ہی عوام تک پہنچاتا ہے تاکہ وہ اس وحی کے قوانین کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ اسی کا نام عبادت ہے۔

چونکہ انسان صاحب اختیار و ارادہ پیدا کیا گیا ہے۔ (۴۰:۴۱) اس لئے اس کی کوئی فطرت نہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق روشن بدلتا رہتا ہے۔ کبھی وہ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے انسانی درجہ سے بھی گر جاتا ہے اور کبھی وہ اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔

(۱۹:۳۶، ۱۳۳:۶)

اس لئے اس کو سلامتی کی راہ پر چلانے کے لئے وحی کی ہدایت کی ضرورت رہی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اسی غرض کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا تاکہ انسان اپنے سرکش جذبات اور باغیانہ خیالات کو لگام دے سکے۔ (۴۹:۵) کیونکہ ہر شے خدا کے سامنے جھکتی ہے۔ مگر انسان نہیں جھکتا۔

ج..... جانوروں اور پرندوں میں سے ہر ایک کی فطرت کے مطابق ہم ان سے ڈرتے یا پیار کرتے ہیں۔ ان سے ہمیں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن پاس بیٹھنے والے دس دوستوں میں سے کسی کے متعلق بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے چور، ڈاکو، فریب کار، دھوکہ باز، بداندیش، بے وفا اور دشمن کون ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے ذہنی تخیل کے تبدیل ہونے کا ہر وقت اور عمر بھر امکان ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہم کسی انسان کی ظاہری صورت، اس کے زہد و پرہیز گاری، اس کے وعظ و تلقین، اس کی لچھے دار تقریروں اور خوشامدانہ باتوں میں آ کر اس کی عظمت و شرافت کا اعتبار نہ کریں۔ بلکہ اس کی عملی زندگی حسن معاملت اور ملی خدمات کے پیش نظر اس کی عزت و توقیر کریں۔

۲..... وحی الہی کے مقابلے میں کشف والہام کی دین کے دائرے میں کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ یہ انسان کی فکری اور ذہنی ارتقاء کی وجدانی کیفیات ہیں۔ کسی انسان کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ذریعہ صرف وحی ہے۔ جو کسی نبی کی فکری کاوشوں کا نتیجہ یا ریاضتوں کا صلہ نہیں ہوتا۔

الف..... نبوت کوئی اکتسابی چیز نہیں۔ بلکہ وہی ہے۔ نبی اللہ کو تو ایک بھی منٹ پہلے یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس پر وحی نازل ہونے والی ہے۔ لیکن ایک فکر مند اور تردد کرنے والے انسان کو تو ہر لمحہ اپنے فکری نتائج کے ظہور کی امید ہوتی ہے۔

ب..... وحی ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ جسے ایک نبی، اللہ تعالیٰ سے پا کر دوسرے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ لیکن الہام کی کیفیت کو ایک انسان دوسرے انسان تک نہیں پہنچا سکتا۔

ج..... وحی صرف نبی پر نازل ہوتی ہے۔ لیکن الہام ہر نیک و بد، مومن و کافر، گورے اور کالے انسان کو کجا حیوان، چرند، پرند سب کو ہو سکتا ہے۔

د..... وحی الہی یقینی اور سچ ہوتی ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن الہام

ظنی، غیر یقینی اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔

..... وحی میں بنیادی تصور خارجی کائنات کے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن الہام میں صرف واردات قلبی کا عمل دخل ہوتا ہے۔

..... آج تک کسی نبی نے یہ اعلان نہیں کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ وحی الہی کے نزول کی خبر دیتے رہے ہیں۔ (۵۰:۶، ۱۰۷:۶، ۱۱۷:۴، ۱۰۹:۱۲)

..... ختم نبوت کے بعد اب کوئی شخص وحی نہیں پاسکتا لہذا کشف والہام وغیرہ کے خود ساختہ ذریعے سے خدا سے براہ راست علم پانے کا عقیدہ ختم نبوت کے عقیدے کا برہم زن ہے اور وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ جو یہ کہے کہ مجھ پر وحی آئی۔ حالانکہ اس کو وحی کچھ نہیں آئی۔ (۹۲:۶)

نبی کے خصائص

..... ہر نبی صاحب کتاب ہوتا ہے اور بغیر وحی کے کبھی نہیں آیا۔

(۳۷:۱۳، ۲۸:۲۱، ۲۵:۵۷، ۱۷۷:۳۷، ۲۱۳:۲)

..... ۲ سابق انبیاء کو کتاب اللہ کا حصہ ملا تھا۔ (۳۷:۷، ۲۳:۳) لیکن حضرت محمد ﷺ خاتم التبیین پر الکتاب پوری اتری جو قرآن مجید کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور لوح محفوظ میں موجود ہے۔

..... ۳ ہر نبی اپنی قوم یا معاشرے کی اصلاح اور اختلافات مٹانے کے لئے آیا نہ کہ انتشار پھیلانے کے لئے۔

..... ۴ ہر نبی خدا کی وحی پہنچانے کے لئے آیا نہ کہ اپنا حکم منوانے کے لئے۔

..... ۵ کوئی نبی دین کا بانی نہیں ہوتا۔ بلکہ دین کا شارح ہوتا ہے۔

..... ۶ نبی کسی فرقے کا بانی نہیں ہوتا۔ بلکہ فرقے مٹانے آتا ہے۔

..... ۷ نبی صاحب وحی تو ہوتا ہے صاحب الہام نہیں۔ (۱۱۸:۲)

..... ۸ ایک نبی دوسرے نبی کے تابع نہیں ہوتا۔

..... ۹ نبی اپنی بولی میں قوم کو کھل کر احکام و قوانین الہی بیان کرتا ہے۔ (۱۳:۱۴)

..... ۱۰ نبی شاعر نہیں ہوتا۔ کیونکہ شاعر جذبات کے ماتحت چلتا ہے اور نبی حقائق بیان کرتا

بھرپور کوششیں اپنی مفاد پرستی کی بجائے دوسروں کی بھلائی میں صرف کرنے والوں کو ان کی خوش اعمالیوں کے اچھے نتائج کی خوش خبری دے اور

ب..... معاشرے میں امن کو تباہ کر کے فساد پھیلانے والوں، دوسرے کو لوٹ کھسوٹ کر کے اپنے گھر بھرنے والوں، مفاد پرستوں، معاشرے میں معاشی اور ذہنی ناہمواریاں پیدا کرنے والوں، رزق کے سرچشموں پر سانپ بن کر بیٹھنے والوں اور دوسروں کی کمائی پر پلنے والوں کو ان کی بدکرداریوں کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرے۔

۲۲..... کوئی نبی خدا کا بیٹا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا فرمانبردار بندہ ہوتا ہے۔

(۶۸:۱۰، ۳:۱۱۲، ۱۱:۱۷، ۱۰۲:۶، ۳۰:۱۸، ۱۱۷:۵)

۲۳..... نبی قبل از نبوت وحی رسالت سے واقف نہیں ہوتا۔ (۱۱۳:۴، ۸۶:۲۸، ۵۲:۴۲) نہ ہی وہ جاہل لوگوں کے معتقدات کا سہارا لے کر نبی بننے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۴..... نبی اپنی مخلصانہ خدمات اور کوششوں کا کسی سے صلہ نہیں مانگتا۔

(۲۳:۴۲، ۸۶:۳۸، ۲۰:۳۶، ۴۶:۳۴، ۵۱:۱۱، ۲۹:۱۱، ۷۳:۱۰، ۹۱:۶)

۲۵..... نبی انسانی معاشرے کی فلاح و اصلاح کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ معاشرہ نبی کے لئے نہیں پیدا کیا جاتا۔ پس کوئی شخص اگر ان میں سے ایک بات میں بھی جھوٹا ثابت ہو جائے تو دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔

نبی کی ضرورت

قرآن حکیم میں انبیاء کی بعثت کی ضرورت مندرجہ ذیل حالات میں پیش آئی۔

۱..... کسی خاص قوم میں پہلے کوئی نبی آیا ہی نہ تھا۔

۲..... کسی دوسری قوم میں آنے والے نبی کا پیغام اس قوم تک نہ پہنچ سکا۔

۳..... لوگوں نے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی۔ کیونکہ اس زمانہ میں کتابیں نہ تھیں۔

۴..... ایک نبی کی مدد کے لئے اس کے ساتھ ایک اور نبی کی بعثت مثلاً موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔

۵..... گذشتہ نبی کی تعلیم میں تحریف ہوگئی اور اس کے نقش قدم پر چلنا ممکن نہ رہا۔ مثلاً تورات۔

۶..... مذہبی پیشواؤں اور مشائخ نے نبی کی تعلیم گم کر دی۔ جس سے قوم گمراہ ہوگئی۔ مثلاً انجیل عیسیٰ۔

.....۷
چیلنج
تکمیل دین کے لئے ایک عظیم نبی کی آمد۔ مثلاً حضرت محمد ﷺ۔

آج دنیا میں کئی مذاہب جاری ہیں۔ لیکن کسی قوم کے پاس (خواہ وہ نئی ہو یا پرانی) آسمانی صحیفہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ہاں صرف مسلمان ایک ایسی قوم ہے جس کے پاس وحی الہی کتابی صورت میں بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے اپنی اصلی حالت میں موجود ہے جو معیار حق ہے اور جس کے اصول پر وہ اپنے اعمال کو پرکھ سکتے ہیں۔

لہذا جب تک یہ کتاب اللہ دنیا میں موجود ہے۔ نہ نزول وحی کا امکان ہے اور نہ نبی آنے کی ضرورت ہے۔ جب قرآن دنیا سے مٹ جائے گا تو لازماً وحی کے لئے نئے نبی کی ضرورت ہوگی۔

فریضہ رسالت

چونکہ نبوت حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔ (۴۰:۳۳) اور جس قدر وحی کی ضرورت تھی۔ وہ قرآن میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ اب کوئی انسان خدا کی طرف سے وحی نہیں پاسکتا۔ لیکن فریضہ رسالت (تبلیغ اور اقامت دین) امت کے سپرد ہے۔ جو کتاب اللہ کی وارث ہے۔ (۱۶۹:۷)

اب اس وحی کو عملی طور پر متشکل کر کے امامت دین کرنا اور دین حق کے اصولوں کی غیر علاقوں میں تبلیغ کرنا امت محمدیہ کا فریضہ ہے۔ جو اپنے ملی مرکز کے اجتماعی نظام کے ذریعے اس فرض کی ادائیگی کے لئے رسول اللہ کی جانشین ہے لہذا قرآنی احکام اور قوانین کا اتباع کرتے ہوئے امت محمدیہ جب بھی چاہے خلافت علیٰ منہاج رسالت قائم کر کے قیامت تک اس فریضہ کو اللہ کی خوشنودی کے لئے ادا کر سکتی ہے۔

ارشادات نبویؐ

وحی کی روشنی میں ختم نبوت کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی یہ ہیں۔

.....۱ ”انا خاتم النبیین لانی بعدی“

.....۲ سلسلہ وحی کے انقطاع کے متعلق فرمایا: ”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی)“ کہ بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس

میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

۳..... میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ میرے آنے سے قصر نبوت مکمل ہوا اور مجھ پر تمام رسول ختم کر دیئے گئے۔ (مشکوٰۃ)

۴..... میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور مجھے فخر نہیں۔ (داری، مشکوٰۃ)

۵..... نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔ یعنی مسلمان آخری امت ہیں۔ (بیہقی)

۶..... اگر میرے بعد یوسف اور موسیٰ جیسا بھی کوئی آجائے تو اس کی پیروی گمراہی کا موجب ہوگی اور اگر وہ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔ (داری، مشکوٰۃ، کنز العمال)

۷..... ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے متعلق فرمایا: ”اگر میرے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔“

۸..... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ابوذر غفاری سے فرمایا: ”اے ابوذر! یاد رکھ کہ دنیا میں سب انبیاء سے پہلے آدم آئے اور سب کے آخر میں محمد۔“ (کنز العمال ج ۴)

۹..... حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! خبردار رہنا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور تم آخری امت ہو۔ قیامت کو تم سے میری نسبت ہی سوال کیا جائے گا۔“ (مسند احمد ج ۲)

خبردار! ختم نبوت (۴:۳۳) کی تشریح رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے؟ حضور ﷺ کا ارشاد تو بجائے خود ہمارے لئے ایک سند اور حجت ہے لہذا حضور ﷺ کے مقابلے میں بعد میں آنے والا کوئی شخص یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ قرآن کریم کا کوئی ایسا مفہوم پیش کرے جو حضور ﷺ نے بیان نہیں فرمایا اور

ب..... سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد جو بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ دجال اور کذاب ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

پروفیسر ایم جے آغا خان ایم۔ اے

۱۵ جولائی ۱۹۶۰ء

الحمد لله رب العالمين
صلى الله عليه وسلم
سبحان من لا يشاء الموت
موتاً ولا يحيا حياة
موتاً ولا يحيا حياة
موتاً ولا يحيا حياة

چار سو بیس نبی

یعنی

مرزا قادیانی کی فریب کاریاں



جناب مہر عبدالرحیم جوہر جہلمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنت اللہ اور آیت اللہ میں فرق

مرزائیوں کی طرف سے یہ ایک مایہ ناز اعتراض ہے کہ مسیح علیہ السلام کا جسد غضری کے ساتھ آسمان پر جانا سنت اللہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں ہے کہ کبھی کسی کو اس جسم کے ساتھ آسمان پر لے گیا ہو۔ (عسل مصفٰے حصہ اول ص ۵۰۵، ۵۰۶)

اس مرزائی مصنف نے لکھا ہے کہ: ”ولن تجد لسنة الله تبديلا (پ ۲۲، سورة الفاطر، ركوع: ۵)“، یعنی اے رسول تمہیں معلوم رہے کہ سنت اللہ میں ہرگز تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس جو قانون اللہ نے دیگر بنی آدم کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ وہی مسیح کے لئے ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ جو سنت دیگر انبیاء و رسل و عامتہ الناس کے لئے جاری و ساری ہو۔ اس سے مسیح علیہ السلام مستثنیٰ سمجھے جائیں۔ (عسل مصفٰے حصہ اول ص ۲۸۹) اس اعتراض میں مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کا جواب بھی آ جاتا ہے۔ (مؤلف)

الزامی جواب حکیم خدا بخش مرزائی اس کتاب (عسل مصفٰے حصہ اول ص ۴۹۵) پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ یہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو برخلاف سنت اللہ کے خارق عادت طور پر بغیر باپ پیدا ہوئے ہیں۔ پس میں پوچھتا ہوں کہ جو قانون اللہ تعالیٰ نے دیگر بنی آدم کی پیدائش کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ کیا وہی قانون مسیح کی پیدائش کے لئے ہے؟ کیا وجہ ہے کہ جو منصف دیگر انبیاء و رسل و عامتہ الناس کی پیدائش کے لئے جاری و ساری ہے۔ اس سے مسیح علیہ السلام مستثنیٰ رکھے گئے ہیں؟

تحقیقی جواب معلوم ہوا کہ کسی قاعدہ کو سنت اللہ یا خدا کا قاعدہ قرار دینے کے ۲ طریقے ہیں۔ ایک عقلی اور دوسرا نقلی۔

.....۱ یہ کہ قرآن وحدیث صحیح نے اسے سنت اللہ کہا ہو۔

.....۲ عقلی یہ کہ ہم کارخانہ قدرت کے انتظام کے سلسلہ پر نظر کر کے کسی امر کو سنت اللہ قرار

دے لیں۔ اسے علم منطق میں استقراء کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ تام اور ناقص۔

۱..... تام اسے کہتے ہیں کہ تمام ہم قسم جزئیات پر نظر رکھیں اور ان میں ایک مشترک نظام پائیں اور اسے قاعدہ قرار دے دیں۔

۲..... ناقص یہ ہے کہ چند جزئیات پر نظر کر کے ایک امر کو قاعدہ قرار دیں۔

استقراءے تام..... جو عقلاً سب جزئیات کا حصر کرے مفید یقین ہوتا ہے اور استقراء سے ناقص مفید ظن ہوتا ہے۔ (مستفاد از ملا مبین بحث استقراء ص ۲۳۹ ج ۲)

کیونکہ تمام جزئیات کا حصر نہیں ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض دیگر جزئیات جو ہمارے علم میں نہیں آئیں۔ اس نظام و قاعدہ کے ماتحت نہ ہوں۔ جو ہم نے سمجھ رکھا ہے۔ پس اس قرارداد کو قاعدہ کہنا درست نہیں۔ کیونکہ قاعدہ وہ ہے جو جمیع جزئیات پر منطبق ہو لہذا ہمارا سمجھا ہوا قاعدہ سنت اللہ نہ رہا۔

اب سوال یہ ہے کہ جس امر کو ہم نے سنت اللہ قرار دیا ہے آیا اس کے متعلق خدا نے یا اس کے رسول ﷺ نے کہا ہے کہ یہ سنت اللہ ہے۔ یا جو قاعدہ ہم نے اپنے استقراء سے بنایا ہے۔ وہ سب جزئیات کو دیکھ بھال کر بنایا ہے اور ہم اس کی مخلوقات کا احاطہ کر چکے ہیں اور اس کی قدرت کے اسرار کو اور اس کے نظام کو کامل طور پر سمجھ چکے ہیں۔ قرآن و حدیث کا واقف اور نظام قدرت پر نظر رکھنے والا پیشگاہ گردن جھکا دے گا اور تسلیم کرے گا کہ ان قواعد کو جو ہم نے بنائے ہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے ہرگز سنت اللہ نہیں کہا اور ہمارا استقراء بالکل ناقص ہے۔ کیونکہ مخلوقات الہی اور اس کے عجائبات قدرت انسانی کے احاطہ سے باہر ہیں۔

ہم کو ”وما یعلم جنود ربك الا هو (المدثر: ۳۱)“ یعنی تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ”وما اوتیتم من العلم الا قليلا (بنی اسرائیل: ۸۵)“ اس کی دیگر نظائر کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ ان آیات میں سنت اللہ سے انبیاء کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی ناکامی مراد ہے۔ سو اس امر کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری یہ قدیمی روش ہے کہ اس میں تبدیلی نہ ہوگی۔ اس بات کے سمجھنے کے لئے آسان طریق یہ ہے کہ آیات جہاں جہاں قرآن مجید میں وارد

ہوئی ہیں۔ طالب مشتاق ان مواقع کو نکال کر ماقبل و مابعد پر نظر کرے تو ساتھ ہی انبیاء علیہ السلام کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی ناکامی اور ان پر خدا کی مار و پھینکار کا ذکر موجود ہوگا۔

پس قاعدہ نظم و ارتباط قرآن حکیم اسکو مجبور کر دے گا کہ وہ تسلیم کرے کہ اس جگہ سنت اللہ سے مراد پیغمبروں کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی تعذیب و خذلان ہے۔ چنانچہ وہ سب مواضع علی الترتیب تحریر خدمت ہیں۔ فیصلہ ناظرین کے فہم رسا پر چھوڑتا ہوں۔

(از کتاب شہادت القرآن حصہ اول ص ۳۳، ۳۴، ۳۵، مصنفہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی)

..... ”وان کادو..... من رسلنا ولا تجد لستنا تحویلا (بنی اسرائیل ۷۶-۷۷)“ اس میں صاف مذکور ہے کہ کفار مکہ حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ شریف سے نکالنا چاہتے تھے۔ اس نے آپ کی تسلی فرمائی کہ اگر آپ کو نکالیں گے تو خود بھی نہ رہیں گے۔ کیونکہ انتقام انبیاء از اعداء ہماری سنت قدیمہ ہے اور یہ کبھی محول نہ ہوگی۔

اس آیت کے ذیل میں تفسیر کبیر میں کہا ہے یعنی ”ان کل قوم اخرجوا نبیہم سنت اللہ ان یهلك اللہ“ یعنی خدا کی اس سے یہ مراد ہے کہ جس کسی قوم نے اپنے نبی کو نکالا۔ ان کے متعلق سنت یہی ہے کہ ان کو بس ہلاک ہی کر دیوے۔ (دجال قادیانی کے حیلے حضرت مسیح کے رفع اور بن باپ پیدائش پر ”ولن تجلسنة اللہ تبديلا (الاحزاب: ۶۲)“ چسپاں کر رہے ہیں۔ (مؤلف)

.....۲ (الاحزاب: ۶۲) میں ہے: ”لئن لم ينته المنافقون والذين في قلوبهم..... لسنة اللہ تبديلا“

.....۳ (سورۃ فاطر پارہ ۲۲ رکوع ۱۷) میں ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابوالسعود میں ہے۔ یعنی ایسے لوگوں کے بارے میں خدا کی سنت ہے کہ مکذبین کو عذاب کرے۔

.....۴ سورۃ المؤمن پارہ ۲۴ رکوع ۱۴ میں ہے۔

.....۵ (سورۃ الفتح پارہ ۲۶ رکوع ۱۱ آیات ۲۲، ۲۳) میں ہے: ”ولو قاتلكم الذين..... قد خلت من قبل ولن نجد لسنة اللہ تبديلا“

آیت اللہ

خوب یاد رکھو کہ عادات الہیہ جو بنی آدم سے تعلق رکھتے ہیں، دو ہیں۔

.....۱ عادات عامہ، جو روپوش اسباب ہو کر مسبب پر مؤثر ہوتی ہیں۔

.....۲ عادات خاصہ، جو بتوسط اسباب خاص تعلق رکھتی ہیں۔ جو اس کی رضا و محبت میں

کھوئے جاتے ہیں اور اس درجہ میں جب کوئی انسان پہنچ جاتا ہے۔ تو اس سے خرق عادت کا ظہور

ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کوئی کام بتوسط اسباب خاص فرماتا ہے۔ تو اس کا نام شریعت الہیہ میں

آیت اللہ ہے۔ جس کو معجزہ اور کرامت وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ سنت اللہ اور آیت

اللہ میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

قرآن کریم میں جہاں کہیں آیت کا لفظ کسی امر کے متعلق آیا ہے۔ تو اس سے امور

خارق عادت مراد ہے۔ اس کو سنت اللہ کہنا غلط ہے۔ (از کتاب حنفیہ پاکٹ حصہ اول ص ۹۳، ۹۴)

حضرت موسیٰ کا معجزہ

.....۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا وہ اڑ دھا (سانپ) بن گیا۔

.....۲ حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا۔

.....۳ حضرت مسیح علیہ السلام نے مٹی سے جانور بنائے۔ مادر زاد اندھے اچھے کئے۔

.....۴ مریم صدیقہ کے لئے آسمان سے خوان نعمت کا آنا۔

.....۵ اصحاب کہف کا غار میں تین سو نو برس سونا۔

.....۶ معجزہ شق القمر (سورۃ القمر پارہ ۲۷ رکوع ۸)

خدا کی قدرت کے نشان

چار سو بیس نبی کے مرید کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کا رفع جسمانی سنت اللہ کے

خلاف ہے۔ ذیل میں چند ایسے واقعات نادرہ ہدیہ ناظرین ہیں۔ جو سنت اللہ کے سراسر خلاف

ہیں اور ان کو مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں نے صحیح تسلیم کیا ہے اور اپنی کتب اور اخبارات میں

تحریر کیا ہے۔

- ۱ ”حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا کا وفادار بندہ تھا..... خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا۔“ (حقیقت الوحی ص ۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲)
- ۲ ”اب ظاہر ہے کہ..... یونس علیہ السلام خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اس کو قبول کیا۔“ (صبح ہندوستان ص ۱۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۷)
- ۳ ”نبی نے مردہ زندہ کیا۔“ (براجین احمدیہ ص ۲۳۳، خزائن ج ۱ ص ۵۱۸)
- ۴ ”ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ مسیح علیہ السلام بن باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں اور نیچری جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا (مسیح) باپ تھا۔ وہ بڑی غلطی پر ہیں۔“ (اخبار الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)
- ۵ ”یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صرف مہد میں باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں دو مرتبہ باتیں کی ہیں۔“ (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷)
- چاند و ٹکڑے ہو گیا
- ۶ ”قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند و ٹکڑے ہو گیا..... جس کا آسمان تک اثر چلا گیا۔“ (چشمہ معرفت ص ۴۱، ۴۲، خزائن ج ۲۳ ص ۴۱۱)
- بعض نادرا الوجود عورتیں
- ۷ ”بعض عورتیں جو بہت ہی نادرا الوجود ہیں۔ باعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ ان کی منی دونوں طور قوت فاعلی اور انفعالی رکھتی ہے اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش میں آ کر خود بخود حمل ٹھہرنے کا موجب ہو جائے۔“ (سرمد چشم آریہ ص ۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۹۶)
- ۸ ”مظفر گڑھ میں میکالف ڈپٹی کمشنر کے روبرو بکرے کو دوہا گیا تو قریب ڈیڑھ سیر دودھ دیا۔“ (سرمد چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)
- ۹ ”امیر علی نام کا ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے پرورش پاتا تھا۔ کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔“ (سرمد چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)
- ۱۰ ”اڈی سے پاخانہ آتے رہنا۔“ (سرمد چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

خدا اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے

”یہ سچ ہے کہ جیسا خدا غیر متبدل ہے۔ اس کی صفات بھی غیر متبدل ہیں۔ اس سے کس کو انکار ہے۔ مگر آج تک اس کے کاموں کی حد بست کس نے کی ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کی عمیق در عمیق اور بے حد قدرتوں کی انتہاء تک پہنچ گیا ہے۔ بلکہ اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے عجائب کام ناپید کنار ہیں اور اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں داخل ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۹۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۴)

داڑھی والی عورت

.....۱۱ ”۶ جنوری ۱۸۹۲ء کے رسالہ نیچر میں لکھا ہے کہ گھوڑے کے عیال ۱۲ فٹ اور دم ۱۰ فٹ پائے گئے۔ ایک عورت اوئس کی داڑھی کے بال ساڑھے آٹھ فٹ ناپے گئے۔“ (صداقت مریمیہ ص ۹۹)

ایک عورت کی کمر تک ڈاڑھی

.....۱۲ ”ٹوریٹرن کے ہسپتال میں ایک عورت فوت ہوئی جس کی گھنی داڑھی اور مضبوط موٹھیں تھیں۔“ (صداقت مریمیہ ص ۹۸)

.....۱۳ ”بھیرہ میں ۳۰ اکتوبر کو ایک عجیب الخلقیت بچہ پیدا ہوا ہے۔ جس کے منہ پر پیدا ہوتے ہی داڑھی تھی۔“ (الفضل ۶ نومبر ۱۹۲۸ء)

.....۱۴ ”اخبار سیاست مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء میں خبر تھی۔ تین ٹانگوں والا بچہ۔“ (الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۲۵ء)

دانتوں والی مرغی

.....۱۵ ”نیویارک میں ایک شخص کے پاس ایک مرغی ہے۔ جس کے منہ کے اندر دو مسلسل لڑیاں دانتوں کی ہیں۔“ (بدرقادیان ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء ص ۴)

مرد کے پیٹ میں توام بچے

.....۱۶ ”کاشنکار پر عمل جراحی کیا گیا تو ذنبل میں ۲ توام بچے برآمد ہوئے۔“ (فاروق ۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

نوبرس کی لڑکی کو لڑکا پیدا ہوا

۱۷..... ”ڈاکٹر واہ صاحب کا ایک چشم دید قصہ۔ انہوں نے ایک ایسی عورت کو جنایا جس کو ایک برس کی عمر میں حیض آنے لگا تھا اور آٹھویں برس حاملہ ہوئی اور آٹھ برس دس مہینہ کی عمر میں لڑکا پیدا ہوا۔“

سولہ سیروزنی بچہ

۱۸..... ”دہلی ۹ ستمبر۔ کل زنا نہ ہسپتال میں ایک عورت کے ۱۶ سیروزنی بچہ پیدا ہوا۔ جو عورت کا چار جگہ سے پیٹ چاک کر کے نکالا گیا۔ بچہ اور اس کی ماں دونوں مر گئے۔“

(الفضل ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء)

دودھ دینے والا مرد

۱۹..... ”اس کے علاوہ میں نے جموں میں ایک آدمی ایسا دیکھا تھا جس کے پستانوں سے عورتوں کی طرح دودھ نکلتا تھا۔“

(فاروق ج ۱۸ نمبر ۱۹، ۲۱، ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء)

ناظرین کرام! قرآن شریف کی طرف اور مخلوقات میں بنظر غور و تامل و تدبر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ امور نادرہ کے علاوہ ایسے ایسے نمونے ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ جن کو دیکھ کر اس کے حضور میں سر بسجود ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کسی تبیین طریق پیداؤں کو ہم قانون قدرت کی محدود تعریف دائرے میں محیط نہیں کر سکتے۔ ہم کیا اور ہمارا علم کیا۔ جبکہ وہ ذات خود وہم و گمان سے بالاتر ہے۔ تو اس کی قدرت بھی انسانی سمجھ کے دائرہ قیاس و گمان و وہم سے بالاتر ہے۔ قانون الہی پر انسانی علم احاطہ نہیں کر سکتا۔

چنانچہ ”چار سو بیس نبی“ یعنی مرزا قادیانی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ مبارک ہیں وہ حضرات جو مرزا قادیانی پر تین حرف بھیج کر آقائے نامدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو دونوں جہانوں کی شاہی پر ترجیح دیتے ہیں۔ آخر میں التجاء ہے کہ ناظرین کرام انجمن تحفظ ختم نبوت قائم کر کے اس فرقہ ضالہ (منکرین ختم نبوت) کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت وغیرہ قرار دیئے جانے کی سعی فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں: **وما علینا الا البلاغ!**

مجموعہ کفریات
مرزا غلام احمد قادیانی
میں آتشزدگی کی خبروں، سب سے پہلے کولہ کی خبریں

مجموعہ کفریات مرزا غلام احمد قادیانی واحکام مرتبہ قرآن رحمانی و ربانی



جناب سید محمد غلام احمد پوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام سے بڑھ کر ہوں جو کوئی مجھ پر ایمان نہیں لائے گے، وہ کافر ہے۔ خدا میری نسبت کہتا ہے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تو میرے واسطے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد۔ جس سے تو راضی اس سے میں راضی۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ خدا عرش سے تیری حمد کرتا ہے۔ خدا نے مجھ کو قادیان میں اپنا سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اور خدا نے مجھ کو کرشن بھی کہا ہے۔ معجزہ کوئی شے نہیں۔ مسمریزم اور شعبدہ بازی ہے۔

(ازالہ ادہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ”حضرت یسوع مسیح شری، چور، مکار، شیطان کے پیچھے چلنے والا، جھوٹا وغیرہ اور اسی جگہ لکھا ہے: ”آپ کی تین داویاں، نانیاں زنا کار تھیں۔“

مرزا کا دعوے نبوت

..... الہام ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم للہ“ یعنی اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ یہ مرزا نے (براہین احمدیہ ص ۲۳۹، خزائن ج ۱ ص ۲۶۶) پر لکھا ہے۔

..... ۲ بلفظ ابتداء (ٹائپل جج، ازالہ ادہام، خزائن ج ۳ ص ۱۰۱) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی۔“

..... ۳ (ازالہ ادہام ص ۲۵۳، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ”خدا نے مجھے آدم صلی اللہ علیہ وسلم اور مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ پھر مثیل داؤد کہا۔ پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔“

..... ۴ (ازالہ ص ۴۱۳، ۴۱۴، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵) میں مرزا قادیانی نے لکھا: ”وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشین گوئیوں میں پہلے کیا گیا تھا۔“

-۵ (ازالہ ص ۴۵۶، خزائن ج ۳ ص ۳۳۳) میں مرزا نے لکھا: ”چونکہ مسیح میں مماثلت ہے۔ اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔“
-۶ (ازالہ ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶) میں مرزا نے لکھا: ”خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“
-۷ (ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ احمد اور عیسیٰ اپنے اجمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اس کی طرف اشارہ ہے: ”مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“
-۸ (ازالہ اوہام ص ۶۷۲، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) میں مرزا نے لکھا ہے کہ آیت: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔“
-۹ (ازالہ ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵) میں مرزا نے لکھا: ”وہ آدم اور ابن مریم یہ عاجز ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔“
-۱۰ رسالہ (آریہ دھرم ص ۶۵، خزائن ج ۱۰ ص ۸۸) میں مرزا نے لکھا ہے: ”حضرت اقدس امام مہدی، مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔“
-۱۱ (انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۵۲) میں مرزا نے لکھا ہے کہ: ”ان کو کہو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تو خدا بھی تم سے محبت کرے۔“
-۱۲ (انجام آتھم ص ۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۵۲) میں مرزا نے لکھا ہے کہ: ”اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔“
-۱۳ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵) میں مرزا نے لکھا: ”تو ہمارے پانی میں سے ہے۔“
-۱۴ (انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۵۳) میں مرزا نے لکھا: ”پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔“
-۱۵ (انجام ص ۵۸، ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۵۸) میں مرزا نے لکھا: ”نبیوں کا چاند مرزا آئے گا۔“
-۱۶ (انجام ص ۷۸، ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ۷۸) میں مرزا نے لکھا: ”وما ارسلناک الا رحمة للعلمین“ تجھ کو تمام جہاں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔“

- ۱۷..... (انجام آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱۱ ص ۷۹) میں مرزا نے لکھا: ”انسی مرسلک الی قوم المسفدین“ یعنی تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول کر کے بھیجا۔
 کلمات تو ہیں انبیاء علیہم السلام
- ۱..... (ازالہ ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں مرزا قادیانی نے لکھا: ”میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا۔ ہرگز نہ مرے گا۔“
- ۲..... (ازالہ ص ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶) میں مرزا نے لکھا: ”جس قدر حضرت مسیح کی پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔ اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔“
- ۳..... (ازالہ ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں مرزا نے لکھا: ”یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیال جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں سے ہیں۔ دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔“
- ۴..... (ازالہ ص ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) میں مرزا نے لکھا ”حضرت مسیح بن مریم باذن حکم الہی عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتا تھا۔“
- ۵..... (ازالہ ص ۳۱۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹) میں مرزا نے لکھا ہے کہ: ”یہ جو میں نے مسمریزمی کے طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔“
- ۶..... (ازالہ ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۶) میں مرزا نے لکھا: ”جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا۔ وہ ہم نے معلوم کر لیا۔“
- ۷..... (ازالہ ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱) میں مرزا نے لکھا: ”چار سونبیوں کی پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔“
- ۸..... (ازالہ ص ۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱) میں مرزا نے لکھا: ”حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی بھی غلط نکلی تھیں۔“
- ۹..... (ازالہ ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) میں مرزا نے لکھا: ”اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بمونکشف نہ ہوئی۔“
- ۱۰..... (ازالہ ص ۷۴۸، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ”سورۃ بقرہ میں ایک

قتل کا ذکر گائے کا علم مسمریزم تھا۔“

۱۱..... (ازالہ ص ۷۵۲، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶) میں مرزا نے لکھا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

چار پرندوں کے معجزے کا ذکر جو قرآن مجید میں ہے۔ وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔“

۱۲..... (انجام ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۱) میں مرزا نے لکھا: ”مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ

زیادت نہیں رکھتا۔“

مرزا کی ملامت قرآن پر

۱..... (ازالہ ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶) میں مرزا نے لکھا ہے کہ: ”اس (قرآن شریف) نے

ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں،

استعمال کی ہیں۔“

۲..... (ازالہ ص ۴۳ تا ۷۵۳، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۹) میں مرزا نے لکھا: ”قرآن مجید

میں جو معجزات ہیں۔ وہ سب مسمریزم ہیں۔“

۳..... (کلمۃ الفصل ص ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴) میں مرزا نے لکھا: ”ایک شخص مرزا کو جھوٹا بھی نہیں کہتا اور

منکر بھی نہیں۔ دل سے بھی سچا جانتا ہے۔ اگر بیعت نہیں کرتا، وہ کافر ہے۔“

مرزا کا خدائی دعویٰ قابل توجہ

(کتاب البریہ ص ۷۹، ۸۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳، ۱۰۵) میں مرزا نے لکھا کہ: ”میں نے

دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین و آسمان بنائے۔ انسان بنائے

اور ان کی خلق پر قادر تھا۔“

۲..... (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) میں مرزا نے لکھا ہے: ”خدا نے کہا کہ: ”انت

منی بمنزلۃ ولدی“ یعنی تو میرے بیٹے کی مانند ہے۔“

۳..... (اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء) میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”انما امرک

اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون“ یعنی اب تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ

کرے، صرف اس قدر کہے، ہو جا، ہو جائے گی۔

مرزا کا خدا سے دستخط کرانے کا دعویٰ

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) میں مرزا نے لکھا کہ: ”میں نے خدا کو مجسم

دیکھا اور ان کے دستخط پیشین گوئیوں پر کرائے اور سرخی کے چھینٹے میرے کرتہ پر پڑے۔“

فتوائے علماء

ان الفاظ مذکورہ بالا کے کہنے کی وجہ سے تمام پنجاب، ہندوستان، افغانستان و عرب و عجم کے علماء نے مرزا کے اوپر کفر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ بلکہ سب عام و خاص کے دلوں میں جو اس کے کفریات کو دیکھیں یا سنیں۔ وہ فرعون، ہامان، شداد، نمرود، شیطان سے بھی بدتر معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں بھی بدتر ہے اور جو شخص اس کا مرید ہے۔ اس پر بھی کفر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور جو شخص بعد معلوم ہونے ان الفاظ کے اس کو کافر نہ کہے۔ یا اس کے کفر میں شک کرے۔ اس پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

اس لئے کہ قطعی کافر کو کافر نہ کہنا یا اس کے کفر میں شک کرنا (چنانچہ فرعون کہ اللہ تعالیٰ جل و علاء شانہ نے اس کو کافر کہا ہے) اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے اور سب علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر ایسے شخص کے نکاح میں مسلمان عورت ہو، تو اس کا نکاح فسخ ہے اور اس کی اولاد اولد الزنا ہے۔ اس کی عورت مسلمہ کا دوسرے شخص کے ساتھ بلا عدت نکاح کرنا جائز ہے۔ ایسے شخص کو بعد موت کے غسل دینا یا اس کا جنازہ پڑھنا اور کفن دینا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ بلکہ ایک کپڑے کے پارچے میں لپیٹ کر کسی اور جگہ گڑھے میں گاڑ دینا چاہئے۔ اگر کوئی اس کا قریبی خویش مرجائے۔ تو یہ اس کے میراث سے محروم ہے۔ کیونکہ یہی تمام مرتد لوگوں کے احکام ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مرزا اہل قبلہ، اہل قرآن ہے۔ اس لئے مسلمان ہے۔ جواب یہ کہ ہاں بلا شک سب اہل قبلہ، اہل قرآن، چنانچہ اہل ہوا۔ روافض، خوارج، معتزلہ سب مسلمان ہیں۔ بشرطیکہ وہ حد کفر کو نہ پہنچیں۔ اگر اس کا کوئی قول یا فعل ایسا ہو جو حد کفر کو پہنچے تو اس کے اہل قبلہ اور اہل قرآن ہونے کا دعویٰ شریعت محمدی میں باتفاق کل ادیان و کل اہل ایمان جھوٹا اور باطل ہو چکا اور وہ کافر ہوا۔ پس جبکہ مرزا نے بموجب اذکار بالا خدائی اور رسالت کا دعویٰ کیا۔ قرآن اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ تو وہ کافر سے بدتر کافر ہے۔ علماء نے اس کے معتقد موجودہ کفر کا اظہار کیا ہے نہ کہ انہوں نے از طرف خود اس کو کافر کہا ہے۔ بلکہ جو مقدم کافر گزرے ہیں۔ مثلاً فرعون، ہامان، نمرود، شداد اور شیطان کسی نے بھی ایسے شدید کفریات نہیں کہے اور نہ کسی نبی نے ایسے مراتب کا دعویٰ کیا ہے۔

دیگر جواب یہ ہے کہ مرزا نے جو رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ خدا نے مجھ کو قادیان میں اپنا سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو اس صورت میں اس کا اہل قبلہ ہونا اپنی رسالت کی رو

سے ہے۔ نہ کہ محمد عربی ﷺ کی رسالت کی رو سے۔

اس نے جو قرآن کی تکذیب کی ہے اور کہا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کسی نبی پر زمین پر نہیں اترا۔ تو اس صورت میں مرزا کا اہل قرآن ہونا اپنے الہامات کی رو سے ہے۔ نہ کہ محمد عربی ﷺ کے قرآن کی رو سے۔ کیونکہ ان کے قرآن کو تو جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترا کر ان کے پاس لایا ہے۔

مرزانے جو خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ: ”میں نے دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین آسمان بنائے اور انسان بنائے اور ان کے خلق پر قادر تھا۔“ تو جب مرزا خود خدا ہوا اور خالق زمین و آسمان ہوا اور خالق انسان ہوا۔ تو مرزائیوں یعنی اس کے مریدین خود اس کے بندگان اور مخلوق ہو چکے۔ تو ایسی صورت میں مرزائیوں کا اہل قبلہ و اہل قرآن ہونا اللہ تعالیٰ رب العلمین کے لئے کہاں رہا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مرزانے خدائی کا دعویٰ کسی بیہوشی کی حالت میں کیا ہوگا۔ اس کو قیامت میں گرفت نہ ہوگی۔ چنانچہ حسین بن منصور اور فرید الدین عطار اور سرمد نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ جواب یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک کفر عند اللہ ہے کہ بروز قیامت اس کا نتیجہ معلوم ہونا ہے اور دوسرا کفر عند الشرع ہے کہ اسی دنیا میں اس کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ افراد ثلاثہ عند الشرع کافر تھے۔ اس لئے علماء نے ہر ایک کو اپنے اپنے زمانہ میں قتل کیا ہے۔ کیونکہ شرع ظاہر کو دیکھتی ہے۔

دیگر جواب یہ کہ مراتب دو ہیں ایک مرتبہ ولایت، دوم مرتبہ نبوت و رسالت۔ دلی جب مقام حیرت تجلی، فعلی، اسماء و صفات میں پہنچے۔ تو از روئے مرتبہ ولایت بعضوں کے منہ سے ایسی ایسی باتیں نکلتی ہیں۔ تاہم شریعت محمدی اس کو کافر کہتی ہے۔ مرزانے تو رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور رسول احکام آسمانی کی تبلیغ کے لئے بھیجا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی باتیں اگر وہ کہے تو رسالت سے خارج ہوتا ہے۔ حضرت بابا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک کسی نبی یا رسول نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔

سبحان اللہ! جب مرزانے ہزار بار اپنی جان کو اپنی زبان سے ایمان و اسلام سے نکال کر کفر و شرک قطعی میں داخل کیا ہے۔ تو اس کے تابعان ضائع الایمانان اپنے فوائد و دفع ضرر کے لئے کس راستہ سے اس کو مسلم ٹھہراتے ہیں۔ کیا ایسے ایسے کفریات بکنے والا آدمی بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کون سا امر ہے۔ جس کے ساتھ مسلم مرتد ہوتا ہے۔ مرزا کسی حالت میں مسلمان نہیں رہ سکتا۔

علاوہ ازیں اول ذکر ہو چکا ہے کہ مرزا نے کہا یہ کہ خدا نے مجھ کو کرشن بھی کہا ہے اور کرشن ہندوؤں کا گرو اور پیر ہوتا ہے اور کافر ہوتا ہے۔ کیا آدمی ایک حالت میں ہم کافر ہم مومن ہم نبی ہم کرشن ہو سکتا ہے۔

علمائے زمانہ یہ فتویٰ بموجب احکام قرآن مجید صاف طور پر بیان کرتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی وکیل گمراہ شیطان کے پیچھے چلنے والا انفساخ نکاح مرزائی و مسلمہ کے متعلق فریقین کو اپنے فوائد دنیاوی متاع قلیل زدوفانی کے لئے کج راستہ بتائے۔ یا کوئی حاکم یہ عذر اٹھائے کہ مرزائیوں کے کفر کے بارہ میں ہم علماء کافتویٰ نہیں مانتے۔ کیونکہ یہ حسدی لوگ ہیں۔ خواہ مخواہ بلا وجہ ایک فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے۔

جواب یہ کہ ہاں بلاشک بعض چودھویں صدی والے علماء حسد، انا نیت، خود بینی کی وجہ سے بلا وجہ و دلیل محکم اپنی رائے اور نفسانیت سے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ میں خود ایسے علماء کافتویٰ نہیں مانتا۔ لیکن اس وقت جمہور علمائے زمانہ نے جو مرزائیوں پر کفر اور مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ یہ بموجب احکام قرآن شریف صاف طور پر نکال کر بیان کیا ہے۔ کیونکہ کفر و اسلام کا قرآن مجید مبارک میں واضح طور پر ذکر ہے۔ جو شخص قرآن کریم کی آیات کے بموجب کافر ہو۔ اس کو کافر نہ کہنا اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔

چنانچہ فرعون کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کریم میں اس کو کافر ذکر کیا ہے۔ پس جو شخص اس کو کافر نہ کہے اور نہ سمجھے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔ قطعی کفر ہے اور قبطیاں فرعون کے تابعین کو بھی اس کی متابعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کافر ذکر کیا ہے۔ تو جو شخص قبطیوں کو کافر نہ سمجھے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔ قطعی کفر ہے۔ فرعون اور قبطیان کا کفر مرزا اور مرزائیوں کے کفر کے لئے علماء کے پاس پختہ دلیل اور نظیر ہے۔ باقی آج کل حکام اور وکیلان کے نزدیک قانونی احکام سے زیادہ تر مرغوب اور معمول ہیں۔

”متی نصر الله الا نصر الله قريب“

من یم کہ گویم کہ این کن یا آن کن تو بادشاہ ہر دو جہانی، ہر چہ خواہی آن کن۔ لیکن ”واصبر کما صبر اولی العزم ولا تکن کصاحب الحوت اصبر واذکر عبدنا داؤد“ عمل مے تو انم کرد۔ غیرت را اختیار کن۔ قہر را در پیش گیر۔ مترکان و مخالفت کنان قرآن را در دین بعد اب شدید بتلاکن!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مجلس آئینہ اسلامی ہفت روزہ، سیرت کے بعد کون نئی نہیں

احکامہ

(اسلامی محاکمہ)



جناب پروفیسر سید محمود علی کیپور تھلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

غالباً گزشتہ ماہ نومبر (۱۹۳۵ء) میں مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے امام جماعت احمدیہ لاہور نے ایک مختصر رسالہ ”ہمارے عقائد اور ہمارا کام“ کے نام سے شائع کیا اور اس کا ایک نسخہ میرے نام بھی ارسال فرمایا۔ رسالہ میں اس مضمون پر زور دیا گیا تھا کہ احمدی مذہب کا لاہوری فرقہ اپنے تمام عقائد اور اصول کے لحاظ سے مسلمان ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت کوئی ایسا خیال نہیں رکھتا۔ جو ضروریات مذہب اسلام کے خلاف ہو اور نیز یہ فرقہ ہندوستان اور بیرون ہند تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور اشاعت بھی ایسی کوشش سے اور ایسے صرف کثیر کے ساتھ کر رہا ہے۔ جس کی نظیر مسلمانوں کی کسی جماعت میں نظر نہیں آتی۔

مسلمان محض تعصب اور عناد سے اس فرقہ کو بغیر کسی دلیل کے کافر کہتے اور اس کے عظیم الشان کام کو جو وہ خدمت اسلام میں بجالا رہے ہیں، نقصان پہنچا رہے ہیں۔ حالانکہ انصاف کی رو سے ان کا فرض ہے کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہوں اور اس کام میں جو حقیقت میں ان کا اپنا فرض ہے۔ ہمارے ساتھ شریک ہو کر دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کریں۔

مضمون کو نہایت زور سے ادا کیا گیا تھا اور دلائل کو شاندار الفاظ سے دلکش بنایا گیا تھا اور چونکہ سب مسلمانوں کے لئے صلاہ عام تھا۔ اس لئے میں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس میں غور کیا اور جو کچھ سمجھ میں آیا لکھا اور مولانا موصوف کی خدمت میں جواب کی امید پر پیش کیا۔ جواب ملتا اور میں دوبارہ غور کرتا۔ تو معلوم نہیں کس نتیجہ پر پہنچتا۔ مگر اب چونکہ انتظار مزید کے بعد جواب سے پاس ہوئی تو جیسا کہ مولانا موصوف کو لکھ چکا ہوں اور اپنے خیالات کو جزئی ترمیم کے بعد شائع کرتا ہوں اور اصحاب غور و فکر سے باتچی ہوتا ہوں کہ نظر تامل سے ملاحظہ فرمائیں اور باہمی مبادلہ خیالات کے لئے آمادہ ہوں کہ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی یہی ایک صورت ہے۔

محمود علی ریٹائرڈ پروفیسر راندھیر کالج

کپورتھلہ، ستمبر ۱۹۳۶ء

اسلامی محاکمہ

میں مذہب احمدی سے ایک حد تک شناسا ہوں۔ مجھے مرزا قادیانی سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور مولوی محمد احسن امردہوی سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا ہے۔ مرزا قادیانی کی چند تصانیف اور مولوی محمد احسن کی ایک تصنیف دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد اس مذہب کے دو فرقوں میں منقسم ہونے سے بھی واقف ہوں اور اس کام کی خبر بھی سنتا رہا ہوں جو مرزا قادیانی کی زیست میں اور ان کے بعد ان کے خلفاء اور بالخصوص خواجہ کمال الدین اور آپ کے ہاتھ سے سرانجام پاتا رہا ہے۔

اس لئے اس رسالہ نے آپ کے خیالات کو ایک متین اور خوشنما شکل میں پیش نظر لانے کا کام تو دیا مگر بفضلہ تعالیٰ میری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ میں اب تک وہی سمجھتا ہوں جو پہلے سمجھتا تھا کہ فرقہ قادیانی کے خیالات اور اعمال ہر برٹ پسنر کی اصطلاح میں Knowable (قابل فہمید ہیں) اور فرقہ لاہوری کا تمام تار و پود Unknowable (نا قابل فہمید) قادیانی مرزا غلام احمد کو علانیہ نبی مانتے ہیں۔ جس کے ساتھ مرزا قادیانی کے اور ان کے تمام عقائد و اعمال بالکل منطبق ہیں۔

پیشک اگر کوئی نبی ہو تو اس پر جس بائگ دھل کے ساتھ اس پیغام کا پہنچانا فرض ہے۔ جو اسے خدا کی طرف سے سپرد کیا گیا ہو۔ اسی بائگ دھل سے اس پر اپنے دعویٰ رسالت کو پہنچانا اور لوگوں کو اس کے ماننے کی دعوت دینا بھی فرض ہے اور یہ اعلان کرنا بھی فرض ہے کہ جو شخص اس کی رسالت کا منکر ہوگا۔ وہ عذاب اخروی میں مبتلا ہوگا اور دنیا میں بھی اس پر عذاب آئے گا اور اس پر ایمان لانے والوں کا فرض ہے کہ منکرین کے ساتھ عبادت میں شریک نہ ہوں۔ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ ان سے رشتہ مناکتہ نہ کریں۔ حتیٰ کہ اپنے قبرستان بھی علیحدہ کر لیں تاکہ قبرستان میں جا کر جو دعاسب کے لئے مانگی جاتی ہے۔ اس کا حصہ منکرین تک نہ پہنچے۔

اس طرز عمل پر قادیانی فرقہ پوری استقامت کے ساتھ گامزن ہے اور پیشک اگر مرزا قادیانی نبی ہوں تو قادیانیوں کا یہ طرز عمل بالکل صحیح ہوگا۔ مگر لاہوری فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے اور یہ بھی مانتا ہے کہ ہر صدی پر مجدد آتا رہا ہے اور نیز مرزا قادیانی واجب الاطاعت تھے۔ حالانکہ امت محمدیہ ایسے ایک شخص سے بھی واقف نہیں۔ جس کو آنحضرت ﷺ کے بعد سب کے لئے واجب الاطاعت مانا گیا ہو اور جس نے اپنی اطاعت کے لئے مرزا قادیانی کی طرح بائگ دھل اعلان کیا ہو اور جس کی اطاعت نہ کرنے سے طاعون یا کوئی اور عذاب آیا ہو۔

مسلمانوں کا ایک فرقہ چار آئمہ مجتہدین کی اطاعت کرتا ہے مگر وہ سب ایک صدی کے اندر گزر چکے ہیں۔ ان سب کو صدی کے سر پر آنے والا مجدد نہیں کہہ سکتے۔ نہ ان میں سے کسی نے اپنی اطاعت کے واجب ہونے کا اعلان کیا ہے۔ نہ ان کو ماننے والے انہیں ان معنوں میں واجب الاطاعت مانتے ہیں کہ ان میں سے کسی کی اطاعت نہ کرنے سے عذاب آتا ہے۔ بلکہ اگر ابوحنیفہؒ کا مقلد کسی ایک مسئلہ میں ان کی اطاعت نہ کرے اور شافعیؒ یا مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دے یا عمل کرے اور شافعیؒ کا مقلد شافعیؒ کی تقلید چھوڑ کر حنفی ہو جائے۔ تو ایسی حالت میں کوئی مسلمان نہ کافر ہوتا ہے نہ گنہگار اور نہ مستحق عذاب۔ بلکہ اگر کوئی شخص ان آئمہ کے نام سے بھی واقف نہ ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی ماننا ہو۔ تو اس کے اسلام میں اس وجہ سے کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔

محدث کے نام سے اسلام میں سینکڑوں اشخاص مشہور ہوئے ہیں۔ مگر نہ ان میں سے کسی نے اپنے تئیں واجب الاطاعت کہا۔ نہ کسی نے انہیں واجب الاطاعت مانا۔ مجدد کے نام سے شہرت پانے والے صرف ایک سرہندی بزرگوار ہیں۔ انہوں نے اپنے مکتوبات میں اگر اپنے تئیں مجدد کہا ہو اور اپنی اطاعت کی طرف بلایا ہو۔ تو یہ ان کا ذاتی فعل ہوگا۔ ورنہ ان کے وقت میں ان کی مخالفت کرنے والے موجود رہے ہیں۔ ان کے بعد ان کے حلقہ ارادت سے باہر کروڑوں مسلمان ہیں اور کسی ایک نقشبندی پیر کی طرف سے بھی دعویٰ نہیں ہوا کہ مجدد صاحب کی اطاعت سے باہر رہنے والے یا ان سے اختلاف رکھنے والے مستحق عذاب ہیں۔

پیشک اولی الامر کے معنی علماء ربانی کئے گئے ہیں اور فی الحقیقت چونکہ علماء ربانی احکام خدا اور رسول خدا کو عوام الناس سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ ہر مسئلہ کو ان کے خیالات اور اقوال کی روشنی میں دیکھنا بلکہ عامی کو ان کی تفسیر و تشریح کی تقلید کرنا بہتر اور اولیٰ تر ہے۔ مگر خاص انہیں بزرگوں کے اندر جن کو بالاتفاق علماء ربانی کہا جاتا ہے۔ احکام قرآن و حدیث کی تشریح میں باہم دگر ہزاروں اختلاف ہیں۔ اس لئے نہ ان سب کی اطاعت کرنا ممکن اور نہ ان میں سے کسی ایک کو سب سے زیادہ صائب الرائے قرار دے کر اسے اپنی تمام تر توجہات کا قبلہ بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ جناب کو معلوم ہوگا کہ تقلید جائز بھی ہو تو صرف فروع میں جائز ہے۔ اصول مذہب کو اپنی تحقیق سے ماننے تو آدمی سچا مسلمان ہوتا ہے۔

پس ہوشمند اور دانا مسلمان کے لئے یہی صحیح طریق کار ہے کہ جہاں تک ہو سکے خود احکام خدا اور رسول ﷺ کو سمجھے اور جس جگہ اپنی ذہانت کام نہ دے۔ وہاں علماء ربانی کی تشریحات میں سے جو زیادہ قرین قیاس سمجھے۔ اس پر کار بند ہو اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور جو بارہ تیرہ

بزرگوار مرزا قادیانی سے پہلے مجدد ہوئے ہوں گے اور جو سینکڑوں پاکیزہ روہیں محدث کے رتبہ تک پہنچی ہوں گی۔ ان کا مرزا قادیانی کی طرح بلند آہنگی سے اپنی ماموریت کا اعلان کرنا اور منکرین اطاعت سے مباہلہ اور مناقشہ اور مجادلہ کا دنگل جمانا اور ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانا ایک طرف، ان میں سے کسی ایک نے اپنی مجددیت، محدثیت اور وجوب اطاعت کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا۔

پس یہ سب بزرگوار اگر ایک ہی منصب پر فائز ہیں۔ تو ان میں سے تعداد کثیر کا طرز عمل ایک طرف ہے اور تہا مرزا قادیانی کا طریق کار ایک طرف، اور ضروران میں سے ایک غلط ہے۔ تعداد کثیر کے طرز عمل کو غلط ماننے میں ایک تو ان کی تعداد خارج ہوتی ہے کہ خدا کا حکم پاتے ہوئے ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا سینکڑوں بشرنا فرمان ہوتے گئے۔ یہ قرین قیاس نہیں اور دوسرے اگر وہ سب نافرمان ہو گئے ہوں گے تو اپنے منصب سے معزول بھی ہو گئے ہوں گے اور پیشین گوئی غلط ثابت ہوگی۔

کیونکہ اس کے رو سے ہر صدی میں کم از کم ایک شخص کا اس منصب پر متصرف رہنا ضروری ہے اور پیشین گوئی کو غلط مانیں تو وہ مسند ہی چاک ہو جاتی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کو بٹھانا مقصود ہے۔ ان سب حالات کی وجہ سے بزرگان سلف کے طرز عمل کو صحیح مانیں تو لامحالہ مرزا قادیانی کے طریق پر نظر جمتی ہے کہ اسے انوکھی بات سمجھتے ہوئے کیا خیال قائم کریں۔ مگر غیروں کو خیال قائم کرنے سے کیا سروکار۔ ان کے ماننے والوں کو دیکھو۔ وہ سب بالاتفاق بشمول فرقہ قادیانی و لاہوری، مرزا قادیانی کی ہر ادا کو صحیح اور امر ربانی کے مطابق مانتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ وہ سب مرزا قادیانی کو حقیقت میں منصب مجددیت اور محدثیت سے بالاتر جانتے ہیں۔

پس میں نے کیا غلطی کی یہ دعویٰ کرنے میں کہ فرقہ لاہوری کا صرف مجدد اور محدث ماننا اور ان کے تمام طرز عمل کو صحیح جاننا ناقابل فہمید ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ مجددیت و محدثیت سے بالاتر منصب قرآن و حدیث کی رو سے صرف منصب رسالت ہے۔ پس جناب امام صاحب آپ کیوں مسلمانوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ آپ کے فرقہ کو معترف رسالت مرزا کہتے ہیں۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی اپنے تئیں جناب حسین علیہ السلام کی ذات سے ایک طرف جناب مسیح علیہ السلام سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ پس اگر مرزا قادیانی کے اس دعوے کو درست مانا جائے۔ تو وہ صرف پیغمبر نہیں۔ بلکہ بہت بڑے اولوالعزم پیغمبر ثابت ہوتے ہیں۔ ورنہ

مجدد پیغمبر کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اس سے افضل ہو۔ ایک وضعی حدیث میں علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند کہا گیا ہے۔ مگر اس بھلے مانس نے بھی رسول مقبول ﷺ پر تہمت تراشتے ہوئے علماء امت کو صرف انبیاء کی مماثلت تک پہنچایا ہے۔ افضل کہنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ رسول سے افضل خاص رسول ہی ہو سکتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (البقرة: ۲۵۳)“ ﴿یہ انبیاء انہی میں سے ہم نے بعض کو بعض سے بہتر بنایا ہے۔﴾ یہاں مبتدأ کے بعد خبر کو جملہ کی شکل دی گئی ہے۔ جو حسب قواعد فصاحت تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسے ”اناسعیت فی حاجتك“ (میں نے ہی تمہاری ضرورت کے وقت کوشش کی ہے) اور معنی یہ ہوتے ہیں کہ ان مرسلین ہی کو ہم نے ایک دوسرے سے افضل بنایا ہے۔ غیر کو مرسلین سے افضل نہیں بنایا۔

اورد یکھئے فرقہ لاہوری مرزا قادیانی کو ظلی اور بروزی نبی مانتا ہے اور ان پر پیغام الہی نازل ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور کیوں نہ کرے جبکہ مرزا قادیانی نے اگر کبھی ”من نیستم رسول و نیا وردہ ام کتاب“ جیسے فقرے بھی چست کئے ہیں۔ تو بار بار اپنے تئیں ظلی نبی، بروزی نبی اور ان قیدوں سے الگ رہ کر مطلق نبی بنایا ہے اور خدا کا کلام جو ان پر نازل ہوا ہے۔ کثرت سے شائع کیا ہے۔ یہ منصب جسے ظلی اور بروزی نبی کہتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے اور کسی مجدد اور محدث نے یہ اصطلاح اختراع نہیں کی اور یہ اصطلاح ہے بھی غلط۔ خدا کا ظل ہو سکتا ہے۔ نبی کا ظل نہیں ہو سکتا۔ خدا سب کا خالق ہے۔ وہ موجود ہے۔ تو اس کی مخلوق بھی موجود ہے۔ جیسے دیوار موجود ہے تو اس کا سایہ بھی موجود ہے۔ اس لحاظ سے ہر چیز ظل اللہ ہے اور بادشاہ کو ظل اللہ کہنے کی لم حدیث میں نہیں قرآن میں ملتی ہے۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے: ”ربى الذى يحيى ويميت (البقرة: ۲۵۸)“ ﴿میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔﴾

اور بادشاہ نے جواب دیا: ”أنا أحيى واميت“ (میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔) اس کا یہ جواب اسے معبود ثابت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لحاظ سے غلط تھا۔ مگر اس لحاظ سے صحیح تھا کہ ایک قاتل جس کی نسبت خدا کا حکم ہے کہ مار دیا جائے۔ وہ رہا کر سکتا ہے اور ایک بے گناہ کو جس کی نسبت حکم ہے کہ مارا نہ جائے، قتل کر سکتا ہے۔ رضاء خداوندی کے خلاف اتنا اختیار زندگی اور موت اسے بھی حاصل ہے۔ پس وہ خدا نہیں تو خدا کا سایہ ضرور ہے اور اس جواب میں یہی قوت تھی۔ جس کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بحث کو طول نہیں دیا

کہ خدا کا ظل سمجھ کر اسے اپنی سرکشی پر اصرار کرنے کا موقع مل سکتا تھا۔ آپ نے فوراً دوسری دلیل پیش کر دی اور ”ان اللہ یاتی بالشمس (البقرہ: ۲۵۸)“ (خدا آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے) کہہ کر بولنے کا موقع باقی نہ چھوڑا اور یہی ظلمیت ہے جس کی بناء پر اولی الامر سے حکام وقت بھی مراد لئے جاتے ہیں اور ان کی اطاعت کی ضرورت اس لئے سمجھی جاتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے: ”لاتلقوا بایدیکم الی التهلکة (البقرہ: ۱۹۰)“ ﴿اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔﴾

یعنی حکام وقت کی اطاعت نہ کریں تو وہ خدائی اختیارات کا سایہ ڈال کر ہلا کر سکتے ہیں۔ مگر نبی کی حقیقت اس کے خلاف ہے۔ نبی کی تعریف قرآن نے صرف یہ کی ہے: ”انما انا بشر یوحی الی (الکھف: ۱۱۰)“ ﴿میں صرف انسان ہوں جس پر وحی کی گئی۔﴾ اس میں بشر جس اور یوحی الی فصل ہے۔ جو تمام انسانوں کو نبی سے علیحدہ کرتی ہے۔ یہ وحی جس پر نازل ہو۔ وہ حقیقی معنوں میں نبی ہے اور جس پر نازل نہ ہو۔ وہ نبی اور نبی کا ظل کچھ بھی نہیں۔

کیونکہ وہ ایسی ہدایت نہیں دے سکتا جو خدا نے خاص اس کی وساطت سے نازل کی ہو اور نبی کی بتائی ہوئی ہدایت ایک گنہگار بلکہ ایک کافر کی وساطت سے بھی دوسروں تک پہنچ سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دی ہوئی ہدایت کا چرچا ابو جہل اور ابولہب بھی کرتے تھے اور ان کی اطلاع سے بہت لوگوں کو میلان پیدا ہوا اور وہ ایمان لائے۔ تو کیا ابو جہل اور ابولہب بھی ظلی نبی تھے؟

غرض خدا کی تمام صفات کمال وجود، قوت ارادہ، سمع و بصر وغیرہ اس کی مخلوق کے اندر ناقص شکل میں موجود ہیں اور سب مخلوق خدا کا سایہ اور اس کی ذات کا جلوہ ہے۔ مگر نبی کی حقیقت ذاتی میں جو صفت داخل ہے۔ یعنی صاحب وحی ہونا وہ کسی اور انسان میں موجود نہیں اور اس لئے نبی کا سایہ کوئی نہیں۔ پس جو شخص مرزا قادیانی کو ظلی نبی مانتا ہے اور آپ پر خدا کا پیغام نازل ہونے کا یقین رکھتا ہے۔ وہ آپ کو حقیقی معنوں میں نبی مانتا ہے۔ ظلی اور بروزی وغیرہ غیر شرعی اور خود ساختہ اصطلاحوں سے اس حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

۱۔ احمدی مرزا قادیانی پر وحی نازل ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور انہیں مستقل نبی ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ تو مغالطہ یہ دیا کرتے ہیں کہ خدا کا کلام صرف انبیاء سے مخصوص نہیں۔ وہ اپنے مخلص بندوں سے خوشنودی کا اظہار کرتا ہے تو ان پر بھی اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ جسے الہام کہتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ بندہ کو اس اعزاز کی اطلاع دے جو اس نے خدا کے دربار میں اپنے تقویٰ و طہارت سے حاصل کیا۔ اس مغالطہ کو دیکھ کر عوام دھوکہ کھاتے ہیں اور جب خدا کی ہم کلامی کو ممکن مان لیتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الہام کو عقیدت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بلکہ بروزی کا لفظ ایسے مکروہ خیال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو ایک مسلمان کے دل میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ ہندوستانی خیال ہے اور وہ بھی خدا کی نسبت کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کے اندر داخل ہوتا اور ان میں خدائی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ ہندو ایسے شخص کو ایشور کا اوتار کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرنے کے لئے ادھر والوں نے حلول یا ظہور کا لفظ استعمال کیا ہے اور کہتے ہیں کہ بقول ان کے فلاں شخص خدا کا مظہر ہے یا خدا نے اس میں حلول کیا ہے۔

مسلمانوں نے کبھی اس خیال کو قابل اعتماد نہیں سمجھا۔ صرف ان کے علم میں ہے کہ ہندو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ احمدی مجلس میں اس علم سے کام لینے کا جذبہ پیدا ہوا تو گمان ہوتا ہے کہ تو ”یأتی قمر الانبیاء“ (تذکرہ ص ۲۰۷، طبع ۳) ”انت منی بمنزلة

ولدی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع ۳) ﴿تم نبیوں کے چاند ہو اور تم میرے بیٹے کے برابر ہو۔﴾ اور ایسے ایسے الہاموں کو دیکھ کر مرزا قادیانی کی ہر گونہ عظمت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر حقیقت کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ انسان کے اندر کلام کی قوت پیدا کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے دلی خیال کو دوسرے کے دل میں داخل کرنے سے عاجز ہے اور صرف اپنی آواز کسی کان تک پہنچا سکتا ہے۔ مگر خدا عاجز نہیں قادر مطلق ہے۔ انسان کا دل اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ کسی بندہ سے خوشنود ہوتا ہے تو اپنی خوشنودی کا ايقان اس کے دل میں پیدا کر سکتا ہے۔ ایسے بندہ کا دل اطمینان کی دولت سے معمور ہوتا ہے۔ وہ تقویٰ و طہارت کی پابندی میں لذت محسوس کرتا ہے اور خود بخود یقین کر لیتا ہے کہ خدا مجھ پر مہربان ہے۔

بندہ کو اس وقت کان سے سننے کی ضرورت نہیں تو خدا کو کلام کرنے کی ضرورت کیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خدا کو اس سے کوئی کام لینا مقصود ہوتا تو دل میں اس کا پختہ ارادہ پیدا کر دیتا ہے۔ کسی حقیقت کو اس پر منکشف کرنا ہوتا ہے تو دماغ کو خود بخود سمجھ لینے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ یہی الہام کی حقیقت ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اس لئے بڑے بڑے مصنفین اپنی تحریر میں کوئی عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں تو لکھا کرتے ہیں: ”ھذا ما الھمنی ربی“ ﴿اس نکتہ کا الہام خدا کی طرف سے ہے۔﴾

البتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اپنا کلام نازل فرمایا ہے کہ وہ دوسروں کو سنائیں اور خدا کے احکام ان کے دل تک پہنچائیں کہ دوسروں کے دل پر انبیاء کا بھی قبضہ نہیں۔ یہ فریضہ انبیاء سے مخصوص ہے۔ خدا سے ہم کلام ہونا بھی انہی کا امتیازی خاصہ ہے۔ اوروں کو اس کی ضرورت نہیں اور خدائے حکیم حکمت سے خالی اور بے ضرورت عمل کرنے سے بالاتر ہے۔

انہوں نے حلول اور ظہور کے لفظوں کو عہدِ آہاتھ نہیں لگایا اور ان کی بجائے ان کا ہم معنی بروز کا لفظ ایجاد کیا ہے اور دوسری جدت یہ کی ہے کہ خدا کی بجائے حلول کرنے والا نبی کو قرار دیا ہے۔ گویا نبی کسی شخص میں ظہور کرتا ہے تو اس کو نبوت کی صفات عطا کرتا ہے۔ وہ خیال غلط تھا کہ خدا حلول کرتا ہے تو یہ خیال غلط درغلط ہے کہ نبی کسی میں بروز کرتا ہو۔ خدا تو پھر بھی قادر مطلق ہے اور وہ جس شان میں چاہے ظہور کر سکتا ہے۔ ناپاک اور عاجز مخلوق میں اس کا داخل ہونا قدوسیت اور اس کی عظمت و جلال کے پیشک خلاف ہے۔ مگر اس کے احاطہ قدرت میں داخل ہے۔

لیکن مادی ہستی جو بشریت کی حدود سے باہر نہیں کی گئی۔ کیونکر ایسی قدرت کا مالک بن سکتی ہے کہ دنیا کو چھوڑنے کے تیرہ سو سال بعد کسی اور کے وجود میں در آئے اور اس کو نبی بنا دے۔ اگر بالفرض ایسا ہو سکتا ہو جب بھی یہ خیال کوئی ہندو شاید قبول کر سکے۔ مسلمان کے ذہن میں یہ مسئلہ داخل بھی کیا جائے تو اس کی عقل فعال فوراً اگل دیتی ہے اور شاید یہی وجہ ہوگی جو ظہور اور حلول کا لفظ استعمال نہیں کیا کہ مسلمان اسے سنتے ہی نفور ہو جاتے۔ بروزی نبی کی اصطلاح پیدا کی تاکہ اس کی حقیقت کو سمجھنے اور اصلیت تک پہنچنے کے بغیر بعض جلد باز اپنا نام ماننے والوں کی فہرست میں درج کروالیں۔ خدا را کوئی احمدی بتائے کہ بروزی نبی کے معنی اس کے سوا کیا ہو سکتے ہیں۔

کیا جناب رسول خدا ﷺ کے مرزا قادیانی کے اندر بروز کرنے میں اور تاسخ میں کوئی فرق ہو سکتا ہے؟ پس جناب امام صاحب احمدیوں میں سے خواہ کوئی شخص مرزا قادیانی کو حقیقی معنوں میں نبی کہے۔ خواہ کوئی ظلی اور بروزی کی قید لگائے اور خواہ کوئی نبی کا لفظ استعمال نہ کرے۔ جب وہ سب مرزا قادیانی کو مامور من اللہ کہتے ہیں۔ ان پر کلام خدا نازل ہونے کے معترف ہیں۔ ان کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں اور ان کے منکرین کو عذاب کا مستحق جانتے ہیں۔ یعنی نبی کی ہر شان اور ہر صفت کو مرزا قادیانی کے اندر موجود مانتے ہیں۔ تو محض لفظی اختلاف سے ان کے اس عقیدہ متحدہ میں کیا فرق آ سکتا ہے اور اس عقیدہ پر متحد ہونے کی وجہ سے اگر مسلمان تمام احمدی جماعت کو اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ تو اس میں کیا غلطی ہے؟

پیشک احمدی قرآن کو اور رسول عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانتے ہیں۔ مگر اسی طرح مسلمان بھی انجیل پر اور جناب مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی طرح مسیحی تورات پر اور جناب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا مانا ہوا ہے اور جو صحیفے ان بزرگواروں پر نازل ہوئے ہیں۔ ان سب کو یہ تمام جماعتیں مانتی ہیں اور باوجود اس کے یہودی، عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ یہودی سلسلہ انبیاء کو مانتے

ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آ کر ٹھہر گئے۔ عیسائیوں نے ان کو مانتے ہوئے ایک اور نبی یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا تو یہودی نہ رہے اور ان کا دعویٰ نہیں ہے کہ ہم تورات اور موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں تو ہمیں یہودی سمجھا جائے۔

مسلمانوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جناب محمد عربی ﷺ کی نبوت کا اعتراف کیا اور عیسائیوں سے جدا ہو گئے۔ وہ بھی نہیں کہتے کہ ہم کو انجیل اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کی وجہ سے عیسائی سمجھا جائے۔ تو جب احمدیوں نے بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد ایک اور شخص اسی شان اور اختیار کا مان لیا تو خواہ اس کا نام مجدد رکھیں یا نبی کہیں یا ظل نبی۔ وہ مسلمانوں سے الگ کیوں نہ ہوئے اور قرآن و رسول عرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر وہ کیونکر مسلمانوں میں شامل رہ سکتے ہیں؟ جبکہ اسی دلیل سے مسلمان عیسائیوں میں اور عیسائی یہودیوں میں شامل نہیں رہ سکتے۔

سلسلہ انبیاء میں جب کبھی اسی قسم کی صفات اور کمالات رکھنے والے شخص کا اضافہ ہوتا رہا ہے۔ تو نیا فرقہ پہلے فرقہ سے جدا سمجھا گیا ہے اور خود جدید فرقہ نے اپنے تئیں پہلے فرقہ کے ساتھ چسپاں کئے جانے پر زور نہیں دیا۔ تو احمدی انہی حالات کو پیدا کرنے اور اسی شان کے ایک شخص کو سلسلہ میں ایزاد کرنے کے بعد کیوں مسلمانوں کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھ رہے ہیں؟ اگر مسلمان ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ سمجھتے ہیں تو ان کو بھی اپنے ہادی کے کمالات پر بھروسہ کرنا اس کی ہدایات پر قانع ہونا اور مسلمانوں سے بے پروا ہو جانا چاہئے۔ بیشک جناب مرزا قادیانی نے شریعت اسلام کی اکثر ہدایات کو اپنی جماعت کے لئے واجب العمل ٹھہرایا ہے۔ مگر یہی حکم مسلمانوں کو انبیاء سلف کی نسبت دیا گیا ہے اور سورۃ الانعام (۹۰) ﴿ان انبیاء کو کر فرمایا ہے: "اولئک الذین ہدی اللہ فبہداهم اقتدہ (الانعام: ۹۰)﴾ ﴿ان انبیاء کو خدا نے ہدایت دی، تم ان کی ہدایت کا اتباع کرو۔﴾ اور یہ جو مرزا قادیانی اپنے تئیں جناب محمد ﷺ کا متبع کہتے ہیں۔ اس سے بھی مرزا قادیانی منصب نبوت سے معزول نہیں ہو سکتے۔ قرآن نے خود محمد رسول اللہ ﷺ کو جناب ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا متبع بنایا ہے۔ "قل بل تنبع ملۃ ابراہیم حنیفا" ﴿اے نبی کہہ دو کہ ہم ابراہیم حنیف کی اطاعت کرتے ہیں۔﴾ اور باوجود اس کے ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سید المرسلین اور امام الانبیاء ہیں۔

اگر کہو کہ مرزا قادیانی نے کوئی شریعت پیش نہیں کی اور وہ مستقل نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ مسیح علیہ السلام مستقل نبی اور جداگانہ مذہب لانے والے ہیں۔ مگر اپنی

شریعت کا صرف یہی حکم سناتے ہیں کہ: ”مصدقاً لما بین یدی من التوراتہ ولا حل لکم بعض الذی حرم علیکم (آل عمران: ۵۰)“ ﴿تصدیق کرتا ہوں توراہ کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور کوئی چیز جو تم پر حرام تھی حلال کرنے کے لئے آیا ہوں﴾۔

یعنی تورات کی ہدایت کو مانتے ہیں اور صرف بعض محرکات کو حلال کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہی کام مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ وہ شریعت اسلام کی ہدایت کو مانتے ہیں۔ مگر اسلام کی رو سے کفار کا نزعہ ہو تو مسلمانوں کو آرام سے بیٹھنا حرام اور تلوار لے کر سینہ سپر ہونا فرض تھا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو منسوخ کیا اور جہاد کے وقت اپنی جماعت پر آرام سے بیٹھے رہنا حلال کر دیا۔ حالانکہ جہاد کے احکام قرآن کے بہت بڑے حصے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ تو مستقل نبی اور جداگانہ مذہب کے مقتداء کیوں نہ ہوئے۔ اگر کہو کہ جہاد کا حکم شریعت اسلام میں مرزا قادیانی کے آنے تک مؤقت تھا۔ تو ایسی توقیت سے کوئی شریعت خالی نہیں۔ سب احکام آئندہ نبی کے آنے تک مؤقت ہیں اور سب آنے والے انبیاء کی پیشین گوئیاں ہو چکی ہیں۔ اسلامی لٹریچر کی حفاظت بہت ہوئی ہے۔ کچی پکی تمام روایات حامی اور منکر کو مل جاتی ہیں۔ مذاہب سلف میں یہ اہتمام نہیں ہوا پھر بھی مختصر تذکرے موجود ہیں۔

اور یہ حق ہے کہ اگر مذہب حق تحریف اور کج فہمی سے خالی ہو تو نوحی و ابراہیمی، موسائی و عیسائی و محمدی سب کا مذہب ایک ہے۔ مگر ہر امت کے مسلک میں خود خدا نے تھوڑا تھوڑا تفاوت رکھا ہے۔ ارشاد ہے: ”لکل جعلنا منکم شرعاً ومنہاجاً ولو شاء اللہ لجعلکم امتاً واحداً (المائدہ: ۴۸)“ ﴿ہم نے تم سب کے لئے الگ شریعت اور طریقہ بنایا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بناتا۔﴾ اور یہی تھوڑا تفاوت مرزا قادیانی کے مسلک میں ہے۔ اس لئے یہ بھی جداگانہ امت ہوئی مسلمان نہ ہوئی۔

بد قسمتی سے مرور زمانہ کے ساتھ مسلمانوں کو اقوال رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت میں کئی طرح کے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ بعض نے ان کو یک لخت ترک کر دیا ہے۔ احمدیوں کو اس سے عبرت لینی چاہئے اور جو شقاق و نفاق اور افتراق ان میں ابھی سے پیدا ہو گیا ہے۔ اسے دور کرنا چاہئے۔ ابھی تک خود مرزا قادیانی کو دیکھنے والے کثرت سے موجود ہیں اور تصانیف کے علاوہ مرزا قادیانی کے اقوال اس وقت کے الحکم وغیرہ میں تفصیل شائع ہوتے رہے ہیں اور لوگوں کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ ان پر کاربند ہونا چاہئے۔ ایک موقع پر آپ مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کر رہے تھے۔ تو کسی نے پوچھا کہ اگر امام آپ

کی ذات سے ناواقف ہو اور آپ کے کفر و اسلام کی نسبت کوئی خیال نہ رکھتا ہو تو اس کا اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

آپ نے کہا: ”اسے ہماری نسبت واقف کرو اور پوچھو کہ وہ ہمیں مانتا ہے یا نہیں؟ اگر مانے تو اقتداء کرو ورنہ نہیں۔“ پھر فرمایا کہ ”خدا ایک علیحدہ جماعت بنانا چاہتا ہے۔ تم لوگ اس کے حکم کے خلاف انبیاء میں شامل رہنے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟ (اولماتال)

مجھے مرزا قادیانی کے خاص الفاظ متحضر نہیں رہے۔ مگر میں نے خود یہ واقعہ الحکم اخبار میں پڑھا ہے۔ اس کا مفہوم یہی تھا۔ پس جب مرزا قادیانی خود اپنی جماعت کو مسلمانوں سے علیحدہ کرتے ہیں۔ تو احمدی اپنے تئیں مسلمانوں میں شامل رکھنے پر فخر کیوں کرتے ہیں۔ کوئی مسلمان اپنے تئیں عیسائی نہیں کہتا اور مسیح علیہ السلام اور ان کی کتاب کو ماننے کے باوجود عیسائی ہونے کا فخر نہیں کرتا۔ تو احمدیوں میں اس غیرت کا فقدان کیوں ہے؟ مسلمانوں کا نام مسلم خود خدا نے رکھا ہے۔ ”ھوسمکم المسلمین (الحج: ۷۸)“ ﴿ہم نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔﴾ اور اپنی جماعت کا نام احمدی خود مرزا قادیانی نے رکھا ہے اور وہ بھی خدا کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پس جب عیسائی اور مسلمان ایک نہیں ہو سکتے تو مسلمان اور احمدی دو کیوں نہ ہوئے؟

مسلمان حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں آ کر اپنے تئیں آنحضرت ﷺ کی ذات عالی سے وابستہ کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور تمام انبیاء سلف علیہم السلام پر ایمان رکھنے کے باوجود محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں داخل ہونا اپنا طغراء امتیاز جانتے ہیں۔ احمدی جماعت ان سب کے بعد ایک اور آقا کا دامن پکڑتی ہے۔ اسے مامور من اللہ سمجھتی ہے۔ اس پر وحی ربانی نازل ہونا مانتی ہے۔ اس کی آمد پر شریعت محمدیہ کے بعض مسائل (جہاد وغیرہ) کی تفسیح کی قائل ہے۔ اپنے رہنماء کو مسیح علیہ السلام سے افضل مانتی ہے۔ بلکہ فضیلت معراج جو مسلمانوں کے نزدیک محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء علیہم السلام سے ممتاز کرتی ہے۔ بقول مرزا قادیانی اس کا احمدیوں کے مقتداء کو ذاتی تجربہ ہے۔

غرض نبوت کی کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ فضیلت کوئی شان کوئی اختیار ایسا نہیں ہے۔ جو احمدیوں کے مقتداء میں نہ مانا گیا ہو۔ مگر باوجود اس کے وہ اپنے تئیں اپنے مقتداء کی ذات خاص سے وابستہ کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں اور اپنے رہنماء کا حکم پاتے ہوئے اپنے تئیں مسلمانوں سے علیحدہ جماعت قرار نہیں دیتے تو کیا احمدیوں کے اور بالخصوص لاہوری فرقہ کے ان متضاد

خیالات کا سبب یہ تو نہیں کہ جن بلند عاوی پر وہ ایمان لا چکے ہیں۔ دل میں اپنے رہنماء کو ان کا اہل نہیں پاتے۔ اس لئے اپنے رہنماء کی مرضی کے خلاف اپنے تئیں علیحدہ جماعت شمار نہیں کرتے۔ بیعت کرنے کی شرم دامن گیر ہے۔ اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ مگر لپچاتے ہیں کہ کسی طرح اسلامی جماعت سے چمٹے رہیں اور امت مرزائیہ میں نہیں بلکہ امت محمدی میں شمار ہوں یا شاید پولیٹیکل حقوق کا خیال ہے جو مسلمانوں کی جماعت میں شریک رہ کر گورنمنٹ سے حاصل کر سکتے ہیں اور علیحدہ ہو جائیں تو اقلیت کی وجہ سے ان سے محروم رہتے ہیں۔

اگر ایسا ہے تو اس کا علاج یہی ہے کہ یا تو جرأت اخلاقی سے کام لے کر اپنی تمام غلط فہمیوں کو خیر باد کہیں اور براہ راست مسلمان ہونے کا اعلان کریں۔ اسلام کا دروازہ ان سب کو اپنی مہمانی میں لینے کے لئے کشادہ ہے۔ یا اگر اپنے رہنماء کے زمرہ میں رہنے سے کسی طرح کی برکات اور خیرات سے متمتع ہونے کا اعتراف کرتے ہیں تو پولیٹیکل حقوق کے حقیر اور ناپائیدار فائدہ کا لالچ نہ کریں۔ گورنمنٹ مہربان ہے۔

اپنی اقلیت کے لئے کسی طرح کے امتیازات منوالیں اور دلیر ہو کر اپنی صف علیحدہ قائم کریں۔ یہی دور استے ہیں جن میں سے کسی کو اختیار کرنے کے بغیر ان کے دل کی بے قراری دور نہیں ہو سکتی۔ بحالت موجودہ وہ دونوں فرقے مسلمانوں سے علیحدہ ضرور ہیں اور اس صف میں ایستادہ ہونے کا استحقاق خود اپنی رضامندی سے ضائع کر چکے ہیں۔ تعلقات کو ترک کرنے کا رشتہ، مناکحت کو توڑنے کا، نماز جماعت سے علیحدہ رہنے کا اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے کا حکم ان کے رہنماء کی طرف سے مل چکا ہے۔ جدید پیغمبر اور اس کے جدید احکام ہمیشہ جدید مذہب پیدا کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔ یہی سنت اب جاری ہے۔ لاہوری فرقہ بعض شرائط کے ساتھ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتا ہے۔

مگر ایک تو یہ ان کی خود ساختہ شریعت ہے۔ اسلامی شریعت کی رو سے جواز امامت کے لئے ان شرائط کی پابندی ضروری نہیں۔ دوسرے اس بارہ میں وہ اپنے رہنماء کے حکم ناطق سے سرتابی کرتے ہیں اور جب ان کا اپنے مقتداء سے یہ سلوک ہے۔ تو غیروں کو ان سے وفاداری کی توقع کب ہو سکتی ہے؟

رہا یہ کہ مسلمان احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر دیکھو تو سہی غیریت کو ظاہر کرنے کے لئے زبان کا اور محاورہ ہی کیا ہے۔ اس لفظ سے گھبراتے ہندو بھی ہیں۔ مگر کافر۔ ملیچھ اور بے دین کے لفظوں کو چھوڑتا کوئی نہیں۔ خلیفہ قادیانی مسلمانوں کو اصل میں کافر اور پولیٹیکل مسلمان کہتے ہیں۔

اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ حقوق میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ مسلمان یہ درد سہمول نہیں لیتے اور صریح کافر کہتے ہیں۔ یہ چھیڑ خوانی اور دل لگی ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ بند نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آدمی جتنا چڑے اتنا ہی لوگوں کو چڑانے میں مزہ آتا ہے۔

مگر یہ عقائد کا بڑا تفاوت اور اس پر اس قدر افتراق اور علیحدگی کا مترتب ہونا اسی صورت میں ہے کہ احمدی ختم نبوت کا انکار اور مامور من اللہ کے آتے رہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اگر کبھی یہ مسئلہ صاف ہو جائے اور خاتم النبیین کا آفتاب تشکیک و تاویل کی گھٹا سے باہر آ جائے تو پھر ظلی اور بروزی کا جھگڑا ایک طرف مرزا قادیانی کے طرز عمل کو دیکھ کر مجددیت اور محدثیت بھی ہوا ہو جائے گی۔ مجددین سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تجدید مذہب اور اصلاح امت کا کام ایسی خاموشی سے کیا ہے کہ ان کا نام بھی کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ اپنی فضیلت اور برتری کا دعویٰ اور دعویٰ کا اعلان کہاں۔ مرزا قادیانی اس ٹائپ کے بالکل خلاف ہیں تو مجدد کیونکر ہو سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے طرز عمل سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اسے امت محمدیہ کی اصلاح بھی نہیں کہہ سکتے۔ پہلے پہلے مذہب اسلام کی تائید میں آجنگاب نے براہین احمدیہ تصنیف کرنے کا ارادہ کیا تھا جو تکمیل کو پہنچتی تو شاید اسلام کی خدمت ہوتی۔ مگر ایک تو اس کی دو ابتدائی جلدوں کو دیکھ کر ہوشیار مسلمان بھانپ گئے تھے کہ مرزا قادیانی کیا بننے والے ہیں اور انہی دنوں میں مولوی غلام دستگیر قصوری نے ایک اشتہار نکالا تھا۔

جس کی پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کے آئندہ دعاوی سے بالکل صحیح ثابت ہوئیں۔ دوسرے باوجود بہت بڑی تحدی کے وہ کتاب مکمل نہ ہو سکی اور آئندہ مرزا قادیانی کی تمام عمر اپنے دعاوی کو منوانے میں صرف ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ آئینہ کمالات اسلام میں براہین احمدیہ کی ضرورت پوری کر دی گئی ہے۔ مگر یہ کتاب اس تحدی کے مطابق کہاں جس کا اعلان براہین احمدیہ کی پوری جلد میں ختم ہوا تھا اور جس کے مقابلہ پر انعام دینے کے لئے دس ہزار کی جائیداد رجسٹری کی گئی تھی اور دوسرے اسلام کی تائید میں کوئی کوشش ہوئی بھی ہو تو اسے اس عظیم الشان لٹریچر سے کوئی نسبت نہیں جو مرزا قادیانی نے تمام عمر کے اندر اپنے خاص دعاوی کی تائید میں تیار کیا ہے۔

اب رہا اغیار کو کشش کرنا۔ اس لحاظ سے بھی اگر آجنگاب پیغمبر ہوں تو انہیں کامیاب پیغمبر نہیں کہہ سکتے۔ بیشک انہوں نے اپنی زیست کے اندر کئی ہزار نفوس کو اپنے مینار کے نیچے مجتمع دیکھ لیا۔ مگر باستثناء دس پانچ کے وہ سب پہلے بھی مسلمان تھے اور مرزا قادیانی جب بھی بہشتی مینار کے سایہ میں آنے کے بغیر بہشتی تھے اور وہ کروڑ ہا مسلمان جو مرزا قادیانی کی آمد سے پہلے اپنے

اپنے عقائد اور اعمال کے لحاظ سے نجات کے مستحق اور رضوان الہی کے حصہ دار تھے۔ ایک مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے ناری اور مستحق عذاب ہو گئے اور آپ نہ آتے تو وہ بدستور اپنے اپنے مدارج کے مطابق جنتی ہوتے اور طرفہ تریہ ہے کہ توحید کے بارے میں جو تجدید مذہب کا مقصد وحید ہے۔ کوئی اصلاح بھی نہیں ہو سکی۔

محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانی باپ کی بجائے رب العالمین اور لم یلد ولم یولد کی تلقین کی تو جن عیسائیوں نے اس عقیدہ کو نہ مانا ان کا راندہ درگاہ ہونا حق بجانب تھا۔ یہاں وہی اقرار توحید اور وہی موحدین کی عبادت قائم رہی اور باوجود اس کے موحدین مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے ناجی تھے اور بعد میں معذب ہو گئے۔ اس لحاظ سے آپ کی آمد کو امت محمدیہ کی بربادی کہنا چاہئے یا اصلاح؟

یہ مانا کہ مرزا قادیانی اپنے منکرین کو ایک حد تک عذاب کا مستحق فرماتے ہیں نہ کہ دائمی عذاب کا۔ مگر ایک تو مرزا قادیانی کا ایسا دعویٰ مسلمانوں کے علاوہ تمام کفار عالم کے لئے ہے اور وہ خلود فی النار کو تسلیم نہیں فرماتے۔ یہ بھی ہم جیسے گنہگاروں کے لئے ایک دل خوش کن خط متنیخ ہے۔ جو مرزا قادیانی نے قرآن کی کئی آیتوں پر اپنے پیغمبرانہ اختیار سے کھینچا ہے۔ کاش قرآن کو نازل کرنے والا خدا بھی اس کو منظور فرمالیتا۔ مگر افسوس کہ قانون قدرت اس کے خلاف شہادت دیتا ہے۔ انرشیا کی طاقت رفتار کے بعد سکون اور سکون کے بعد رفتار کبھی پیدا ہونے نہیں دیتی۔ جب تک کوئی مخالف قوت اس کی مزاحمت نہ کرے۔ بلکہ ایک چیز کو حالت اور ہر ایک انسان کی جو عادت ایک بار پیدا ہو جائے۔ وہ ہمیشہ ترقی کرتی رہتی ہے اور بدلنے کے لئے ویسی ہی زبردست مخالف قوت کا انتظار کرتی ہے۔

پس اگر کسی کے دل میں ایمان کا سونا موجود ہے اور معصیت کا زنگ اس پر غالب آ گیا ہے۔ تو عذاب کی آگ سے جل کر زنگ کا دور ہونا اور خالص سونے کا دوبارہ قیمت پانا ممکن ہے۔ لیکن اگر کفر و شرک نے قلب کو بالکل تاریک کر دیا ہے۔ تو موت کے بعد نہ توبہ کا سواہان کار گر ہو سکتا ہے۔ نہ ایمان کی تجلی اڑ سکتی ہے۔ کیونکہ دار آخرت دار العمل نہیں۔ دار الکافات ہے۔ وہاں تاریکی کے اندر ابدالاباد تک ترقی پانے اور عذاب میں گرفتار رہنے کے سوائے کوئی صورت سنت اللہ کے اندر نظر نہیں آتی اور کافر وہاں جا کر کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ جس سے اس کے دل کی تاریکی دور ہو اور نور ایمان حاصل کر کے جلوہ ضیاء ربانی کا مستحق بنے۔ وہاں ”لترکبن طبقا عن طبق (الانشقاق: ۱۹)“ ﴿تم درجہ بدرجہ چڑھتے جاؤ گے﴾ اور ”سنستدر جہم من

حيث لا يعلمون (القلم: ۴۴)“ ﴿﴾ ہم ان کو بتدریج اس عذاب تک لے جائیں گے جو انہیں معلوم نہیں۔ ﴿﴾ کا حکم ہی قانون قدرت کے مطابق ہے۔

مگر خیر میرا اصل مطلب یہ تھا کہ کسی قدر عذاب ایک تو مرزا قادیانی کے نزدیک سب کے لئے عام سزا ہے اور وہی مسلمانوں کو مرزا قادیانی کا انکار کرنے کی وجہ سے ملے گی اور دوسرے اگر مسلمانوں کو مرزا قادیانی کا انکار کرنے کے بعد دیگر کفار کی نسبت عذاب کم دیا جائے گا۔ مگر دیا ضرور جائے گا۔ جب بھی اگر مرزا قادیانی تشریف نہ لاتے تو مسلمان اپنے گناہوں پر عذاب پاتے مگر اس عذاب سے جو مرزا قادیانی کے انکار سے مترکب ہو ضرور محفوظ رہتے۔

پس جہاں مرزا قادیانی سے پہلے دنیا کے تمام مسلمان اس خاص عذاب سے محفوظ تھے۔ وہاں مرزا قادیانی کی آمد پر چالیس کروڑ میں سے چند ہزار یا چند لاکھ بچ سکیں گے۔ باقی سب معذب ہوں گے۔ پس آپ کی آمد امت محمدیہ کے لئے خوش قسمتی کیا ہوئی، سخت بد قسمتی کیوں نہ ہوئی؟

رہا وہ کام جو مرزا قادیانی کے بعد آپ نے اور خواجہ کمال الدین صاحب نے ممالک غیر میں جاری کیا ہے۔ اس کی کمیت اور کیفیت مجھے معلوم نہیں۔ البتہ ایک باریاد پڑتا ہے۔ میں نے کمال الدین کی زبان سے سنا تھا کہ یورپ میں احمدی اور غیر احمدی کا مناقشہ پیدا کرنا مناسب نہیں۔ وہاں صرف اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر ایسا ہے اور اگر اس کام پر وہ تمام اعتراض غلط ہیں۔ جو اخباروں میں وقتاً فوقتاً نکلتے رہتے ہیں۔ تو بیشک آپ کے کام کو اسلامی کام سمجھنے کے سوا چارہ نہیں۔ مگر ایک تو میں یہاں دیکھتا ہوں کہ احمدی جماعت کا کوئی فرد کسی مجلس میں شریک ہو اور وہ سب کیسے ہی ضروری کام میں یا کیسی ہی مصیبت کو مندرج کرنے میں مصروف ہوں۔ احمدی بہادر احمدیہ کو پیش کرتا اور بحث کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اس میں احمدیوں کو عیب نہیں سمجھتا۔ ہنر جانتا ہوں اور بیشک انسان کو اپنے مسلک کی تبلیغ کا ایسا ہی شغف ہونا چاہئے۔ آریہ بھی یہی وصف رکھتے ہیں اور مسلمانوں میں سے شیعہ اور اہل حدیث بھی کسی قدر اس وصف سے متصف ہیں۔ کاش تمام مسلمانوں کو اپنے گھر کی ایسی معلومات اور ان کو پھیلانے کا ذوق ہوتا۔ مجھے صرف یہ تعجب ہے کہ احمدی حضرات وقت کی ضرورت کو بھی نہیں دیکھتے اور بعض اوقات بحث میں وہ کام خراب کر دیتے ہیں۔ جس کے لئے جمع ہوں۔ ان کی اس عادت کو دیکھتے ہوئے میں حیران ہوں کہ یورپ میں کام کرنے والوں کی احمدی فطرت کیونکر بدل جاتی ہوگی اور وہاں احمدی سے صرف مسلمان کیونکر رہ جاتے ہوں گے اور اگر

بالفرض ایسا ہونا بھی ہو تو احمدی مبلغین اسلام کی صداقت ثابت کرتے ہوئے اپنے مسلک کے مطابق یہ دلیل ضرور پیش کرتے ہوں گے کہ امت محمدیہ میں وحی الہام کی فضیلت رکھنے والے اور خدا سے ہمسطحی کا شرف پانے والے ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور اب تک آ رہے ہیں اور اس طرح پر وہ بظاہر اسلام کی خوبی کا اظہار کرتے ہوں گے۔

مگر حقیقت میں جو برتری اور فوقیت ختم نبوت کے مسئلہ کو روشن اور اس کی حقیقت کو بے نقاب کرنے سے اسلام کے اندر ثابت ہو سکتی ہے اور جس کمال کی وجہ سے وہ تمام ادیان سابقہ و لاحقہ کا ناخ بنتا ہے۔ اس کے علم سے اپنے زیر اثر رہنے والوں کو محروم رکھتے ہوں گے۔ احمدیوں کی طرف سے جس اسلام کو وہاں پیش کیا جاتا ہوگا۔ وہ آفتاب کی طرح ضیاء پاش ہو کر تمام نجوم و کواکب کو بے نور کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہوگا۔ کیونکہ اگر وحی کا نازل ہونا کسی غرض پر موقوف نہ ہو اور اگر اس کا دروازہ ہمیشہ بلاوجہ کشادہ رہتا ہو تو انسان کو صرف اسلام پر انحصار رکھنے کی ضرورت کیوں ہو۔ وحی والہام اسلام سے پہلے بھی نازل ہوتا رہا ہے اور بعد میں بھی نازل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

یعنی منزل مقصود تک پہنچانے والی ٹرینیں ہمیشہ چلتی رہی ہیں اور چلتی رہیں گی۔ تو پہلی ٹرینوں میں اسلامی ٹرین میں اور آئندہ آنے والی ٹرینوں میں سے ہر ایک میں مسافر سوار ہونے کا اختیار رکھتے ہیں۔ وہ کیوں کسی اور ٹرین کا ٹکٹ واپس کریں اور نیا ٹکٹ خریدنے کی زحمت اٹھائیں۔ یا کیوں کسی آنے والی ٹرین کا انتظار کریں اور موجودہ وقت میں اطمینان سے اپنا کاروبار جاری نہ رکھیں۔ اسلام کا تفوق اور اسلام کے سوا سب طرف سے مایوس ہونے کی صورت جمعی پیدا ہو سکتی ہے کہ اسلام نے وحی والہام کے مدعا کو جو ہمیشہ نقص سے کمال کی طرف ترقی کرتا رہا ہے۔ ایسے مکمل طریق سے پورا کر دیا ہو کہ اس سے پہلے کبھی ایسی تکمیل کی صورت نظر نہ آئی ہو اور آئندہ اس پر اضافہ کرنا ممکن نہ ہو اور اس مدعا خاص کی نسبت جو ہدایت نامہ نازل فرمایا گیا ہے۔ جہالت کے زمانے میں اس وقت کے انسانوں کے بے نظیر قوت حافظہ سے، کاغذ کی کمیابی کے زمانے میں ہڈیوں اور پتھروں پر نقش کرنے سے، فراوانی سامان کتابت کے زمانے میں ہر کہ و مہ کے اندر تحریر کا شوق پیدا کرنے سے اور طبع و اشاعت کی ایجاد ہونے پر اس کے ذخیروں کا انبار لگانے سے اس کی حفاظت ایسی ہوئی ہو کہ ابد الابد تک اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ رہا ہو۔ ایسے مدعا خاص کو نازل فرمانے اور اس کی حفاظت کا ایسا اہتمام کرنے میں اسلامی تفوق کا راز مضمر ہے اور اسی ختم نبوت کے الفاظ میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔

یعنی جو عظیم الشان کام صدیوں کے اندر بتدریج ترقی کرتا آیا تھا۔ اس کی تمامیت پر ”الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ: ۳)“ ﴿آج تمہارا دین ہم نے مکمل کر دیا۔﴾ کی مہر ثبت ہوگئی اور ”انالہ لحافظون (الحجر: ۹)“ ﴿ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔﴾ کے وعدہ نے اضاعت کا اندیشہ دور کیا۔ آئندہ کوئی جدید ہدایت نازل کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ حضور علیہ السلام خاتم النبیین قرار پائے۔ اب بے وجہ وحی کا نزول نہ ہوگا۔ اس کا سب سے اعتراف کروایا گیا: ”ربنا ما خلقت هذا باطلا (آل عمران: ۱۹۱)“ ﴿اے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔﴾ اور سب کو تنبیہ کی گئی کہ خالق کا کوئی فعل عبث نہیں۔ ”افحسبتم انما خلقناکم عبثا (المومنون: ۱۱۵)“ ﴿کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ بنایا۔﴾

وحی والہام ہمیشہ نازل ہوتا رہا ہے اور اس نے ہمیشہ توحید ربانی سے آشنا کرنے کا کام دیا ہے۔ مگر قواء عقیلہ کی خامی و پختگی، تدبر و تفکر کی صلاحیت اور بروقت کی زبان اور محاورہ کے اندر مطالب کو کا محققہ ظاہر کرنے کی قابلیت میں جس قدر تفاوت رہا ہے۔ اسی قدر مسئلہ توحید کو ذہن نشین کرنے اور معرفت ربانی تک پہنچنے میں نقص یا کمال کا ظہور ہوا ہے۔ ابتداء میں بہت زیادہ نقص باقی رہا اور پھر بتدریج اس میں کمی ہوتی گئی۔ وقت اور ہر زمانے کی وحی محفوظ نہیں رہی۔ مگر اس کو اخذ کرنے کے بعد توحید کے سمجھنے میں جو غلط فہمیاں ہوتی رہی ہیں۔ ان میں سے اکثر اوراق زمانہ پر ثبت ہیں۔ ابتداء میں کسی خوشنما درخت یا کسی عجیب جانور کو دکھا کر بتایا گیا کہ خدا ان میں سے زیادہ باجمال اور اس سے زیادہ تعجب انگیز قدرت رکھنے والا ہے اور ان درختوں اور جانوروں میں اس کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے۔ اس تبلیغ نے قرب خداوندی کا شوق پیدا کیا۔

مگر نادانی نے یہ اثر دکھایا کہ کچھ عرصہ کے بعد گائے اور بندر جیسے جانوروں اور پتیل اور تلسی جیسے درختوں کی بطور ایک معبود کے پرستش ہونے لگی۔ آئندہ انسانی ہوش و حواس نے ترقی کی اور پیش پا افتادہ چیزوں سے نظر آگے جانے لگی تو قدرت خداوندی کو ہوا، پانی اور آگ جیسی زبردست طاقتوں سے تشبیہ دی گئی۔ جس نے عناصر پرستی کا دروازہ کھولا۔ اسی طرح جس قدر دور کی چیزوں تک اور غیر محسوس قوتوں تک رسائی ہوتی گئی۔ ان سے سامان ترغیب پیدا کیا گیا اور ہدایت کی طرف بلا یا گیا اور انسان خدا کی تلاش میں اجرام سماوی کی طرف اور بارش اور دولت

وغیرہ کے دیوتاؤں اور دیویوں کی طرف جھکتا رہا۔ آخر میں صاف اور صریح الفاظ کے اندر وحی کا نزول ہونے لگا تو جب بھی جناب مسیح علیہ السلام کے محاورہ میں خدا کے لئے ہمارے آسمانی باپ کا لفظ استعمال کیا گیا اور لوگوں نے پدرانہ تعلق کا ذکر سن کر جناب مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔

غرض ہر وحی کے بعد انسان نے ذات خداوندی کو سمجھنے کی کوشش کی ہے تو اس کے لئے کسی نہ کسی طرح کی جسمانی شکل اور جسمانی اوصاف مان لئے ہیں۔ یہ صرف اسلامی وحی کا خاصہ ہے کہ اس نے ذات و صفات خداوندی کے ذکر میں کبھی اور کہیں ایسا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔ جس سے آئندہ غلط فہمی کا ظہور اور کسی محسوس یا غیر محسوس مخلوق کو معبود سمجھنے کا امکان ہو۔ بلکہ اس نے ”لیس کمثلہ شی (الشوری: ۱۱)“ ﴿اس کی مثال بھی کوئی نہیں﴾

”سبحان اللہ عما یصفون (الصف: ۱۵۹)“ ﴿وہ لوگوں کی ہر طرح کی توصیف سے بالاتر ہے﴾ اور ”لا یحیطون بہ علما (طہ: ۱۱۰)“ ﴿اس کو کسی کا علم گھیر نہیں سکتا﴾ جیسے صاف اور صریح الفاظ میں سمجھایا گیا کہ خدا ہر طرح کے ناقص اور ناپائیدار اوصاف سے مبرا اور انسانی فہم و قیاس میں در آنے سے بالاتر ہے اور اسے رب الغلین (سب کو پالنے والا) کہہ کر پدرانہ شفقت و رحم کا تصور قائم رکھا ہے اور پسری تعلق کا اندیشہ پیدا نہیں ہونے دیا۔ یہی وہ غایت معرفت ہے۔ جس تک انسان پہنچ سکتا ہے کہ بجائے خدا کو سمجھنے کے یہ سمجھا جائے کہ اسے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس سے آگے نہ انسانی فہم ترقی کر سکتا ہے اور نہ اس کو ترقی دینے کے لئے کسی وحی والہام کی ضرورت۔

اب انسان تمام ادیان سابقہ کو چھوڑ کر ہی اس معراج کمال تک پہنچ سکتا ہے اور اسلام کے بعد آئندہ کے لئے ہر قسم کے انتظار اور امید سے یکسو ہو کر اطمینان کے ساتھ اسلام پر قائم رہ سکتا ہے اور اسلام کا یہی وصف ہے جس کی وجہ سے تمام دنیا میں اسلام کی منادی کرنے اور کافۃ الناس کو اس کی طرف دعوت دینے کی ضرورت ہے۔ احمدی مبلغین اسلام کے اس وصف سے آشنا نہیں ہیں اور انہیں تعلیم ہی ایسی دی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ مفتری کو ملہم من اللہ سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اسلام کے ایسے مخصوص اوصاف اور کمالات کو کب پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے انسان اسلام کی آغوش میں آنے پر مجبور ہو۔ جب وحی والہام کا دروازہ ہمیشہ کے لئے مفتوح ہے تو محمد

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر سخت عبادت اور ناگوار ایثار کا پابند ہونے کی بجائے آدمی ایک بھنگڑ کے نعرہ مستانہ کو وحی سمجھ کر ریش و بروت کی صفائی کو مغز عبادت اور آوارگی و بے لگامی کو کمال معرفت کیوں نہ قرار دے۔ تحریک احمدیہ نے ختم نبوت کو اڑا کر اسلام کو تبلیغی مذہب ہونے کے قابل نہیں چھوڑا۔ ہر شخص آزاد ہے اور کوئی کسی کا اتباع کرنے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی۔

حضرت محمد ﷺ کے بعد مرزا قادیانی تشریف لائے تو قرآن میں بار بار خلود فی النار (آگ میں ہمیشہ جلنا) کا ذکر دیکھ کر جس خوف و دہشت سے جان ہوا ہو رہی تھی اس سے نجات ملی۔ دوسرے اپنی جان کو خدا کے راہ میں قربان کرنے کا جو ہوش رہا فریضہ گردن پر سوار تھا۔ اس سے آزاد ہو گئے تو کیوں نہ انتظار کریں۔ شاید کوئی اور ملہم پیدا ہو اور حج اور زکوٰۃ سے بھی سبکدوش کر دے۔ یا بعض منہاھی محرمات کی اجازت دے۔ جب یہ سلسلہ جاری ہے اور گزشتہ احکام پر خط تنسیخ کھینچ سکتا ہے۔ تو کبھی نہ کبھی اب سے زیادہ آسانی پیدا ہونے کا بھی احتمال ہے۔ کیا یورپ میں یہی تبلیغ ہوتی ہوگی۔ جس کے لئے مسلمانوں سے مدد طلب کی جاتی ہے؟

مگر نہیں، یاد رکھئے تبلیغ اسلام کی ایک طرف احمدیہ کی تبلیغ بھی نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ جو انوار و برکات اس تحریک کے اتباع پر مرتب ہوتے ہیں۔ وہ نہ کبھی پہلے حاصل ہوئے اور نہ اس تحریک میں داخل ہونے کے بغیر حاصل ہو سکتے ہیں۔ یعنی جس ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ وہ مکمل ہے۔ بے نظیر ہے۔ آخری ہے اور رائل روڈ ہے۔ جب تک نبوت ختم نہیں ہوئی۔ جس قدر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ سب خاص اقوام کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ایک قوم کے سوا دوسرے قوم سے ان کا سروکار نہ تھا۔ اس لئے ایک وقت میں کئی کئی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کا حنیف ہونا انہیں متبوع خلأق بنانا ہے۔ ان کے زمانے میں بھی سدومیوں کی طرف حضرت لوط علیہ السلام مبعوث کئے گئے۔

کافۃ الناس کے لئے نبی جہی مبعوث ہو سکتا ہے کہ اس کی شریعت مکمل ہو اور اس کے بعد وحی والہام منقطع کر دیا جائے۔ یہی ہوتا تھا اور ہو چکا۔ اب کسی مجدد، کسی محدث اور کسی نبی پر وحی والہام کے منقطع سلسلہ کو جاری نہ سمجھو۔

نیز فرمائیے کہ اگر یورپ والوں کو صرف مسلمان بنایا جاتا ہے اور احمدیت سے آگاہ نہیں کیا جاتا تو آپ کے عقیدہ میں مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے سے آدمی کے اسلام میں جو نقص رہتا ہے آپ وہاں کے مسلمانوں میں اس کا دفعیہ کیونکر کرتے ہیں اور وہاں کے جو لوگ اسی حالت میں مر جاتے ہیں اور مرزا قادیانی سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کے ”کسی قدر عذاب“ میں مبتلا رہنے کا کیا تدارک ہوتا ہے اور اگر آپ کے نزدیک صرف اسلام سے شناسا ہو کر وہ نجات کے مستحق ہو جاتے ہیں تو پھر ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا قصور ہے۔ جو آپ انہیں مرزا قادیانی سے شناسا کرنے اور انہیں ”کسی قدر عذاب“ کا مستحق بنانے کی سربکف کوشش کر رہے ہیں۔ جو رحم آپ کا اہل یورپ کے حال پر مبذول ہے۔ خدا را اس رحم سے ہندوستان کے غریب مسلمانوں کو محفوظ فرمائیں۔

یورپ والے تثلیث کے قائل یا دھریہ ہوتے ہوئے آپ کے ایسے رحم کے مستحق ہیں تو ہندوستان والے حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھتے اور توحید پر قائم رہتے ہوئے کیوں مستحق نہیں کہ ان تک مرزا قادیانی کا نام اور کام نہ پہنچایا جائے اور اس لاعلمی کو ان کے جنتی ہونے کا باعث بنایا جائے۔ یہ درخواست صرف اسی صورت میں ہے جبکہ آپ یورپ میں احمدیت کی تبلیغ نہ کرتے ہوں۔ لیکن اگر وہاں والوں سے بھی ہندوستان جیسا سلوک ہوتا ہے تو پھر آپ اسلامی خدمت کوئی نہیں کرتے۔ اپنے مذہب کا کام کرتے ہیں جو آپ کو مبارک رہے

آپ نے امام الزمان کے مسئلہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ یعنی آپ مرزا قادیانی کو امام زماں مانتے ہیں اور ان کی اطاعت کو فرض گردانتے ہیں۔ میرا خیال بھی ملاحظہ کیجئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کو آپ ضرور امام الزماں سمجھتے ہوں گے اور ان کے امام بننے کا طریق بھی آپ کو معلوم ہے۔ ان کو امت نے اپنے اتفاق سے انتخاب کیا اور وہ بغیر اپنی خواہش اور کوشش کے امام بنے۔ پس امام بننے اور بنانے کا صحیح طریق یہی ہے اور انہی کو آدمی نہ پہچانے تو جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ ماموریت کا دعویٰ کرنا، اطاعت کی طرف بلانا اور منکرین کو عذاب سے ڈرانا پیغمبر کا خاصہ ہے۔ امام کا کام نہیں۔

مرزا قادیانی نے کوئی انوکھی بات نہیں کہی تھی۔ جس شکل سے ہمیشہ نبی آتے رہے ہیں۔ اسی شکل میں انہوں نے اپنے تئیں پیش کیا۔ آپ نے اور آپ کے فرقہ نے انہیں انوکھی چیز بنا دیا اور دنیا کا عجیب الخلق انسان بنا کر پیش کیا۔ یعنی آپ کے نزدیک وہ معمولی امام ہیں۔

معمولی مجدد ہیں۔ معمولی محدث ہیں اور باوجود اس کے وہ اپنی شان میں ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں رکھتے تو آپ کی فلاسفی سمجھے کون؟

اس امامت کو دیکھئے، خلفاء راشدین کے بعد اس کا کیا حشر ہوا۔ یہی ناکہ بد قسمتی سے امت نے اس فریضہ کو فراموش کر دیا اور مروان جیسے مکار، عبدالملک جیسے جابر اور یزید جیسے ظالم حکام جو فریب کے زور سے، زر کے زور سے اور تلوار کے زور سے حکومت پر متصرف ہوتے رہے۔ آرام طلب اور غافل رعیت انہیں امام کا لقب دے کر اطاعت کرتی رہی اور امام کو صحیح معنوں میں قائم کرنے کی فرضیت عقائد کی کتابوں میں لکھی رہ گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک امام کوئی نہیں ہوا۔

ہم سب اپنے فرض سے غافل رہنے کی وجہ سے گنہگار ہیں۔ مگر جب امام زمان کوئی موجود نہیں تو اس کو نہ پہچاننے کے مجرم نہیں ہیں۔ مرزا قادیانی اس شکل سے امام نہیں بنائے گئے تو آپ انہیں امام الزمان کیونکر فرض کر سکتے ہیں۔

یہ ہیں میرے وہ تمام خیالات جو آپ کا رسالہ ”ہمارے عقائد اور ہمارا کام“ دیکھ کر میرے دل میں پیدا ہوئے۔ انہیں پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور آخر میں گزارش کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ آپ اپنے عقائد اور اپنے کام کو اگر اس رنگ میں پیش کرتے کہ ایک جدید مسلک کے پیرو ہو کر آپ نے کیا پایا اور اسے کہاں تک پھیلا یا تو کسی کو اس کی نسبت اظہار خیال کی ضرورت نہ تھی۔ ہر شخص کو کوئی مسلک پیدا کرنے کا یا اختیار کرنے کا اور اس کو رواج دینے کا حق حاصل ہے۔ ہمارے دل میں خیالات کا طوفان اس لئے اٹھتا ہے کہ آپ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں اور باعث ترک ملاقات جو ہم سمجھتے ہیں۔ اسے مانتے نہیں اور جو خود بتاتے ہیں، سمجھتے نہیں۔ یعنی آپ اپنے تئیں مسلمان کہہ کر ہم سے معانقہ کرتے ہیں اور اپنی رفتار قیامت کو جاری رکھتے ہوئے بہت جلد آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور ہم کہتے رہ جاتے ہیں کہ:

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی

بازار خویش و آتش ماتیز مے کنی

اس کا جواب اگر عنایت ہو تو نہایت شوق سے دیکھوں گا اور عجب نہیں جو دونوں یک

جا شائع ہوں یا انتظار کے بعد یہی تحریر پریس میں جائے۔ فقط!

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
سبحان الله العظيم

مرزا کا چہرہ اپنے آئینہ میں



حضرت مولانا مشتاق احمد ہوتوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

وجہ تالیف

چونکہ مرزائیوں کا گمراہ فرقہ اپنے باطل مذہب اور گندے عقیدے کی تبلیغ میں سرگرم ہے۔ اس لئے یہ مختصر سا رسالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اعمال و کردار، سب و شتم، سفید و سیاہ جھوٹ، رنگین و مرصع گالیاں وغیرہ خود مرزا قادیانی کی ہی کتابوں سے نقل کر کے اس لئے جمع کی ہیں کہ وہ سادہ لوح انسان جو مرزائیوں کی چکنی چڑی باتوں میں آ کر حقیقی مذہب اسلام سے روگرداں ہو کر کافر بننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کو اس گروہ ضال و مضل کی تمام فریب کاریوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ کوئی مسلمان ان کے مکر و فریب کے جال میں نہ پھنسے۔ نیز مسیلمہ کذاب ثانی کی حقیقت اور اس کی تہذیب و اخلاق کی تصویر اس طرح عریاں ہو جائے کہ ہر آدمی یہ محسوس کرے کہ ایسا شخص مجدد، مسیح، نبی اور مصلح تو کیا شرافت و انسانیت کا حامل بھی نہیں ہو سکتا اور یہ رسالہ انشاء اللہ سلیم الطبع اور سعادت مند آدمی کو راہ راست پر لانے کا موجب بنے گا۔ پہلے مرزا قادیانی کی رنگین اور مرصع گالیاں جس سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ان سے مشتے ازخروار بطور نمونہ بالکل صحیح حوالہ جات سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کی تہذیب..... تصویر کا پہلا رخ

.....۱ ”کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔“ (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰)

.....۲ ”گالی دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ نمبر ۴ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۷)

.....۳ ”گالیاں دینا کمینوں اور سفلوں کا کام ہے۔“ (ست بچن ص ۲۱، خزائن ج ۱ ص ۱۳۳)

.....۴

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(درشن ص ۱۲)

اب مرزا کی رنگین گالیاں سنیں۔

تصویر کا دوسرا رخ..... پیروں کو گالیاں

..... ”بعض جاہل سجادہ نشین فقیری اور مولویت کے شتر مرغ..... لیکن یہ جاننا چاہئے کہ یہ

سب شیاطین الانس ہیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷، ۱۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۲)

.....۲ ”پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کوڑ مغزی پر پردہ ڈال رہے

ہیں۔ وہ نہ صرف دروغ گو بلکہ سخت دروغ گو ہیں۔“ (نزول المسح ص ۶۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۴)

.....۳ ”اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ پر رکھ دی۔“

(حاشیہ نزول المسح ص ۷۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۸)

علماء کو گالیاں

.....۱ ”بد بخت مفتریوں نے معلوم یہ وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

.....۲ ”اے بد ذات فرقہ مولویاں۔“

.....۳ ”بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں..... دنیا میں سب

جانوروں میں سے سب سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ

لوگ ہیں..... اے مرد درخور مولویو اور گندی روجو..... اے اندھیرے کے کیڑو۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

.....۴ ”بے ایمانو، نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو۔“

(اشتہار انعامی تین ہزار ص ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹)

.....۵ ”دلہیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیموں کا

نطفہ بد گو ہے اور خبیث اور مفسد جھوٹ کو ملح کرنے والا منحوس ہے۔ جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ

رکھا ہے..... تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے۔ اے حرامی لڑکے۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۱۴، ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶)

(انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲) پر کہا ”اے نسل بدکاراں یعنی اے بدکار عورتوں

کی نسل۔“ اور اس کے علاوہ بھی بے شمار کتابیں رنگین اور مغلظ گالیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ جو مرزا

قادیانی کی اخلاقی تصویر کو برہنہ اور بے نقاب کر دیتی ہیں اور سنئے۔

عوام کو گالیاں

مرزا قادیانی کہتے ہیں:

ان العدی صار وخنزیر الفلا نساء ہم من دونهن الا کلب
یعنی دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔“

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

.....۲ ”تک کتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من
معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا“ یعنی میری کتابوں کو ہر مسلمان
محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری
دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے بدکار عورتوں کی اولاد کے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴)

دیکھا یہ ہے مرزا قادیانی کی تعلیم اور اس کی تہذیب:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بس ہم یہی کہتے ہیں کہ ان رنگین و مرصع گالیوں کے لائق مرزا قادیانی ہیں لہذا ہم ان کا

ثواب مرزا قادیانی کی روح کو بخشتے ہیں۔

لطیفہ

مرزا قادیانی کا بڑا الزکا فضل احمد مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لایا اور مرزا قادیانی کی

زندگی میں فوت ہو گیا تو اس کا آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کیا بنا اور اس کی والدہ کیا بنی؟

مرزائی عذر

مرزائی یہ عذر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو ابی طور پر گالیاں دیں اور یہ سخت کلامی

ہے گالیاں نہیں ہیں۔

جواب..... یہ عذر بالکل غلط ہے کیونکہ مرزا قادیانی خود کہتے ہیں ”میں نے جو ابی طور پر کسی کو گالی

نہیں دی۔“ (مواہب الرحمن ص ۱۸، خزائن ج ۱۶ ص ۲۳۶)

خواہ مخواہ اس کی بدزبانی کو چھپانے کے لئے تاویلیں کرتے ہیں اور اگر یہ گالیاں نہیں

ہیں تو ہم مرزائی امت کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سب ذریعہ البغایا خنازیر الفلاء اور کلاب ہیں۔ کوئی

تکلیف تو نہیں ہوگی اور ہونی بھی نہیں چاہئے۔ بلکہ وہ ہم کو دعائیں دیں کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ تعلیم دی تھی کہ:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھوڑائیں وہ ایسے اشتہار

(درتین ص ۸۵)

انبیاء علیہم السلام کی توہین..... تصویر کا پہلا رخ
..... مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۹۰)

..... ۲ ”وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔“
(ابلاغ المبین ص ۱۹، ملفوظات ج ۱۰ ص ۴۱۹)

لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دریدہ دہنی اور ان کی توہین کی ہے اس کو کوئی حلیم سے حلیم شخص بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ دیکھئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین..... تصویر کا دوسرا رخ
مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ بدزبانی میں اس قدر بڑھ گئے تھے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے نام رکھے۔“

(چشمہ مسیحی ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

..... ۲ ”آپ (عیسیٰ) کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادایاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھی۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ

ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۸)

..... ۳ ”یسوع اپنے تئیں اس لئے نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی، کبابی ہے اور خراب چال چلن۔“

(ست بچن ص ۷۲، حاشیہ، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶)

۴..... ”مسح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاهد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود ہیں، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“
(مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۲۳، ۲۴)

۵..... ”یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اور مسلمانوں کا زندہ رسول، اس در ماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی رکھا۔“

(حاشیہ ضمیرہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

۶..... ”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی حرام کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“
(دافع البلاء آخری ص، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲)

۷..... ”آپ (عیسیٰ) کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں کی طرح مرگی کو بیماری نہ سمجھتے تھے۔ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔ ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی عادت تھی..... یہ بھی یار ہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(ضمیرہ انجام آتھم ص ۵، حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

.....۸

ابن مریم چکا حق کی قسم
داخل جنت ہوا اے محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(تمہ حقیقت الوحی ص ۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۳)

۹..... ”یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔“

(حاشیہ سب بچن ص ۱۷۰، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۵)

۱۰..... ”مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا۔ جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اس کو عاق کر دیا۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح وہ مسیح ابن مریم

نوجوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔“

(الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲)

دیکھا اپنی جھوٹی اور انگریزی نبوت کی اشاعت میں کس قدر جرأت اور بے باکی سے ایک جلیل القدر پیغمبر کی توہین کی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

عذر لنگ

مرزا قادیانی اور اس کی امت اپنے جرم کی پردہ پوشی کے لئے یہ عذر کرتے ہیں کہ یسوع کی توہین کی ہے عیسیٰ کی نہیں کی۔ کیونکہ عیسیٰ اور یسوع دو آدمی تھے۔

جواب..... مرزا قادیانی اور اس کی امت نے یسوع کی توہین کا اقرار کیا ہے۔ اب اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے انکار کرنا بالکل غلط اور ناقابل تسلیم ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے بیانات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عیسیٰ، یسوع، مسیح تینوں ایک ہی آدمی کے نام تھے۔ مذکورہ بالا عبارات میں بھی مسیح اور عیسیٰ ابن مریم کی تصریح ہے۔ ان کے علاوہ اور عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

..... ”بائبل اور ہماری حدیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود غرضی کے ساتھ آسمان پر جانا متصور کیا جاتا ہے۔ وہ دونی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔“

(چشمہ مسیحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶)

.....۲ ”تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی قائم کیا جائے گا۔ وہ نبی یسوع یعنی عیسیٰ ابن مریم ہے۔“

.....۳ ”یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا۔“

(چشمہ مسیحی ص ۶۷، حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۱)

.....۴ ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھے۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“ (کشتی نوح ص ۱۶، حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

اس عبارت میں حضرت مریم علیہا السلام کی بھی توہین ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی تصریح ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم“ کے ہوتے ہوئے عیسیٰ کا باپ اور حضرت مریم کا

خاوند ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار شہادتیں موجود ہیں۔ جو صاف بتا رہی ہیں کہ یسوع، مسیح اور عیسیٰ ایک ہی آدمی کے نام تھے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے انکار کرنا ایسا ہے جیسے کہا جائے کہ سورج نکلا ہے۔ آفتاب نہیں نکلا۔

عذر ثانی

مرزائی یہ بھی عذر کرتے ہیں کہ یہ سخت کلامی عیسائیوں سے الزامی اور جوانی طور پر کی گئی ہے۔

جواب..... یہ بھی ایک حیلہ ہے جو مرزا قادیانی کی زبان درازی اور جرم چھپانے کے لئے تراشا گیا ہے اور سر اسر غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے تصریح کی ہے کہ ”میں نے جوانی طور پر گالی نہیں دی۔“ (مواہب الرحمن ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۶) اور تعلیم یہ تھی کہ: ”بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو، نہ قول سے نہ فعل سے۔“ (نسیم دعوت ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۵) ”اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“ (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱) تو اپنی تعلیم کے خلاف کر رہے ہیں؟ نہیں، ان کا عقیدہ بھی تھا، لکھتے ہیں۔

..... ”غرض یہ اعتقاد بالکل غلط ہے۔ فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر سچ مچ کا پرندہ بنا دیتا تھا۔ بلکہ صرف عمل الترب (مسمریزم) تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

آگے (ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ”یہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔“

..... ۲ ”عیسائیوں نے آپ (عیسیٰ کے) بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا..... اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوا، ہوتو آپ کا معجزہ نہیں تھا۔ بلکہ اس تالاب کا معجزہ تھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

..... ۳ ”اس مسیح کے مقابل جس کا نام خدا رکھا گیا ہے (عیسائیوں کے نزدیک) خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) اور پھر لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی بدزبانی، فحش کلامی اور توہین آمیز کلمات کو خدا کی طرف سے وحی اور الہام بنا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں۔ وہ منجانب اللہ ہوتا ہے اور میری ہر بات وحی الہی ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

.....۱ ”میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص ۶۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۸۵)

.....۲ ”جو لوگ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے

نہیں سمجھتے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

.....۳ ”جب میں عربی یا اردو میں لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم

دے رہا ہے۔“

(نزول المسیح ص ۵۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی فحش کلامی رنگین و مغلظ گالیاں وغیرہ

معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہیں۔

صحابہؓ کی توہین

.....۱ ”بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کوئی حصہ نہ تھا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

.....۲ ”ابو ہریرہؓ غبی تھا درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

امام حسینؓ کی توہین

کہتے ہیں: ”اے شیعہ قوم! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں تم

سے بچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے جو حسین سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

.....۲

کر بلا ایست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

یعنی کر بلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے اور سو حسین میری گریبان میں ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

لکھتے ہیں کہ: ”بعض گزشتہ انبیاء کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان (مرزا قادیانی)

معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت نہیں۔“ (نزول المسیح ص ۸۲، خزائن ج ۱۸ ص ۴۶۰)

.....۲ ”خدا نے مجھے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔

اس قدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

”ہے۔“

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین

”اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس قدر نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر وہ نوح کے زمانہ میں دو

نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

آنحضرت ﷺ کی توہین

لکھتے ہیں: ”آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار ہوئے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن

ج ۱ ص ۱۵۳) اور اپنے معجزات کی تعداد لکھتے ہیں: ”میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔“

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

بلکہ یہ کہا کہ: ”میرے نشان دس لاکھ سے زائد ہیں۔“ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۵۶، خزائن

ج ۵ ص ۷۲) بلکہ اس سے بھی زیادہ ساٹھ لاکھ بتائی ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷)

..... ۲ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی تصدیق کے لئے صرف شق قمر ہوا۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لئے سورج اور چاند دونوں کو پیش کر رہے ہیں:

”لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر“

یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے روشن چاند کو گرہن لگا اور میرے لئے سورج اور چاند

دونوں بے نور ہو گئے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

گویا مرزا قادیانی شرف و بزرگی میں آنحضرت ﷺ سے کئی گنا زیادہ تھے۔ یہ کتنی

توہین ہے۔ یہیں پر بس نہیں بلکہ خدا پر بھی زبان درازی کرتے ہوئے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی توہین

”تمام مسلمانوں کا بالاتفاق عقیدہ ہے کہ وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔“

(ازالہ اوہام ج ۲ ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

لیکن مرزا قادیانی اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ ”کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا

ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے۔ مگر بولتا نہیں۔ پھر اس کے بعد سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا کیا

زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔“ (ضمیمہ نصرت الحق ص ۱۴۴، خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۲)

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی اپنے ان اقوال کی رو سے کیا ٹھہرے؟ جو تصویر کے پہلے رخ میں مذکور ہیں۔

کذبات مرزا..... تصویر کا ایک رخ

.....۱ ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڈ ویہ ص ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۵۶)

.....۲ ”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی کام نہیں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲ ص ۲۲۲ ص ۲۵۹)

.....۳ ”کلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱ ص ۳۲۳)

.....۴ ”وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔“

(شعہ حق ص ۶۰، خزائن ج ۲ ص ۳۸۶)

.....۵ ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے۔ تو پھر اس کی دوسری باتوں میں بھی اعتبار نہیں رہتا۔“

مرزا کا پہلا جھوٹ..... تصویر کا دوسرا رخ

کہتے ہیں: ”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ اب ذرا سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی حدیث ہے۔ جو اس کتاب میں درج ہے جو ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)“ یہ حدیث بخاری شریف میں ہرگز نہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔ اگر ہے تو ہمیں دکھائیں اور انعام لیں۔

دوسرا جھوٹ

”انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگا دی ہے کہ وہ (مسح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۲۳، خزائن ج ۱ ص ۳۷۱) یہ سفید جھوٹ ہے کسی نبی نے نہیں کہا کہ پنجاب میں اور چودھویں صدی کے سر پر مسح موعود ہوگا۔

تیسرا جھوٹ

”احادیث صحیحہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسح ہوگا۔“ (آئینہ

کمالات اسلام ص ۳۴۰، خزائن ج ۵ ص ۳۴۰) یہ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ آنحضرت ﷺ پر افتراء ہی صرف اپنی دیسی مسیحیت کے لئے زمین ہموار کی جا رہی ہے۔

اکٹھے چار جھوٹ

”یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن ہے کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔“ حاشیہ پر لکھتے ہیں: ”مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ (زکریا ب ۱۴ آیت نمبر ۱۲، انجیل متی ب ۲۴ آیت ۸: ۱۱، مکاشفات یوحنا ب ۲۲ آیت نمبر ۸)“

اس عبارت میں دو بڑے بڑے سفید جھوٹ ہیں۔ ایک قرآن اور دوسرا انجیل پر۔ قرآن مجید کی کسی آیت اور کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پھوٹ پڑے گی۔ اس لئے یہ سراسر جھوٹ ہے اور قرآن پاک پر افتراء ہے۔ دوسرے انجیل متی ب ۲۴ آیت نمبر ۸ میں بھی یہ نہیں۔ بلکہ وہاں تو اس کے برعکس لکھا ہے کہ ”بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے۔“ آگے اسی صفحہ پر آیت نمبر ۲۴ میں لکھا ہے: ”کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔“

ہاں انجیل کی یہ آیت تو مرزا قادیانی پر خوب صادق آتی ہے۔ نیز یہ الفاظ نہ کتاب زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲ میں ہیں اور نہ مکاشفات یوحنا ب ۲۲ آیت نمبر ۸ میں ہیں۔ تو دو جھوٹ یہ نکلے۔“ فلعنة الله على الكاذبين

غیر محرم عورتوں سے اختلاط..... تصویر کا ایک رخ

عورتوں کو چھونا جائز نہیں

مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ایک دفعہ ڈاکٹر اسماعیل خان صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفا خانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ بھی کرتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا: ”یہ تو جائز نہیں۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے تھا کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔“ (سیرت المہدی ص ۶۷ ج ۲، بروایت نمبر ۴۰)

تصویر کا دوسرا رخ..... دو شیزہ لڑکی سے پاؤں دباوانا

”حضور (مرزا قادیانی) کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔“ (افضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء) ”مرحومہ کا نام عائشہ تھا۔ جو کنواری دو شیزہ تھی۔ چودہ سال کی عمر میں مرزا قادیانی کی خدمت میں بھیجی گئی۔“ (حوالہ مذکورہ)

بھانوکا لطیفہ

”ڈاکٹر اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت (مرزا قادیانی) کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانوتھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو وہ دبا رہی ہے۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوری دیر کے بعد حضرت مرزا قادیانی نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ”ہاں جی تدے تاں تہاڈی لتاں لکڑی وانگو ہایاں نیں۔“ یعنی جی ہاں جی تو آج آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔“ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰ نمبر ۲۸، سیرت المہدی سوم ص ۷۲)

علامت مسیح موعود..... تصویر کا ایک رخ، مسیح موعود حج کرے گا

”آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کو امتی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔“ (ازالہ ادہام ص ۱۰۹، خزائن ج ۳ ص ۳۱۲) اسکی تائید کے لئے (ایام الصلح ص ۱۶۹، خزائن ج ۱۳ ص ۴۱۷) پر مسلم شریف کی اس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں یہ آتا ہے کہ مسیح موعود حج کرے گا۔

تصویر کا دوسرا رخ..... مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کوئی حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا۔ تسبیح نہیں رکھی..... وظائف نہیں پڑھتے تھے۔“

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۹ روایت نمبر ۶۷۲)

مرزا سیوں کا حج

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلی حج ہے۔“

(افضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

”اس جگہ نقلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

نبی معصوم ہوتا ہے..... تصویر کا پہلا رخ

”نبی کی عصمت ایک اجماعی عقیدہ ہے۔ نبی کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے۔“

(سیرت المہدی ص ۱۱۵، ج ۳ روایت نمبر ۶۶۴)

”ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور (مرزا قادیانی) فرماتے تھے کہ

انبیاء کے لئے عصمت ہے۔ وہ ہمیشہ گناہ سے پاک ہوتے ہیں..... انبیاء گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔“

تصویر کا دوسرا رخ..... مرزا قادیانی معصوم نہیں

اول تو مرزا قادیانی کے اعمال و کردار اور اقوال کو دیکھیں۔ پھر اس کا اقرار بھی سنیں،

کہتے ہیں: ”لیکن افسوس ہے کہ بٹالوی صاحب (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) نے یہ نہ سمجھا

کہ نہ مجھے اور نہ کسی اور انسان کو بعد انبیاء کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“

(کرامات الصادقین ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۴۷)

مضحکہ خیز الہامات..... مرزا قادیانی کو حیض اور بچہ

مرزا قادیانی اپنا الہام بیان کرتے ہیں کہ: ”بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے

اور یا کسی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ اب تجھ میں وہ حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال کے

ہے۔“ (اربعین نمبر ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۴۵۲، تترہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

مرزا قادیانی کو حمل

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میرا نام مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفل کی گئی اور

استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی ماہ بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں، مجھے مریم سے عیسیٰ

بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

لطیفہ

یہ عجیب بات ہے کہ خود ہی مریم اور پھر عیسیٰ ابن مریم بن گئے۔ تو اپنے میں سے آپ

ہی نکل آئے۔

مرزا قادیانی کے انگریزی الہامات

(تذکرہ طبع سوم ص ۵۸۳)

..... ”ایک حرف اور دو لڑکیاں۔“

A Word and two girls.

(تذکرہ طبع سوم ص ۶۳)

..... ”میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“ (I love you.)

ایک پہیلی

مرزا قادیانی اپنے متعلق کہتے ہیں:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

آپ خوب سوچ کر بتائیں کہ وہ کیا چیز ہے؟

سچے نبی اور سچے مرزائی کی پہچان

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے پچاس حصے لکھنے کا اعلان کیا اور بہت تعریف کی کہ اس میں صداقت اسلام (مرزائیت) پر تین سو سے زائد دلائل ہوں گے اور لوگوں سے پہلے ہی پچاس حصوں کی رقم وصولی کر لی۔ لیکن چار حصے لکھنے کے بعد ۲۳ برس تک خاموش رہے اور کوئی حصہ نہ لکھا تو ہر طرف سے لوگوں نے لعن طعن شروع کر دی۔ پھر پانچواں حصہ لکھا اور کہا کہ: ”یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں۔ بعد اس کے ہر ایک صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا ہے۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا۔ کیونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

فائدہ نمبر ۱..... اگر سچے مرزائی کی پہچان کرنی ہو تو اس سے پچاس روپے قرض لے لیں۔ چند دن کے بعد اس کو پانچ روپے ادا کر دیں۔ اگر وہ خاموش ہو گیا اور زیادہ مطالبہ نہ کیا تو وہ سچا مرزائی ہے اور اگر پورے پچاس روپے کا مطالبہ کرے تو سمجھو کہ وہ جھوٹا مرزائی ہے۔ آپ اس کو کہیں کہ وہ اپنے نبی کی تعلیم پر عمل کرے اور پانچ روپے لے کر اپنے پیشوا کی روح کو ثواب پہنچائے۔ کیونکہ انہی کے قول کے مطابق پانچ سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

فائدہ نمبر ۲..... کوئی نبی کتب فروش نہیں ہوتا اور نہ غیر مسلم کافر کا مطیع و خیر خواہ اور ملازم ہوتا ہے اور جو کتب فروش ہو، انگریز کا خیر خواہ مطیع اور ملازم ہو، وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نبی مطاع ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کی کتب فروشی تو ماقبل عبارت سے معلوم ہوگئی۔ اب اس کی اطاعت اور ملازمت بھی دیکھیں۔

تصویر کا دوسرا رخ..... انگریزی حکومت کی اطاعت

..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور

حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔“

.....۲ ”میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

.....۳ ”کہتے ہیں کہ ابر رحمت کی طرح خدا ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا.....

اور ہم اور ہماری ذریت (اولاد) پر یہ فرض ہے کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تعلق داری اور ملکیت قادیاں کا حصہ جدی والد مرحوم کو ملے جو اب

تک ہیں..... والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری

دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کے

غدر کے ایام میں پچاس گھوڑے انہوں نے سرکار کو دیئے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۶)

یہ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں امام مہدی ہوں اور عیسائیت کو ختم

کرنے آیا ہوں اور پھر انگریزی عیسائی حکومت کے زیر سایہ اپنی نبوت چلاتے ہیں اور اسی کے مطیع

اور خیر خواہ ہیں اور اسی حکومت کے لئے دعا کرتے ہیں۔

ملازمت

”مرزا قادیانی چار سال انگریزی حکومت کی ملازمت کرتے رہے اور پھر خفیہ ملازم

ہو گئے۔“ (سیرت المہدی ص ۴۴ حصہ اول، بروایت نمبر ۴۹) (ایام ملازمت ۱۸۶۲ تا ۱۸۶۸ء)

اب مرزا قادیانی کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد سوچیں اور اندازہ لگائیں کہ ایسا

شخص نبی، مجدد یا مسیح موعود وغیرہ ہو سکتا ہے؟ لیکن پھر بھی مرزا قادیانی کی بنا پستی نبوت اور دیسی

مسیحیت پر وہی لوگ ایمان لائیں گے۔ جو عقل اور دانش سے محروم ہیں اور جن کی ذہنیت خدا تعالیٰ

نے مسخ کر دی ہے اور ”ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم“ کی وجہ سے غور و فکر کی تمام

قوتیں سلب ہو گئی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ!

ہمارا حق تھا دکھانا، بتانا سمجھانا

خدا کے بس ہے صراط مستقیم کی ہدایت

مشاق احمد غفرلہ

مکتبہ المدینہ لاہور
پبلشرز
100-101، سید علی شاہ روڈ، لاہور

فرنگی سیاست کے برگ و بار



حضرت مولانا عبدالحق رحیم یار خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

فرنگی سیاست کے برگ و بار کے زیر عنوان مولانا عبدالحق نے اس مختصر مگر جامع کتابچے میں نہایت اختصار کے ساتھ ہندوستان میں انگریز کی عملی سیاست کا خاکہ اس کے معاونین کی ہمدردانہ تحریروں کی شکل میں پیش کیا ہے۔ مسلمانان پاکستان خوش نصیب و بافخر ہیں کہ انہوں نے فرنگی کی غلامی سے آزادی حاصل کر لی ہے اور تاج برطانیہ کو سات سمندر پار پھینک دیا ہے۔ دراصل ہماری آزادی کا صرف یہی معنی و مفہوم فرنگی کے بھاری بھر کم جسم کو سمندر پار دھکیلنا ہی نہیں بلکہ فرنگی کے ان معاونین کا قلع قمع بھی کرنا ہے جو کہ نہ صرف فرنگی کے زبردست حامی و معاون تھے۔ بلکہ آج پاکستان کے ۲۳ سالہ قیام کے بعد اس کی بہترین یادگار بھی ہیں۔ ہماری بد قسمتی کی یہ انتہاء ہے کہ وہی فرنگی نواز افراد حکومت کی کلیدی اسامیوں پر متمکن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آزادی کے بعد ذہنی طور پر فرنگی تہذیب سے نجات نہیں پاسکے۔ ہندوستان میں فرنگی حکومت کا واحد ستون مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ جیسا کہ اس کتابچے سے صاف عیاں ہے مکمل اور ذہنی آزادی کے لئے قادیانی کے مقلدین کا محاسبہ نہایت ضروری ہے۔

منہاج سابق ڈیوڈ منہاس ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء

تمہید

مذہبی الفت و مودۃ انسانی فطرہ و سرشت کے خمیر میں روز اول ہی سے خداوند قدوس کی طرف سے اس طرح ودیعت رکھی گئی ہے کہ بسا اوقات انسان اس جذبہ قویہ کی قوت موثرہ کے تاثر کی بناء پر ایثار نفس کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ فرنگی درندے جوع الارض کے جذبہ حریصہ دنیہ کی تسکین کے لئے جس وقت سر زمین ہندوستان میں تاجار کے بھیس میں وارد ہو کر تاج دار بن گئے۔ تو انہوں نے اپنے اقتدار کو استحکام اور ابدی دوام بخشنے کے لئے انسانی فطرت کے اسی جذبہ

پراپنی رسوائے عالم سیاست ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی تائیس و بنیاد رکھی اور پوری عیاری و مکاری سے ملک و ملت کے غداروں اور وطن فروشوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اپنی سیاسی اغراض مٹو مٹہ کی بر آری کے لئے مذہبی لبادہ میں مسلمانوں کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اختلافی مباحث برپا کئے۔ اس تشنت و افتراق سے مسلمانوں کی مرکزی وحدت مضمحل ہو گئی۔

فرنگی سامراج کے خلاف ۱۸۵۷ء میں استخلاص وطن کے لئے جب فرزند ان حریت نے مسلح تحریک چلائی تو فرنگی آقاؤں کو اس حقیقت کا شدت سے احساس ہوا کہ قوم مسلم جب تک جذبہ جہاد سے سرشار ہے۔ اس وقت تک ہمارے اقتدار کا تسلط اور استحکام ناممکن ہے۔ اس لئے انہوں نے جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے قلب سے محو کرنے کے لئے اپنے قدیم وفادار مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کو ممانعت جہاد کی اشاعت و تبلیغ کے لئے منصب نبوت سے سرفراز کر کے مسلمانوں کے کرب و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ مذہبی حمیت کے تحت مسلمانوں نے اسلام کے مرکزی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس فرقہ ضالہ کے عقائد کی تردید کے لئے کمر بستہ ہوئے تو انگریزی سرکار نے اپنے اس خود کاشتہ شجر ممنوعہ کا ہر ممکن صورت میں تحفظ کر کے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا۔

ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے مرزا کی خود تصنیف شدہ کتب سے وہ تحریریں پیش کرتے ہیں کہ جن میں ممانعت جہاد اور فرنگی سرکار کی مدھت سرائی کی ہے:

..... ”اعلم لا سیف الحكومة لاری منکم ما رای عیسیٰ من الکفرة و لذلک نشکر هذه الحكومة لا سبیل المداهنة بل علی طریق الشکر والمنة لله انار ائینا تحت ظلها امننا لا یرجى من حكومة الاسلام فی هذا الايام ولذلک لا یجوز عندنا ان یرفع علیهم السیف بالجها دوحرام علی جمیع المسلمین ان یحاربوهم ویقوموا للبغاوة والفساد وذلک بانهم احسنوا الینا بانواع الامتنان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان“

ترجمہ..... اگر حکومت برطانیہ کی تلوار میری حفاظت کے لئے نہ ہوتیں تو مجھے تم لوگوں سے اس طرح کی تکالیف پہنچتیں کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو کفار سے پہنچتی تھیں۔ اس بناء پر ہم حکومت کا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ خوشامد کے طریق پر نہیں بلکہ سرکار کے شکر یہ کی بناء پر۔ خدا کی قسم ہم اس حکومت کے زیر سایہ اس طرح امن سے ہیں کہ حکومت اسلامیہ سے بھی ان دنوں اس طرح امن کی امید نہیں۔ ان متنوع احسانات کی بناء پر ہمارے لئے جائز نہیں کہ اس حکومت کے خلاف جہاد کے لئے تلوار بلند کی جائے اور ان سے جنگ کرنا اور ان کے خلاف بغاوت قائم کرنا مسلمانوں پر حرام ہے۔ اس لئے کہ اس حکومت کے ہم پر کئی احسانات ہیں۔ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ حقیقت الوجی الاستفتاء ص ۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۰)

۲..... ”فخلاصة الكلام انا وجدنا هذه لحکومت من المحسنين فواجب كتاب الله علينا ان نكون من الشاكرين۔“
ترجمہ..... ”اللہ کی کتاب نے ہمارے اوپر لازم کیا ہے کہ ہم اس حکومت کے شکر گزار رہیں۔ اس لئے کہ ہم نے اس حکومت کو احسان کرنے والا پایا ہے۔“

(ضمیمہ حقیقت الوجی الاستفتاء ص ۵۷، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۱)

۳..... ”بیس برس کی مدت سے میں اپنے جوش دلی سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہیں کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونِ مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے، دست بردار ہو جائیں اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ ان کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی کر کے گنہگار نہ ٹھہریں۔“

(ترباق القلوب ضمیمہ ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۸، ۲۸۹)

۴..... ”اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا

مکہ میں گزارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔“

(ملفوظات احمدیہ ص ۴۶ ج ۱)

۵..... ”میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے میں دعا کرتا ہوں۔“

(تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

۶..... ”یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہو جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے۔“

(تریاق القلوب ص ۹، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۵)

۷..... ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

۸..... ”اب اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ بست سالہ میری خدمت ہے۔ جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو ۲۰ برس کا زمانہ ہے۔ بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔“

(ضمیمہ تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۹)

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نبوت کا ذبہ کی پرورش برطانوی سامراج نے کی اور اس نبوت کی تبلیغ صرف یہ تھی کہ حکومت برطانیہ کے خلاف مسلمانوں کے قلوب میں جو نفرت اور حقارت مرکوز تھی۔ اس کو ختم کیا جائے۔ مرزائی امت کے نزدیک آج تک کوئی شخص مرزا قادیانی کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔ اس وقت تک وہ اسلامی حصار میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ اس کو مرزا کے وجودنا مسعود کا علم بھی نہ ہو۔ چنانچہ مرزا بشیر تحریر کرتا ہے:

- ”یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵)
-۲ ”لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔“ (انوار خلافت ص ۶۵)
-۳ ”یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔“ (حقیقت النبوة ص ۲۲۸)
-۴ ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (انوار خلافت ص ۹۰)
- ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ قادیانی خلفاء مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی کی نبوت کا ذبح کی تصدیق کو ایمان کے لئے جزو لاینفک سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کے صراحتاً منکر ہیں۔ ان وجوہ کی بناء پر مسلمان اس امت ضالہ کو مسلمانوں سے علیحدہ مستقل امت کافرہ سمجھتے ہیں۔
- مرزائی امت کے چابکدست مبلغ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دہی کے لئے کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کو بھی پیغمبر حق سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔ جواباً ہم کہتے ہیں کہ جس طرح مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتے ہوئے عیسائیت کا فرقہ نہیں بن سکتے۔ اسی طرح مرزائی حضور ﷺ کو بھی صرف نبی تسلیم کرنے سے مسلمانوں کا فرقہ نہیں بن سکتے۔ ان براہین و شواہد سے ثابت ہوا کہ مرزائی مسلمانوں کا فرقہ نہیں بلکہ ایک مستقل امت ہے جس کی بنیاد فرنگی سامراج کے استحکام کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس لئے ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ اسلامی آئین نافذ کرتے وقت مرزائیوں کو مسلمانوں میں شمار نہ کرے۔ بلکہ اسے علیحدہ قرار دے۔

الحمد لله الذي جعلنا من آل أبي يعقوب
سبي آسودا مشي مشون، صبره على هذه كقول نبينا

چستان مرزا



حضرت مولانا محمد منیر مطیع الحق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”باسمہ سبحانہ و تعالیٰ“

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

حضرات! سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ عقیدہ قرآن عزیز اور احادیث مقدسہ سے بتواتر ثابت ہے۔ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی اور حضور ﷺ کی امت سب سے آخری امت ہے۔ انہی کثیر آیات کریمہ اور احادیث نبویہ کی بناء پر پونے چودہ سو سال سے دنیا کے ہر ایک مسلمان کا یہ غیر متزلزل ایمان اور پختہ عقیدہ چلا آ رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا کہ رسالت محمدی ﷺ اور امت محمدی دنیا کی اصلاح و نجات کے لئے آخری اور بالکل آخری سہارا ہے اور اس عقیدہ محکم پر دنیا کے مسلمان بفضلہ تعالیٰ اسی وثوق کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ جس طرح حضور اقدس و انور ﷺ کی نبوت و رسالت پر اور حضور اقدس و انور ﷺ کے آخری نبی ہونے کے منکر کو بعینہ اسی طرح مرتد بے ایمان اور دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں جس طرح خود منکر نبوت و رسالت کو مسلمان اپنی زندگی کا مقصد و حید اور حیات فانی کی سب سے بڑی کامیابی محض حضور ﷺ کی غلامی میں جینا اسی غلامی میں مرنا اور قیامت کے روز غلامان آقائے کریم ﷺ کی جماعت میں اٹھنا سمجھتا ہے (اللہم ارزقنا) اور قرآن عزیز کی بے شمار آیات بینات اور احادیث مقدسہ کی بناء پر یہ یقین بجمہ اللہ اس قدر پختہ اتنا راسخ اور اس درجہ مضبوط ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب و دجال سمجھ لیتا ہے اور اس کی صداقت پر کوئی دلیل طلب کرنا بھی اپنے ایمان کی کمزوری سمجھتا ہے۔ یہ رسالہ محض اس لئے پیش کیا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کے یہ ارشادات پڑھ کر مسلمان خود فیصلہ کر سکیں کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کس چیز کے مستحق ہیں اور ان کے دماغی توازن کا پارہ کون سی ڈگری پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس رسالہ میں صرف ”ارشادات عالیہ“ کو ہی من و عن نقل کر دیا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی خاص تنقید و تبصرہ نہیں کیا گیا۔

احقر محمد مطیع الحق عفی عنہ (ناظم جمعیت علماء اسلام پنجاب)

تدریجی ترقی مرزا قادیانی کے دعوائی کا سیلاب

محدث ہونے کا دعویٰ

(حماتہ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

”میں محدث ہوں۔“

مجدد ہونے کا دعویٰ

رسید مژدہ زغیم کہ من ہمام مردم
کہ او مجدد این دیں و رہنماء باشد

(درشمن فارسی ص ۱۳۶)

ترجمہ مجھے غیب سے خوشخبری ملی کہ میں وہ مرد ہوں کہ دین کا مجدد اور رہنماء ہوں۔

مہدی ہونے کا دعویٰ

(معیار الاخیار ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات ص ۸۷۲ ج ۳)

”میں مہدی ہوں۔“

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

”پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر

قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو
خدائے تعالیٰ کی مقدس پیشین گوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص ۴۱۳، ۴۱۴، خزائن ج ۳ ص ۳۱۵)

نبی بنے

”چونکہ مسیح میں اور آدم میں مماثلت ہے۔ اس لئے اس عاجز کا نام بھی آدم رکھا اور مسیح

(ازالہ ص ۴۵۶، خزائن ج ۳ ص ۳۴۳)

بھی۔“

”خدا تعالیٰ نے براہین میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔“

(ازالہ ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

رسول ہوئے

”احمد اور عیسیٰ اپنے اجمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے

(ازالہ ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۶۶۲)

”مبشراً برسول یأتی من بعدہ اسمہ احمد“

”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن

ج ۱۸ ص ۲۳۱) ”قادیان اللہ کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“ (ملخصاً داغ البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

خدایا خیر..... سرکاری دارالخلافہ

”خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ ابراہیم ہوں۔ اسحاق ہوں۔ اسماعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۲)

سب کچھ ہی ہیں

”دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہ دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد ہوں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

سبحان اللہ

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میرے بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

ہمہ اوست

وہ تھیلہ جس میں (معاذ اللہ) سارے نبی پڑے ہیں۔

آدم نیز احمد مختار

در برم جامہ ہمہ ابرار

آنچہ داداست ہر نبی راجام

داں آل جام رامراہتمام

(درشین فارسی ص ۱۷۱)

ترجمہ..... میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی۔ میں نے تمام نیکوں کا لباس پہنا ہوا ہے۔ خدا نے

ہر نبی کو جو پیالہ عطاء فرمایا۔ ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دے دیا۔
سب کے برابر

انبیاء گرچہ بودہ اندبے
من بعرفان نہ کمتر زکے

(درشین فارسی ص ۱۷۲)

سب کا بروز

زندہ شد ہر نبی زآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(درشین فارسی ص ۱۷۳)

ترجمہ..... میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا۔ ہر رسول میرے دامن میں چھپا ہوا ہے۔

سب کا مرکب

روضہ آدم کہ تھا وہ ناکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(درشین ص ۸۴، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۴، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔“ سو وہ میں ہوں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۸)

حضور اقدس ﷺ کا بروز

”خدا نے مجھے آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخش دیں جو ابوالبشر آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۴)

عین ذات والاصفات (معاذ اللہ تعالیٰ من هذه الهفوات)

”آحضرت ﷺ کی روحانیت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا جو خلق اور خواہر ہمت اور ہمدردی خلاق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطاء کیا تاکہ یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا (یعنی مرزا کا) ظہور بعینہ آحضرت ﷺ کا ظہور تھا۔“

(تحفہ گولڈویہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۳)

جب ان کا ظہور معاذ اللہ عین حضور اقدس ﷺ کا ظہور ہوا تو جو شخص امت مرزائیہ میں داخل ہو وہ کس درجہ کا ہوگا؟ ملاحظہ ہو۔

(معاذ اللہ) صحابہ کا درجہ

”خدا نے مجھ مرزا پر اس رسول کا فیض اتارا اور اس کو پورا کیا اور مکمل کیا اور میری طرف اس رسول کا لطف وجود پھیرا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس اب جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگا (مرزائی بن جائے گا) وہ میرے سردار سید المرسلین کے صحابہ میں داخل ہو گا۔“

(نعوذ باللہ) ”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکرؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ تو کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)

حضور اقدس ﷺ کے جملہ خطابات اپنے لئے

۱..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعلمین“ (انجام آتھم ص ۷۸، خزائن ج ۱۱ ص ۷۸)

ترجمہ..... اے مرزا! ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

۲..... ”انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم“

(حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

ترجمہ..... اے مرزا! بیشک تو رسولوں میں سے ہے سیدھی راہ پر۔

۱۔ تمام مسلمانان عالم صحابی اس خوش نصیب مرد مومن کو کہتے ہیں کہ جس کو حضور ﷺ کی اس حیات دنیاوی میں زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔ حضور انور ﷺ کی رحلت کے بعد صحابیت کا درجہ ختم ہو چکا۔ کوئی فرد خواہ کتنا ہی عابد، زاہد، متقی، پرہیزگار، مجاہد، غازی کیوں نہ ہو جائے، صحابیت کے درجہ بلند تک نہیں پہنچ سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کا کلمہ جس نے بھی پڑھ لیا، خواہ ان کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ صرف جماعت میں داخل ہو جائے۔ وہ صحابی کا درجہ پالے گا۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات!

۲۔ قرآن عزیز کی وہ آیات کریمہ جو مخصوص ہیں ذات والا صفات حضور سید الکوین ﷺ کے لئے۔ مرزاجی کا دعویٰ ہے کہ اب وہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ ان کا مصداق اب میں ہوں (نعوذ باللہ العلی العظیم) معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی کے خدا کے پاس اور الفاظ و خطابات باقی نہ رہے تھے۔ جو دوبارہ پرانے ہی پیش کر دیئے۔

۳..... ”انا ارسلنا اليكم رسولا شاهداً عليكم كما ارسلنا الى فرعون رسولا“
 (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)
 ترجمہ..... اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف تمہارے اوپر گواہ بنا کر ایسا ہی رسول (مرزا) بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

۴..... ”انا ارسلنا احمد الى قومه فاعر ضوا وقالو كذاب اشتر“
 (اربعین نمبر ۳ ص ۳۳، خزائن ج ۱ ص ۲۲۳)
 ترجمہ..... ہم نے احمد (مرزا) کو ایک بستی کی طرف بھیجا۔ پس انہوں نے روگردانی کی اور اس کو جھوٹا شریک کہا۔

۵..... ”راوی کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے۔ جو پہلے کبھی سنا بھی نہ تھا۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا: ”محمد مفلح (فلاح پانے والا محمد)“
 (البشری جلد دوم ص ۹۹، تذکرہ طبع سوم ص ۵۵۷)

۶..... ”سبحان الذی اسرى بعبدہ لیلاً“
 (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص ۸۱، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۷)

ترجمہ..... پاک ہے وہ ذات جس نے رات کو اپنے بندے کو سیر کرائی (معراج ہوئی)
 ”داعی الی اللہ وسراجا منیر“ یہ دونام اور دو خطاب خاص آنحضرت ﷺ کو قرآن شریف میں دیئے گئے۔ پھر وہی دونوں خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔“

(اربعین نمبر ۲ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۳۵۰)

۷..... ”لولاك لما خلقت الافلاك“
 (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)
 ترجمہ..... اے مرزا! اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔“

۸..... ”قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعاً“
 (البشری ج ۲ ص ۵۶، تذکرہ طبع سوم ص ۳۰۲)

ترجمہ..... اے لوگو! اللہ کی طرف سے میں تم سب کی طرف رسول بن کر آیا ہوں۔
 سب سے بڑھ کر

”اثرک اللہ علی کل شی“
 (حقیقت الوحی ص ۸۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۹)
 ترجمہ..... اے مرزا! اللہ نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے۔ (افضل واعلیٰ بنایا)
 تمام کائنات سے تمام انبیاء علیہم السلام سے کعبہ مکرمہ عرش اعظم۔ قرآن عزیز الغرض

تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ۔ ”لعنت اللہ علی الدجالین۔“

سب سے اونچا تخت

”آسمان سے کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

علم میں افضل

”حضرت رسول خدا ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ موجود نہ ہونے کسی

(ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

نمونے کے موبہ موکشف نہ ہوئی۔“

معجزات میں افضل

”نبی کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔“ (تحفہ گلڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷

ص ۱۵۳) ”اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱

ص ۷۲، تذکرہ الشہادتیں ص ۴۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳) ”خدا نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں

اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔“

محمد پھر اتر آئے ہیں تم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر ج ۲ ص ۲۵، مطب ۱۹۰۶)

سب سے اونچا

”ان قدمی علی منارة ختم علیہ کل رفعة“

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

ترجمہ..... میرا قدم اس بلندی پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہو چکی ہیں۔

سب سے اعلیٰ

”اتانی لم یوت احد من العالمین“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

ترجمہ..... خدا نے مجھے وہ کچھ بخشا جو مخلوقات میں سے کسی کو نہیں بخشا۔

یہ دیکھو

”غلبہ کاملہ (دین اسلام) کا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ظہور میں نہیں آیا۔ یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے زمانے میں ظہور میں آئے گا۔“

(ملخصاً بلفظ ص ۸۲، ملحقہ چشمہ معرفت، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

کیا بات ہے؟

”آنحضرت ﷺ کے وقت میں دین کی حالت پہلی شب کے چاند کی طرح تھی۔ مگر مرزا کے وقت میں چودھویں کے چاند جیسی ہوگی۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۸۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۹۴)

لعنة اللہ

”اس نبی (ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ میرے لئے چاند اور

سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟“ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

نقل کفر کفر نباشد، خدا جل و علا شانہ کی شان میں گستاخیاں..... خدا بننے لگے

خدا کا سب سے بڑا نام

”انت اسمی الاعلیٰ“ (البشری ج دوم ص ۲۱۰، تذکرہ طبع سوم ص ۳۹۲)

ترجمہ..... اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

معاذ اللہ خدائے قدوس کا سب سے بڑا نام گویا ”غلام احمد“ ہے۔

مرزا خدا کی توحید

”انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی“

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

ترجمہ..... اے مرزا! تو میرے نزدیک میری توحید و تفرید کے ہے۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ خدا قدوس جس طرح اپنی ذات میں واحد و لا شریک ہے۔ اسی طرح صفات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ خدائے قدوس کی توحید و تفرید بھی لا ثانی، بے مثل اور بے نظیر ہے۔

! یہ تمام مرزا جی کو ”وحی“ کے ذریعہ بتایا گیا۔ ان کے قول کے مطابق (معاذ اللہ تعالیٰ)

یہ منہ اور مسور کی دال

”یحمدک اللہ من عرشہ یحمدک اللہ ویمشی الیک“

(انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

ترجمہ..... خدا عرش پر سے (اے مرزا) تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

معاذ اللہ خدا کا بیٹا

۱..... ”انت منی بمنزلۃ ولدی“ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

ترجمہ..... اے مرزا! تو میرے نزدیک میرے بیٹے کی مانند ہے۔

۲..... ”انت منی بمنزلۃ اولادی“ (البشریٰ ج دوم ص ۶۵، تذکرہ طبع سوم ص ۳۹۹)

ترجمہ..... اے مرزا! تو مجھ سے میری اولاد کی مانند ہے۔

معلوم ہوا کہ مرزا جی کا خدا بہت بال بچے دار ہے۔ کیونکہ اولاد ولد کی جمع ہے۔ جس

کے معنی بہت سے بیٹے۔ مسلمانوں کا خدا تو ”لم یلد ولم یولد“ ہے۔ بیوی بچوں سے پاک

ہے۔ خدا مرزا جی کا معاذ اللہ ایک جزو ہے

۳..... ”انت منی وانا منک“ (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

ترجمہ..... تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔

لا حول ولا قوۃ

۴..... ”انت من ماقتنا وهم من فشل“ (الربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

ترجمہ..... تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے خشکی سے۔

لیجئے! معاملہ پورا

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں

اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ (میری نفسانی خواہشات بالکل ختم ہو گئیں۔ سراپا خدا بن گیا۔) اسی

حال میں میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان

اور زمین اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی

کردی اور ترتیب دی اور میں نے اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔

پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”اننا زینا السماء الدنيا بمصاییح“ (ہم نے آسمان دنیا

کو چراغوں سے سجایا) (سورہ ملک، پارہ ۲۹) پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں

گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح میں خالق

ہو گیا۔“ (ترجمہ از آئینہ کمالات ص ۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۸۱)

زمین و آسمان کی حکمرانی

”الارض والسماء معك كما هو معي“

(حقیقت الوحی ص ۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۸)

ترجمہ..... زمین و آسمان تیرے ایسے ہی تابع ہیں۔ جیسے میرے تابع ہیں۔
خدا سے بڑھ گئے

”یتم اسمك ولا یتم اسمی“

(اربعین نمبر ص ۶، خزائن ج ۳۱ ص ۳۵)

سب کچھ تیرا

”كل لك ولا مرك“

(البشری ج دوم ص ۱۲، تذکرہ طبع سوم ص ۷۰)

ترجمہ..... سب کچھ تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔

بیٹا خدا بن رہا ہے (معاذ اللہ)

”مظهر الاول والاخر مظهر الحق والاعلا كان الله نزل من السماء“

(البشری ج دوم ص ۲۲، تذکرہ طبع سوم ص ۱۳۹)

ترجمہ..... اول و آخر کا مظهر ہوگا حق اور غلبہ کا مظهر ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔

خدا کے دستخط

”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشین گوئیاں لکھیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیتے..... اس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیردبار ہاتھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶)

راز داں دیکھو

”سرك سري“

(البشری ج دوم ص ۱۲۹، تذکرہ طبع سوم ص ۹۲، ۲۳۶، ۲۷۹)

ترجمہ..... اے مرزا! تیرا بھید میرا بھید ہے۔

من تو شدم

“ظهورك ظهوری“ (البشری ج دوم ص ۱۲۶، تذکرہ طبع سوم ص ۷۰۴)

ترجمہ..... اے مرزا! تیرا ظہور میرا ظاہر ہونا ہے۔

کیا کہنے

“اعطيت صفة الافناء والاحياء“ (خطبہ الہامیہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۶ ص ۵۶)

ترجمہ مجھ کو فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔

کیوں نہ ہو

“انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون“

(البشری ج دوم ص ۹۴، تذکرہ طبع سوم ص ۲۰۳)

ترجمہ..... (اے مرزا) تیرا ہی وہ حکم ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہہ دیتا ہے

ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

افسوس..... اور تو خیر کچھ ہو یا نہ ہو۔ مگر مرزا قادیانی آسمانی نکاح تو باوجود آپ کی انتہائی کوشش کے

ہونہ سکا۔ ترستے ہی چلے گئے۔

سونے والا خدا

“اصلی واصوم واسهر وانام“ (البشری ج دوم ص ۷۹، تذکرہ طبع سوم ص ۳۶۰)

ترجمہ..... مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ ان کا خدا کہتا ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں،

جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔

مسلمانوں کا خدا جو رب العالمین ہے۔ اس کی شان ہے ”لاتاخذہ سنة ولا

نوم“ اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند اور نہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ بلکہ وہ سب کا معبود ہے۔ خود کس کی

عبادت کرے؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا کھاؤ بھی تھا۔ اسی لئے تو روزہ رکھتا ہے۔

مسلمانوں کا خدا جب کھاتا نہیں تو روزہ کیا رکھے۔ ”وھو یطعم ولا یطعم“

ان کا خدا غلطی بھی کر لیتا ہے

“انی مع الاسباب اتیتک بفتة انی مع الرسول اجیب و اخطی و

(تذکرہ طبع سوم ص ۳۶۱)

اصیب“

ترجمہ..... میں اچانک اسباب سمیت تیرے پاس آ جاؤں گا۔ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب

دیتا غلطی کرتا ہوں اور صحیح کرتا ہوں۔

مرزائیوں کی کھلی چھٹی

”اعلموا ما شئتم انی غفرت لکم“

(البدیع ج ۳ ص ۱۶، ۱۷، ۱۸، تذکرہ ص ۵۱۱، طبع سوم)

ترجمہ..... اے مرزائیو جو تمہارا دل چاہے کرتے رہو۔ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

اب ذرا اور الہامات عالیہ سنئے! ماشاء اللہ مرزا جی کیا کچھ نہیں ہیں

.....۱ ”میں ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔“ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، خزانہ ج ۲۰ ص ۲۲۸)

.....۲ ”ہے کرشن جی رو در گوپال۔“ (البشری ج اول ص ۵۶، تذکرہ طبع سوم ص ۳۸۱)

.....۳ ”برہمن اوتار (یعنی مرزا قادیانی) سے مقابلہ اچھا نہیں۔“

(البشری ج دوم ص ۱۱۶، تذکرہ طبع سوم ص ۶۲۰)

.....۴ ”آریوں کا بادشاہ۔“ (البشری ج اول ص ۵۶، تذکرہ طبع سوم ص ۳۸۱)

.....۵ ”امین الملک جے سنگ بہادر۔“ (البشری ج دوم ص ۱۱۸، تذکرہ طبع سوم ص ۶۷۲)

.....۶ ”شخصے پائے من بوسیدہ من گفتم کہ سنگ اسود منم۔“

(البشری ج اول ص ۲۸، تذکرہ طبع سوم ص ۳۶)

.....۷ ”چو ہدیری رستم علی۔“ (البشری ج ۲ ص ۹۴ بحوالہ الحکم ج دوم ص ۱۲، تذکرہ طبع سوم ص ۵۳۲)

.....۸ ”گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔“

(البشری ج ۳ ص ۵۷، تذکرہ طبع سوم ص ۳۳۲)

.....۹ ”فیرمین (Fair man) ترجمہ (معقول آدمی)

(البشری ج دوم ص ۸۴، تذکرہ طبع سوم ص ۴۸۴)

عورت بن رہے ہیں

.....۱۰ ”میرا نام مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع (پھونگی) کی گئی اور استعارہ کے

رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینے کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ مجھے مریم

اے دیکھئے ذرا سمجھئے! اور اس چیتان کو بوجھو، مرزا غلام احمد قادیانی مرد تھے۔ پھر ان کو عورت بننا

پڑا اور بجائے غلام احمد کے ”مریم“ نام رکھا گیا۔ پھر ان میں روح پھونکی گئی۔ یہ حاملہ ہوئے یا ہوئیں۔

حمل کی پوری پوری مدت گزاری، پھر بچہ جنا۔ اس بچے کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور پھر یہ جننے والی ماں خود بچہ

بن گئی اور اس طرح سے مرزا غلام احمد قادیانی عیسیٰ ابن مریم ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا منطوق ہے۔

سے عیسیٰ بنایا گیا۔ بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

ابتدائی پانچ نام تو کافروں کے ہوئے ہیں اور حجر اسود کے معنی کالا پتھر۔ پھر آپ مریم بھی ہیں تو کوئی آپ کو کیا کہے۔ کافر کہے، پتھر کہے یا عورت کہے۔ ان معموں کو حل کرنا آسان نہیں۔

قرآن عزیز کا انکار اور بے ادبی

.....۱ ”اس (قرآن شریف) نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں، استعمال کی ہیں۔“ (ازالہ ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

.....۲ ”قرآن شریف میں جو معجزات ہیں۔ وہ سب مسمریزم ہیں۔“

(ازالہ ص ۴۳ تا ۵۳، خزائن ج ۳ ص ۵۰۳ تا ۵۰۶ مفہوم)

.....۳ ”حضرت عیسیٰ ابن مریم کے وہ معجزات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں کہ وہ مردے کو زندہ کرتے، مٹی سے پرندے بناتے، کوہڑی اور اندھے کو اچھا کرتے، وہ سب از قسم شعبدہ بازی و عمل مسمریزم تھے۔ میں (قادیانی) اس عمل کو مکروہ و قابل نفرت نہ جانتا تو ان کاموں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“ (ازالہ ص ۳۰۲، ۳۰۵، ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

.....۴ ”یہ حضرت مسیح کا معجزہ (مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان علیہ السلام کے معجزے کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے ہے۔ دراصل بے سود اور عوام کا لانعام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔“ (ازالہ ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

.....۵ ”حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزے کا جو ذکر قرآن مجید میں ہے۔ وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔“ (ازالہ ص ۷۰۳، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶)

واضح ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے یہ تمام معجزات قرآن مجید سے ثابت ہیں۔

سب کتب سماویہ اور احادیث کا انکار

”نعوذ باللہ) حضرت رسول خدا کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں۔“

(ازالہ ص ۶۸۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۱)

معراج شریف کا انکار

”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال بات کہہ رہا ہے کہ انسان اپنے اس خاکی جسم کے کرہ زمہریر تک بھی پہنچے۔ پس اس جسم کا کرہ آفتاب و مہتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال

”ہے۔“ (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

”سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔“ (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

استغفر اللہ

”میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ جو شخص میرے ہاتھ

سے جام پیئے گا، ہرگز نہ مرے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۴)

نعوذ باللہ

”حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ جس صورت

پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل سے امید باندھی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت

مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔“ (ازالہ ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۱۰۶)

لا حول ولا قوۃ

”چار سو بیویوں کی پیش گوئی غلط نکلی۔“ (ازالہ ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

لعنت اللہ

”جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا، وہ ہم نے معلوم کر لیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۷۸، خزائن ج ۳ ص ۴۶۶)

عقائد اسلامیہ کا انکار

”میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں، بلکہ قرآن اور وحی ہے، جو میرے پرنازل ہوئی۔

ہاں تائیدی طور پر وہ حدیثیں پیش کر سکتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق اور میری حدیث کے معارض

نہیں اور دوسری حدیثوں کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

صحیح احادیث مبارکہ کا انکار

”امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔“ (ازالہ ص ۴۵، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)

”پایہ ثبوت تک پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی، یہی پادریوں کا

گروہ ہے۔“ (ازالہ ص ۴۹۵، خزائن ج ۳ ص ۳۶۶)

مرزائیوں کا خرد دجال

”وہ گدھا دجال کا اپنا بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو اور کیا ہے؟“ (ازالہ ص ۶۸۶،

خزائن ج ۳ ص ۴۷۰) ”دابتہ الارض وہ علماء و واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے۔

آخری زمانے میں ان کی کثرت ہوگی۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳) ”دخان سے مراد قحط عظیم و شدید ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۱۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۵) ”مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا، یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔“ (ازالہ ص ۵۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۷۶)

مرزائی یا جوج ماجوج

”یا جوج ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔“

(ازالہ ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)

بہت بڑی گستاخی

”ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آئے تھے (یعنی پیدا ہوئے) تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر کیا بنالیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہشمند ہیں۔“ (اخبار بدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء ص ۵)

حضور اقدس و اصدق ﷺ نے قیامت کے علامات کبریٰ حسب ذیل فرمائی ہیں۔ جن پر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے۔

- | | | | |
|--------|---------------------------------|--------|------------------------|
|۱ | امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور۔ |۲ | دجال لعین کا خروج۔ |
|۳ | دابتہ الارض۔ |۴ | دخان۔ |
|۵ | مغرب سے آفتاب کا طلوع۔ |۶ | یا جوج ماجوج کا نکلنا۔ |
-۷ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول مرزا قادیانی چونکہ خود کو مسیح موعود کہتے ہیں اور ہیں حقیقت میں جھوٹے، تو یہ علامات جو مسیح علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوں گی۔ جب ان کے زمانے میں ظاہر نہ ہوں تو دیکھئے سب کی کس طرح تاویل کر رہے ہیں؟

عذاب قبر کا انکار

”کسی قبر میں سانپ یا بچھو دکھاؤ۔“ (ازالہ ص ۴۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

سیاہ جھوٹ نہیں تو دکھاؤ کہاں لکھا ہے

جھوٹ نمبر..... ”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھا لیا ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔“ (اربعین نمبر ص ۱۲، ۱۳، خزائن ج ۱ ص ۴۴۲)

جھوٹ نمبر ۲..... ”اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں

بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

جھوٹ نمبر ۳..... ”قرآن شریف میں ”انا انزلنا قریباً من القادیان“

(ازالہ اوہام ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹، ۱۴۰)

جھوٹ نمبر ۴..... ”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تحفہ الندوہ ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

جھوٹ نمبر ۵..... ”اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں

درج ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

جھوٹ نمبر ۶..... ”بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا

ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص

رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ

اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

یہ ایک صریح و جمل خیانت اور جھوٹ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رضی اللہ عنہ

کے (مکتوبات شریف جلد ثانی ص ۹۹) کے اصل الفاظ یہ ہیں: ”واذا اکثر هذا القسم من الكلام

مع واحد منهم سمی محدثاً“ یعنی جب ان میں سے اس قسم کا کلام کسی ایک شخص کے ساتھ

کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کا فیصلہ

سچا فیصلہ..... ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(ضمیمہ تحفہ گلڑویہ حاشیہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

”جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔“

(تمتہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

”غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریراور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی قادیانی نبوت کے کمالات

”اے عیسائی مشنریو! ”ربنا المسیح“ مت کہو۔ دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

”مسیح سے بڑھ کر ہے۔“

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

”مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

”مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، مریم سے بڑھ کر۔“

(کشتی نوح ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴)

”پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

انیک منم کہ حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجا است تا بنہدم پابنہرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

”مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار۔

متکبر، خود ہیں، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“

(مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۱۸۹ جدید)

قرآن شریف کی مخالفت

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں زنا کار عورتیں

تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

قرآن عزیز میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کی مدحت و تعریف کی گئی ہے۔

لعنت اللہ علی الکاذبین

”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہے کہ جدی مناسبت

درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر

اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زنا کاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے..... سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چال چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آقظم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) سخت بے ادبی

”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

شاہزادۂ کائنات سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور مرزا
”اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (یعنی مرزا) ہے، جو حسین سے بڑھ کر ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

کر بلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
(نزول المسحح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

ترجمہ..... میری ہر گھڑی کی سیر کر بلا ہے۔ سینکڑوں حسین میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں۔

شستان مابنی و بین حسینکم
فانی اوید کل آن وانصر
واما حسین فازکروا دشت کر بلا
الی ہذا الایام یہکون فانظروا

(اعجاز احمدی ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

ترجمہ..... مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کر بلا کو یاد کر لو۔ آج تک روئے ہو پس دیکھ لو (ان کو معاذ اللہ) خدا کی مدد نہیں پہنچی اور شہید ہو گئے۔ مجھے ہر وقت مدد مل رہی ہے۔ پس سوچ لو کون افضل ہوا۔“ لعنت اللہ علی الکاذبین!

انی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل لعدی فالفرق اجلی واطہر

(اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

ترجمہ..... میں کشتہ محبت ہوں اور تمہارے حسین کو دشمنوں نے قتل کیا۔ پس (ہم دونوں کا) فرق واضح اور روشن ہے۔ مگر یہ نہ بتایا کہ کس کی محبت کا کشتہ ہے؟ پٹی والی کا.....

ازکوزہ ہماں تراو دکہ دروست
نبوت قادیان کی فصاحت و بلاغت

”اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کا الانعام کو بھی پلا دیا۔“ (انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱) ہائے افسوس میرا مرید بننے سے مولویو! تم نے کیوں روک دیا۔ ہمارے دعوے پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین ”عبدالحق غزنوی“ اور اس کا تمام گروہ علیہم لعن اللہ الف الف مرة۔“ (انجام آتھم ضمیمہ ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۷)

”نامعلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

”ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی۔ وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷)

”میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ کر ہیں۔“

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

خلاصہ..... ”جو میری تصدیق و تائید نہیں کرے گا۔ تو صاف سمجھا جائے کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“ (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

”خدا نے مجھے ہزار ہا نشانات دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

”غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔“ (ملائکۃ اللہ، مولفہ بشیر الدین ص ۴۶)

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔“ (آئینہ صداقت، مولفہ مرزا بشیر الدین ص ۳۵)

الحمد لله رب العالمين
صلى الله عليه وسلم
سیدنا محمد بن عبد الله
مسیح آتشبری استیسی عشقنا، مسیر سے ہم سے کون نہیں نہیں۔

چودھویں صدی کا دجال کون؟

بجواب

چودھویں کا چاند



حضرت مولانا علم دین حافظ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرزا قادیانی کے دس جھوٹ

- مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”جھوٹ بولنا مرتد، نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“
۱ (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)
- ”قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی ہجری میں آئے گا۔“
۲ (تقریروں کا مجموعہ ص ۳۶)
- ”قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“
۳ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)
- ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔“
۴ (کشتی نوح ص ۶۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)
- ”آنحضرت ﷺ نے بطور تشریح فرمایا ”بل هو امامکم منکم“
۵ (ازالہ اوہام ص ۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۵)
- ”صحیح مسلم میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی۔“
۶ (نزول المسیح ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶)
- ”صحیح بخاری میں ہے ”هذا خليفة الله المهدي“
۷ (شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)
- ”احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔“
۸ (ضرورت الامام ص ۵، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۵)
- ”احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔“
۹ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴، خزائن ج ۵ ص ۱۵۷)
- ”احادیث میں مہدی معبود کی یہی نشانی تھی کہ اس کو بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جائے گا۔“
۱۰ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۷)
- ”مکہ اور مدینہ کے راہ میں ریل بھی تیار ہو رہی ہے۔“
۱۱ (کشتی نوح ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۸)

- مبلغ ۱۰۰ روپیہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو یہ باتیں سچی ثابت کر دے۔ اگر نہ کر سکو تو کہو: ”لعنت اللہ علی الكذبین..... وكونوا مع الصدقین“
-۱ ”محمدی بیگم میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔“ لیکن نہیں آئی۔
-۲ ”ڈاکٹر عبدالحکیم میرے سامنے ہلاک ہوگا۔“ لیکن نہیں ہوا۔
-۳ سلطان محمد (داماد احمد بیگ) میری زندگی میں مرجائے گا۔ اگر یہ بات پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“

لہذا اس رسالہ کا نام چودھویں صدی کا دجال رکھا گیا۔ کیونکہ چودھویں صدی کا ذکر اگلے اوراق میں آئے گا۔ ناظرین اس کو غور سے پڑھیں۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“

”الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده“ اس وقت میرے سامنے ایک رسالہ بنام ”بدر کامل یعنی چودھویں صدی کا چاند“ ہے۔ جس کے شروع میں مصنف رسالہ نے یہ شعر لکھا ہے:

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا

کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

ان کا یہ لکھنا کہ میں بدر یعنی چودھویں صدی کا چاند دیکھ کر بے کل ہو گیا۔ بالکل بے معنی ہے۔ کیونکہ کوئی شخص بدر کامل کو دیکھ کر بے کل نہیں ہوتا اور نہ اس میں کوئی بے کل ہونے کی بات ہے۔ ہاں اگر بدر کامل کو گرہن لگ جائے تو ضرور انسان اس کو دیکھ کر بے کل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رسالہ کی نظر سے مرزا قادیانی کی عبارت مندرجہ ذیل گزری ہوگی۔ جس میں فرماتے ہیں کہ ”آسمان پر چاند نے میرے لئے گواہی دی۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۵۴، خزائن ج ۱۶ ص ۹۶ ٹیٹھس)

لیکن دنیا گواہ ہے کہ چاند نے مرزا قادیانی کی پیدائش سے لے کر موت تک کسی شخص کو زبان قال سے یہ نہیں کہا کہ مرزا قادیانی سچے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی ۱۳۱۱ ہجری کے گرہن سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ چاند نے میرے دعویٰ کے بعد میری صداقت کی گواہی دی۔ غالباً مصنف رسالہ

کا بھی اسی طرف اشارہ ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ چاند کی گواہی آپ کے خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے دعوے کے بعد چاند نے بے نور ہو کر بزبان حال یہ گواہی دی کہ جس طرح میں اس وقت بے نور اور سیاہ ہو گیا ہوں۔ اسی طرح جو شخص مدعی مجددیت و مہدویت و مسیحیت و نبوت ہے۔ وہ بھی نور سے خالی ہے۔ جو شخص اس کے پاس جائے گا۔ وہ بھی نور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ایسی گواہی سن کر بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے:

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشان اس میں جمال یار کا

اس کے بعد مصنف رسالہ نے ابوداؤد کی حدیث نقل کی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے اور مرزا قادیانی اس صدی کے مجدد ہیں۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو ان تمام مجددین نے جو تیرہ صدیوں میں گزرے ہیں۔ سب کے سب مرزا قادیانی کو کافر، بے ایمان اور اسلام سے خارج سمجھتے تھے اور مرزا قادیانی ان کو مشرک اور بے دین کہتے ہیں۔

..... وہ اس طرح کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (جس کو مصنف رسالہ آٹھویں صدی کا مجدد مانتا ہے) فرماتے ہیں ”وامارفع عیسیٰ فاتقق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفع ببدنہ حیا“ (تلخیص الجیرج ۲ ص ۳۱۹)

کہ تمام محدثین (جن میں امام شافعی اور احمد بن حنبل دوسری صدی کے مجدد بھی شامل ہیں) اور مفسرین (علامہ ابن کثیر اور علامہ فخر الدین رازی اور علامہ سیوطی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جو آٹھویں اور نویں صدی کے مجدد ہیں) کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

۲..... نیز مجدد اعظم امام ابن حجر حضرت حسنؓ سے نقل کرتے ہیں: ”واللہ انہ الان لہی و لکن اذ انزل امنو بہ اجمعون“ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷) خدا کی قسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور جب وہ آسمان سے اتریں گے۔ تو سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے۔

۳..... نیز علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: ”من اعتقد و حیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع

المسلمین“ (فتاویٰ ابن حجر) کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر وحی آتی ہے، وہ کافر ہے۔

۴..... دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری جن کا نام مصنف نے چھوڑ دیا۔ اور نمبر ۸ کے آگے نمبر ۱۰ لکھ دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ”ینزل عیسیٰ من السماء“ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ (مرقات ص ۱۶۱ ج ۵)

۵..... ”ودعوی النبوة بعد نبینا ﷺ بالجماع“ (فقہ اکبر ص ۲۰۲) ملا علی قاری دسویں صدی کے مجدد فرماتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے، وہ کافر ہے۔ ساتھ اجماع سلف اور خلف کے یعنی صحابہ کرام سے لے کر تمام تابعین تابعین، مجتہدین، مجددین، محدثین، مفسرین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مدعی نبوت کو کافر قرار دیا ہے۔ لہذا مرزا قادیانی بقول مجددین کافر اور بے ایمان ہوئے اور تمام مجددین بوجہ عقیدہ حیات عیسیٰ کے بقول مرزا صاحب مشرک ہوئے۔ پس مرزا صاحب کے کذاب ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ انہوں نے سابقہ تمام مجددین کی مخالفت کی ہے۔ ایک بھی ان کا ہم خیال نظر نہیں آتا۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ اگر مصنف رسالہ سابقین مجددین سے یہ ثابت کر دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور نبی ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے۔ تو یک صد روپیہ انعام ان کو دیا جائے گا۔

اس کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ علماء اسلام نے مرزا قادیانی کو بہت گالیاں دی ہیں۔ جو بآغرض ہے کہ ایک طرف مرزا قادیانی کی گالیاں رکھی جائیں۔ تو دوسری طرف تمام علماء کی گالیاں مرزا قادیانی کی گالیوں کا عشر عشر بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر مرزا قادیانی کی بدزبانی دیکھنی ہو تو ضمیمہ انجام آتھم ملاحظہ فرمادیں یا عصائے موسیٰ دیکھنے کی تکلیف گوارہ کریں۔ جس میں مرزا قادیانی کی تمام گالیاں حروف تہجی کے حساب سے جمع کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب کی قلم نے تو تمام اہل اسلام مجددین، مفسرین، صحابہ کرام بلکہ انبیاء کرام کے جگر کو بھی چاک کر ڈالا۔ جو اپنی قبروں میں بھی کہتے ہوں گے:

جھوٹا ہے تو اے جلاذ کیوں خنجر کلیجے میں

زبان تیری اترتی ہے چھری بن کر کلیجے میں

رسالہ میں قابل جواب باتیں تو اس قدر نہیں، جن کا جواب دیا گیا۔ اب ہم مرزا صاحب یا بقول چوہدری اکبر علی صاحب بدر کامل اور چودھویں کے چاند کی حقیقت بذریعہ انجیل و احادیث نبوی آشکار کرتے ہیں۔

حضرت مسیح کے ارشادات

..... حضرت مسیح اپنے حواریوں کو فرماتے ہیں ”خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔“ ”فان کثیرین سیاتون باسمی قایلین انا هو المسیح ویضلون کثیرین“ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (متی ص ۲۴، ۵۰)

حضرت مسیح نے اس آیت میں جھوٹے مسیح کی آمد (جو کہے گا کہ میں مسیح ہوں) کا زمانہ بھی بتا دیا ہے کہ میرے اتنے سال بعد آئے گا۔ سنئے!

”کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اس کے عدد بحساب ابجد ۱۸۸۲ ہیں اور مرزا قادیانی نے بھی ۱۸۸۲ء میں اپنے آپ کو مسیح قرار دیا۔“

.....۲ ”بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہی ہوں۔“ (لوقا ص ۲۱، ۸۰)

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”وہ مسیح میں ہی ہوں۔“ (ازالہ ص ۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

.....۳ ”اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔“ (متی ص ۲۴، ۶۰)

مرزا قادیانی کے وقت لڑائیاں ہوتی رہیں۔

.....۴ ”جگہ جگہ کال اور مری پڑے گی۔“ (لوقا ص ۲۱، ۱۱)

مرزا قادیانی کے وقت سخت کال تھا۔ اور ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۸ء میں طاعون پڑی۔ لیکن

مریدوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔

.....۵ ”اور بھونچال آئیں گے۔“ (متی ص ۲۴، ۸۰)

چنانچہ مرزا قادیانی کے وقت ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو سخت زلزلہ آیا۔ اس کے بعد ۶ فروری

۱۹۰۶ء میں بھی زلزلہ آیا۔ (افسوس کہ مرزائیوں نے اس وقت بھی عبرت حاصل نہ کی)

.....۶ ”اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے۔“ (متی ۲۴، ۱۱)

چنانچہ مرزا قادیانی کے بعد کئی جھوٹے نبی اٹھے۔ جیسا کہ (۱) احمد نور کاہلی قادیان میں۔ (۲) عبداللطیف گناچور میں۔ (۳) محبوب عالم گوجرانوالہ میں۔ (۴) رحیل اسماعیل عبداللہ چیچہ وطنی میں۔ (۵) غلام حیدر جہلم میں۔ (۶) نبی بخش معراج کے ضلع سیالکوٹ میں۔ (۷) ایم ایم فضل چنگا بنکیال متصل گوجرخان میں۔

.....۷ ”وہ جھوٹے مسیح اور نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے۔“ (متی ۲۴، ۲۴)

.....۸ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”ان نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آ چکے ہیں۔ آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔“

(حقیقت الوحی ص ۴۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸)

.....۲ ”خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

.....۳ ”تمام نشان تخمیناً ۱۰ لاکھ ہیں۔“ (براہین احمدیہ پنجم ص ۵۸، خزائن ج ۲۱ ص ۷۵)

.....۴ ”اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

گویا مرزا قادیانی بقول خود ہزار نبی سے افضل ہے۔

.....۵ ”وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔“

(نصرت الحق ص ۵۶، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

.....۶ ”آخراً ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو فرماتے ہیں کہ خدا نے ہزار ہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے اور کر رہا ہے۔“ (حقیقت النبوت ص ۲۷۱) گویا مرنے سے دو دن پہلے دس لاکھ کے ہزار ہا ہو گئے۔

.....۷ ”میرے معجزات بجز نبی کریم ﷺ کے سب انبیاء سے زیادہ ہیں۔“

(تذکرہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

.....۸ ”برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔“ (مرقس ۱۳، ۲۲)

چنانچہ مرزا قادیانی نے بڑے بڑے لوگ ایم۔ اے، بی۔ اے وغیرہ گمراہ کر لئے۔

.....۹ ”اور لوگ ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔“ (متی ۲۳، ۱۰)

چنانچہ مرزا قادیانی کے وقت سے سب لوگوں میں دشمنی اور عداوت ہے۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے لاہوری اور قادیانی آپس میں عداوت رکھتے ہیں۔ دیکھو (النبوۃ فی الاسلام اور حقیقت النبوۃ)

.....۱۰ ”اس وقت کوئی اگر تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے (یعنی قادیاں ہے) تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ ۱۸۸۲ء میں جھوٹا مسیح آئے گا اور کہے گا کہ وہ میں ہی ہوں۔“

(متی ۲۳، ۲۱، لوقا ۲۱، ۸، متی ۲۳، ۵)

اللہ تعالیٰ اور رسول خدا ﷺ کے ارشادات

..... ”و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد“ (سورہ صف)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح نے حواریوں کو فرمایا کہ میں تم کو ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور نام ان کا احمد ہوگا ﷺ

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”من بعدی“ کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا۔ یعنی میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (ڈائری ۱۹۰۱ء ص ۵)

.....۲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”انا بشارۃ عیسیٰ بن مریم“ (مشکوٰۃ)

کہ آیت بالا میں جس نبی کے آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ اس کا مصداق میں ہوں۔

.....۳ ”ومن اظلم ممن افترئ علی اللہ الکذب“ (صف) اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو کہے گا کہ وہ احمد جس کی بشارت حضرت مسیح نے دی تھی۔ اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”اسمہ احمد“ کے مصداق محمد ﷺ نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا نام احمد نہ تھا۔ بلکہ اس آیت کے مصداق مرزا غلام احمد ہیں۔ جنہوں نے کہا کہ تم احمدی کہلاؤ۔“ (الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۱۳ء)

غرض کوئی بھی ہو۔ خواہ مرزا قادیانی نے خود اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہو یا خلیفہ نے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مفتری علی اللہ اور کذاب ہے۔

۴..... ”وہو یدعی الی الاسلام“ پھر اس کو اسلام کی طرف بلایا جائے گا کہ تمہارا یہ عقیدہ کہ ”اسمہ احمد“ کا مصداق غلام احمد قادیانی ہے، سراسر کفر ہے۔ اس کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور کہو کہ ”اسمہ احمد“ کا مصداق محمد ﷺ مدنی ہے۔

۵..... ”واللہ لا یهدی القوم الظالمین“ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ظلم کی وجہ سے ان کو ہدایت نہیں کرتا۔

۶..... ”یریدون لیطفوا نور اللہ بافواہم“ ان کے ارادے یہ ہیں کہ کسی طرح رسول مدنی کے اسلام کی روشنی مٹ جائے اور غلام قادیانی کے مذہب کا عروج ہو جائے۔

۷..... ”واللہ متم نورہ“ لیکن خدا تعالیٰ خود اسلام کا محافظ ہے۔ ان کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کا بول بالا کرے گا۔

۸..... ”ولو کرہ الکافرون“ اگرچہ ”اسمہ احمد“ کا مصداق (مرزا کو قرار) دینے والے ناخوش ہی ہوں۔

۹..... ”ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ وہی اللہ تعالیٰ اس دین کا بول بالا کرے گا۔ جس نے ”اسمہ احمد“ کے مصداق رسول

مدنی کو ہدایت قرآن پاک اور دین حق یعنی اسلام دے کر اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اس دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر دے، چنانچہ کر دیا اور اسلام دن بدن پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔

۱۰..... ”ولو کرہ المشرکین“ خواہ مشرک یعنی شرک فی الرسالت کرنے والے اور اسمہ احمد کی پیش گوئی میں غلام قادیانی کو شریک کرنے والے براہی منائیں۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ

جس اسلام کو پھیلانے کے لئے رسول خدا ﷺ ۲۳ سال تک تکلیفیں اٹھائیں۔ صحابہ کرامؓ نے دن رات ایک کر دیا۔ تابعین تبع تابعین، مجددین، مجتہدین، مفسرین، محدثین و دیگر علمائے اسلام نے بصد مشکل اہل اسلام کی تعداد بقول مرزا قادیانی نوے کروڑ تک پہنچائی تھی۔ ان حضرات یعنی المشرکوں کے مصداقوں نے اور ”اسمہ احمد“ کے فرضی مصداق نے سب کے سب نوے کروڑ

اہل اسلام کو کافر قرار دیا۔ صرف اس وجہ سے کہ ”اسمہ احمد“ کا مصداق کیوں رسول مدنی کو قرار دیتے ہیں۔ ”لہذا ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں۔“

حالات مرزائے قادیانی، رسول مدنی کی زبانی

..... ”اللہم انی اعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال“ رسول خدا ﷺ نے اپنی امت کو ہر نماز میں یہ دعا پڑھنے کو ارشاد فرمایا کہ خداوند! ہم مسیح دجال (جس کی خبر ہرنبی نے اور خصوصاً مسیح نے دی تھی کہ وہ آ کر ۱۸۸۲ء میں کہے گا کہ میں ہی مسیح ہوں) کے فتنے سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

.....۲ ”ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال“ نیز فرمایا کہ ہرنبی نے اپنی امت کو مسیح دجال کے فتنے سے ڈرایا۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۷)

.....۳ ”انی انذركم كما انذربه نوح قومه“ میں بھی تم کو اس کے فتنے سے ڈراتا ہوں۔ جس طرح نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ)

.....۴ اور اس کی علامت یہ ہوگی کہ وہ کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ کیونکہ مسیح ابن مریم نبی تھا اور میں اس کے نام پر آیا ہوں۔ لہذا میں بھی نبی ہوں۔ ”وانا اخر الانبیاء“ اور حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جو کہے کہ میں مسیح اور نبی ہوں۔ تم سمجھ لو کہ یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

.....۵ ”یا عباد اللہ فاثبتوا فانہ یبدا فیقول انا نبی لا نبی بعدی“ اے اللہ کے بندو! میری امت کے لوگو! تم ثابت قدم رہنا اور اس کے ”انا نبی“ کہنے پر اعتبار نہ کرنا۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۷)

.....۶ نیز فرمایا کہ اس کا خروج خراسان سے ہوگا۔ ”یقال لہا خراسان“ (ترمذی مشکوٰۃ) یعنی وہ دجال خراسانی ہوگا۔

مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد خراسان سے ہی نکلے تھے۔ دیکھو (سوانح مسیح موعود ص ۲)

.....۷ ”یاتی المسیح من قبل المشرق“ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مسیح دجال مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ (مسلم مشکوٰۃ)

چنانچہ قادیان مدینہ سے مشرق کی طرف ہے۔ جس کا آپ نے ارشاد فرمایا۔

۸..... ”ویکثر الزلازل“ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ) نیز فرمایا کہ دجال کے وقت زلزلے لکھرت سے آئیں گے۔

چنانچہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء، ۶ فروری ۱۹۰۶ء میں اور اس کے علاوہ کئی زلزلے آئے ہیں۔

۹..... ”یتبع الدجال من امتی سبعون الفا“ اور فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی جو پہلے ”اسمہ احمد“ کا مصداق مجھ کو قرار دیتے تھے۔ اس کے ساتھ مل کر اس کا مصداق اس مسیح دجال کو قرار دیں گے۔ (مشکوٰۃ)

۱۰..... ”یتبعہ اقوام“ میری امت کے علاوہ اور کئی قومیں عیسائی، سکھ، یہودی وغیرہ بھی اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

۱۱..... ”معہ اصناف الناس“ اس کے ساتھ ساتھ قسم قسم کے لوگ ہوں گے۔

(کنز العمال ص ۴۷۷)

۱۲..... ”وانہ لا یبقی شی من الارض الا ووطنہ وظہر علیہ الامکة و المدینة“ اور فرمایا کہ مسیح دجال کا اثر دور دور ملکوں میں پھیل جائے گا۔ لیکن وہ خود اور اس کے مبلغ اور اس کا اثر وغلبہ مکہ اور مدینہ میں نہیں جاسکے گا۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲۸)

چنانچہ مرزا قادیانی کو حج بیت اللہ اور مدینہ کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔

۱۳..... ”معہ بمثل الجنة والنار“ اور اس کا ایک فرضی بہشت (بہشتی مقبرہ) ہوگا۔ جوئی الحقیقت دوزخ ہے اور ایک دوزخ یعنی اپنے مخالفوں کو جہنمی قرار دے گا۔ (بخاری مشکوٰۃ ص ۴۷۳)

۱۴..... ”یأتی علی القوم فیدعوہم فیؤمنون بہ ثم یأتی القوم فیدعوہم فیردون علیہ قولہ“ پھر وہ مسیح دجال ایک قوم کے سامنے دعویٰ پیش کرے گا وہ مان لیں گے اور ایک دوسری قوم کے سامنے وہ دعویٰ مسیحیت پیش کرے گا۔ لوگ اس کا دعویٰ اس کے منہ پر مار دیں گے اور کہیں گے کہ آپ تمیں دجالوں میں سے ایک دجال ہیں۔ آپ اپنا دعویٰ اپنے پاس رکھئے اور تشریف لے جائیئے۔ (مسلم و مشکوٰۃ)

۱۵..... ”فیقول رجل من المؤمنین لا نطلقن الی هذا الرجل فانظرن اهو الذی انذرنا رسول اللہ ﷺ ام لا“ پھر مسلمانوں میں سے ایک شخص زبردست مناظر اس کے مقابلہ کے لئے اس کے گاؤں (قادیان) میں جائے گا اور کہے گا کہ میں اس سے مناظرہ کر کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ وہی مسیح دجال ہے۔ جس سے ہم کو رسول ﷺ نے ڈرایا ہے یا کوئی اور ہے۔ پھر وہ واپس آ کر لوگوں میں اس کی دجالیت کا اعلان کرے گا۔ (کنز العمال)

چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب قادیان گئے اور مقابلہ کے لئے بلایا اور وہ حضرت سامنے نہ آئے۔ آخر انہوں نے واپس آ کر ان کی بطلت کا اعلان کر دیا اور فرمایا:

رسول قادیانی کی رسالت
بطلت ہے بطلت ہے بطلت

۱۶..... ”لیصحب الرجال اقوام یقولون انا لنصحابہ انا لنعلم انه الکافرو لکننا لنصحابہ ناکل من طعامہ“ بہت سے مولوی یا ملازمت پیشہ لوگ اس کے ساتھ مل جائیں گے اور دل میں کہیں گے کہ ہم جانتے ہیں کہ مدعی نبوت کافر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہم خیال ہونے سے ہمیں تنخواہ مل جاتی ہے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۹۲)

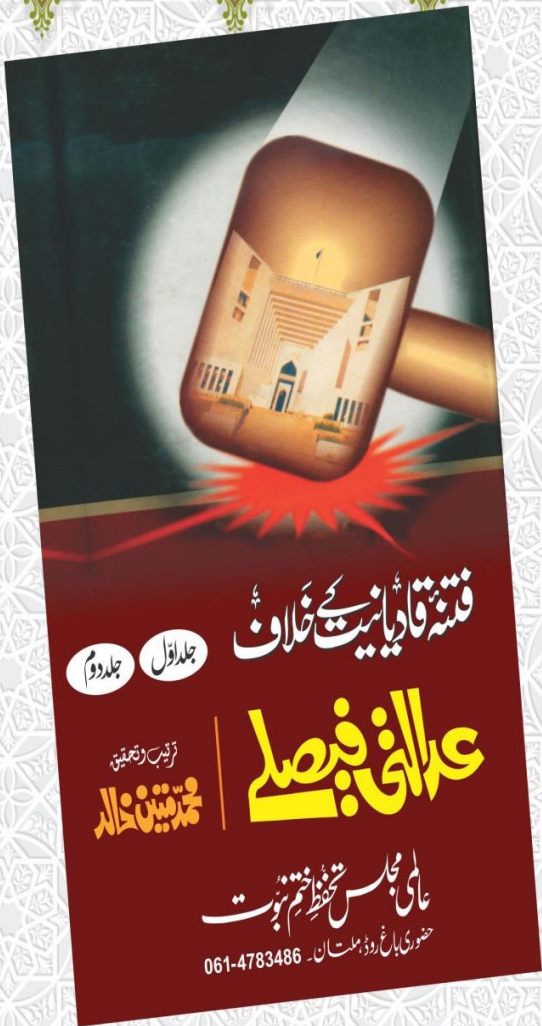
۱۷..... ”ویبعث معہ الشیاطین تکلم الناس“ بہت سے مولوی شیطان خصلت اس کے دعویٰ نبوت کی نہ صرف تصدیق کریں گے۔ بلکہ دوسرے لوگوں سے مناظرہ بھی کریں گے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۱۰۴)

۱۸..... ”ما من نبی الا قد انذر امتہ“ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ڈرایا۔ جو کہے گا کہ میں مسیح ہوں اور دعویٰ نبوت کرے گا۔ (بخاری و مسلم، ابن ماجہ وغیرہ)

۱۹..... مرزا قادیانی اس کی تصدیق فرماتے ہیں کہ ”میرے آنے کی تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ (تذکرہ شہادتین ص ۶۲ خزائن ج ۲ ص ۶۳۳)

۲۰..... نیز مرزا قادیانی اقرار کرتے ہیں کہ ”ہاں، میں وہی ہوں۔ جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔“ (فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۵۱)

چھوڑ دو نا حق جھگڑا مرنے والا مر گیا
اپنے دعویٰ کو وہ بندہ آپ جھوٹا کر گیا



جلد اول جلد دوم

قانون کا راجہ کے خلاف

ترتیب و تصدیق
محمد عتیق خاں

عدالتی فیصلے

عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت
حضورِ باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486